

روسیاد منظر راویپندی

گُشتاں خ کون

راویپندی میں آؤنے والا تاریخی منظر

ہمیں اپنی سرچشماں میں اصل شہریت منظر کے لیے اپنے اکبرین کی سب سے بڑی
کفریہ قتل اوریا اپنے ملک کے تین جید علماء پر قہری کی انگریزوں کی

مہاجرین اہل سنت و جماعت (بریلوی) و غیر مسلمین مہاجرین (الجمہوریت)

پیشکش کنندہ
طالب الرحمن

پیشکش کنندہ
مجتہدین قریبی

موقعہ: سکینا امیتیا از حکیم شہزاد کاظمی

رویداد منظرہ راولپنڈی

گُستاخِ کون

راولپنڈی میں ہونے والا تاریخی منظرہ

جس میں پہلی مرتبہ اہل اہل حدیث منظرہ اپنے اکابرین کی عبادت کو
کفریہ قرار دیا اور اپنے منہ کے تین جید علماء پر فتویٰ کفر صحت در کیا۔

مناظرہ مابین اہل سنت و جماعت (بریلوی) و غیر مقلدین وہابی (الجمہوریت)

وہابی مناظرہ
ہدایت نویس طالب الرحمن
ڈاکٹر

مناظرہ اہل سنت
ملک محمد صنیف قریشی

مرتب: سید امتیاز حسین شاہ کاظمی

اسلامک بک کالپوریشن

اقبال روڈ، راولپنڈی

فون نمبر 051-5536111-0345-5543797

marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	﴿.....☆.....﴾	روائیداد مناظرہ۔ گستاخ کون؟
مرتب	﴿.....☆.....﴾	سید امتیاز حسین شاہ کاشمی
نظر ثانی	﴿.....☆.....﴾	ڈاکٹر عبدالناصر لطیف
ترتیب و تزئین	﴿.....☆.....﴾	حافظ محمد سلیم ضیائی
پروف ریڈنگ	﴿.....☆.....﴾	حافظ محمد منیر حیدری
کیوزنگ	﴿.....☆.....﴾	محمد شاہد خاقان
اشاعت اول	﴿.....☆.....﴾	5500
ڈیزائن	﴿.....☆.....﴾	عاطف بٹ
قیمت	﴿.....☆.....﴾	400 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ احمد نیک کارپوریشن، راولپنڈی ☆ مکتبہ مہریہ، ریلوے روڈ، گوجرانولہ
- ☆ ریدائل بک کمپنی، راولپنڈی ☆ مکتبہ فیضانِ ملت، آمنہ مسجد، ڈھوک علی اکبر
- ☆ مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی ☆ جامعہ مہریہ ضیاء العلوم، حسن ٹاؤن، ایبٹ آباد

نوٹ: کتاب پڑھیں اگر کہیں کوئی کیوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا ریٹ
فرض پورا کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

ادارہ

روسیہ اد مناظرہ راولپنڈی کی خصوصیات

1. پہلی دفعہ وہابی مناظر نے عبارات کو گستاخانہ تسلیم کر لیا۔
2. پہلی دفعہ اپنے جید علماء، سید احمد رائے بریلی، عبدالحی بڑھانوی اور عنایت اللہ اثری پر کفر کا دو ٹوک فتویٰ دیا۔
3. دلائل باہرہ سے عاجز آکر اپنے امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی اور دیگر اکابرین کا انکار کر دیا۔
4. وہابیوں کی طرف سے کیئے گئے تمام اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔
5. پہلی دفعہ اہل حدیث نام کی حقیقت کسی مناظرے میں مکشف ہوئی۔
6. پہلی دفعہ کتاب "مراط مستقیم" کا وہابی غیر مقلدین کی طرف سے انکار ہوا اور کثیر حوالہ جات سے جواب دیا گیا۔
7. وہابیوں نے حزاب صحابہ گرانے کا اعتراف کیا۔
8. پہلی دفعہ کسی مناظرے میں وہابی مناظر نے اپنی "خزیر" سے برابری کا اعتراف کیا۔
9. وہابیوں کی کئی نئی گستاخیاں سامنے آئیں جو اس سے قبل منہر شہود پر نہ آئی تھیں۔
10. دوران مناظرہ جانب مخالف سے قبول حق اور اپنے اکابرین سے اعلان برأت
11. تمام وہابی اعتراضات کے منہ توڑ جواب کہ بیگانے بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔
12. "وحدۃ الوجود" اور "سطحیات اولیاء" کے حوالے سے پہلی مرتبہ نئی تحقیقات۔
13. گھوڑا، شجر دیگر مادی اشیاء خدا کا عین ہیں، اسماعیلی عبارت کا پہلی مرتبہ تقابل میں استعمال اور وہابی مناظر کی تہی رامنی کا دلکش نظارہ۔
14. مجاہذیب کے حوالے سے ہونے والے سوالات کے دلکش ومنہ توڑ جوابات

نیز صفحہ --- ہر تقریر --- دلچسپ --- معلوماتی --- اور جذباتی

حاشیہ روسید اد مناظرہ میں

- لزوم کفر والتزام کفر کی نئی اور پراثر تحقیق۔
- شاہ اسماعیل غیر مقلد ہے دو درجن سے زائد حوالہ جات۔
- "مقابیسیس المجالس" حضرت خواجہ غلام فرید کی طرف غلط منسوب ہے آپ کے ملفوظات نہیں۔ پہلی مرتبہ بے نظیر تحقیق۔
- شطیحات اولیاء پر بے نظیر تحقیق۔
- مسئلہ وحدۃ الوجود کی بے نظیر تحقیق۔
- ابن عربی اور ابن تیمیہ پر جامع مضامین۔
- امام اعظم رضی اللہ عنہ پر سرجی ہونے کا الزام اور اس کا مسکت جواب۔
- مزار پر کنیز کا چڑھا داور ست ہے۔۔۔۔۔ پہلی مرتبہ مسکت جواب۔
- حضرت خضر علیہ السلام کی توہین کے حوالے سے اعتراض کا منہ توڑ جواب۔
- انبیاء و اولیاء خدا کے سامنے چہار سے زیادہ ذلیل ہیں، کے جواب میں پیش کی جانے والی میٹھی والی روایت کا بے نظیر جواب۔
- عبدالحی بذہانوی اور سید احمد بریلوی، نواب وحید الزمان غیر مقلدین کے مسئلہ بزرگ ہیں (حوالہ جات)۔
- حیات انبیاء کے حوالے سے بہترین تحقیق۔
- دہائیوں کی مزید گستاخیاں۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

مضامین

- 21 مناظرہ کسے کہتے ہیں اور سب سے پہلے مناظرہ کس نے کیا
- 25 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے شکست کھا کر دو ہزار خارجیوں نے توبہ کی
- 26 ابن تیمیہ کو مناظرہ میں شکست ہوئی
- 29 ہندوستان میں باطل قوتوں کو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں نے سرنگوں کیا
- 32 مناظر اسلام مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کے مناظرانہ کارنامے
- 41 مناظرے کا پس منظر
- 43 موضوع مناظرہ، شرائط مناظرہ
- 46 جائے مناظرہ
- 47 آغاز مناظرہ
- 48 مناظرین و معاونین کا تعارف
- 51 مناظر اسلام کی پہلی تقریر
- 52 وہابی گستاخ ہیں؟ دعویٰ پر پہلی دلیل
- 56 وہابی مناظر (جوابی تقریر)
- 57 متنازع عبارت شاہ اسماعیل کی نہیں
- 59 عبارت سے انکار بھی اور اس کا دفاع بھی؟
- 61 مناظر اہل سنت تقریر نمبر 2
- 63 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کے بغیر نماز مکمل ہی نہیں ہوتی
- 64 اہل حدیث وہابی ہیں
- 65 وہابی مناظر کی چوری چکاری مکی

- 66 اہل حدیث نام انگریزوں نے الاٹ کیا۔
- 66 صراط مستقیم غیر مقلدوں کے امام شاہ اسماعیل کی ہے (حوالہ جات)۔
- 70 وہابی مناظر (جوابی تقریر نمبر 2)۔
- 70 شاہ اسماعیل دہلوی کی بزرگی کا انکار، متفقہ شخصیت کو متنازع قرار دیا۔
- 73 فیصلہ کن سوڈ، وہابی مناظر نے صراط مستقیم کی عبارت کو کفریہ قرار دے دیا۔
- 73 عبارت صراط مستقیم کا وہابیوں کی طرف سے سو سال سے
- زائد عرصے سے دفاع ہوتا رہا۔
- 76 مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 3)۔
- 77 شاہ اسماعیل غیر مقلدوں کا امام ہے (حوالوں کی بھرمار)۔
- 83 قرآن کو دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور شرم گاہ پر نظر پڑنے
- سے نماز نہیں ٹوٹتی (عبارت کا جواب)۔
- 85 مناظرہ کی اثر انگیزی۔ ایک نوجوان کا دوران مناظرہ اعلان حق
- 86 تقویۃ الایمان کی عبارت۔ دعویٰ پر دوسری دلیل
- 87 وہابی مناظر (جوابی تقریر)۔
- 87 متنازع عبارت عبدالحی کی ہے شاہ اسماعیل کی نہیں۔
- 88 وہابی مناظر کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔
- 89 صراط مستقیم پوری کی پوری شاہ اسماعیل کی ہے (ناقابل تردید ثبوت)۔
- 94 مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 4)۔
- 95 شاہ اسماعیل غیر مقلدوں کا امام ہے اور صراط مستقیم اسی کی تحریر ہے۔
- 96 وہابیوں نے نبی پاک ﷺ کی عزت بڑے بھائی جتنی بتائی
- 97 صحابہ رضی اللہ عنہم کا انداز ادب۔
- 99 وہابی مناظر (جوابی تقریر)۔

- 130 نبی پاک ﷺ سر کر مٹی میں مل گئے؟
- 131 سارے نبی ﷺ ولی جزائے اللہ کے آگے چہارے زیادہ ذلیل؟
- 131 وہابی خنزیر کے برابر۔ وہابی مناظر کا اعتراف۔
- 132 آدم علیہ السلام سے شرک فی الطاعة ہوا تھا۔
- 133 وہابی مناظر (جوابی تقریر)۔
- 133 آدم علیہ السلام کو مشرک کہا تو کیا فرق پڑا۔
- 134 ذکر بالتخصیص اور ہے اور عمومی ذکر اور ہے (حاشیہ)۔
- 135 چھوٹی بڑی مخلوق اللہ کے آگے چہارے زیادہ ذلیل ہے۔
- 135 کے ممکنہ جواب کے بارپور بکھر گئے (حاشیہ)۔
- 137 انبیاء ﷺ کے جسم اپنی قبروں میں صحیح سلامت رہتے ہیں (حاشیہ)۔
- 141 نواب وحید الزمان غیر مقلدوں کا امام ہے۔
- 144 مقابیس المجالس کس کی تصنیف ہے۔
- 145 مقابیس المجالس خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کی طرف غلط منسوب ہے یہ ایک
- مرزائی نواز مولوی کی تحریر ہے۔
- 155 مناظر اہل سنت (آخری تقریر)۔
- 155 مقالات کاظمی سے حاصل کی گئی تائید کا جواب۔
- 156 غنیۃ الطالبین کا غلط حوالہ دیا گیا۔
- 157 اونچی قبریں ملاو۔ حدیث کا اصل مفہوم، کن قبور کو گرانے کا حکم دیا گیا؟
- 159 وہابیوں نے حضور ﷺ کے والدین کو کافر لکھا ہے۔
- 160 سید حسین الدین شاہ صاحب کو شاگرد کی طرف سے خراج عقیدت۔
- 161 ثابت ہو گیا کہ اہل حدیث گستاخ مذہب ہے۔
- 162 ترجمہ حصہ اول۔

- 162 دوران مناظرہ پیش کی گئی عبارات پر اجمالی نظر
- 163 قکت وقت کے باعث مناظرہ میں پیش نہ کی جاسکے والی عبارات اور ان کی وضاحت
- 163 نبی پاک ﷺ کے روضہ کی طرف سفر کی نیت کرنا شرک ہے
- 163 گستاخانہ عبارت کا رد
- 166 رسول ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو جا عبارت کا رد
- 167 جیسے گاؤں کا چرحدری سردار۔ دیے نبی است کا سردار۔ عبارت کا رد تبلیغ
- 168 نبی ﷺ کے مزار سے آنے والی آواز شیطان کی ہوتی ہے عبارت
- 170 جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا
- 170 جس نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ حالت بیداری میں بھی دیکھے گا
- 172 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت۔ حجرہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا
- 174 اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں، انگلیاں، کندھے ہیں (عبارت کا رد)
- 175 اللہ کے لئے مکان کا اثبات اور اس کا رد
- 178 اللہ کے لئے علم آسمانی کا اثبات اور اس کا رد
- 179 اللہ عرش پر ہے ہر جگہ نہیں۔ گستاخی کا رد
- 180 اللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ گستاخی کا رد
- 183 اللہ تعالیٰ کے علم ابدی کا انکار اور اس کا رد
- 185 اللہ کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے (عبارت کا رد)
- 186 نبی، ولی، جھوٹ، پری میں فرق نہیں (عبارت کا رد)
- 187 حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ کے والد یوسف تھے (معاذ اللہ) (اس کفر کا رد)
- 188 شفاعت انبیاء کا انکار اور اس کا رد
- 192 اللہ کے سوا کسی کو نہ مان (گستاخی کا رد)
- 193 نبی پاک گناہ تھے؟ غلط ترجموں کی نشاندہی

- 193 ہابی تراجم میں تقدیس الوہیت و مقام رسالت کا خیال نہیں رکھا گیا۔
- 194 ایک عیسائی کا قریشی صاحب سے مکالمہ تراجم کے حوالے سے دردمندانہ اپیل۔
- 197 راجم کے حوالے سے دردمندانہ اپیل۔
- 203 ہابیہ کی طرف سے صحابہ کرام کی گستاخیاں۔
- 204 صحابہ کے گستاخوں کے ساتھ، بیٹھنا، کھانا، پینا، نکاح کرنا منع ہے۔
- 207 غیر مقلدوں کی قادیانیت نوازی۔
- 208 معمولات مرزا اور معمولات غیر مقلدین۔
- 210 و سراد عوی: وہابی مناظر (تقریر نمبر ۱)۔
- 210 نطیحات اولیاء کے حوالے سے اعتراضات۔
- 213 زائد فریدیہ کے حوالے سے وہابی مناظر کی شاطرانہ چال۔
- 217 وہابی تقریر از مناظر اہل سنت۔
- 217 تصور مظہر ذات مصطفیٰ ہیں۔
- 218 اللہ کی صفات کا اطلاق بندوں پر ہو سکتا ہے۔
- 220 ناہ ولی اللہ غیر مقلدوں کے مسلمہ بزرگ ہیں۔
- 222 نطیحات اولیاء پر اعتراض کا مسکت جواب۔
- 227 سالہ نطیحات اولیاء۔
- 228 شطح کی لغوی و اصطلاحی تعریف۔
- 232 شطح کے لغوی و اصطلاحی معنی میں مشابہت۔
- 233 شطح کا حکم۔
- 234 اپنی مرایض شرعاً مرفوع القلم ہوتا ہے۔
- 234 طح کا استدلال حدیث مسلم سے۔
- 235 ارفین پر جنت و دوزخ کا حکم نہ لگاؤ (حدیث رسول ﷺ)۔

- 236 مار نہیں سے مراد مجاذب ہیں۔
- 237 کسی مسلمان کے کلام پر بدگمانی نہ کرو (فرمانِ فاروقِ اعظم)
- 238 شطوطی تشریحات حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال
- 239 صوفی کی زبان پر شطوطیوں جاری ہوتی ہے۔
- 240 شطوطیات اولیاء کی ہر ممکن تاویل کی جائے گی
- 241 "جس کو تم خدا کہتے ہو ہمارے نزدیک محمد ہے"
- 241 شطوطی تاویل از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- 242 لا الہ الا اللہ محمد رسول میں دو شرک ہیں۔ شطوطی تاویل
- 243 "لا الہ الا اللہ صادق رسول اللہ کی تاویل از اشرف علی تھانوی
- 244 علامہ ابن تیمیہ اور شطوطیات
- 245 علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک صوفیاء تین قسم پر ہیں۔
- 246 "شطوطیات" صاحب سکر صوفیاء سے صادر ہوتی ہیں اور وہ معذور ہیں۔
- 246 لکن تیمیہ کا اعتراف
- 247 صاحب حال شخصیت سے عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی ہیں
- 247 لہذا انہیں ان کے حال پر چھوڑا جائے گا۔
- 249 حالت جذب و سکر میں نماز بھی چھوٹ جائے تو صاحب حال مطعون نہ ہو گا۔
- 250 صاحب سکر معذور ہیں انہیں اذیت نہ دی جائے (ابن تیمیہ کا فتویٰ)
- 251 شیخ شلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال بزرگ تھے اس کے باوجود وہ معذور و ماجور ہیں
- 252 شطوطیات اولیاء کے متعلق علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ کن نظریہ
- 253 علامہ ابن تیمیہ اور مقام فنا
- 255 شطوطیات کا صدور صوفی کے مقام فنا کی وجہ سے ہوتا ہے
- 257 علامہ ابن تیمیہ کی عبارات کا نچوڑ

- 260 امام غزالی رحمہ اللہ اور شطیحات صوفیاء
- 264 امام قشیری رحمہ اللہ اور شطیحات صوفیاء
- 267 امام سیوطی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء
- 269 علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء
- 270 شطیحات کیوں صادر ہوتی ہیں؟ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی بے نظیر تحقیق
- 271 غلبہ حال کی بدولت صاحب سکر اولیاء معذور ہیں علامہ ابن حجر کا فتویٰ
- 274 ابن منصور الحلان رحمہ اللہ کو غوث پاک رحمہ اللہ نے معذور قرار دیا ہے
- 275 مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء
- 275 مجدد الف ثانی غیر مقلدین کے سلسلہ بزرگ ہیں
- 277 "جسے تم خدا کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد ہے" شطیحات کی تاویل از مجدد الف ثانی
- 280 منصور کے قول "انا الحق" اور صوفیاء کے دیگر شطیحات کی تاویل
- 282 مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بھی حالت سکر سے کیف ہوئے
- 283 مجدد صاحب رحمہ اللہ سے صادر ہونے والی شطیحات اور مجدد صاحب کا اقرار
- 284 منصور کے کلام "انا الحق" اور "سجانی ما اعظم شانی" کا بھرپور دفاع از مجدد پاک
- 286 علامہ آلوسی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء
- 287 امام لودوی رحمہ اللہ اور شطیحات
- 287 اولیاء کے کلام کی ستر و جوہ تک تاویلیں کرو (امام لودوی کا ارشاد)
- 288 شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اور شطیحات
- 288 شطیحات کی وجہ سے صوفیاء پر طعن درست نہیں بلکہ سکوت و تسلیم لازم ہے
- 289 بزرگوں کے شطیحات کی تاویل کرو یا سکوت (محدث دہلوی کی وصیت)
- 290 علامہ ابن عیینہ الناس رحمہ اللہ اور شطیحات
- 290 شطیحات محبت الہی میں بگڑنا رگوں سے صادر ہوتی ہیں

ردید او مناظرہ: گستاخ کون؟

- 291 علامہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اور شطیحات
- 293 علامہ ابن قیم اور شطیحات صوفیاء
- 294 صاحب شطیحات رحمۃ اللہ علیہ ہے۔۔ ابن قیم کا فتویٰ
- 295 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شطیحات
- 295 شاہ ولی اللہ غیر مقلدین کے بزرگ ہیں (مستند کتب اہل حدیث سے حوالہ جات)
- 297 بزرگوں کی خطا پکڑنا عین خطا ہے
- 298 شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ علیہ کی شطیحات اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع
- 300 شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الحلاج
- 302 نواب صدیق حسن بھوپالی اور شطیحات
- 303 نواب صاحب اور ابن منصور الحلاج
- 304 مولوی عبد اللہ رد پڑی اور شطیحات
- 305 انور شاہ کاشمیری اور شطیحات
- 306 حاجی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر کی اور شطیحات
- 307 رشید احمد گنگوہی اور شطیحات
- 308 اشرف علی تھانوی اور شطیحات
- 309 حالت سکر میں کی گئی خود کشی اور اس کا جواب
- 311 اگر درخت سے "انا اللہ" کی آواز آسکتی ہے تو منصور سے کیوں نہیں؟
- 312 اہل اللہ سے بدگمانی کرنے میں سوہ خاتمہ کا اندیشہ ہے (تھانوی صاحب کی تنبیہ)
- 315 "قسم بقبلہ رونے تو یا رسول اللہ" کی توجیہ از تھانوی
- 316 مافقین کو ان کی حالت پر چھوڑ دو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- 317 تھانوی صاحب کا شطیحات پر حدیث سے استدلال
- 318 قادی طیب دیوبندی اور شطیحات

- 318 شطیحات کے بارے میں مسلک دیوبندی یہ ہے کہ
- 320 ملکی اعظم من ملک اللہ کی توجیہ
- 321 سنتیں ترک کرنے پر نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی
- 323 خواجہ غلام فرید اور شطیحات
- 324 مرتضیٰ حسن دیوبندی اور شطیحات
- 325 عبدالشکور دیوبندی اور شطیحات
- 326 مجذوب، اللہ کا ولی ہوتا ہے
- 326 مجذوب مقام قرب پر فائز ہوتا ہے
- 329 کیفیت جذب کیا ہوتی ہے
- 330 مجذوب کسے کہتے ہیں
- 333 مغلوب الحال لوگوں کی تین قسمیں ہیں
- 333 مست، قلندر، مجذوب کیا ہوتا ہے
- 335 ایک مستانہ مجذوب اور اہل حدیث حضرات
- 336 مجذوب معذور ہوتا ہے اور اللہ کا ولی بھی
- 339 مجذوب کا تصرف، گھر بیٹھے سمندر میں لونا پکڑا دیا
- 340 کارخانہ نگوین مجذوبوں کے ہاتھ میں ہے
- 341 تھانوی صاحب مجذوب کی دعا سے پیدا ہوئے
- 342 اولیاء و انبیاء کو علم غیب حاصل ہوتا ہے
- 343 مجذوب نے عالم بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کروادی
- 343 اپنے آپ کو "رب العالمین" کہنے والے کی نماز جنازہ دیوبندی علماء نے پڑھوائی؟
- 344 مجذوب نے مستقبل کی خبر دے دی
- 345 "اللہ کے گھر والی" مجاذیب کی پر اسرار دنیا کی عجیب کہانی

- 348 اولیاء کی عداوت سے پھر ان کے گوشت ذہر آلود ہیں۔
- 349 جس نے ولی کی توہین کی اس کا خاتمہ برا ہو گا۔
- 350 جب دل اللہ سے بے گانہ ہو جائے اس وقت اولیاء اللہ کی شان میں بد گوئی لاحق ہوتی ہے۔
- 350 صوفیاء میں اللہ کے مقرب بھی ہوتے ہیں (ابن تیمیہ کا اعتراف)۔
- 351 شیخ محمد الف ثانی رحمہ اللہ کے شطیحات۔
- 352 میں اللہ کا مرید ہوں (مجدد صاحب کی شطیح)۔
- 355 میں صدیق اکبر رحمہ اللہ کے مقام پر پہنچ گیا (مجدد صاحب رحمہ اللہ کی شطیح)۔
- 357 ہماری ملت کافری ہے (مجدد صاحب کی شطیح)۔
- 360 چند شطیحات کے محال۔
- 360 حضرت بایزید کی شطیح "لا الہ الا انا فاعبدونی" کی تاویل۔
- 362 حضرت بایزید رحمہ اللہ صاحب تقویٰ و صاحب کرامات ولی تھے۔
- 362 شیخ ابو بکر شبلی رحمہ اللہ کی شطیحات کی تاویل۔
- 363 جہنم پر قہوک دوں تو اسے بھادوں۔
- 363 شبلی رسول اللہ کی تاویل۔
- 365 رسول اللہ نے خواب میں شیخ شبلی کا ماتھا چرا۔
- 365 "صلی اللہ علیک یا محمد" پڑھنے پر حضور کی کرم نوازی۔
- 366 حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ کی شطیحات کی تاویل۔
- 367 حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمہ اللہ کی شطیحات کی تاویل۔
- 367 حضرت محمد بن سونی فرغانی رحمہ اللہ کی شطیح کی تاویل۔
- 369 آخری گزارش۔

بسم الله الرحمن الرحيم

- ماہنامہ اور نظریہ و عملہ الجبر

- 441 اشرف علی تھانوی صاحب اور نظریہ وحدۃ الوجود
- 442 دیوبندی علماء اور نظریہ وحدۃ الوجود
- 444 امام احمد رضا خاں صاحب اور نظریہ وحدۃ الوجود
- 449 شیخ محی الدین ابن عربی اور علمائے امت
- 449 شیخ ابن عربی کے مختصر حالات زندگی
- 451 ابن تیمیہ صاحب اور ان کے قبیحین نے ابن عربی کی تکفیر کی
- 452 ہزاروں اولیاء شیخ اکبر کے حمایتی ہیں
- 453 حضرت شہاب الدین سرودی اور امام رازی ابن عربی کے عقیدت مند
- 456 امام شعرانی نے ابن عربی کو ولی عظیم لکھا
- 460 امام ذہبی نے بھی شیخ اکبر کی عظمت کا اعتراف کیا
- 461 متعدد صوفیاء و علماء کی شیخ اکبر سے عقیدت
- 475 شیخ مجدد الف ثانی کا شیخ اکبر کو خراج عقیدت
- 476 امام ابن حجر کی اور شیخ اکبر
- 477 غیر مقلد امام نذیر حسین دہلوی نے شیخ اکبر کی حمایت میں مناظرہ کیا
- 479 شاہ اللہ امرتسری صاحب اور شیخ اکبر ابن عربی
- 480 شاہ اسماعیل دہلوی اور شیخ اکبر ابن عربی
- 481 نواب صدیق حسن بھوپال اور ابن عربی
- 483 علمائے دیوبند اور شیخ اکبر
- 486 بے شمار اولیاء نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے
- 487 کیا یہ انصاف ہے؟
- 488 غیر مقلدین مناظر ڈاکٹر طالب الرحمن کو وحدۃ الوجود کے معاملے میں غلطی لگی
- 488 موجودہ دور کے غیر مقلد عالم کا ابن عربی کی تکفیر کرنا

- 531 امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض اور اس کا رد۔
- 536 سنی مناظر (جوابی تقریر) مولانا چمروی کی عبارت پر اعتراض کا جواب۔
- 537 عیسائی قتل ہو گئے۔ عبارت کا منہ توڑ جواب۔
- 539 وحدۃ الوجود کا برین اہل حدیث کا بھی عقیدہ رہا ہے۔
- 540 تشبیہ میں من کل الوجوہ مشبہ اور مشبہ بہ کا ایک جیسا ہونا لازم نہیں آتا۔
- 542 (تمہ گفتگو) نقل والے کے پیچھے فرض والے کی جماعت درست نہیں۔
- 544 وہابی مناظر (تقریر نمبر 4)۔
- 546 لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ اور شیخ شبلی کی تکفیر۔
- 547 عنایت اللہ اثری وہابی بھی کافر ہو گیا۔
- 548 عقل نہ ہو تو موجاں ہی موجاں وہابی نقد کی جھلک۔
- 551 سنی مناظر (جوابی تقریر)۔
- 552 شاہ ولی اللہ صاحب غیر مقلد تھے؟
- 553 گھوڑا، شجر، حجر، ڈنگر سب عین خدا ہیں (اسماعیل فتویٰ)۔
- 554 وہابی مناظر نے رضاعی بہن سے نکاح جائز قرار دے دیا۔
- 556 مرزا قادیانی کا نکاح نذیر حسین دہلوی نے پڑھوایا۔
- 557 مزار پر کنیز کا چڑھاوا۔۔۔ اعتراض کا منہ توڑ جواب۔
- 561 وہابی مناظر (تقریر نمبر 5)۔
- 562 جنید بغدادی کی ایک کرامت پر اعتراض۔
- 563 دیوان محمدی پر احمد سعید شاہ صاحب کا نظم کی تقریظ نہیں۔
- 565 سنی مناظر (جوابی تقریر)۔
- 568 شاہ اسماعیل یزید کی طرح ہے اور یزید کافر۔

- 571 وحدۃ کی کتنی قسمیں ہیں امام اہل سنت پر کئی خداؤں کے تسلیم کا اعتراض اور اس کا جواب
- 573 شاہ ولی اللہ کے حوالے سے اعتراض کا جواب
- 575 وہابی مناظر (تقریر نمبر 6)
- 576 سوئی سہاگ، مجذوب کی مجذوبانہ حرکت والا اعتراض
- 577 دیوبندیوں سے سہارا
- 581 غنیۃ الطالبین سے حوالہ اور جواب
- 583 سنی مناظر (جوابی تقریر)
- 583 اہل الحدیث سے مراد محدثین ہیں وہابی نہیں
- 584 سوئی سہاگ کے واقع کا منہ توڑ جواب
- 585 کرامات اہل حدیث سے مجذوب کا واقعہ
- 586 تین قسم کے لوگوں سے شریعت کا قلم اٹھایا گیا ہے
- 578 وہابی یزیدی ہیں
- 589 الحمد للہ! آج وہابیوں کے چٹکے چھوٹ گئے
- 591 وہابی مناظر (آخری تقریر)
- 597 مناظرے کے بعد

پیش لفظ

الحمد لك يا رب العالمين والصلوة والسلام عليك يا اشرف الانبياء واكرم المرسلين وعلى آلك الطيبين الطاهرين واصحابك الراشدين الكاملين -

اما بعد! بسم الله الرحمن الرحيم

فن مناظرہ:

وہ علم ہے جس سے مطلوب کے اثبات کی کیفیت معلوم کی جائے یا اثبات مطلوب کے نفی کی حالت جانی جائے یا اس کے دلیل کی نفی ویت مخالف سے باعتبار صحیح و سقیم یا مسوع و غیر مسوع کے حاصل کی جائے۔

اصطلاح میں: دو آدمیوں کا دو چیزوں کے بارے میں اظہار صواب کی خاطر باہم دلائل سے بحث کرنا "مناظرہ" کہلاتا ہے۔

مناظرہ کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو تاریخ انسان کے پہلے مناظر جناب حضرت آدم علیہ السلام قرار پاتے ہیں۔ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک مناظرے کا ذکر ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدم و موسیٰ علیہما السلام نے ایک دوسرے سے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا تو حضرت آدم علیہ السلام اس مناظرے میں جناب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہی آدم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا اور آپ کو اپنی جنت میں رہنے کو جگہ عطا فرمائی اور پھر آپ نے اپنی خطا سے

لوگوں کو زمین پر اتارا؟۔ جناب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا آپ وہ موسیٰ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بنا کر اور آپ سے کلام فرما کر چن لیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تورات کی تختیاں عطا فرمائیں جن میں ہر بات کا بیان ہے اور آپ کو اپنے قریب کیا سرگوشی کے لئے اور یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تورات کو میرے پیدا ہونے سے کتنا عرصہ قبل لکھا ہے؟ جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چالیس سال پہلے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تو کیا آپ نے تورات میں نہیں پڑھا کہ آدم نے اپنے رب کے فرمان کے خلاف کیا اور۔۔۔۔۔ مگرے جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے پڑھا ہے۔ جناب حضرت آدم نے فرمایا: پھر تم مجھ کو اس کام کے کرنے پر ملامت کرتے ہوئے ہو جو میری تقدیر میں اللہ تعالیٰ نے میرے پیدا ہونے سے چالیس برس پہلے لکھ دیا تھا: آقا ﷺ نے فرمایا اس طرح آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناظروں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ آپ نے ایک مناظرہ اپنی قوم سے توحید کی بابت فرمایا کہ جس میں آپ نے انہیں لاجواب کر دیا اور دوسرا مناظرہ آپ نے نمرود بادشاہ سے کیا جس کا ذکر سورہ بقرہ میں موجود ہے۔ نمرود بادشاہ نے خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے "انا ربکم الاعلیٰ" کا قول بدتر از بول کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب تو زندہ بھی کرتا ہے اور موت بھی دیتا ہے اگر تو "الرب الاعلیٰ" ہے تو مردے کو زندہ کر اور زندہ کو موت دے دے۔ نمرود بادشاہ نے ایک سزائے موت کے قیدی کو آزاد کر دیا اور ایک بے گناہ کو قتل کر دیا اور کہنے لگا "انا احیی و امیت" دیکھ میں زندہ بھی کرتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔ نمرود کی یہ دلیل کئی طرح سے باطل تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسری دلیل دے کر اسے شکست سے دو چار کر دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (اور مغرب میں غروب کر

(دیتا ہے) تو اگر سچا ہے تو پھر اسے مغرب سے نکال کر دکھا، آپ کی اس دلیل سے وہ بہوت ہو کر رہ گیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مناظرے میں "قانع" قرار پائے۔

* اسی طرح ہمارے آقا نضر المرسلین ﷺ نے "نجران" کے عیسائیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مناظرہ فرمایا۔ نجران کے عیسائیوں کا وفد جو کہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھا اور اس میں ان کے چودہ سردار تھے اور ان سب کی قیادت ان کا "اسقف" (بڑا پادری) کر رہا تھا حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث کی۔ ان کے عقیدے کے مطابق یا تو حضرت عیسیٰ خدا تھے یا خدا کے بیٹے یا تین میں سے تیسرے۔ انہوں نے بحث میں یہ دلیل دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر خدا نہیں یا خدا کے بیٹے نہیں تو بتائیں پھر ان کا باپ کون ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا خدائی کی دلیل ہے تو پھر تو سب سے پہلے تمہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس لئے کہ وہ تو بغیر ماں اور بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اس مضبوط دلیل کا ان کے پاس کوئی جواب تو نہ تھا لیکن پھر بھی وہ حجت بازی کرنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت مباہلہ نازل فرما کر "مباہلہ" کا چیلنج دیا۔ امام الانبیاء ﷺ، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام، سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہراء و حسنین کریمین علیہم السلام کو ساتھ لے کر مباہلہ کیلئے روانہ ہوئے۔ پنجتن پاک کا نورانی قافلہ فتنہ عیسائیت کی سرکوبی کیلئے میدان کارزار کی طرف جارہا تھا چونکہ عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری حضور ﷺ کی حقانیت سے واقف تھے اس لئے ان میں سے کوئی بھی مباہلہ کے لئے حضور ﷺ کے سامنے نہ آیا اور اپنی شکست تسلیم کر کے جزیہ ادا کرنا قبول کر لیا۔

* خوارج جو کہ "حروریہ" کہلاتے ہیں، یہ وہ بد بخت لوگ ہیں جنہوں نے مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور صحابی رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد فرمایا اور ان کا فتنہ ختم کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ آپ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور چچا زاد جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ میں کیا خرابی نظر آئی ہے کہ ان سے الگ ہو گئے ہو؟ خوارج نے کہا کہ کبلی برائی تو یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کے دوران حکیم میں ثالث مقرر کروایا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان الحكم الا الله" حکم تو اللہ کے لئے ہے۔ اور دوسری برائی یہ ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر سے لڑائی کی لیکن نہ تو ان کو گالیاں دیں اور نہ ان کا مال لوٹا۔ اگر وہ کافر تھے تو ان کا مال حلال تھا اور اگر مومن تھے تو ان سے قتال حرام تھا اور قیسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلح کے وقت صلح کی تحریر سے اپنے نام کے ساتھ "امیر المومنین" لکھا ہوا کاٹ دیا تو اگر وہ امیر المومنین نہ ہوئے تو پھر "امیر الکافرین" ہوں گے؟۔ (نعوذ باللہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے کہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خدا کے دین میں آدمیوں کو "حکم" مانا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا لا تقتلوا الصيد وانتم حرم ومن قتله منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم۔ (القرآن)

اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار کو قتل مت کرو۔ اور اگر تم میں سے کسی شخص نے شکار کو قتل کیا تو اس کا بدلہ اس جانور کے مساوی دوسرا جانور ہے اور اس کا حکم (فیصلہ) تم میں سے دو معتبر شخص کریں گے۔

اب میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ "اگر اللہ کے سوالگوں کو خرگوش اور دیگر جانوروں کے شکار کے معاملے میں حکم بتا دے تو انسانوں کے خون کے معاملے میں جب کہ وہ جنگ کے ذریعے بہہ رہا ہے، ان کو حکم بتاتا کیوں درست نہیں ہے؟ آپ نے دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا کہ بتاؤ کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مالی دو گئے؟ اور ان کے معاملے کو بھی حلال جانو گئے؟ اگر ایسا کرو گئے تو تم نے کفر کیا اور اگر گمان کرو کہ وہ تمہاری ماں نہیں تو بھی تم کافر ہو گئے اور اسلام سے خارج کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انہیں ماں قرار دیا ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے۔"

اور تیسرے اعتراض کا یہ جواب دیا کہ بدکھو حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ساتھ معاہدہ فرمایا اور معاہدہ کی تحریر پر لکھا گیا کہ یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور کفار مکہ کے درمیان ہے، تو اس پر کفار نے کہا کہ قسم بخدا اگر ہم آپ کو خدا کا رسول مانتے ہوتے تو آپ کو کبھی بھی بیت اللہ کے طواف سے نہ روکتے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تحریر سے "محمد رسول اللہ" کاٹ کر محمد بن عبد اللہ لکھا۔ تو جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام سے خود رسول اللہ کا جملہ کٹوایا تو کیا وہ رسول ہیں یا نہیں؟ جب یقیناً ہیں تو اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے نام سے مخالفین کے اعتراض پر "امیر المؤمنین" کا لفظ کٹوانے کے باوجود امیر المؤمنین ہیں۔ یہ سن کر ان خوارج میں سے تقریباً دو ہزار افراد نے خارجیت سے توبہ کی اور دوبارہ اسلام کے سایہ عاطفت میں آ گئے۔

اس کے علاوہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دیگر حضرات کے مناظرے بھی بہت مشہور ہیں لیکن ان چند حوالہ جات سے یہ بتانا مقصود تھا کہ مناظرہ "فی نفسہ" کوئی بری چیز نہیں بلکہ یہ انبیاء و اولیاء کی سنت ہے اور احیائے دین کا بہترین ذریعہ بھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین کے مناظرے بھی ہوتے رہے جس طرح امام اعظم ابو حنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں، قدریہ، جبریہ، ردافض، دھریہ وغیرہ کے ساتھ بہت سے مناظرے کئے اور ترویج و اشاعت اسلام اور تحفظ ایمان کا اہم فریضہ ادا فرمایا۔ پھر اجتہادی مسائل پر آپ کے اور آپ کے شاگردوں کے مناظرے بھی ایک تاریخی حقیقت ہے، جس طرح "رفع الیدین" کے مسئلہ پر حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا مناظرہ کرنا اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کے بالقابل جواب دینے سے عاجز آنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ اور پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ۔

* اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ معتمد باللہ کے دربار میں "خلق قرآن" کے موضوع پر عبدالرحمان بن اسحاق اور احمد داؤد سے مناظرہ کرنا بھی ایک حقیقت ہے کہ جب آپ کے حریف نے "شکست" کھائی تو خلیفہ نے آپ کو کوڑے مروائے اور اسی وحشیانہ تشدد و بیہمانہ جبر و استبداد کے باعث آپ شہید ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

* اسی طرح تاریخ اسلام کا کوئی دور دینی فتنوں اور فکری و نظری سازشوں سے خالی نظر نہیں آتا لیکن علمائے حق نے ہر دور میں اسلام کی حقیقی صورت کو بچانے کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کی۔

جب آٹھویں صدی ہجری میں "علامہ ابن تیمیہ" نے اپنے تفردات کے باعث امت مسلمہ کو ایک بڑی آزمائش میں ڈالا تو اس کے بعد مناظروں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل نکلا اور خود علامہ ابن تیمیہ کو کئی مناظروں میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور بالآخر ملک الناصر کے دور میں شیخ

صدر الدین ابن الوکیل اور شیخ محمد بن عبدالرحیم صغی الدین ہندی سے مناظرہ ہارنے کے بعد آپ کو قید میں ڈالا گیا اور علامہ ابن تیمیہ کی اسی قید کے دوران وفات ہوئی۔ اسی طرح ماضی میں ہندوستان کے علمائے حق نے بھی احیائے دین کی خاطر اپنا حق ادا کیا۔ جب انگریزوں کی شہ پر خاندان ولی اللہی کے ایک سبوت ناخلف شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنے اکابر کے عقائد و نظریات کے بالکل خلاف ایک خود ساختہ عقیدہ ہندوستان میں پھیلانے کی کوشش کی، اس کی کتابوں میں یہ سو قیادہ عبارات لکھی گئیں:

➤ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔

➤ وہ تمام قیادت پر قادر ہے۔

➤ نبی ﷺ مرکز مٹی میں مل چکے ہیں۔

➤ نبی ﷺ کا ادب بڑے بھائی جتنا کرو۔

➤ مخلوق ہونے میں جن، فرشتہ، نبی، سورج، چاند، ستارے سب برابر ہیں۔

➤ نبی، ولی، اللہ کے آگے چوڑے ہمارے زیادہ ذلیل ہیں۔۔۔۔۔۔ وغیرہ ذالک

یہ وہ دریدہ دہنی تھی کہ جس نے ہندوستان کے بچے بچے کو تڑپا دیا کچھ لوگ محض خاندانی وجہات کو دیکھ کر خاموش ہو گئے لیکن اہل حق نے ہر سٹیج پر ان گمراہ کن عقائد کا ردِ مبلغ کرنا شروع کیا تو ہندوستان میں مناظروں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل پڑا۔ سب سے پہلے علامہ فضل حق خیر آبادی علمائے حق کی طرف سے میدان میں نکلے اور 1240ھ میں دہلی میں شاہ اسماعیل سے مناظرہ کیا اور باطل کو بے نقاب کیا۔

ابھی اسماعیلی فرقہ ضالہ کے عقائد باطلہ کا رد جاری تھا اور ہندوستان کے علمائے حق تقریری و تحریری مناظروں کے ذریعے ان شیطانی نظریات کے تار پور بکھیر رہے تھے کہ قادیان کی سرزمین سے انگریز کے ایک اور خود کاشتہ پودے نطفہ شیطانی، پلید آنجہانی مرزا غلام احمد

قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ علمائے و مشائخ اہل سنت نے مرزائے قادیان کی خوب خبر لی اور بالآخر فاتح قادیان، مجدد دوراں، غوثِ زمان حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب گوٹروی رحمہ اللہ نے لاہور کے چار بجی مناظرہ میں مرزائیوں کے اس کفر و منکارت کے فرعونِ نرابت کو ضربِ حیدری سے پاش پاش کر ڈالا جس کے باعث ہزاروں گمراہوں کو جادہ ہدایت نصیب ہوا۔ اور آپ کو قدمِ بقدیم اس معرکہ حق و باطل میں جانِ کائنات ﷺ کی بھرپور روحانی توجہ حاصل رہی، کچھ کہا گیا ہے:

اے دیدہ حق میں دیکھ ذرا کیا لم یزی کے جلوے ہیں
دور پردہ حضرت مہر علی، سرکارِ علی کے جلوے ہیں

ہندوستان پر اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی وہ اہل حق کو کب امن و آشتی کے ساتھ دین متین کا کام کرنے دیتے تھے، حکومت کی سرپرستی میں آریاؤں، عیسائیوں نے سر اٹھانا شروع کیا اور وادیِ مجدد کے بے کار منگریزے یک جا ہو کر دربارِ رسالت مآب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حملہ آور ہونے کی سعی مذموم میں مصروف ہوئے تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور آپ کے خلفاء و شاگردوں نے ہر میدان میں انہیں شکست سے دوچار کیا۔ اس سلسلے میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ کا نام سرفہرست ہے کہ جنہوں نے آریاؤں کو کئی میدانوں میں شکست سے دوچار کیا۔ اس کے ساتھ حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی جیسی استیوں نے عیسائیوں کے خلاف اہل حق کی طرف سے مناظرے کئے اور انہیں ہر میدان میں رسوا کیا۔ اسی دوران انگریزوں کی شہ پر مسلمانانِ ہندوستان میں نفرتوں کی دیوار کھڑی کرنے کے لئے ایک مرتبہ پھر اسماعیلی عقاید کا پرچار شروع ہوا اور اس کے لئے حکومت کی سرپرستی میں فرنگی گورنمنٹ کے تنخواہ دار مولویوں نے ”دیوبند“ کے مقام پر ایک مدرسہ قائم کیا اور اسماعیلی نظریات کو ”شامل نصاب“ کر لیا۔ اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ مزید دریدہ دہنی کرتے

ہوئے مسلمانان ہندوستان کے دلوں پر چھریاں چلا دیں تو ایسے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ میدان میں اترے اور اپنے تحریری و تقریری مناظروں کے ذریعے اس "کفریہ یلغار" کے آگے بند باندھا۔

ملک سخن کی شای تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

* امام اہل سنت نے ترجمان دیوبند اور امت دیوبندیہ کے حکیم خاص اشرف علی تھانوی سے مناظرہ کے میدان میں سامنا کرنے کا چیلنج کیا، یحییٰ موقع پر تھانوی صاحب نے راہ فرار اختیار کی اور بعد ازاں اعلیٰ حضرت نے اپنی شرعی ذمہ داری نبھاتے ہوئے دیوبندیوں کی متنازعہ عبارات کو علمائے حرمین کے سامنے بطور استفاء پیش فرمایا جس پر تیس سے زائد مفتیان حرمین نے ان عبارات کو گستاخانہ قرار دیا اور ان کے قائلین و مؤیدین پر "فتویٰ کفر" صادر کیا جس کی تفصیل اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی کتاب "حسام الحرمین" میں موجود ہے۔ بعد ازاں اس فتویٰ کی تصدیق ہندوستان کے 268 مفتیوں نے کی اور اس کی تفصیل "الصوارم الہندیہ" میں موجود ہے۔ اس کے بعد ہندوستان میں مناظروں کا ایک غیر منقطع سلسلہ شروع ہو گیا۔

علامہ غلام دستگیر قصوری، مناظر اسلام حضرت علامہ حسرت علی خان صاحب، حضرت مفتی محمد اجمل سنہلی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمان صاحب، مناظر اسلام مولانا ظفر الدین بہاری، حضرت محدث کبیر عبدالعزیز محدث مراد آبادی رحمہ اللہ جیسے مردان حق نے ہر میدان میں اسماعیلیوں (دیوبندیوں و بابیوں) کو شکست فاش سے دوچار کیا۔

تقسیم ہندوستان کے بعد دیوبندیوں کے ساتھ ساتھ "غیر مقلدین" کہ جو عقائد میں بھائی بھائی ہیں نے عملی طور پر شیطنت کا ترجمان بننے کا تہیہ کر لیا تو اعتقادی و عملی حوالے سے مناظرے ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب، مناظر اسلام مفتی احمد یار نعیمی سمجھرائی، مناظر اسلام محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد چشتی قادری فیصل آبادی، مناظر اعظم علامہ محمد عمر اچھروی، مناظر اسلام مفتی شریف الحق امجدی، مناظر اسلام علامہ عنایت اللہ سانگلہ مل، مناظر اسلام مولانا عبدالغفور ہزاروی، مناظر اسلام غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیوں نے ہر میدان میں اہل باطل کو شکست سے دوچار کیا۔ اور نوبت دور حاضر کے مناظرین تک پہنچی تو مناظر اسلام علامہ ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المناظرین استاذی المکرم حضرت علامہ سعید احمد اسعد صاحب، استاذ العلماء مفتی محمد اشرف صاحب مراڑیاں، استاذ العلماء امام المناظرین علامہ محمد اشرف سیالوی، مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالرشید جھنگوی جیسی ہستیوں نے قیادت اپنے ہاتھ میں لی۔ علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب کا کفریہ عبارات پر تاریخی مناظرہ "مناظرہ جھنگ" اپنی مثال آپ ہے کہ جس میں کالعدم سپاہ صحابہ پاکستان کے بانی اور دیوبندیوں کے امام، حق نواز جھنگوی شکست سے دوچار ہوئے اور باقاعدہ گورنمنٹ کی سرپرستی میں ہونے والے اس تاریخی مناظرہ میں منصفین مناظرہ کی طرف سے سند جاری کی گئی کہ "مولانا اشرف سیالوی صاحب جیت گئے ہیں اور دیوبندی مناظر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔"

* استاذ محترم مناظر اسلام علامہ سعید احمد اسعد صاحب کے مناظروں کی تاریخ بھی مناظرہ جھنگ سے مختلف نہیں ہے۔ کفریہ عبارات پر امین صفدر اکاڑوی سے مناظرہ ہو یا فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر رحمت اللہ ربانی غیر مقلد وہابی سے مناظرہ، عقیدہ علم غیب اور دعا بعد از نماز جنازہ کے موضوع پر یوسف رحمانی سے مناظرہ ہو یا گیارہویں شریف کے موضوع پر طالب الرحمان شاہ وہابی سے مناظرہ، ہر میدان میں کامیابی نے آپ کے قدم چومے اور

غیروں نے بھی برملا آپ کی فتح کا اعتراف کیا۔ اسی طرح دور حاضر کے محقق، محدث کبیر حضرت علامہ محمد عباس رضوی ہوں یا شیر اہل سنت سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی، مناظر ابن مناظر علامہ عبد التواب صدیقی اچھروی ہوں یا مناظر اسلام علامہ محمد شوکت سیالوی، مناظر اہل سنت غلام مرتضیٰ ساقی ہوں یا مناظر اہل سنت علامہ غلام مصطفیٰ نوری، مناظر شہید علامہ عبدالکریم نقشبندی ہوں یا محقق اہل سنت پروفیسر انوار حنفی، مناظر اسلام علامہ غلام مصطفیٰ شاکر ہوں یا علامہ ڈاکٹر محمد الطاف سعیدی، مناظر اسلام علامہ کاشف اقبال مدنی ہوں یا مناظر اہل سنت مفتی عبدالجید خان سعیدی، مجاہد اسلام سید مظفر حسین شاہ (کراچی) ہوں یا مناظر اسلام علامہ محمد صدیق نقشبندی (خالوغازی)، علامہ اظہر محمود اظہری ہوں یا محقق اہل سنت ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، فخر السادات علامہ سید حبیب الرحمن شاہ صاحب (مظفر آباد) ہوں یا فخر السادات حضرت علامہ سید زبیر احمد شاہ صاحب بخاری (کہوٹہ) اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو بے شمار مناظرین عطا فرمائے جو مسلک حق اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر ہمہ وقت مصروف عمل ہیں تاہم دور حاضر میں جس شخصیت نے میدان تدریس و خطابت سے میدان مناظرہ تک شہرت حاصل کی اور بہت کم وقت میں اپنوں کی آنکھوں کا نور اور غیروں کی آنکھ کا کاشانی وہ شخصیت استاذ العلماء خطیب رزم و بزم مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی کی ہے جنہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے گستاخانِ انبیاء و اولیاء کی نیندیں اڑادی ہیں۔ آپ طالب علمی دور ہی سے مناظرانہ طبع کے مالک ہیں جس کا اظہار آپ کے ہم کتب علماء اکثر محافل میں کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ راقم آپ کے دور طالب علم سے لیکر تاحال تقریباً ہر مناظرے میں بطور معاون مناظر آپ کے ساتھ شامل ہوتا رہا۔ لہذا مجھ سے آپ کی مناظرانہ زندگی کا کوئی گوشہ پوشیدہ نہیں۔

* مفتی صاحب نے اپنا پہلا مناظرہ "ذکر بالجہد" کے موضوع پر شکر یال راولپنڈی کے مقام پر مولوی ظہیر الدین کیانی فاضل دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کے ساتھ فاروق اعظم مسجد میں طالب علمی دور میں 1998ء میں کیا جس میں اہل علاقہ کے سامنے مخالف فریق کو تھوڑی دیر بعد لاجواب کر دیا۔ اس دوران آپ گلستان مہر علی "جامعہ رضویہ ضیاء العلوم" راولپنڈی میں درجہ سابعہ کے طالب علم تھے۔

* اس کے بعد اسی سال شہزاد نامی ایک غیر مقلد جو کہ کمرشل باریٹ راولپنڈی کا تاجر تھا اس نے اہل سنت کا ناک میں دم کر رکھا تھا اور ہر کسی کو چیلنج دیتا پھر تاتھا چنانچہ قبلہ مناظر اسلام نے باریٹ کے تاجروں کے پر زور اصرار پر صرف 10 منٹ میں رفع یدین کے مسئلے پر اس شخص سے شکست تسلیم کروائی جس کے بعد بہت سارے دوکانداروں نے نقد حقنی کے مطابق نماز پڑھنا شروع کی۔

* اسی طرح 2001ء میں نعمت مسجد ڈھوک علی اکبر ہارون چوک راولپنڈی میں ایک جلسے کے دوران ایک دیوبندی نام نہاد مناظر مفتی مجیب الرحمان نے میلاد شریف کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور چیلنج دیا کہ اس موضوع پر کسی میں دم ہے تو مجھ سے مناظرہ کرے، قبلہ قریشی صاحب نے اسی رات "چیلنج قبول ہے" کے بیئر آویزاں کر دئیے اور 30 جون کی تاریخ مقرر ہوئی دونوں طرف سے مناظرے کی تشہیر کی گئی لیکن عین مناظرے والے دن "پاپولیس العدد" کا رواجی دیوبندی نعرہ بلند ہوا۔ قبلہ قریشی صاحب نے باوجود پابندی کے مقررہ مقام پر حاضر ہو کر منکرین میلاد کو لاکار، دیوبندی مناظر جنازہ والی چارپائی کے ذریعے موقع سے فرار ہو گیا۔ یعنی وہ ایمان کا مردہ تو پہلے سے ہی تھا اب جان کا مردہ بننے کا ڈھونگ رچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ قبلہ قریشی صاحب نے اس کے فرار کے بعد ہزاروں لوگوں کے اجتماع میں

تقریباً ۱۵ سال پہلے خطبہ کیا۔ اس دوران اہل علاقہ نے شرائط کی روشنی میں قریشی صاحب کی فتح کا اعلان کیا کیونکہ شرائط میں تحریر تھا کہ جو مناظرہ وقت مقررہ پر جائے مناظرہ پر نہیں پہنچے گا اس کی شکست ہوگی۔

• دسمبر 2004ء میں قبلہ قریشی صاحب بمقام کھوڑی کھیت، یونین کونسل نمل، ضلع ایبٹ آباد خطاب کیلئے تشریف لے گئے وہاں پر آپ نے ایک سوال کے جواب میں دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات کا "پوسٹسمارٹم" کیا تو مقامی آبادی کے متعدد دیوبندی نوجوانوں نے مسلک اہل سنت قبول کیا۔ ان میں سے کچھ دیوبندی مدارس کے طلباء بھی تھے اور الحمد للہ آج وہ اہل سنت کے مدارس میں منتہی طلباء ہیں۔ بعد ازاں تقریر کے اثر کو ذرا مکمل کرنے کی خاطر دیوبندیوں نے برائے پروپیگنڈہ اشتہار نکالے اور مناظرے کا چیلنج دیا۔ دونوں طرف سے شرائط طے ہوئیں اور قبلہ قریشی صاحب نے اپنے سابقہ تجربے کے بناء پر یہ شرط بطور خاص تحریر کر دائی کہ مناظرین کا نام پہلے لکھا جائے کہ کون شخص مناظر ہو گا اور دوسرا یہ واضح تحریر کیا جائے کہ جو شخص جائے مناظرہ پر مقررہ وقت نہیں پہنچے گا اس کی اور اس کے مسلک کی شکست ہوگی قبلہ قریشی صاحب، راقم اور مناظرہ ٹیم پہلے دن، رات کے وقت ہی احتیاطاً جائے مناظرہ پر پہنچنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ مری میں طوفانی بارش اور شدید برف باری کا سامنا کرنا پڑا۔ موسم کی انتہائی خرابی کے باعث جائے مناظرہ تک ایک دن قبل پہنچنا کوشش بسیار کے باوجود ممکن نہ ہو سکا۔ رات فخر السادات حضرت علامہ سید رضاء المصطفیٰ شاہ صاحب بخاری کے ہاں قیام کیا اور صبح ان کی اور حضرت علامہ محمد آصف قادری صاحب کی معیت میں وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ قبل پیدل سفر کر کے ناظم یونین کونسل گلزار احمد عباسی کے محلے پر پہنچے۔

عوام اہل سنت، مناظر اسلام کا یہ جذبہ دیکھ کر حیران ہوئے دوپہر ایک بجے تک وہاں انتظار کیا پھر اپنے میزبان جناب گلزار احمد عباسی سے یہ بات تحریر کروائی کہ اہل سنت کے علماء کی مناظرہ ٹیم مقررہ وقت پر جائے مناظرہ پر پہنچی ہے جبکہ دیوبندی مناظر نہیں پہنچا۔ دیوبندیوں کی جانب سے قاری جن محمد آف انک اور مولوی صادق کوہاٹی مناظر مقرر ہوئے تھے جنہوں نے فرار میں عافیت سمجھی۔ جائے مناظرہ سے واپسی پر مناظر اہل سنت پولیس و عقیدہ مندوں کے جبرمٹ میں کوہالہ پہنچے تو وہاں مقامی انتظامیہ نے پولیس چوکی میں بلایا۔ سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں قریشی صاحب نے چیلنج نامہ اور شرائط نامہ نکال کر دکھایا اور پولیس کی موجودگی میں اعلان ہوا کہ اہل سنت مناظرہ جیت گئے ہیں۔ اس لئے کہ فریق جائے مناظرہ پر شرائط کے مطابق نہیں پہنچا۔ قریشی صاحب نے موقع غنیمت جانتے ہوئے دیوبندیوں کی کفریہ عبارات پولیس افسران اور دیگر معززین علاقہ کے سامنے رکھیں تو تمام حاضرین ان گستاخیوں کو دیکھ کر گستاخوں پر ٹھک کرنے لگے۔ واپسی پر دیوبندیوں نے پھگواڑی (مری) کے مقام پر مناظر اہل سنت وراقم پر فائزنگ کی جس پر مقامی سنی آبادی نے مناظرین حضرات اور باقی لوگوں کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور مرکزی جامع مسجد پھگواڑی میں مختصر اور اہم جلسہ بھی منعقد ہوا۔ ہمارے ان خطبات کو آج تک یاد کیا جاتا ہے۔

2005ء میں دو میل، جنڈ ضلع انک کے مقام پر مناظر اہل سنت جلسے میں تقریر کے لئے تشریف لے گئے اور دوران تقریر دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات پر گھنگو کی۔ بعد ازاں وہاں کے مقامی دیوبندیوں نے مناظرے کا چیلنج دیا جسے قریشی صاحب نے قبول کیا۔ دیوبندیوں کی طرف سے ان کے مناظر بونس نعمانی صاحب کا نام پیش کیا گیا اور شرائط میں یہ طے ہوا کہ جو مناظر وقت مقررہ پر جائے مناظرہ پر نہیں پہنچے گا اس کی شکست سمجھی جائے گی اور ساتھ ہی مقامی و غیر مقامی دیوبندیوں نے مل کر قریشی صاحب کے ضلع انک میں داخلے پر پابندی عائد کروادی۔ حسن اتفاق کہ یہی دن گزار کے رات کو قریشی صاحب کی شادی کا ولیمہ

تھا۔ دوستوں نے لاکھ منع کیا کہ اب انتظامیہ درمیان میں حاکم ہو گئی ہے آپ تشریف نہ لائیں اس کے باوجود قبلہ قریشی صاحب نے فرمایا میں ضرور جاؤں گا۔ جب مقامی دیوبندیوں کو یہ پتہ چلا کہ قریشی صاحب پر ضلع میں داخلے پر پابندی عائد کی گئی اور وہ تشریف نہیں لاسکتے تو انہوں نے "پنڈ سلطان" کے مقام پر مساجد میں اعلان کرنے شروع کر دیئے کہ دیکھو سنی بھاگ گئے ہیں۔ مناظرے کا وقت دن 2 بجے مقرر تھا۔ کچے راستوں سے پیدل سفر کرتے ہوئے پولیس کی بھاری نفری کی موجودگی میں راقم اور قریشی صاحب بمع کتب "دو میل" پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور مسجد کا پیکر آن کر کے اپنے وقت مقررہ پر پہنچنے کا اعلان کیا کہ فقیر حنیف قریشی اور امتیاز شاہ مناظرے کیلئے جائے مناظرہ پر حاضر ہیں لہذا چیلنج کے مطابق اپنے مناظر اور معاونین کو سامنے لائیں۔ مقامی دیوبندیوں نے اپنی مساجد کو تالے لگا دیئے اور گھروں میں دیک گئے تھوڑی سی دیر میں رنگی، دو میل، تھنہ، پنڈ سلطان، جنڈ سے سیکڑوں سنی پنڈ سلطان کی مسجد میں پہنچ گئے اسی اثناء میں مناظر اسلام علامہ محمد صدیق نقشبندی، علامہ ناصر خان صاحب، مناظر اسلام اظہر محمود اظہری بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچ گئے مقامی اہل اثر نے آکر بتایا کہ دیوبندیوں کی طرف سے اعلان ویسے ہی کیا گیا ہے، دیوبندیوں کا کوئی بندہ بھی مسجد میں نہیں ہے۔ ادھر جامع مسجد پنڈ سلطان میں دیر تک جلسہ جاری رہا اور شام کو قریشی صاحب راولپنڈی پہنچے تو ان کے دیسے کے مہمان ان سے پہلے پہنچ چکے تھے۔

* 2006ء میں سرلہ ہڈورہ یونین کونسل دلولہ ضلع ایبٹ آباد کی دیوبندی مسجد میں میرت النبی ﷺ کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسے میں مقررین نے عقائد اہل سنت پر کیچڑ اچھالا اور اہل سنت کو چیلنج مناظرہ دیا گیا جس کو موقع پر مقامی سنیوں نے قبول کیا اور اسی وقت شرائط طے کرنے کو کہا۔ دیوبندی مقرر کو لینے کے دیئے پڑ گئے اور بمشکل جان چھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تاہم مقامی سنیوں نے مسجد کے خطیب کو واضح کیا کہ اب مناظرہ ہو گا کیونکہ تم نے سیکڑوں لوگوں کی موجودگی میں چیلنج دیا ہے۔ مقامی سنیوں نے قریشی صاحب سے رابطہ کیا

جس پر قریشی صاحب نے انہیں فرمایا کہ دیوبندی لوگ کبھی بھی مناظرہ کرنے نہیں آئیں گے میں ان کی رگ دپے سے واقف ہوں تاہم مقامی لوگوں کے پرزور مطالبہ پر قریشی صاحب نے اپنی طرف سے موضوع "گستاخ کون؟" پر مناظرے کے لئے شرائط لکھ کر روانہ کیں اور مناظرے کی تاریخ 13.08.2006 مقرر ہوئی۔ 13 تاریخ تک دیوبندیوں کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ پھر بتاریخ 22.08.2006 کو شرائط پر مبنی ایک تحریر قریشی صاحب کی طرف رجسٹری کی گئی جس میں مناظرے کی تاریخ 27.08.2006 دن 10 بجے بہ مقام "خودک" مقرر ہوئی۔

مناظر اہل سنت، راقم الحروف، حضرت علامہ شاہنواز احمد ضیائی اور حضرت علامہ منظور احمد صدیقی دو دیگر اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں جائے مقررہ پر صبح 6 بجے پہنچ گئے 2 بجے تک فریق مخالف کا انتظار ہو تا رہا۔ بالآخر 2 بجے مقامی ایس ایچ او کی موجودگی میں مناظرہ ہونا طے پایا اور جائے مناظرہ کو کمال ہوشیاری سے دیوبندی آبادی میں یہ سوچتے ہوئے منتقل کیا گیا کہ یہاں پر مناظر اہل سنت کسی صورت میں نہیں آئیں گے۔ چنانچہ مناظر اہل سنت باوجود مقامی سنیوں کے منع کرنے کے کتابیں اٹھا کر جائے مقررہ (جو کہ وہاں کے ایک دیوبندی کا مکان تھا) پر پہنچے تو دیوبندی مناظر قاری جن اور اس کے حواریوں نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا اور ایس ایچ او کو 20 ہزار روپے رشوت پیش کی گئی تاکہ مناظرہ روک دیا جاسکے۔ قبلہ مناظر اسلام نے ایس ایچ او پر واضح کیا کہ وہ کسی صورت میں مناظرہ کئے بغیر واپس نہ جائیں گے چنانچہ ایس ایچ او نے علی الاعلان کہا کہ جب دوسرے لوگ مناظرہ کرنا ہی نہیں چاہتے تو پھر آپ کیسے مناظرہ کریں گے؟ قریشی صاحب وہیں پر بیٹھ گئے کہ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک حق و باطل واضح نہیں ہو جاتا یہ پورے علاقے کے مسلمانوں کے ایمان کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ دیوبندی مناظرہ لیم گاڑی پر بیٹھ کر عقبی راستے سے "گڑھی حبیب اللہ" پہنچ چکی ہے چنانچہ سینکڑوں لوگوں کے اجتماع میں مناظر اسلام نے

ان کی گستاخانہ اور کفریہ عبارات لوگوں کو دکھائیں تو بہت سارے لوگ توبہ کر کے مسلک اہل سنت میں داخل ہو گئے۔ (ایس ایچ او کی رشوت والی بات انہی کی زبانی سنی گئی) اور اب بھی مقامی طور پر لوگوں کو اس کا علم ہے۔

• 2004ء ایٹ آباد میں میلاد مصطفیٰ کا نفرنس سے قریشی صاحب خطاب فرما رہے تھے کہ دوران خطاب "جماعت المسلمین" کے غیر اسلامی نظریات و عقائد کے حامل افراد کو ہمیں اٹھا کر جلسہ گاہ میں آگئے اور مناظرے کا چیلنج کیا قریشی صاحب نے فرمایا: یہیں تقریف رکھیں میرے ایک گھنٹہ خطاب کے بعد مناظرہ ہو گا مگر بات صرف قرآن پاک اور صحیح بخاری شریف کے دلائل کی روشنی میں ہو گی۔ دراصل یہ لوگ چند دن قبل ایک دیوبندی خطیب کے جلسے میں بھی گئے تھے، مناظرے کے چیلنج کے بعد وہ خطیب صاحب فرار ہو گئے تو ہم نہاد مسلمین نے فتح کے ہلکے بھائے لیکن ان بچارے ہم نہاد مسلمین کو کیا خبر تھی کہ یہاں تو اہل سنت کا شیر بیٹھا ہوا ہے اور وہ تو ایسے ہی شکاروں کی تلاش میں رہتا ہے۔ المختصر جب 50 منٹ کا خطاب سنا تو چپکے سے اٹھے اور یہ کہہ کر باہر نکلے کہ آپ خطاب مکمل کریں ہم ساتھ والے کمرے میں بیٹھے ہیں جب خطاب ختم کر کے قریشی صاحب نے "جماعت المسلمین" کے چیلنج دہندہ افراد کو اسٹیج پر بلایا تو پتہ چلا کہ حضرات فرار ہو چکے ہیں۔۔۔ ایسا بھاگے کہ۔۔۔ آج تک ان کی خبر نہ آئی۔۔۔ اگر کسی پڑھنے والوں کو اس کی خبر ہو۔ یا ان میں سے خود کوئی یہ تحریر پڑھے تو وہ آگاہ ہو جائیں کہ مناظر اہل سنت علامہ قریشی صاحب آج بھی ان کی دواہی کا انتظار کر رہے ہیں۔

• 2005ء میں راولپنڈی میں غیر مقلدین اور اہل سنت کے مابین "گستاخ کون؟" کے

موضوع پر مناظرہ ہونا قرار پایا اہل سنت کی طرف سے علامہ شوکت سیالوی صاحب مناظر تھے اور غیر مقلدین کی طرف سے ڈاکٹر طالب الرحمن مناظر مقرر ہوئے چار گھنٹے پر مشتمل

اس مناظرہ میں علامہ قریشی صاحب صدر مناظر تھے۔ چنانچہ علامہ شوکت سیالوی نے بھرپور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کا دفاع کیا۔ رئیس المناطق علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب نے اس مناظرے میں منصف کے فرائض سرانجام دیئے۔

* 2006ء میں علاقہ گوڑہ مست (کہوٹہ روڈ، راولپنڈی) پر اہل سنت و جماعت اور دیوبندی عوام میں "الاذان علی القبر" کے حوالے سے تنازع طول پکڑ گیا اور بات مناظرہ تک جا پہنچی۔ چنانچہ بتاریخ 28.12.2006 شکر یال کے مقام پر مناظرہ ہونا طے پایا۔ اہل سنت کی طرف سے فخر السادات حضرت علامہ مولانا سید زبیر احمد شاہ صاحب بخاری مناظر تھے اور قبلہ قریشی صاحب نے صدر مناظر کے فرائض سرانجام دیئے۔ دوران مناظرہ، دیوبندی مناظر قاری جن (ویسٹ انڈیز والا) نے خیانت سے کام لیا اور اعلیٰ حضرت کی کتاب کا غلط حوالہ دیا۔ اس پر صدر مناظر اہل سنت جناب قریشی صاحب نے اس کی گرفت کی تو دیوبندی مناظر ڈٹ گیا اور اسی "حوالے" کو فتح و شکست کا معیار بنادیا گیا چنانچہ قبلہ قریشی صاحب نے وڈیو کیمرے کے سامنے کر کے اس کتاب کی عبارت پڑھی اور دیوبندی مناظرہ آرگنائزر سے بھی پڑھائی جس پر دیوبندی مناظرہ آرگنائزر نے اہل سنت پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے، دلائل قاہرہ کی روشنی میں ان کے موقف کو تسلیم کر لیا۔ **فللہ الحمد**

* اس کے علاوہ کئی ایک مقامات پر شیعہ حضرات کی طرف سے کئی چیلنج مناظرہ سامنے آتے رہے لیکن چونکہ شیعہ حضرات کے علماء اکثر اس مناظرانہ "مذہب" کو پسند نہیں کرتے اس لئے نوبت "چیلنج" تک ہی محدود رہی۔ تاہم کئی مرتبہ شخصی مباحث کے بعد بہت افراد نے گستاخی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدے سے تائب ہو کر مسلک حق اہل سنت قبول کیا۔ یاد رہے قبلہ مناظر اسلام کے متاثر کن خطابات کے باعث مسلک حق کو قبول کرنے والے افراد کی تعداد سینکڑوں میں ہے، کئی دفعہ آپ کے ایک ایک بیان کے بعد پورا پورا گاؤں

نیک بھی سنی ہو گیا۔ علاقہ پوٹھوہار، انگل، ہزارہ، کشمیر اور مری کے عوام خصوصی طور پر اس حقیقت سے باخبر ہیں۔

اس کے علاوہ اس طرح کے اور کئی واقعات ہیں کہ جہاں پر دیوبندی یا وہابی مناظرین فرار ہوئے۔ اختصار کے پیش نظر ان واقعات کو یہاں درج نہیں کیا جاتا کیونکہ تمام واقعات کو احاطہ تحریر میں لانے کیلئے الگ سے ایک کھل کتاب کی ضرورت ہے۔

• 2008ء میں دہلی غیر مقلد مناظر ڈاکٹر طالب الرحمان کو ہری پور میں تقریر کے لئے بلایا گیا۔ دوران تقریر انہوں نے اہل سنت و جماعت پر بے جا تنقید کی اور صوفیاء کی حالت جذب و سر کی کیفیات والی عبارات پیش کر کے اہل سنت و جماعت کو مشرک کہا اور مناظرے کا چیلنج دیا۔ مقامی سنی آبادی نے قبلہ قریشی صاحب سے رابطہ کیا۔ آپ نے جوابی جلسہ میں چیلنج قبول کیا جس کی پوری تفصیل قریشی صاحب کے CD بیان "موجاں ہسی موجاں" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ تاہم وہاں کے مقامی غیر مقلدین میں مناظرے کی سکت نہ رہی اور وہ اہل علاقہ کی نظروں سے روپوش ہو گئے، بعد ازاں راولپنڈی میں کانچ کے کچھ طلباء کی کوشش سے "گستاخ کون؟" کے موضوع پر مناظرہ ہونا طے پایا۔ چنانچہ حسب شرائط، مناظرہ 16.02.2009 بہارہ کہو اسلام آباد کے مقام پر منعقد ہوا۔ چونکہ یہ مناظرہ انتظامی مجبوری کی بناء پر بہارہ کہو اسلام آباد منتقل کیا گیا تھا حقیقت میں یہ راولپنڈی میں ہونا تھا اس لئے ہم اس کو "مناظرہ راولپنڈی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس مناظرہ کو انٹرنیٹ اور سی ڈیز کے ذریعے لاکھوں لوگ اس وقت تک دیکھ چکے ہیں اور ہزاروں لوگ ہدایت پا چکے ہیں اس مناظرے کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں پہلی دفعہ خود اپنی ہی زبان سے وہابی مناظر نے عبارت تمنازعہ کو کفر یہ کہا اور اپنے تین عدد اکابر علماء (سید احمد رائے بریلی، عبدالحی بذہانوی اور عنایت اللہ اثری) پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور مناظر اسلام کے دلائل باہرہ کے سامنے لا جواب ہو کر اپنے جد اعلیٰ شاہ اسماعیل دہلوی سمیت اپنے جید علماء سے تعلق کا سرے سے انکار کر دیا۔

اس مناظرہ کی اہمیت کے پیش نظر مخلص فی اللہ، مجاہد اہل سنت حافظ محمد یسین ضیائی صاحب بانی اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی اور دیگر بہت سے علماء و محوام اہل سنت کے اصرار پر میں نے اس مناظرہ کی روئیداد کو ورطہ تحریر میں لانے کا تہیہ کیا۔

اگرچہ میں بذات خود بھی مناظرہ میں قبلہ قریشی صاحب کے ساتھ بطور معاون مناظر موجود تھا تاہم یہ ساری روئیداد مناظرہ CDs سے تحریر کی گئی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے ضروری اضافی بات کو بریکٹ میں لکھ دیا ہے تاکہ تفہیم مسائل میں آسانی رہے۔ اسی طرح مختلف مقامات پر ضروری "حاشیہ" بھی دے دیا گیا ہے اگرچہ یہ اکثر باتیں بھی مناظر اسلام علامہ قریشی صاحب ہی کے "افادات" سے ہیں تاہم اگر ان عبارات میں کسی قسم کا کوئی سقم نظر آئے تو اہل علم راقم کی رہنمائی فرمائیں۔ مناظرے کے "دعویٰ ثانی" میں زیادہ تر عبارات "شطحیات اولیاء" اور "نظریہ وحدۃ الوجود" پر مبنی تھیں اس لئے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے میں نے علامہ قریشی صاحب ہی کے تحریر کردہ دور سائل "شطحیات اولیاء" اور "وحدۃ الوجود" اور شیخ ابن عربی و علامہ ابن تیمیہ "بالترتیب صفحہ نمبر 227 سے لے کر صفحہ 512 تک بغیر تیسر شامل کر دیئے ہیں۔

یونہی وقت کی قلت کے پیش نظر بعض جگہ عبارات کا جواب دوران مناظرہ نہ دیا جاسکا یا مختصر جواب دیا گیا۔ اس کو "تتمہ گفتگو" کے عنوان سے شامل تحریر کر دیا گیا ہے۔

قارئین! سے گزارش ہے کہ اگر دوران مطالعہ کسی قسم کی لفظی یا معنوی غلطی یا عبارات میں کسی قسم کا کوئی سقم دکھائی دے تو بندہ کو ضرور مطلع فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ کوئی بھی اہل علم اگر اس سے فائدہ حاصل کرے تو اس فقیر کو اپنی دعوات صالحہ میں ضرور یاد رکھے۔

یکے از فیض یافتگان گلستان مہر علی

خادم ابوالخیر سید امتیاز حسین شاہ کاظمی ضیائی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی پاکستان

مناظرے کا پس منظر

غیر مقلدین وہابی حضرات کے معتمد علیہ عالم دین و مناظر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب، جماعت اہل حدیث حلقہ ٹیکراں (کھن) ہری پور کی دعوت پر جلسہ کرنے کے لئے گئے اور وہاں پر علی الاعلان کہا کہ "بریلوی بہت بڑے مشرک ہیں" اور اپنے اس دعویٰ کو اپنے طور پر ثابت کرتے ہوئے صوفیائے کرام کی "شطحیات" پر مبنی اور غیر معتمد علیہ علماء کی ناکمل اور ادھوری عبارات لوگوں کے سامنے پیش کیں اور انہیں شرک پر مبنی قرار دیتے ہوئے "بناء الفاسد علی الفاسد" کے مصداق اہل سنت و جماعت کو کافر و مشرک قرار دیا اور مناظرے کا چیلنج دیا اس پر علاقہ "ٹیکراں کھن" کے سنی عوام میں بالخصوص اور ہری پور کے عوام میں بالعموم تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ غیر مقلدین کے اس دجل و فریب کا جواب ضروری جانتے ہوئے مبلغ اسلام علامہ قاضی عبدالجبار عباسی صاحب کے فرزند ان قاضی جمیل احمد و قاضی کلیل احمد صاحبان نے پاسبان مسلک حقہ اہل سنت جناب مفتی محمد حنیف قریشی صاحب سے رابطہ کیا اور جامعہ عباسیہ ضیاء العلوم کے زیر اہتمام عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا، جس میں مناظر اسلام مفتی محمد حنیف قریشی صاحب نے غیر مقلدین کے دجل و فریب کی قلبی کھولی اور چیلنج قبول کیا اور مقامی لوگوں سے کہا کہ آپ ڈاکٹر طالب الرحمن کو جس جگہ بلائیں گے اس کی خبر لینے کیلئے اہل سنت کا یہ ادنیٰ کارکن وہاں پہنچے گا۔

کوشش بسیار کے باوجود ڈاکٹر صاحب ہری پور میں مناظرہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اسی دوران ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب نے راولپنڈی کے علاقہ مسلم ہاؤس میں کالج کے کچھ طلباء کو بہکانے کی کوشش کی اور انہیں اپنے خود ساختہ اسلامک سنٹر میں بلا کر "عبارات" پڑھائیں۔ طلباء نے علامہ قریشی صاحب سے رابطہ کیا اور تشفی پائی۔ کالج کے کچھ اہل حدیث طلباء نے منی پردہ پگندہ شروع کیا اور علاقے کی فضاء خاصی حد تک خراب ہو گئی اسی دوران جامع مسجد

اہل حدیث مسلم ٹاؤن راولپنڈی کی انتظامیہ کے افراد جن کی قیادت محمد ثاقب صاحب، محمد فہیم صاحب اور محمد افضل قادری صاحب کر رہے تھے، علامہ قریشی صاحب کی مسجد میں آئے۔ علاقہ ناظم چوہدری امتیاز احمد صاحب اور باقی افراد کی موجودگی میں مناظرے کا چیلنج دیا اور شرائط طے کرنے کا وقت مانگا جس پر قریشی صاحب نے بخوشی چیلنج قبول کیا اور شرائط مناظرہ طے کرنے کا وقت مقرر ہوا۔

(اس چیلنج اور وفد کی آمد کی ویڈیو بھی موجود ہے)

یونین کونسل نمبر 24 کے ناظم چوہدری امتیاز احمد صاحب کے گھر شرائط طے کرنے کیلئے دونوں مناظر مفتی محمد حنیف قریشی صاحب اور ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب وقت مقررہ پر پہنچے اور تین گھنٹے کی بحث و تحقیق کے بعد موضوع مناظرہ اور شرائط طے ہوئیں بعد ازاں یونین کونسل کے دفتر میں دوبارہ مناظرین کی میٹنگ ہوئی اور شرائط میں کچھ ترامیم ہوئیں اور مناظرہ انتظامیہ کا اعلان ہوا اور دونوں فریق اس بات پر متفق ہو گئے کہ جگہ کی تعیین چوہدری امتیاز صاحب کے ذمہ ہے جو عین مناظرہ کے وقت بتائی جائے گی۔

اس فیصلے کے بعد دونوں مناظر اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہو گئے قبلہ قریشی صاحب نے شبانہ روز جانفشانی سے کتب کثیرہ کی جو اوراق گردانی فرمائی، معترضین کے اعتراضات کے منہ توڑ جوابات تیار کئے اور احقاق حق کے لئے جس عرق ریزی سے مختلف کتابیں کھنگالیں اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

موضوع مناظرہ:

گستاخ کون؟

- سنی بریلوی علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ غیر مقلد وہابی اہل حدیث مذہب، گستاخ مذہب ہے اور ان کے علماء کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ان پر کفر لازم آتا ہے۔
- غیر مقلدین اہل حدیث وہابی علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ اہل سنت (بریلوی) علماء کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں۔

مناظرہ کی تاریخ:

مناظرہ کی تاریخ 14 فروری طے ہوئی تاہم چراغ گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اچانک سانحہ ارتحال کی وجہ سے فریقین کی باہم رضامندی سے تاریخ 16 فروری 2009 بروز سوموار رات 8 بجے مقرر ہوئی۔

شرائط مناظرہ:

1. مناظرہ کے پہلے دو گھنٹے میں سنی مناظر اپنا دعویٰ پیش کرے گا اور اہل حدیث مناظر اس کا دفاع کرے گا اس کے بعد 15 منٹ کا وقفہ ہو گا اور پھر اگلے دو گھنٹے میں وہابی مناظر اپنا دعویٰ پیش کرے گا اور سنی مناظر اپنا دفاع کرے گا۔
2. دونوں طرف سے قرآن و حدیث کے علاوہ فریق مخالف کے معتد علیہ علماء کے اقوال و عبارات بطور حجت پیش کی جاسکیں گی تاہم اپنے علماء کے اقوال کو مسترد کرنے سے پہلے لازم ہو گا کہ ان پر حکم شرعی وارد کیا جائے۔

3. دونوں فریق اپنے دعویٰ کے مطابق انہی علماء کی گستاخانہ عبارات اور عقائد پیش کر سکیں گے جن کی مسلک میں واضح حیثیت ہو۔ لہذا اہل سنت مناظر وہابی مسلک کے ایسے علماء کی عبارات پیش کرے گا جن کی اہل حدیث مسلک میں واضح پہچان اور تعارف ہے اور اسی طرح اہل حدیث وہابی مناظر اہل سنت (بریلوی) کے ان علماء کی عبارات پیش کرے گا جن کی مسلک میں واضح حیثیت ہے۔ غیر معتبر علماء کی عبارات قابل قبول نہ ہوں گی۔
4. اگر کوئی فریق کسی متنازع عبارت یا شخص کو نہیں مانتا تو اس کو اس عبارت اور اس کے قائل کے بارے میں حکم شرعی واضح کرنا ہو گا۔
5. مناظرہ دو اشخاص و افراد کے درمیان نہیں بلکہ دو مسلکوں کے درمیان ہے لہذا دونوں طرف سے کسی مناظر کا انفرادی موقف تسلیم نہ کیا جائے گا بلکہ اس مسلک کے معتبر علماء کا نظریہ ہی جماعتی موقف قرار پائے گا۔
6. ایک وقت میں صرف ایک ہی موضوع کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔
7. اگر کسی عبارت کو سکرو مستی سے کیف ثابت کر دیا جائے تو اس پر بحث نہیں ہوگی تاہم سکرو مستی کی کیفیت کو ثابت کرنے کے لئے بحث ہوگی۔
8. اگر زیر بحث عبارت پر مخالف مناظر مدعی کے علماء کی ایسی ہی عبارت پیش کر دے تو وہ زیر بحث عبارت قابل بحث نہ رہے گی۔
9. اگر کوئی عبارت مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہوئی تو زیر بحث لائی جائے گی۔
10. مناظر اور صدر مناظر کے علاوہ کسی شخص کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی، صدر مناظر شرائط پر پابندی کروانے کیلئے ہی بول سکتا ہے۔ مخالف مناظر کے شرائط پر عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں منتظرہ افراد حائل ہو سکتے ہیں۔ جبکہ معاونین آپس میں آمسگی سے گفتگو

کر سکتے ہیں۔ مناظرہ میں نفل ہونے والے شخص کو محفل مناظرہ سے نکال دیا جائے گا۔ کوئی مناظرہ دوسرے مناظرہ کے وقت میں نہیں بولے گا بلکہ اپنی باری پر نشاندہی کرے گا تاہم درمیان میں حوالہ طلب کیا جاسکتا ہے۔

11. دونوں طرف بشمول مناظرین دس دس افراد کو اندر آنے کی اجازت ہوگی تاہم بوقت ضرورت باہم رضامندی سے ایک دو افراد کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

12. اپنے ساتھ مقام مناظرہ میں کسی قسم کا آتشیں وغیرہ آتشیں اسلحہ لے جانے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی دونوں طرف سے جامہ تلاشی کی اجازت ہوگی۔

13. مناظرہ کی آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگ اور نیٹ کی اجازت ہوگی تاہم مناظرہ سے قبل دونوں طرف سے حلفیہ اقرار کیا جائے گا کہ بعد از مناظرہ کسی قسم کی ایڈیٹنگ یا کسٹنگ نہ ہوگی۔

14. اگر فریق اول اپنا وقت پورا کرنے کے بعد ایسے حالات پیدا کر دے کہ جس سے مناظرہ جاری رکھنا ممکن نہ ہو یا مناظرہ سے فرار اختیار کرے تو وہ بطور جرمانہ انتظامیہ کو دولاکھ روپیہ کا چیک دے گا جو خلاف درزی کی صورت میں فریق ثانی کو دیا جائے گا، تاہم اگر فریق ثانی کی طرف سے شرائط مذکورہ پر کاربند نہ ہونے کی صورت میں مناظرہ جاری رکھنا ممکن نہ ہو سکا تو اس میں فریق اول کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور اس بات کا فیصلہ انتظامیہ کرے گی کہ فریقین میں سے کون شرائط سے کوتاہی کر رہا ہے۔ نیز اگر فریق مخالف درمیان مناظرہ دعویٰ کے مطابق موقف تسلیم کر لیتا ہے تو مناظرہ قبل از وقت بھی ختم ہو جائے گا۔

15. درمیان گفتگو بالفرض اگر کوئی مناظر اپنا وقت کسی جواب کی طلب کے لئے فریق مخالف کو دیتا ہے تو وہ اس کے وقت میں پہلے جواب دے گا پھر اپنی گفتگو کرے گا جواب دینے سے پہلے وہ اپنی گفتگو شروع نہیں کر سکتا۔

16. مقام مناظرہ پر امن وامان کی ذمہ داری مناظرہ آرگنائزر پر ہوگی تاہم وہ دونوں طرف سے اپنی سہولت کیلئے جس طرح کی گارنٹی لینا چاہے لے سکتا ہے۔

17. مناظرہ کا فیصلہ سامعین پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ سی ڈی دیکھ اور سن کر کس کے موقف کو درست اور کس کے موقف کو غلط سمجھتے ہیں۔ (یعنی اس مناظرہ کا فیصلہ عوام کی عدالت میں ہوگا)۔

جائے مناظرہ:

وقت مناظرہ سے قبل مناظرہ آرگنائزر چوہدری امتیاز احمد صاحب نے فریقین کو بہارہ کہو (اسلام آباد) جانے کو کہا اور وہاں پر حاجی شمریز صاحب کے گھر مناظرے کا بہترین انتظام کیا گیا۔

آغاز مناظرہ

مناظرہ آرگنائزر چوہدری امتیاز احمد: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرات! آپ لوگ اس جگہ اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ یہ ثابت کریں کہ ہم حق و سچ پر ہیں اور دونوں پارٹیوں نے یہ درخواست کی تھی کہ ہم دونوں ایک جگہ بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں تک حق پہنچے تو اس لئے یہاں اس جگہ پر مناظرہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ آپ دونوں سے میری ایک درخواست ہے کہ یہ حاجی شریز صاحب کا گھر ہے۔ ان کا ادھر محلہ ہے اگر بات کا خاص خیال رکھنا ہے کہ کوئی بد مزگی نہ ہو اور میں نے پہلے بھی دونوں پارٹیوں سے درخواست کی تھی کہ کسی کے پاس اسلحہ نہیں ہونا چاہیے اور میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کسی کے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ وغیرہ تو نہیں ہے۔ (دونوں طرف سے آواز آئی کہ نہیں ہے) اگر کسی کے پاس اسلحہ وغیرہ نظر آیا تو اس کے ساتھ مہمان والا سلوک نہ ہو گا۔ باقی آپ نے جو شرائط طے کی ہیں تو اس سلسلہ میں آپ کے مناظر اور صدر مناظر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس پر پابندی کر وائیں۔ گفتگو کے حوالے سے جو آپ گفتگو کرتے ہیں، طالب الرحمن صاحب یا قریشی صاحب ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہو گا لیکن ایک بات یہ یاد رکھیں کہ دونوں طرف سے کوئی شخص کسی کی طرف انگلی بھی نہیں اٹھائے گا۔ یعنی کسی قسم کی ”ہاتھ پائی“ کی ہر گز ہر گز اجازت نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کئی دفعہ دونوں طرف سے ماحول بن جاتا ہے تو اس طرح کی اگر کوئی بات ہوئی تو پھر ہماری انتظامیہ کے دوست حرکت میں آئیں گے۔ آپ گفتگو اخلاقی دائرہ میں رہ کر جیسے مرضی کریں لیکن ہاتھ پائی کی اجازت نہیں۔ میری دعا ہے کہ یہ مناظرہ بخیر و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اس کے بعد شرائط پڑھنے کے لئے سنی صدر مناظر کو کہا گیا۔

* سنی صدر مناظرہ علامہ مفتی نذیر احمد قریشی صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد کہا: سامعین محترم! آپ کے علم میں ہے کہ آج فریقین کے درمیان انتہائی اہم موضوع پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ مناظرہ اہل سنت و جماعت خفی بریلوی مسلک اور غیر مقلدین وہابی حضرات کے درمیان ہونا قرار پایا ہے اور شرائط چونکہ پہلے سے طے ہو چکی ہیں۔ لہذا یاد دہانی کے لئے ان شرائط کو یہاں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تاکہ ان کی پابندی ہو سکے۔

اس کے بعد سنی صدر مناظرہ نے موضوع مناظرہ اور شرائط پر مبنی تحریر کو پڑھا۔ یوں سنی صدر مناظرہ نے کہا کہ بہتر ہے کہ مناظرہ کے شروع ہونے سے پہلے ہی مناظرہ صدر مناظرہ اور معاونین اور ناظم کبیر حضرات کا اعلان کر دیا جائے تاکہ درمیان میں کوئی بد مزگی پیدا نہ ہو۔ لہذا ہماری طرف سے قاطع شرک و بدعت پاسبان مسلک اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب مدظلہ العالی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی مناظرہ ہوں گے اور ان کے معاون خطیب اہل سنت فخر السادات پروردہ نگاہ ابوالخیر علامہ سید امتیاز حسین شاہ کاظمی مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ہوں گے۔ اور صدر مناظرہ کے لئے فقیر مفتی نذیر احمد قریشی ناظم اعلیٰ جامعہ مہریہ ضیاء العلوم ذیلی شاخ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم حسن ناؤن ایبٹ آباد کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اب میں وہابی صدر مناظرہ سے گزارش کروں گا کہ چونکہ شرائط پڑھ کر سنادی گئی ہیں لہذا اگر مزید کوئی اضافی بات کرنی ہے تو وہ کر لیں۔

دہلی صدر مناظر حافظ محمد عمر صدیق صاحب:

خطبہ مسنونہ کے بعد! میرے مقابل صدر مناظر صاحب نے آپ کے سامنے شرائط پڑھیں۔ چوہدری امتیاز صاحب نے ابتداء میں کہا تھا کہ دونوں فریق اخلاق کی پابندی کریں لیکن آغاز مناظرہ میں آثار کچھ غلط دکھائی دیتے ہیں شرائط کا صفحہ صدر مناظر کے سامنے تھا انہوں نے جان بوجھ کر لفظ ”دہالی“ استعمال کیا ہے۔ اگر تو آپ اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں تو ٹھیک و گرنہ ہم بھی آپ کو وجودی، جسمی، رضا خانی کہیں گے۔ دوسری بات حضور نے فرمایا کہ ”المسلمون علی شروطہم“ مسلمان وہ ہے جو شرائط کی پابندی کرے۔ ہم انشاء اللہ شرائط کی پابندی کریں گے اور آپ سے بھی یہی توقع ہے۔

ایک بات اور! یہاں ایک شرط ہے کہ مناظرہ سے پہلے حلفیہ اقرار کیا جائے گا کہ بعد از مناظرہ سی ڈی میں کسی قسم کی ایڈجسٹ یا کسٹنگ نہ کی جائے گی میں اپنی ٹیم کی طرف سے اس بات کا حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ ہم اہل حدیث کی طرف سے بعد از مناظرہ کسی قسم کی کوئی کسٹنگ یا ایڈجسٹنگ نہ کی جائے گی۔^(۱) اس کے علاوہ میں حافظ عمر صدیق جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

(۱) قارئین! اس حلف کا پاس دہالیوں نے یوں کیا کہ پورے مناظرے کی سی ڈی کی کسٹنگ کر کے حلیہ ہی بگاڑ دیا اور دہالی مناظر نے جہاں عبارت کو کفر یہ کہا، سید احمد، عبدالحی اور عنایت اللہ اثری کو کافر کہا اور جہاں جہاں زور دار دلائل تھے وہاں سے کلپ کاٹ دیئے گئے اور اس پر بھی بس نہ کیا پورے مناظرے میں سے اپنی سائیڈ کے کلپ پر مبنی ایک سی ڈی تیار کر کے لوگوں میں عام کی۔ پورے ملک میں جب اصلی سی ڈی پہنچی تو اس بے ایمانی کے بے نقاب ہونے پر کئی غیر مقلدوں کے سنی ہونے کی بھی اطلاع ہے۔ اللہ الحمد۔ لوگوں نے وعدہ خلافی کرنے والوں کے حق میں یہ نعرے بلند کئے کہ

سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

میں خطیب ہوں اور دارالتخصص والافتاء میں علمائے کرام کو شخص اور افتاء کی مشق کروانا ہوں۔ میں صدر مناظر ہوں۔

ہماری طرف سے قاطع شرک و بدعت ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب مناظر ہوں گے اور ان کے دو معاون ہیں پہلے حضرت مولانا صفدر عثمانی صاحب اور ان کے ساتھ محقق شہیر فاضل نبیل۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری مدرس جامعہ اشرفیہ جہلم۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہ پروگرام اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ میں صدر مناظر سے گزارش کروں گا کہ آپ بھی حلف اٹھائیں کہ بعد میں کسی قسم کی کسنگ نہ ہوگی۔

سنی صدر مناظر: حضرات! شرائط نامہ پر دستخط دونوں طرف سے ہو چکے ہیں اس کے باوجود ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ ہماری طرف سے مناظرہ کے اصل میٹریل میں کوئی کسنگ یا کسنگ نہ ہوگی۔ اور دوسری بات صدر مناظر صاحب کو جو لفظ "وہابی" سے جھمن ہوئی ہے تو یہ سب مناظرے کے دوران ثابت ہو جائے گا کہ آپ تو ہیں ہی وہابی (اہل حدیث کا نام تو آپ کو بعد میں انگریز سرکار کی طرف سے ملا ہے)۔

سنی مناظر علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب (پہلی تقریر)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد
 قاعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرجیم ۝ بسم اللہ الرحمن الرحیم:
 "ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلہم
 عذابا مہینا۔"

وقال فی مقام آخر:
 "یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنّا۔"
 ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا
 تسلیما۔

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
 وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

معزز و محترم، سامعین و حاضرین!

میں آج کی اس نشست میں اس بات کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ ہم اہل سنت و جماعت کا یہ نظریہ
 و عقیدہ ہے کہ جو شخص بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ذرہ سی بھی گستاخی کا ارتکاب کرے وہ دائرہ
 اسلام سے خارج ہے اور مرتد ہے۔ دربار رسالت کی عظمت و شان کا تو یہ عالم ہے کہ جس لفظ
 میں ذرہ برابر بھی شبہ توہین و اہمال ہے اولی آتا ہو، بارگاہ رسالت میں ایسا لفظ استعمال کرنا
 حرام و کفر ہے اور اس بات کا پتہ قرآن کریم سے چلتا ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جس وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور سرکار ﷺ
 کوئی بات ارشاد فرماتے تو اگر صحابہ کرام کو کوئی وضاحت مطلوب ہوتی تو عرض کرتے:
 "راعنا یا رسول اللہ"۔ اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری رعایت فرمائیے۔

دشمنان اسلام نے اس بات کا غلط فائدہ اٹھایا اور خبیث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "راعنا" کے بجائے "راعینا" کہتے جس کا معنی ہے "اے ہمارے چرواہے"۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے ذریعے سے حکم دیا کہ: "یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا"۔

اے ایمان والو! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج کے بعد تم نے بھی "راعنا" کا لفظ نہیں کہنا۔ اگرچہ تمہارے کہنے میں کوئی بے ادبی و گستاخی نہیں، تم تو میرے حبیب ﷺ کے پیارے ہو، غلام ہو لیکن چونکہ اس لفظ کو غلط استعمال کیا جا رہا ہے (لہذا تمہارے لئے بھی یہ لفظ استعمال کرنا منع ہے) اس سے پتہ چلا کہ ایسا لفظ کہ جس سے توہین رسالت کا ذرہ برابر بھی شاید آتا ہو وہ لفظ بارگاہ رسالت میں استعمال کرنا حرام ہے۔

میں نے دعویٰ کیا تھا کہ: "غیر مقلد وہابی اہل حدیث، بے ادب و گستاخ ہیں" اور میرا یہ کہنا حق ہے۔ میں واضح کہتا ہوں کہ غیر مقلد وہابی اللہ تعالیٰ کے گستاخ ہیں اس کے رسول ﷺ کے گستاخ و بے ادب ہیں، حضور اکرم ﷺ کی اہل بیت کے گستاخ و بے ادب ہیں اور صحابہ کرام و اولیائے عظام کے بے ادب و گستاخ ہیں۔ اور ان کی ان گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ان پر کفر لازم آتا ہے۔

یہ میرا دعویٰ ہے اور میں آمدہ وقت میں شرائط کے دائرے میں رہتے ہوئے آپ حضرات کے سامنے اپنے دعویٰ پر دلائل عرض کروں گا۔

سب سے پہلے دلیل کے طور پر میں ایک کتاب پیش کرنے لگا ہوں، مسلک اہل حدیث وہابی حضرات کی معتبر شخصیت امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی کی یہ کتاب ہے جس کا نام ہے "صراط مستقیم" یہ (شاہ اسماعیل دہلوی) غیر مقلد وہابی حضرات کا پیر و مرشد اور ان کا بہت بڑا مولوی اور ان کے مذہب کا سرخیل ہے۔ اس کتاب میں شاہ اسماعیل دہلوی نے ہمارے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایسے لفظ استعمال کئے ہیں کہ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں

کہ ایک عام مسلمان جو تھوڑا سا علم رکھنے والا ہو، بھی ایسے لفظ حضور ﷺ کے لئے بولنا تو درکنار سنتا بھی پسند نہیں کرے گا اور اگر مجھے بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی ناموس کا تحفظ اور ان بے ادبوں کی گستاخوں کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں کبھی بھی ایسے لفظ اپنی زبان پر نہ لاتا۔

(اس دوران وہابی مناظر اور صدر مناظر نے مناظر اہل سنت کو ڈسٹرب کرنے کیلئے زور سے ہنسی نکالی تو مناظر اہل سنت نے مسکراتے ہوئے کہا مولوی جی! ابھی تو ابتداء ہے وائٹ نہ نکالئے آگے آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے) ہاں تو یہ کتاب صراط مستقیم ہے اس کی وہ عبارت یہ ہے۔ کتاب صراط مستقیم صفحہ 118، اس میں شاہ اسماعیل دہلوی نے نماز میں آنے والے دوسو سوں کے بارے میں بحث کی ہے اور وہ لکھتے ہیں:

"زنا کے دوسوے سے لہنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ وہ نبی پاک ہی کیوں نہ ہوں اپنے خیال کو لگا دینا اپنے تیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے برا ہے۔" (استغفر اللہ)

میں پھر یہ کہتا چاہوں گا کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو وہ ان لفظوں کو پڑھے کہ:

"نماز میں نبی پاک ﷺ کا خیال گدھے اور تیل کے خیال کے برابر بھی نہیں بلکہ اس سے بھی برا ہے۔" (معاذ اللہ)

آگے اپنے (اس خبیث قول) کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب نماز میں نبی ﷺ کا خیال آئے گا تو یہ نماز میں تعظیم کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا خیال آنا بندے کو شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔

حضرات سامعین و حاضرین: اس عبارت میں کئی طرح کی بے ادبی و گستاخی ہے میں آپ کے سامنے یہ بخاری شریف پیش کرنے لگا ہوں بخاری شریف جلد اول صفحہ 73، باب استقبال الرجل صاحبہ ہو یصلی طبع قدیمی کتب خانہ اور تحقیقی شریف باب الدلیل علی ان وقوف المرأة پر ہے کہ:

”ذکر عندها ما يقطع فقالوا يقطعها الكلب والحصار والعراة
قالت جعلتمونا كلابا لقد رايت النبی ﷺ وانی لبینه و بین
القبلة وانا مضطجعة علی السریر فتكون لی الحاجة فاکره
ان استقبله فانسل انسلالا“۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے صحابہ کرام سے سوال ہوا کہ نماز کو کیا چیز توڑ دیتی ہے یعنی نمازی کے آگے سے کون سی چیز گزر جائے تو نماز توڑ دیتی ہے تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ نمازی کے آگے سے اگر کتا، گدھا اور عورت گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بات بری لگی کیونکہ سیدہ عائشہ عورت ہیں اور عورتوں کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ اکٹھا کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم نے ہمیں کتا بنا دیا (اور ایک اور روایت مسند امام اعظم صفحہ 150 پر ہے کہ آپ نے فرمایا قرونتمونا بہم یعنی تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں سے ملا دیا ہے)۔

اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کوئی پوچھے کہ اے ام المؤمنین انہوں نے تو آپ کو کتا یا گدھا کہا ہی نہیں (پھر آپ کو یہ برا کیوں لگا اور غصہ کیوں آیا) تو وجہ یہ ہے کہ صحابہ نے عورت، کتے اور گدھے کو اکٹھا کر کیا ہے (لہذا گدھے اور کتے کے ساتھ ذکر کرنے کو سیدہ نے اپنی توہین سمجھا) تو سیدہ عائشہ کا (ان کے قول) پر اعتراض اٹھانا اور غصہ میں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو یہ اس جنس کی توہین ہے۔ تو اب دیکھیں اس کتاب (صراط مستقیم) میں، نماز میں مصطفیٰ کریم ﷺ کے خیال کو گدھے اور بیل کے ساتھ اکٹھا کر ہی نہیں کیا گیا بلکہ (گدھے اور نبی پاک ﷺ کے خیال کا تقابل

کرتے ہوئے) کہا گیا ہے کہ نماز کے اندر نبی پاک ﷺ کا خیال گدھے کے خیال سے زیادہ برا ہے، (استغفر اللہ) اس سے بڑی اور کیا گستاخی ہوگی۔ شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت میں واضح گستاخی ہے اور بڑی گستاخی تو یہ ہے کہ نبی ﷺ اور بتل اور گدھے کا اکٹھا ذکر کیا گیا اور پھر دوسرے نمبر پر نبی ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال کے برابر بھی نہیں بلکہ زیادہ برا قرار دیتے ہیں۔ چونکہ آج کے مناظرہ کا فیصلہ مناظرہ سننے والے پر ہے (اور اب پڑھنے والے پر) میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی مسلمان اس طرح کی عبارت سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔

میں اپنے فاضل مناظر سے کہوں گا کہ قرآن وحدیث میں سے کوئی ایک دلیل لے آئیں جس سے یہ واضح ہو کہ واقعی نماز میں نبی ﷺ کا خیال گدھے اور بتل کے خیال سے برا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ یہ عبارت کس نے لکھی ہے (جس نے بھی لکھی عبارت گستاخانہ ہے) میں تو اس سلسلے میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی نمازی نماز پڑھے تو وہ نماز پڑھتے ہوئے کبھی بھی تصور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جب وہ نماز پڑھے گا تو رفع یدین کرے گا تکبیر تحریر کے وقت، اب پوچھا جائے کہ ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو وہ کہے گا رسول اللہ ﷺ نے اٹھائے ہیں (رکوع، قعدہ، سجود، جو بھی عمل نماز میں کرے گا نبی ﷺ کا تصور ضرور آئے گا اور پھر تشہد میں جب نبی پاک ﷺ پر درود بھیجے گا تو لازمی ان کا خیال آئے گا لہذا حقیقت تو یہ ہے کہ تصور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے)۔

(وقت ختم)

وہابی مناظر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب (جوابی تقریر نمبر ۱)

نحمدہ 'ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد
مفتی حنیف قریشی صاحب جس کتاب کا حوالہ پیش کیا ہے وہ ذرا دے دیں۔
"قل هو اللہ احد اللہ الصمد۔۔۔ آخر سورہ تک۔"

حضرات سامعین و حاضرین! شرائط آپ نے سن لیں اور شرائط میں سنی حنفی بریلوی علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ غیر مقلد اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے اور ان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے ان پر کفر لازم آتا ہے۔

یہ ان کا دعویٰ ہے اور مسلک اہل حدیث کیا ہے وہ ہم بیان کرتے ہیں، مسلک اہل حدیث کتاب و سنت کا نام ہے مسلک اہل حدیث کسی شخصیت کا نام نہیں ہے یہاں پر جو بات ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلک اہل حدیث کو گستاخ ثابت کرنا ہے ہماری کتابوں میں سے اور ان کی کتابوں میں ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلک اہل حدیث صرف کتاب و سنت کا نام ہے اور پورے مناظرے میں مسلک اہل حدیث کو یہ گستاخ ثابت نہیں کر سکتے:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جب چیرا تو ایک قطرہ خون بھی نہ نکلا

مسلک اہل حدیث کے بارے میں پڑھتے ہیں یہ کتاب فتاویٰ علمائے حدیث ہے میرے سامنے
"مسلک اہل حدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ رہا قیاس و اجماع یہ
سب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ماتحت ہیں۔"

ارشاد خداوندی ہے:

"اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ"۔

اصول کی بنیاد پر اہل حدیث کے نزدیک عقل و شعور پر علماء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ اور ان کے خیالات کو کتاب و سنت پر پیش کریں اگر موافق ہو تو سر آنکھوں پر تسلیم کریں ورنہ ترک کر دیں۔" یہ ہے مسلک اہل حدیث، فتاویٰ علماء حدیث جلد نمبر 2 صفحہ 18 اور یہ ہے فتاویٰ ثنائیہ: نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اور مسلک اہل حدیث کے بارے میں ان کی وضاحت بھی بالکل واضح ہے کہ مسلک اہل حدیث صرف کتاب و سنت کا نام ہے۔

اب آتے ہیں اس حوالہ کی طرف، تو جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے، ہیوں کو شیعوں بنادے یا شیعوں کو ہرے بنادے۔ یہ ان کی کتاب ہے میرے ہاتھ میں جس سے انہوں نے حوالہ پڑھا ہے اس کی ابتداء میں ہی لکھا ہوا ہے کہ پہلا باب شاہ اسماعیل دہلوی کا ہے اور دوسرا اور تیسرا باب اور چوتھا باب عبدالحی بڑھانوی کا ہے، یہ دیوبندیوں کی کتاب ہے اور دیوبندیوں کی کتاب پیش کر کے اہل حدیث کے بابت یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسلک اہل حدیث گمراہ مسلک ہے۔ یہ بہتان باندھا ہے آپ نے (یہ لے لیجئے اپنی کتاب) اور یہ کتاب تقویۃ الایمان ہے مولانا شاہ اسماعیل دہلوی کی مکتبہ قادریہ سے شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ نمبر 47 پر بھی بحث ہے کہ یہ کتاب دیوبندیوں کی ہے یا اہل حدیثوں کی ہے اور یہ میرے پاس "مناظرہ جھنگ" ہے جو بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان ہوا ایک طرف حق نواز جھنگوی صاحب تھے اور دوسری طرف اشرف سیالوی صاحب تھے وہاں پر بھی یہی عبارت پیش کی گئی۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ عبارت مولانا اسماعیل دہلوی کی ہو یا سید احمد بریلوی کی ہو یا مولانا عبدالحی بڑھانوی، کسی کی بھی ہو، ہمیں اس کی تعین سے غرض نہیں ہمیں تو صرف اس سے

غرض ہے کہ علمائے دیوبند کی یہ ایک مسلمہ کتاب ہے (صراط مستقیم) کہتے ہیں اس کے اندر ایک طرف سرکارِ علیہ السلام کے خیال اور تصور کو رکھ کر دوسری طرف اس کے مطابق گدھے اور بیل کے خیال اور تصور کو رکھ کر ذکر کیا گیا۔ یہ کتاب سید احمد کی ہے اس کے پہلے باب کو لکھنے والا، ترجمہ کرنے والا اس کی زبان کو نقل کرنے والا پہلا باب لکھا ہے شاہ اسماعیل نے باقی باب لکھے ہیں عبدالحی نے جو عبارت اس (سنی مناظر) نے پیش کی ہے وہ عبارت عبدالحی کی عبارت ہے جو پکا دیوبندی تھا اور شاہ اسماعیل کے بارے میں بھی ہے یہ "تحریک آزادی فکر" کتاب ہے ہمارے مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے لکھی ہے انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ سید احمد بریلوی (بریلی کے رہنے والے) خفی ہیں اور مولانا عبدالحی بھی خفی ہے شاہ اسماعیل صاحب نہ اس کتاب کے مصنف ہیں اور نہ ہی اس کے ترجمہ کرنے والے یہ تاجر حضرات کی غلطی ہے کہ انہوں نے شہرت کی وجہ سے ان کا نام لکھ دیا ہے شاہ صاحب کے نام ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہو گئی حالانکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔^(۱)

یہ ہماری کتاب (تحریک آزادی فکر) لکھی جا چکی ہے پہلے ہی سے۔ اور دیوبندیوں نے بھی مانا ہے کہ صراط مستقیم ہماری ہے حق نواز جھنگوی نے اس بات کا انکار نہیں کیا ہے اور بریلوی عالم

(۱) قارئین دہائی مناظر نے "کتاب تحریک آزادی فکر" اپنی بتائی ہے اور اس میں واضح موجود ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث جماعت کا سرخیل ہے کہ اس کا اس کتاب پر نام ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہوئی۔ آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ڈاکٹر صاحب سرے سے شاہ اسماعیل کے اہل حدیث ہونے کا ہی انکار کریں گے۔ حیرت ہے طرز استدلال کیا ہے کہ اپنی کتاب اپنے موقف پر پیش کی جارہی ہے کہ سید احمد اور عبدالحی دونوں خفی ہیں، حالانکہ انہیں فریق مختلف کی مستند کتب سے ثابت کرنا چاہئے تھا کہ واقعی سید احمد اور عبدالحی اہل حدیث نہیں اور یہ کتاب شاہ اسماعیل نے نہیں لکھی۔

نے بھی کہا ہے کہ یہ کتاب دیوبندیوں کی مسلمہ کتاب ہے، دیوبندیوں کی کتاب اٹھا کر ہمارے ذمہ لگادی؟ اب اس میں نکتہ کیا ہے ذرا اسے بھی غور سے پڑھئے اس نکتہ کی بحث ہمارے سلفی صاحب نے کی ہے وہ کہتے ہیں (صراط مستقیم کی عبارت میں) دوسوے کے بارے میں خیال ہے اور دوسوے سارے برے ہیں گدھے کا دوسوہ آئے گا وہ بھی برا ہے اور نماز میں چونکہ اللہ کے ساتھ تعلق بندگی ہے تو اس میں نبی ﷺ کا دوسوہ زیادہ برا ہے۔ (۱)

وہ اس پر بحث کر رہے ہیں ہمیں اس بحث کی کوئی ضرورت نہیں انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ یہاں مقابلہ کیا ہے اور مقابلہ میں نبی کو کتنا نیچے گرا دیا ہے تو اس مقابلہ کی ایک مثال میں "الاشباہ والنظائر" سے دیتا ہوں یہاں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی قرآن کو نماز کے دوران دیکھ کر پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور شہوت کے ساتھ کسی عورت کی فرج کو دیکھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ قرآن کا مقابلہ عورت کی فرج سے کر دیا ہے۔ اگر یہاں نعل کا مقابلہ نبی ﷺ سے کر داتے ہو تو تم نے قرآن کا مقابلہ عورت کی فرج سے کر داکر عورت کی فرج سے قرآن کو نیچے گرا دیا۔ (۲)

(۱) (نعوذ باللہ) یہاں اپنے منہ ڈاک — ٹر صاحب نے سے خود کہہ دیا کہ نبی کا دوسوہ زیادہ برا ہے خیال رہے آگے چل کر وہ اس بات کا انکار کر دیں گے کہ میں نے نہیں کہا۔ خدا جب دین لیتا ہے خباثت آئی جاتی ہے۔

(۲) وہابی مناظر کی عجیب سینہ زوری ہے کہ پہلے کہتے ہیں کہ یہ عبارت شاہ اسماعیل کی نہیں بلکہ سید احمد اور عبد الحمی کی ہے اور وہ دونوں دیوبندی، حقیقی ہیں ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اگر تعلق نہیں تو پھر عبارت کا اتنا لمبا چوڑا قلع کیوں کیا۔ واضح طور پر اس گستاخانہ عبارت کا رد کیوں نہ کیا، دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ "کچھ باغیاں ہیں برق و شر سے ملے ہوئے"

اور یہ میرے پاس ان کی کتاب "بہار شریعت" ہے اس میں وہ لکھتے ہیں غیر مقلد وہابی یہ بھی وہابیہ کی ایک شاخ ہے جو چند باتیں حال میں وہابیہ نے اللہ اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں کی ہیں یہ غیر مقلدین سے ثابت نہیں باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں۔ یہاں انہوں نے جو بات کی ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدین سے گستاخی ثابت نہیں اور ان (مناظر اہل سنت) کا دعویٰ تھا کہ اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے ان کا اپنا مولوی کہہ رہا ہے کہ ان سے گستاخی ثابت نہیں ہے باقی عقائد کی بات ہم کر لیں گے۔

(وقت ختم)

مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 2)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔
اما بعد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
طالب الرحمان صاحب یہ بہار شریعت ذرا مجھے دے دیں۔

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

مولانا صاحب۔ مٹھا مٹھا پپ پپ تے کوڑا کوڑا تھو تھو۔

اگر آپ کا اس عبارت سے تعلق نہیں ہے تو پھر اس عبارت کا جواب کیوں دے رہے ہو۔ رہ
مٹی بات مناظرہ جنگ کی تو وہاں بھی حق نواز جھنگوی نے یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی
تھی کہ یہ عبارت شاہ اسماعیل کی نہیں بلکہ یہ عبارت سید احمد کی ہے۔ مولانا ہماری بحث اور ہمارا
جھگڑا اس وقت شکلم میں نہیں بلکہ کلام میں ہے۔ عجیب بات ہے ادھر یہ کہہ رہے ہو کہ یہ
عبارت شاہ اسماعیل نے نہیں لکھی اور ادھر اس عبارت (صراط مستقیم) کا دفاع بھی کر رہے
ہو۔ وہ تو میں ابھی آپ ہی کی مستند کتابوں سے دکھاؤں گا کہ شاہ اسماعیل کون ہے اور یہ کتاب
صراط مستقیم کس کی ہے۔ مولانا آپ بات کو کہاں پھیر رہے ہیں ہمارا اس وقت اصل جھگڑا اس
بات میں ہے کہ یہ عبارت "گستاخانہ" ہے۔ یہ عبارت "کفریہ" ہے۔ قطع نظر اس کے
کہ عبارت سید احمد نے لکھی ہے یا شاہ اسماعیل نے ابھی تو ہم اس مسئلہ میں مشغول ہیں کہ آیا یہ
عبارت گستاخانہ اور کفریہ ہے یا نہیں ہے۔ عجیب بات ہے دور لگی چال چلتے ہو، ادھر ہاتھ بھی
پکڑتے ہو اور ساتھ دھکا بھی دیتے ہو؟ عبارت کا دفاع بھی کرتے ہو اور جان بھی چھڑاتے ہو؟

تم نے اشرف سیالوی صاحب کے مناظرہ کا حوالہ دیا (کہ انہوں نے حق نواز جھنگوی سے کہا تھا کہ یہ صراطِ مستقیم تمہاری مسلہ کتاب ہے) تو دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں آپ کے بہت بڑے عالمِ شہداء اللہ امرتسری صاحب کی یہ کتاب ہے "فتاویٰ ثنائیہ" اس کی جلد 1 صفحہ 412 ہے اس پر وہ لکھتے ہیں: آگے چل کر شاہ ولی اللہ کا سلسلہ دو شاخوں میں تقسیم ہوا ایک شاخ حضرت میاں صاحب مولانا نذیر حسین دہلوی مرحوم کی بنی اور دوسری مولانا احمد علی سہارنپوری کی بنی۔

دہلی صدر مناظر: صفحہ نمبر بتادیں۔

مناظر اہل سنت: جلد 1 صفحہ 112۔ ہاں میں پڑھ رہا تھا کہ دوسری (شاخ) مولانا احمد علی سہارنپوری کی بنی۔ سید نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں کی جماعت "اہل حدیث" کہلائی اور مولانا احمد علی صاحب کی جماعت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی پر مشتمل ہے اور یہ دیوبندی ہے۔

(مولوی صاحب) یہ دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں اور شاہ اسماعیل دہلوی ان دونوں کے مسلہ بزرگ ہیں اس لئے مولانا اشرف سیالوی صاحب نے کہا تھا ہمیں اس سے غرض نہیں کہ یہ دیوبندی کی کتاب ہے یا اہل حدیث کی کیونکہ پیچھے سے دونوں ایک ہی ہیں (اور شاہ اسماعیل دونوں کی متفقہ شخصیت ہے)۔

اب رہ گئی یہ بات کہ صراطِ مستقیم کتاب کس کی ہے تو یاد رکھو تم اس سے جان نہیں چھڑا سکتے حالانکہ ابھی ہماری بحث یہ نہیں کہ یہ کتاب کس کی ہے ہم تو اس عبارت پر بحث کر رہے ہیں کہ یہ کتنی گستاخانہ اور سو قیانہ عبارت ہے کہ جس کا آپ اور آپ کے مولوی دفاع کر رہے ہیں۔

اتنا بڑا ظلم کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے برا قرار دیا جا رہا ہے۔ آپ سامعین نے سنا مولوی صاحب نے اپنے منہ سے کہا کہ نماز میں نبی پاک ﷺ کا دسویں زیادہ برا ہے، کیوں جی آپ نے سنا؟

سامعین: جی۔

دہلی مناظر: (درمیان میں بولتے ہوئے) نہیں میں نے نہیں کہا۔

مناظر اہل سنت: مولوی صاحب خدا کا خوف کرو لوگوں کے پاس سی ڈی پلیئر ہوتا ہے وہ سی ڈی ریورس کر کے دیکھ لیں گے کہ تم نے (تحریک آزادی فکر کی عبارت پڑھتے ہوئے) نبی ﷺ کے خیال کو زیادہ برا کہا یا نہ کہا۔

لوگو! آداب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کو دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی زندگی کی نمازیں کیسی ہوتی تھیں۔ میرے ہاتھ میں بخاری شریف ہے جلد اول صفحہ 103 (باب رفع البصر الی الامام) پر ہے کہ صحابی رسول حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوتا ہے کہ:

"اكان الرسول ﷺ يقرأ في الظهر والعصر؟ قال نعم قلنا بم كنتم تعرفون ذلك، قال باضطراب لحيته۔"

کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں، پوچھا کیا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوتا تھا؟ فرماتے ہیں ہم نمازیں پڑھتے تھے ہماری نظریں والضحیٰ کے چہرے پر لگی ہوتی تھیں حضور اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک ہلتی تھی تو ہمیں پتہ چل جاتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ قرأت فرما رہے ہیں۔^(۱)

(۱) اسی طرح بخاری شریف جلد اول صفحہ 162 پر ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جبکہ سرکار دو عالم ﷺ قبیلہ عمرو بن لوف کی طرف تشریف لے گئے تھے حضور ﷺ صف میں پہنچے تو نماز شروع تھی، پہلی رکعت تھی سرکار معلوم کو چرتے ہوئے آگے تشریف لائے، حضور جس صف میں پہنچے صحابہ کرام تصفین کرتے، پہلی صف میں پہنچے تو پہلی صف دونوں نے تصفین کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے جب معلوم ہوا کہ سرکار جلوہ گر ہیں تو آپ نماز چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے حضور ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو پیچھے نہ ہٹو آپ

تم نماز میں نبی ﷺ کے خیال کو برا کہہ رہے ہو اور ادھر صحابہ کرام حضور ﷺ کے چہرے پر دیکھتے دیکھتے نماز ادا کر رہے ہیں اسی لئے میں کہا کرتا ہوں، لوگو!

"صحابی کی مانو وہابی کی نہ مانو"

میں پھر کہتا ہوں ابھی ہمارا جھگڑا مصراطِ مستقیم کی عبارت پر ہے کہ یہ عبارت گستاخانہ ہے۔ ادھر کہتے ہو کہ یہ عبارت ہماری نہیں بلکہ سید احمد نے لکھی ہے اگر اس نے لکھی ہے تو لگاؤ فتویٰ کہ یہ عبارت کفریہ ہے جھگڑا جلد ہی ختم ہو جائے گا وہ تو میں آپ کو دکھاتا ہوں سید احمد کون ہے؟

آپ کے سرخیل مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کتاب "فتاویٰ ثنائیہ" جلد اول صفحہ 99 پر لکھتے ہیں:

"یہ بات وہابیت کی تاریخ میں واضح طور پر موجود ہے کہ وہابی کی اصطلاح کا عمومی اطلاق "جماعت اہل حدیث" پر ہوتا ہے۔ سید احمد شہید کی جماعت میں فی الحقیقت اہل حدیث ہی کا غلبہ تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت اسماعیل شہید اعتقاداً و عملاً اہل حدیث تھے اور آپ (سید احمد) کے لشکر کے کمانڈر انچیف یا سپہ سالار تھے۔"

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصطفیٰ خالی کر دیا۔ نماز ختم ہوئی تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے مصطفیٰ کیوں چھوڑا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا جرات کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں حضور ﷺ کے تصور سے نماز پر فرق نہیں پڑتا بلکہ حضرت صدیق اکبر نے تو ادب و تعظیم کی حد کر دی کہ نماز کے دوران پیچھے ہٹ کر آگئے۔ کتنا واضح فرق ہے صحابہ کرام اور وہابی کی سوچ میں۔

مولوی صاحب! ہمارے صدر مناظر نے شروع میں آپ کو کہا تھا کہ تم وہابی ہو تو آپ کو تکلیف ہو گئی تھی یہاں آپ کے شاء اللہ امر قسری صاحب کہتے ہیں کہ جو سید احمد بریلوی کے ماننے والے ہیں وہ اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث جماعت پر لفظ وہابی کا عمومی اطلاق ہوتا ہے۔ (یہاں سے معلوم ہو گیا کہ اہل حدیث دراصل وہابی ہیں اور یہ سید احمد کی جماعت ہے اور شاہ اسماعیل دہلوی سید احمد کے لشکر کا کمانڈر تھا)۔

مولوی صاحب آپ نے بہار شریعت کا غلط حوالہ دیا آپ کی جان اس طرح نہیں جھوٹ سکتی۔ بہار شریعت جلد اول صفحہ 51 پر ہے: جو حال ^(۱) ہی میں دہابیہ نے اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں جو گستاخیاں کیں ہیں یہ غیر مقلدین سے ثابت نہیں ہیں باقی تمام عقائد (کفریہ) میں شریک ہیں ان کے حال اشد دیوبندی کفروں میں وہ یوں بھی شریک ہیں کہ ان پر قائلوں کو کافر جاننے اور ان کی نسبت حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(یہ عبارت تھی جس کے آدھے ٹکڑے کو آپ نے پڑھا اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی کہ دیکھو سنیوں کے اپنے علماء کہہ رہے ہیں کہ غیر مقلد گستاخ نہیں ہیں حالانکہ واضح طور پر لکھا ہے کہ باقی عقائد کفریہ میں برابر کے شریک ہیں)۔

(۱) اس عبارت میں دیوبندیوں کی نئی گستاخیاں مراد ہیں جو ظلیل انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی وغیرہ سے سرزد ہوئی تھیں معنف چونکہ اس دور کے ہیں لہذا وہ لکھ رہے ہیں کہ وہابیوں کی دو قسمیں مقلد وہابی یعنی دیوبندی اور غیر مقلد وہابی اہل حدیث ہیں۔ جو مقلد وہابیوں سے یعنی دیوبندیوں سے حال میں گستاخیاں سرزد ہوئی ہیں غیر مقلد وہابیوں سے وہ ثابت نہیں البتہ جو باقی عقائد کفریہ ہیں کہ جو ان کے مشترکہ بزرگوں شاہ اسماعیل، ابن عبد الوہاب مجددی جیسے لوگوں سے منقول ہیں جیسے زیر بحث عبارت "صراط مستقیم" و عبارات "تقویۃ الایمان" تو ان کفروں میں دیوبندی اور غیر مقلد برابر کے شریک ہیں۔

آپ نے جو یہ کہا ہے کہ مسلک اہل حدیث کتاب و سنت کا نام ہے تو دراصل تم اہل حدیث تو وہابی ہو اور یہ میرے ہاتھ میں آپ کے مذہب کی کتاب "اشاعۃ السنۃ" ہے محمد حسین بنالوی صاحب کی کتاب ہے اس میں صفحہ 211 پر ہے کہ مولوی محمد حسین بنالوی نے انگریز گورنمنٹ کو درخواست دی کہ لوگوں میں لفظ وہابی بڑا نفرت والا لفظ ہے اور لوگ ہمیں وہابی کہتے ہیں، لہذا ہمارا نام وہابی کے بجائے اہل حدیث رکھو۔ چنانچہ 10 مارچ 1886 کو گورنر نے محمد حسین بنالوی سے ملاقات میں "وہابی فرقہ" کے بجائے "اہل حدیث" خطاب عطا کیا اور پھر چٹھی نمبر 1758، 3 دسمبر 1886 کے ذریعے سرکاری آرڈر جاری ہوا کہ آئندہ کے بعد وہابیوں کو "اہل حدیث" کہا جائے۔

یاد رکھو! ہمارا اختلاف "اہل الحدیث" معطل سے نہیں کہ جنہیں محدثین کہتے ہیں ہمارا اختلاف تو آپ وہابیوں سے ہے۔ (جو گستاخ ہیں) آپ کہہ رہے تھے کہ صراط مستقیم ہماری یعنی شاہ اسماعیل کی نہیں ہے۔ اب دل کو تھام کے رکھنا، یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے فتاویٰ ثنائیہ صفحہ نمبر 97 ثناء اللہ امرتسری صاحب شاہ اسماعیل کی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان (مذکورہ کتب) کے علاوہ تصنیف، تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم اور منصب امامت بھی ہیں۔ (اس سے پتہ چلا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی کتاب ہے اور مذکورہ زیر بحث عبارت اسی کی ہے۔)

حوالہ نمبر 2: یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے "حیات طیبہ" مرزا حیرت دہلوی کی لکھی ہوئی اور یہ شاہ اسماعیل کے حالات زندگی پر سب سے جامع کتاب ہے اس کے صفحہ 360 پر شاہ اسماعیل کی کتابوں کا جہاں تذکرہ ہے وہاں لکھتا ہے "صراط مستقیم تیسری کتاب ہے اگرچہ یہ سید احمد کے نام سے منسوب ہے دراصل یہ کتاب پیارے شہید (شاہ اسماعیل) ہی کی لکھی ہوئی ہے۔"

(اس میں صراحت آگئی کہ کتاب صراط مستقیم سید احمد کی طرف غلط منسوب ہے اصل میں یہ شاہ اسماعیل کی ہے)۔

تیسرا حوالہ: یہ کتاب ہے "تحریک اہل حدیث" مصنف قاضی محمد اسلم سیف صفحہ 234 پر شاہ اسماعیل کی تصانیف کی لسٹ ہے اس میں کتاب صراط مستقیم بھی درج ہے۔ چوتھا حوالہ: کتاب "تاریخ اہل حدیث" مصنف ابراہیم میر سیالکوٹی یہ اہل حدیث کا بہت بڑا عالم اور مناظر ہے اس کی کتاب کا صفحہ 470 اس میں شاہ اسماعیل کے حضور خراج عقیدت پیش کیا ہے اور آخر میں کتابوں کی فہرست میں یہ دیکھو "صراط مستقیم" بھی موجود ہے۔

پانچواں حوالہ: یہ میرے ہاتھ میں "فتاویٰ نذیریہ" ہے بانی جماعت اہل حدیث، امام غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی، اس کی جلد اول صفحہ 106 پر لکھتے ہیں: تین برس قبل فضل امام بدایونی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم تصنیف مولوی اسماعیل صاحب مرحوم پر دس شبہات لکھ کر ایک رسالہ، مقولات عشرہ نام سے شائع کیا تھا اور فتاویٰ نذیریہ صفحہ 253 جلد اول پر ہے:

"شاہ اسماعیل شہید نے "صراط مستقیم" میں لکھا ہے کہ وہ امام تو شہید ہو کر جنت میں چلے گئے۔"

آگے اور مضمون ہے۔

نذیر حسین دہلوی اہل حدیث جماعت کے امام النکل فی النکل ہیں ان کے فتاویٰ میں واضح موجود ہے کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے اور واقعی یہ متنازعہ کتاب تھی تب ہی فضل امام بدایونی رحمہ اللہ نے اس کا رد لکھا (اس حوالے کے بعد وہابیوں کو یہ ماننے کے علاوہ کوئی سبیل نہیں تھی کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے۔ اس کے باوجود وہابی مناظر و محاشائی سے ڈٹا رہا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی نہیں)۔

حضرات میں نے پانچ معتبر کتب کے حوالے سے ثابت کر دیا ہے کہ صراط مستقیم کتاب شاہ اسماعیل دہلوی کی ہے۔^(۱)

(۱) اس کے علاوہ بے شمار کتب میں غیر مقلدین علماء نے صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کو تصنیف لکھا ہے مزید چند حوالے حاضر ہیں:

- غیر مقلدوں کے مجدد العصر نواب صدیق حسن بھوپالی جنہیں جماعت اہل حدیث سے نکال دیا جائے تو ان کے پاس بچتا ہی کچھ نہیں وہ اپنی کتاب "خصیمة القدس" میں کتاب صراط مستقیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ شاہ اسماعیل کی ہے۔
- توارخ عجیبہ طبع ساڑھوہ مصنف محمد جعفر تھانوی صفحہ 149 پر ہے کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل دہلوی ہی کے قلم سے قفس تحریر میں آئی ہے۔
- مقدمہ الضاح الحق الصریح ص 15 مصنف شاہ اسماعیل کا اقرار کہ صراط مستقیم انہوں نے ہی لکھی
- "ہدیۃ الصہدی" صفحہ 36 پر نواب وحید الزمان صاحب نے مذکورہ عبارت "تصور شیخ" پر بحث کی ہے اور اس عبارت کو شاہ اسماعیل کی عبارت قرار دیا ہے۔
- کتاب "تاریخی حقائق" محمد احسن اللہ ڈیلوی غیر مقلد صفحہ 41 پر لکھتے ہیں: شاہ اسماعیل کی تصانیف، تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تنویر العینین اور منصب امامت کا مطالعہ کیا جائے۔
- "تراجم علما سے حدیث ہند" مصنف ابوبکری امام خان نوشہروی نے صفحہ 11 پر صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی تصانیف میں شمار کیا ہے۔
- "فتاویٰ اہل حدیث" جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 102 پر غیر مقلدوں کے مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی نے صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔
- "خطبات بہاولپوری" جلد اول صفحہ 327 پر و قیر حافظ عبد اللہ بہاولپوری (جنہیں اہل حدیث حضرات مجدد بہاولپوری کے نام سے یاد کرتے ہیں) لکھتے ہیں: تقویۃ الایمان توحید کے بارے میں بڑی معیاری کتاب ہے لیکن اپنے اس ماحول میں جس ماحول میں وہ (شاہ اسماعیل) پلے تھے جس ماحول میں پڑھے چونکہ تصوف کا پکڑ تھا چنانچہ صراط مستقیم میں انہوں نے وہ بھی

اب آخری بات غور سے سنو! ہمیں ابھی اس سے غرض نہیں کہ صراطِ مستقیم کس نے لکھی ہے ہمیں تو یہ بحث کرنا ہے کہ یہ عبارت کفریہ ہے، گستاخانہ ہے۔

مولوی صاحب! ہمارے درمیان طے ہونے والی شرائط میں (شرط نمبر 4 میں) موجود ہے (کہ) اگر کوئی فریق کسی متنازع عبارت یا شخص کو نہیں ماننا تو اس کو اس عبارت اور اس کے قائل کے بارے میں) حکم شرعی واضح کرنا ہو گا۔

فتویٰ لگاؤ اس عبارت پر اور صدر صاحب شرائط پڑھو۔ (وقت ختم)

ماری ہیں کہ اللہ میرا صاف کرے! پڑھ کر حیرانی ہوئی کہ یا اللہ یہ شاہ اسماعیل کی باتیں ہیں ایسا آدمی بھی کبھی مسلمان ہو سکتا ہے؟۔ (گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے)۔

* "فہمۃ الخواطر" جلد ہفتم مصنف مولوی سید عبدالحی بن فخر الدین نے صفحہ 128 پر صراطِ مستقیم کو شاہ اسماعیل کی سب سے بہتر کتاب قرار دیا ہے۔

وہابی مناظر (جوابی تقریر 2)

نحمدہ 'ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

شاہ اسماعیل کو دیوبندی بھی مانتے ہیں اور آپ کے علماء نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ دیوبندی مذہب کی کتاب ہے تو یہ شاہ اسماعیل معتد علیہ تونہ ہوا۔ معتد علیہ تو تب ہو تا جب سب متفق ہوتے کہ یہ اہل حدیث ہے جب آپ کے بریلوی عالم نے کہا کہ یہ دیوبندی ہے تو یہ دیوبندی ہے۔ میں نے جو کتاب دی تھی ان کے گھر کی کتاب اس کے مقدمے میں نشان لگا کر دیا تھا کہ تیسرا باب عبدالحی کا ہے اور وہ بالاتفاق دیوبندی ہے اور یہ عبارت دیوبندی کی گستاخانہ ہے۔⁽¹⁾ کیونکہ تیسرا باب شاہ اسماعیل کا نہیں ہے وہ عبدالحی بڑھانوی کا ہے۔ اب میں آپ کو حوالہ دیتا ہوں یہ "فتاویٰ رشیدیہ" ہے اس میں بھی ہے وہ کہتے ہیں یہ (شاہ اسماعیل) دیوبندی ہے اور دوسرا حوالہ یہ "زلزلہ" کتاب بریلوی عالم کی ہے اس کے صفحہ 29 پر ہے کہ یہ کتاب دیوبندی مذہب کی کتاب ہے دیوبندی کتاب "ارواح ثلاثہ" میں بھی مولانا شاہ اسماعیل شہید صاحب کو دیوبندی لکھتا ہے۔⁽²⁾

(1) یہاں عبارت کو گستاخانہ کہہ دیا۔

(2) وہابی مناظر کی بوکھلاہٹ کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ وہ پہلے صراط مستقیم کو سید احمد کی کتاب کہہ رہا تھا مناظر اہل سنت کے دلائل سے اس قدر بوکھلایا کہ اب شاہ اسماعیل کو متنازع کہہ کر اس کے اہل حدیث ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ چونکہ شاہ اسماعیل کو دیوبندی بھی مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی لہذا یہ متنازع ہے حالانکہ ایک عام فہم آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جسے دونوں مانیں وہ "متنازع" شخصیت نہیں بلکہ "متفقہ" شخصیت ہوتی ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے کہ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اہل سنت بھی مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی اب اگر اہل حدیثوں کا کسی شیعہ سے مناظرہ ہو تو کہا جائے کہ بخاری کا

اب آپ میرے پوائنٹ لکھیں اور پھر ان کا جواب دیں، پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ اس کتاب صراطِ مستقیم کے تین باب ہیں، پہلا شاہ اسماعیل اور باقی عبدالحی کے ہیں جو کہ پکا دیوبندی تھا۔^(۱)

دوسرا پوائنٹ: یہ ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور شہوت کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹی لہذا جو کتاب (صراطِ مستقیم) آپ نے دی تھی وہ کتاب دیوبندی کی ہے اور یہ عبارت دیوبندی کی گستاخی پر مبنی ہے۔^(۲) دیوبندی کی کتاب اٹھا کر ہم پر ڈال دی اور آپ نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے اور یہ آپ قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے، اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ گستاخی ہم لوگ کرتے ہیں۔ یا آپ لوگ کرتے ہیں جو اپنے آپ کو اہل سنت کہلاتے ہیں۔ یہ میرے پاس کتاب ہے اس میں احمد رضا صاحب نے سب سے مائل کتاب کی تعریف کی ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام۔۔۔۔۔

مناظر اہل سنت: نا تم روکیے۔۔۔ مولانا! آپ اس وقت یہ عبارت پیش نہیں کر سکتے یہ عبارت آپ اپنے دعویٰ کے وقت ہی پیش کر سکتے ہیں اس پر دونوں طرف سے شور شروع ہو گیا۔

حوالہ نہ دو کیونکہ وہ متنازعہ شخصیت ہے کہ اسے سنی بھی مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی۔ متفقہ شخصیت کو متنازعہ کہنا بوجھل بات یا جہالت کی انتہا نہیں ہے؟

(۱) آگے چل کر ہم بتائیں گے کہ عبدالحی بڑھانوی پکا "اہل حدیث" تھا اگرچہ دیوبندی بھی اس کو اپنا کہتے ہیں۔ اور یہ بھی دونوں کی متفقہ شخصیت ہے۔

(۲) یہاں پر بھی عبارت کو گستاخانہ کہہ دیا۔

دہالی صدر مناظر نے تلخ جملے بولے جواب میں سنی صدر مناظر مفتی نذیر احمد قریشی صاحب نے اسے آڑے ہاتھوں لیا جب بات بڑھ گئی تو چوہدری امتیاز صاحب (آرگنائزر مناظرہ) کھڑے ہو گئے۔

چوہدری امتیاز احمد: جب شرائط طے ہو رہی تھیں تو میں اس وقت موجود تھا کافی ٹائم لگا کر (۱) اور بہت سختی سے یہ بات طے ہوئی تھی کہ پہلے جو مناظر دعویٰ کرے گا، دوسرا مناظر اس وقت صرف اس کا جواب دے گا اپنا دعویٰ وہ اپنے ٹائم میں پیش کرے گا۔ مولانا طالب الرحمن صاحب کیا یہی بات طے ہوئی تھی۔

طالب الرحمن صاحب! جی ہاں

چوہدری امتیاز احمد! ابھی مولانا حنیف قریشی صاحب نے یہی اعتراض کیا ہے کہ آپ اس طرح نہ کریں اور آپ لوگوں نے اس پر اتنا زیادہ شور شرابا کر دیا۔

دہالی صدر مناظر حافظ عمر صدیق! درمیان میں پھر بول پڑے اس پر امتیاز صاحب اور ان کی آپس میں نوک جھونک شروع ہو گئی۔

امتیاز صاحب! مولانا آپ بیچ میں شرارت کر رہے ہیں آپ صدر مناظر ہیں اور آپ کا کام ہے مقصد کے مطابق تھوڑا بولیں اور پھر خاموش ہو جائیں جبکہ آپ ہیں کہ تقریر ہی شروع کر دیتے ہیں لگتا ہے آپ مناظرہ خراب کرنا چاہتے ہیں۔

ہم غیر جانبدار ہیں! اگر قریشی صاحب کی طرف سے شرائط کی خلاف ورزی ہوئی تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔

فیصلہ کن موڑ

امتیاز صاحب: ٹائم شروع کریں۔

(۱) شرائط طے کرتے ہوئے دو نشستوں میں تقریباً گھنٹے کا وقت صرف ہوا۔

مناظر اہل سنت: ابھی ٹائم رکا ہے صرف ایک منٹ۔ مولانا طالب الرحمن صاحب!! لے جھڑے کیوں کر رہے ہیں آپ سے دو ٹوک جواب چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ کیا شاہ اسماعیل آپ کا بزرگ نہیں ہے۔

وہابی مناظر طالب الرحمن صاحب: نہیں ہمارا نہیں ہے۔

مناظر اہل سنت: تو پھر آپ دو ٹوک کہہ دیں کہ یہ صراط مستقیم کی عبارت جو اس نے لکھی ہے کفریہ ہے۔

ڈاکٹر طالب الرحمن: کفریہ ہے۔

اس پر نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند ہوا اور مناظر اہل سنت کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ مناظرہ یہیں ختم کر دیں لیکن مناظرہ انتظامیہ نے کہا کہ نہیں مناظرہ آگے چلنے دیں مزید معلومات بھی ہوں گی۔

امتیاز صاحب: ٹائم شروع کریں۔

وہابی مناظر: پسینے سے شرابور اور انتہائی بوکھلاہٹ کے عالم میں ٹائم پورا کرنے کے سے انداز میں پھر شروع ہوئے۔

حضرات! یہ بات شرائط میں لکھی ہوئی ہے شرط نمبر 2 میں دونوں طرف سے معتد علیہ علماء کے اقوال پیش کئے جائیں گے ان کو چاہیے تھا کہ یہ علماء اہل حدیث کے حوالے دیتے انہوں نے جو بات کی کہ نماز میں گدھے کے خیال سے نیکی کا خیال برا ہے یہ عبارت عبدالحی دیوبندی کی ہے ان کی کتب اٹھا کر ہمارے ذمہ لگا دی اور ہم سے یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی کی یہ عبارت گستاخانہ ہے ہم نے اس کا دفاع نہیں کیا۔^(۱)

(۱) قارئین آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ وہابی مناظر نے عبارت کا کتنا دفاع کیا اور اس کے

علاوہ سوسال سے زائد عرصہ ہو چکا اس عبارت کا دفاع ہوتا آ رہا ہے جیسا کہ "فتاویٰ نذیریہ" جلد اول صفحہ 106 پر موجود ہے کہ نذیر حسین دہلوی نے اپنے دور میں "صراط مستقیم" پر فضل المام بدایونی کے

ہم تو یہ سمجھا رہے تھے کہ یہ کتاب دیوبندی کی ہے لہذا یہ حوالہ تو یہاں پر پیش ہو ہی نہیں سکتا۔ اب اس پر بحث ہوتی چاہیے کہ یہ حوالہ دیوبندی کا ہے یا اہل حدیث کا۔ شاہ اسماعیل معتد علماء میں سے نہیں۔ کیونکہ بریلویوں نے بھی کہا ہے کہ یہ دیوبندی ہے حق نواز جھنگوی نے کہا یہ دیوبندی ہے اس طرح بعض اہل حدیثوں نے کہا یہ اہل حدیث ہے۔^(۱) یہ معتد علیہ علماء میں تو نہ ہوا آپس میں ان کا جھگڑا ہو گیا (پسینے صاف کرتے ہوئے حالانکہ یہ سخت سردی کا موسم تھا) دیوبندی کہتے ہیں ہمارا ہے اور اہل حدیث کہتے ہیں ہمارا ہے اور جو عبدالحی ہے وہ تو بالاتفاق دیوبندی ہے اور وہ عبارت شاہ اسماعیل کی تو ہے ہی نہیں، تیسری بات شاہ اسماعیل متنازعہ شخصیت ہے، بریلویوں نے بھی مانا ہے مناظرہ جھنگ اسی پر ہوا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے یہ دیوبندی ہے اور یہ کتاب بھی دیوبندی کی ہے لہذا یہ شرائط کی وجہ سے اس عبارت پر چل کر آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ یہ شرائط کی خلاف ورزی کر رہے ہیں یا نہیں آیا شرائط کی وجہ سے عبدالحی دیوبندی کی عبارت ہمارے اوپر ڈال دینا اور پھر ہم سے پوچھنا کہ تم نے اتنی بڑی گستاخی کی ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز کل کو مرزائیوں کی عبارت اٹھا کر لے آئیں اور پھر ہم سے پوچھیں

اعتراضات کا جواب لکھا: کتاب "تحریک آزادی فکر" میں مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے اس عبارت کے جواب میں اور اقسیاہ کئے۔ کتاب "حقانیت مسلک اہل حدیث" معنف ابو معاویہ عبدالرحمان منیر راجو والوی نے اسی عبارت صراط مستقیم کو بے غبار ثابت کرنے کیلئے صفحہ 130 سے صفحہ 139 تک جواب لکھا ہے۔ نیز "فتاویٰ سلفیہ" میں اس عبارت کے دفاع میں بڑا زور لگایا گیا ہے۔ نواب وحید الزمان صاحب نے "ہدیۃ الہدی" میں اس عبارت پر بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار مواقع پر اس عبارت کو وحید کا اعلیٰ مقام قرار دیا جاتا رہا مگر وہابی مناظر صاحب کچھ ایسے جکڑے گئے تھے کہ بالآخر انہیں اس عبارت کو کفر یہ کہہ کر اپنے اکابرین کے خلاف "خود کش" فتویٰ دینا ہی پڑا۔

(۱) وہابی مناظر کو چاہے تھا کہ وہ اپنے معتد علیہ علماء کے حوالے سے ثابت کرنا کہ شاہ اسماعیل

ہمارا نہیں ہے لیکن عجب طریقہ استدلال ہے کہ متفقہ شخصیت کو متنازعہ بنا دیا۔

مگے کہ اہل حدیثو! یہ جائز ہے یا ناجائز، لہذا یہ تو تم نے شرائط کی خلاف ورزی کر دی اور جو شرائط کی خلاف ورزی کر لیا اس کی شکست ہو گی۔ لہذا اس پر بحث چلے گی اس کو ختم کریں۔^(۱)

یہ عبارت صراطِ مستقیم کی آپ میرا پوائنٹ لکھیں کہ میں نے اس کتاب کے مقدمہ میں نشان لگا کر دیا تھا کہ یہ عبارت عبدالحی دیوبندی کی ہے، ہمارے اوپر یہ عبارت کیوں ڈال رہے ہو۔ دوسری بات مناظرہ جنگ میں بریلوی عالم نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ کتاب دیوبندیوں کی ہے صفحہ 79 پر ہے وہ کہتے ہیں یہ صراطِ مستقیم کتاب علماء دیوبند کی ایک مسلمہ کتاب کے اندر ہے۔ یہ بات بریلوی عالم اشرف سیالوی کہہ رہا ہے لہذا ایسی کتاب جو دیوبندیوں کی ہو اور اہل حدیثوں پر ڈالنا پھر یہ کہنا ہم نے یہ کر دیا وہ کر دیا یہ سب غلط ہے، ہم اس عبارت کا دفاع نہیں کرتے کیونکہ یہ دیوبندی کی ہے ہم تو شاہ اسماعیل کا بھی دفاع نہیں کرتے کیوں کہ وہ قنازعہ شخصیت ہے ہم کہتے ہیں ہمارے ایسے علماء کی عبارت کا حوالہ دو تم تو بدعی ہو اور تم نے تو آدھا مناظرہ شرائط طے کرتے ہوئے ہی پار دیا ہے تم نے تو یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے، یہ تو تم قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے اور مذہب اہل حدیث گستاخ ثابت نہیں ہوتا زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ یہ عبارت عبدالحی کی ہے اور یہ کفریہ ہے۔

(نام ختم)

(۱) قارئین وہابی مناظر کے بے ربط، بے معنی اور باہم متضاد جملے یہ سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہیں

کہ مناظر اسلام کی "ضرب شدید" نے اس کے دلخیز کی چولیس ملا دی ہیں۔

مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 3)

(انتہائی خوشی کے عالم میں)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، الحمد لله حمدا کثیرا طیباً مبارکاً۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

الحمد لله! حضرات آپ نے سنا پہلے مولوی طالب الرحمن صاحب نے کہا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، آپ حضرات نے اس کو سنا؟ اس جگہ اس کے بعد انہوں نے شاہ اسماعیل کی عبارت کا جواب بھی دیا آپ نے اس کو بھی سنا؟ اس کے بعد طالب الرحمن صاحب نے کہا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث نہیں ہے (اور صراط مستقیم اس کی کتاب نہیں ہے)۔ میں نے (ان کے مذہب) کی مستند کتابوں کے حوالے دیئے اگر کوئی اسے دیکھنا چاہتا ہے تو پھر دیکھ لے کہ واقعی کتاب صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے۔ ہمارا جھگڑا اس بات میں تھا کہ عبارت کفریہ ہے۔ الحمد لله ثم الحمد لله! آپ لوگوں نے سنا مولوی صاحب نے اپنی زبان سے اقرار کر لیا، مان لیا کہ یہ عبارت گستاخانہ اور کفریہ ہے اور لکھنے والا کافر ہے۔ ہمارا یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ عبارت کفریہ ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے، جھگڑا یہ ہے، کہ آیا شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے یا نہیں (اگر ثابت ہو کہ وہ اہل حدیث تھا جبکہ یہ ثابت ہو ہی چکا ہے کہ اس کی عبارت کفریہ ہے تو ثابت ہو جائے گا کہ وہابی واقعی گستاخ رسول ہیں) میں اب حوالے دینے لگا ہوں جن سے ثابت کر دوں گا کہ شاہ اسماعیل دہلوی واقعی غیر مقلدوں وہابیوں کا جہد اعلیٰ تھا۔

پہلا حوالہ: کتاب فتاویٰ ثنائیہ جلد نمبر 1 صفحہ 382 پر وہابی اہل حدیث کے بہت بڑے مفتی و عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوتا ہے کہ خفی لوگ یہ کہتے ہیں کہ مولانا نذیر حسین، شاہ اسماعیل شہید، نواب صدیق حسن خان صاحب خفی تھے، کیا یہ حق ہے۔
جواب: یہ تینوں صاحب کچے اہل حدیث (وہابی) تھے۔

اسی کتاب کے صفحہ 99 پر ہے: حضرت اسماعیل شہید اعتقاداً و عملاً اہل حدیث تھے۔ نیز اسی جلد کے صفحہ 34 پر ہے: کہ شہید ملت امیر المؤمنین شاہ اسماعیل دہلوی سے آپ (ثناء اللہ امرتسری) کو خاص عقیدت تھی شہید کا جب ذکر آتا تو وہاں انداز میں فرماتے، اسماعیل و ما ادراک اسماعیل۔

دوسرا حوالہ: یہ "کتاب تحریک اہل حدیث" ہے اس کے مصنف قاضی محمد اسلم سیف صفحہ 231 پر لکھتے ہیں: "شاہ اسماعیل نے حدیث کا وہ فیضان عام کیا کہ بے حجابانہ، بے باکانہ طور پر عمل بالحدیث کا پرچم سر بلند کیا اور کاروان عمل بالحدیث کی حدی خوانی شروع کی" اس کتاب میں چار صفحات پر شاہ اسماعیل کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے کہ وہ اہل حدیث و پلجوں کے اکابرین میں سے ہے۔

تیسرا حوالہ: یہ کتاب ہے "خطبات روپڑی" اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ان کے بڑے عالم تھے، اہل حدیث کے بہت بڑے مناظر اور عالم عبد اللہ روپڑی اس میں لکھتے ہیں: "جماعت اہل حدیث میں ایسے ایسے خطیب پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی خطابت کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید دہلوی اس طرح کے پائے کے خطیب تھے۔" یہ کس کے خطیب تھے؟ اہل حدیث کے۔

چوتھا حوالہ: سیرۃ ثنائی یہ ثناء اللہ امرتسری کی سوانح حیات ہے عبد المجید خادم سہروردی اس کے مرتب ہیں اس کے صفحہ 300 پر مجدد الف ثانی، سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید کو اکابر امت لکھا ہے۔

پانچواں حوالہ: فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ 90 سے لیکر 104 تک شاہ اسماعیل کی تعریفیں لکھی ہیں اور اس کے غیر مقلد ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں اور شاہ اسماعیل کی کتابوں پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

چھٹا حوالہ: کتاب "اٹھتے ہیں حجاب آخر" مصنف پروفیسر زائد حسین مرزا نے شاہ اسماعیل کو اپنے بزرگوں میں لکھا اور خراج تحسین پیش کیا، (طالب الرحمن صاحب اور ان کے ساتھی مجسمہ حیرت بنے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے کہ) مناظر اہل سنت نے کہا مولوی صاحب، حوالے سنو۔

ساتواں حوالہ: کتاب "تاریخ اہل حدیث" مصنف ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے صفحہ 466 سے 470 تک شاہ اسماعیل کی شان بیان کی ہے اور انہیں اپنا بزرگ شہر کیا۔ مولانا صاحب! (آپ نے شاہ اسماعیل کا انکار کر دیا) ایسا تو نہیں ہوتا کہ کسی کا بیٹا چوری کے کیس میں پکڑا جائے تو وہ انکار کر دے یا کسی کا باپ پکڑا جائے تو وہ اپنے باپ ہی کا انکار کر دے۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

آٹھواں حوالہ: یہ میرے پاس کتاب ہے "البریلویہ" کا اردو ترجمہ "بریلویت" "دہلیوں اہل حدیثوں کے سرخیل امام العصر یعنی زمانے کے امام، احسان الہی ظہیر نے اس کے صفحہ 215 پر لکھا ہے کہ "شاہ اسماعیل شہید دہلی تحریک کے سرخیل تھے۔"

میں اپنے سننے والوں سے کہتا ہوں خدا را اس بحث میں میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے میرے نبی پاک ﷺ کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہے، اگر ڈنڈارک کے اندر چوہڑے حضور اکرم ﷺ کی گستاخی کریں تو ان کے خلاف پورا ملک باہر نکل آتا ہے تو دیکھیں یہ غیر مقلد اہل حدیث گستاخ ہماری بغلوں کے نیچے بیٹھ کر کتنی بڑی گستاخیاں کر رہے ہیں۔

نواں حوالہ: یہ میرے پاس ہے "فتاویٰ برائے خواتین" اس کے مقدمے میں صفحہ 8 پر انہوں نے شاہ اسماعیل دہلوی کو اپنے علماء و صالحین میں لکھا ہے۔
دسواں حوالہ: مولوی صاحب! اگر شاہ اسماعیل آپ کا نہیں تو اس کی اتنی تعریفیں کیوں؟ یہ دیکھیں مرزا حیرت دہلوی نے شاہ اسماعیل کے مناقب پر پوری 385 صفحات کی کتاب "حیات طیبہ" لکھ ڈالی جس میں واضح طور پر انہیں اہل حدیث کا سرخیل اور بانی مہمانی لکھا ہے۔

گیارہواں حوالہ: "فتاویٰ سلفیہ" مصنف اسماعیل سلفی صاحب نے اس میں شاہ اسماعیل کو اپنا پیشوا لکھتے ہوئے ان کی کتب پر لٹنے والے اعتراضات کا تفصیلاً جواب دیا ہے اور بالخصوص اس میں صراطِ مستقیم کی زیر بحث عبارت کا جواب دیا گیا ہے۔
بارہواں حوالہ: "فتاویٰ نذیریہ" آپ غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی جلد اول صفحہ 107 پر لکھتے ہیں: "مولانا (اسماعیل) کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا، اور عالم دیندار، متقی اور پرہیزگار اور محدث اور حافظ قرآن ہونا آفتاب کی مانند ثابت ہے۔" دہلوی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں تقریباً دو درجن سے زائد مقامات پر شاہ اسماعیل کی وکالت کرتے ہوئے انہیں اپنے اکابر میں شمار کیا اور فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص 46 پر شاہ اسماعیل کو مجدد لکھا ہے۔^(۱)

(۱) اس بات پر کہ شاہ اسماعیل اہل حدیثوں کا امام ہے مزید حوالے جو قلت و کثرت کی وجہ سے پیش نہ ہو سکے اب یہ قارئین ہیں:

• تیسواں حوالہ: "تذکرۃ المناظرین" مصنف مولانا محمد مقتدی اثری عمری، شاہ اسماعیل کو اہل حدیث و اپنی جماعت کے مناظرین میں شمار کرتے ہوئے صفحہ 96 سے 99 تک ان کے مناظروں کا ذکر کرتے ہوئے ابراہیم میر سیالکوٹی کے حوالے سے لکھتے ہیں: اگر شاہ اسماعیل شہید

جیسا ایک اور اہل حدیث محدث، مجاہد پیدا ہوا جاتا تو ہندوستانی مسلمانوں کی قسمت میں کبھی ذلت نہ ہوتی صفحہ 99۔

- چودھواں حوالہ: "حقانیت مسلک اہل حدیث" مصنف ابو معاویہ عبدالرحمن منیر راجہ دہلوی صفحہ 134 پر صراط مستقیم کی عبارت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: صراط مستقیم پر شاہ اسماعیل کا نام ہونے اور آپ کے اہل حدیث ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہو گئی۔
- پندرہواں حوالہ: "تحریک آزادی فکر" مصنف مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب، آپ نے بھی صفحہ 504 پر مذکور بالا عبارت لکھی اور دو ٹوک انداز میں لکھتے ہیں مولانا شاہ اسماعیل صاحب اہل حدیث تھے۔

- سولہواں حوالہ: دور حاضر کے مشہور اہل حدیث محقق اور کثیر التصانیف مولانا ارشاد الحق اثری صاحب اپنی کتاب "خدمات حدیث" صفحہ 27 میں لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل نے اہل حدیث کی نمائندگی کی۔

- سترہواں حوالہ: "مقدمہ ہدایۃ المستفید" کا صفحہ 70 ہے اور اہل حدیثوں کے مشہور عالم مولانا بدیع الدین راشدی صاحب شاہ اسماعیل کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں: امام الحق، فرید العصر، وحید الدھر، المجاہد لاعلاء کلمۃ اللہ، والشہید فی سبیل اللہ، السید اسماعیل بن عبد الغنی۔

- اٹھارہواں حوالہ: مسلک اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنی کتاب "معیار الحق" کے صفحہ 120 پر شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: شہید فی سبیل اللہ الجلیل، محی الدین۔ (دین کو زندہ کرنے والے) مولانا محمد اسماعیل نے ایسے ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شیعہ کا رفض ٹھہرایا ہے۔ (اہل حدیث دیکھو! شاہ اسماعیل آپ کا غیر مقلد ہے کہ جو تقلید کو بدعت حقیقی شمار کر رہا ہے کیا اپنے امام الکل کا حوالہ بھی کافی نہیں)۔

- انیسواں حوالہ: کتاب "تاریخی حقانق" مصنف احسن اللہ ڈیانوی عظیم آبادی یہ کتاب مصدقہ ہے ارشاد الحق اثری صاحب کی اس کا صفحہ 41 ہے اس پر موجود ہے کہ شاہ اسماعیل اور سید احمد، اہل حدیث تھے اس پر لکھتے ہیں: شاہ اسماعیل کی تصانیف تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحویر

الحنین اور منصب امامت کا اگر کھلے دل سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث بلکہ عامل باللحدیث بلکہ تقلید کے سخت مخالف تھے۔

• بیسواں حوالہ: "حضيرة القدس" مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی جن کے بارے میں "تحریک اہل حدیث" صفحہ 176 پر ہے کہ وہ "مجدد وقت" تھے یہ بھی شاہ اسماعیل کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

• اکیسواں حوالہ: "تواریخ عجیبہ" مصنف، جعفر تھانیسری صفحہ 142 تا 150 میں لکھا ہے جس کا خلاصہ ہے کہ شاہ اسماعیل نے تقلید کے خلاف مناظرے کیے اور رفع یدین کے اثبات پر کتاب لکھی، نماز میں مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا اولیٰ قرار دیا، آمین بالجہر افضل قرار دی (اور پچھ پچھا جاتا ہے کہ یہ غیر مقلدین ہی کا طریقہ ہے مقلدین کا نہیں)۔

• بائیسواں حوالہ: "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد" صفحہ 342 پر مصنف لکھتے ہیں: اہل حدیث عوام و خواص نے برصغیر کی سیاست میں ہمیشہ پر جوش انداز سے حصہ لیا۔ 6 مئی 1831 کو بالا کوٹ کے میدان میں حضرت سید احمد بریلوی، مولانا اسماعیل دہلوی اور ان کے رفقاء نے جام شہادت نوش کیا۔ (یہاں واضح طور پر اسماعیل دہلوی اور سید احمد کو اہل حدیث شہید کیا ہے)۔

• تیسواں حوالہ: کتاب "ہدیۃ المصہدی" ص 36 پر نواب وحید الزمان صاحب شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: "قال الشيخ اسماعیل من اصحابنا لو تصور الشيخ النخ" یعنی ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ شاہ اسماعیل نے کہا ہے۔۔۔ اس کے بعد مذکورہ عبارت مراۃ مستقیم ذکر کی ہے۔

• چوبیسواں حوالہ: کتاب "مسلمانوں کا روشن مستقبل" صفحہ 28 مسٹر سر جیمس اسکاٹ لکھتے ہیں: سید احمد بریلوی کی بغاوت دو مختلف اور متضاد گروہوں سے مرکب تھی۔۔۔ دوسرے گروہ کے سرदार مولوی اسماعیل تھے جو چاروں اماموں کی تقلید سے آزاد تھے اور براہ راست حدیث کو اپنا ماخذ قرار دیتے تھے۔

- پچیسواں حوالہ: کتاب "حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی" مصنف حکیم محمود احمد برکاتی ص 161 رقطراز ہیں: شاہ نے علی الاعلان مخالف احناف ترک تقلید اور عمل بالحدیث نہ صرف خود شروع کیا بلکہ اس کی مہم چلائی (ظاہر ہے پھر غیر مقلد ہوا)۔
- چھبیسواں حوالہ کتاب "بریلوی علماء اور انگریز" مصنف غیر مقلد عالم عبد اللہ ایم اے نے صفحہ 197 پر شاہ اسماعیل کو کٹر اور متعصب دہابی لکھا ہے۔
- ستائیسواں حوالہ: کتاب "مروج کوثر" مصنف شیخ محمد اکرم اہل حدیث ص 103 پر لکھتے ہیں: دہابی عقائد میں ایک اہم عقیدہ عدم وجوب تقلید شخصی کا ہے اس مسئلہ پر شاہ اسماعیل شہید نے سفر حج کے بعد اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔
- اٹھائیسواں حوالہ: "تراجم علمائے حدیث ہند" مصنف ابو یوسف امام خان نوشہروی نے ص 67 حصہ اول سے لے کر 112 تک شاہ اسماعیل دہلوی کے مناقب لکھے ہیں اور جگہ جگہ تصریح کی ہے کہ یہ اکابرین اہل حدیث میں سے ہیں اور کتاب کا نام ہی مطلب سمجھنے کے لئے کافی ہے۔
- انتیسواں حوالہ: "خطبات بہاولپوری" جلد اول 327 پر مصنف حافظہ عبد اللہ بہاولپوری نے اہل حدیث مجدد بہاولپوری کے نام سے یاد کرتے ہیں، نے شاہ اسماعیل کو اہل حدیث قرار دیا ہے۔
- تیسواں حوالہ: ابوالحسن علی ندوی کے والد سید عبدالحی "عوارف المعارف فی انواع العلوم والمعارف" میں لکھتے ہیں: پھر اس زمانے میں ان کے اندر ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی جس نے مذہب اربعہ کی تقلید کو چھوڑ دیا اور کتاب و سنت کو پکڑا، پھر ان میں بعض ایسے ہوئے جنہوں نے افراط و تفریط کے درمیان توسط کی راہ اختیار کی اور وہ اس طرف گئے کہ مقلد کو اپنے امام کے قول کے خلاف روایات تک رسائی کی قدرت ہو تو اسے کسی خاص امام کی تقلید دوا نہیں ہے اور مطلق تقلید جائز ہے ورنہ ہر عالی کو اجتہاد کا مکلف قرار دینا لازم آئے گا یہ شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی ان کے پوتے اسماعیل بن عبد الغنی بن ولی اللہ اور سیدنا امام احمد بن عرفان بن نور شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر ہیر و دوں کا بھائی مسلک ہے۔

معزز قارئین! جب کثیر حوالہ جات سے ثابت ہو چکا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے تو اب یہ عذر کرنا کہ "وہ متنازع ہے" کیا عذر گناہ بدتر از گناہ نہیں ہے؟

لب میں اپنے سننے والوں کی غزربے شہد حوالے کر چکا ہوں اور عبادت کر چکا ہوں کہ شاہ اسماعیل اہل حدیثوں و پیروں کا امام، سر نخل، بزرگ ہے اور یہ بھی عبادت کر چکا ہوں کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی کتاب ہے اور پھر مولوی صاحب آپ اہل حدیثوں پر اس لئے بھی کفر لازم آتا ہے کہ آپ لوگوں نے ایک سو سال سے فائدہ عرصہ اس عبارت کا دفاع کیا ہے۔ دیکھیں یہ "فتاویٰ سلفیہ" اور یہ "تحریک آزادی فکر" مولانا ایک تو آپ بھول جاتے ہیں یہ کتاب تحریک آزادی فکر شریعت میں آپ نے پڑھی تھی اور صراط مستقیم کی عبارت کا جواب آپ نے پڑھا تھا مولوی صاحب اگر شاہ اسماعیل آپ کا نہیں تھا تو یہ آپ کے بزرگوں نے اس کی عبارتوں کا دفاع کیسے کیا۔

آپ صراط مستقیم کی عبارت پڑھیں اس میں انہوں نے نبی ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے ترا قرار دیا ہے۔ اب میں اس عبارت کا جواب دیتا ہوں جو عبارت انہوں نے فقہ کی کتاب "الاشیاء والنظار" سے پڑھی تھی کہ اگر قرآن کو دیکھ کر نماز میں پڑھو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر عورت کی شرم گاہ کو دیکھے گا تو نماز نہیں ٹوٹی۔

مولوی صاحب! اس کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے گا تو وہ قرآن کے صفحات آگے پیچھے لے گا اور یہ عمل کثیر ہو گا اور عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔^(۱)

(۱) مشہور فیر مقلد عالم مولانا اسماعیل متقی صاحب "تحریک آزادی فکر" صفحہ 58 پر قرآن مجید کو دیکھ کر نماز میں پڑھنے کی بابت رقمطراز ہیں: "حضرت عائشہ اور اکابر ائمہ تابعین کے عمل کے باوجود دل بتاتا ہے کہ مصحف (قرآن) میں پڑھنا ٹھیک نہیں یہ واقعی عمل کثیر ہے عمل کثیر کی کچھ حد ہو، بعض کی بہت بہت اور صفحات کی طرف توجہ اور حفاظت سے واقعی نماز کی طرف متوجہ اور مناسب توجہ

اور شرم گاہ کو صرف دیکھے گا تو صرف دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ عورت کی شرمگاہ کی عزت قرآن سے زیادہ ہے اور قرآن شرمگاہ سے برا ہے جبکہ وہاں صراط مستقیم میں نبی ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے برا قرار دیا گیا ہے اور پھر لکھا کہ نبی ﷺ کی تعظیم بندے کو مشرک بنا دیتی ہے یہ ہے اصل گستاخی۔

اب میں اپنی اگلی عبارت پیش کرنے لگا ہوں یہ ہے میرے پاس کتاب "تقویۃ الایمان" شاہ اسماعیل دہلوی کی۔ اگر مولوی صاحب اس کتاب کا انکار کریں تو میں ان کی معتبر کتب سے سینکڑوں حوالے دے سکتا ہوں کہ اس کا مصنف شاہ اسماعیل ہے۔ اور اہل حدیثوں کی طرف سے اس کتاب کا دفاع کیا گیا ہے۔ حاضرین یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے اور ان کا امام ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ صراط مستقیم اس کی تصنیف ہے اور اس میں گستاخی کی گئی ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے اور یہ مان چکے ہیں کہ عبارت کفریہ ہے جب یہ چیز ثابت ہو چکی ہے تو بیچھے کیا رہ گیا کہ تم اہل حدیث دہلی گستاخ اور کافر نہیں ہو۔

چوہدری امتیاز صاحب: اصولی طور پر مناظرہ یہاں پر ختم ہو رہا ہے اس لئے کہ ہماری شرائط میں لکھا ہے کہ اگر فریق مخالف موقف مان لے تو مناظرہ ختم ہو جائے گا۔

نہیں رہے گی اس لئے مناسب یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے یہ تکلف نہ کیا جائے اور حفظ سے پڑھا جائے۔" یہی وجہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں قرآن پاک پر دیکھ کر قرآن پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ہے دیکھنا اور ایک ہے دیکھ کر پڑھنا دیکھ کر پڑھنا تعلیم و تعلم کے لئے ہے جو نماز سے خارج کر دیتا ہے اور محض دیکھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی جیسے گٹھن کھانا دیکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ایک قطرہ پانی پینے سے ٹوٹ جاتا ہے اب یہ نہیں کہ گٹھن کم ہو گئے اور ایک قطرہ زیادہ بلکہ دیکھنے کا حکم اور ہے اور کرنے کا اور۔

مناظرہ کی اثر انگیزی: مناظر اہل سنت نے اتنی بات کی ہی تھی کہ وہابی حضرات کی طرف سے ایک نوجوان کھڑا ہوا اور بات کرنے کی اجازت طلب کی، مناظر اہل سنت اور صدر مناظر اور معاونین نے احتجاج کیا کہ کوئی دوسرا شخص بات نہیں کر سکتا۔

اہل حدیث صدر مناظر نے زور دے کر کہا۔ بات کرنے دیں کیا حرج ہے۔ وہابی مناظر اور معاونین بھی بولنے لگے، بات کرنے دیں، کرنے دیں، کرنے دیں۔ مناظرہ انتظامیہ نے مناظر اہل سنت سے کہا کہ اس کا اتنا اصرار ہے تو بات کرنے دیں، تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ نوجوان! حضرات میں قرآن و حدیث کا پڑھنے والا طالب علم ہوں، اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جتنے بڑے گستاخ یہ اہل حدیث (آج ثابت ہوئے ہیں) اتنا بڑا اور کوئی گستاخ نہیں (میں ان کے نظریات و عقائد سے آج سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) انتظامیہ نے اس نوجوان کو کہا کہ آپ خاموش ہو جائیں اور باہر چلے جائیں۔

وہ توبہ توبہ کرتا اور بیزاری کا اعلان کرتا ہوا محفل سے رخصت ہوا اس پر وہابی مناظر نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے کہا یہ بریلوی ہے۔

مناظر اہل سنت! الحمد للہ اب بریلوی ہو گیا ہے آیا آپ کے ساتھ تھا اب توبہ کر کے بریلوی ہو گیا ہے (تمام وہابیوں کے چہرے لک گئے کہ آدمے مناظرے نے اتنا رنگ دکھایا ہے کہ اپنا ہی بندہ ادھر چلا گیا ہے تو نہ جانے جب پورا مناظرہ ہو گا اور لوگ دیکھیں گے تو کیا بنے گا۔ آج ان سطر دوں کی تحریر تک مختلف علاقوں اور بیرون ملک سے سینکڑوں اطلاعات آئی ہیں کہ بے شمار لوگوں نے مناظرہ کی سی ڈیز دیکھ کر وہابی مذہب سے توبہ کر لی ہے۔ (فیللہ الحمد)

انتظامیہ مناظرہ! بات جاری رکھیں۔

مناظر اہل سنت: یہ بات مکمل ہو چکی ہے کہ اہل حدیث گستاخ ہیں اور جو میں نے تقویۃ الایمان کی کتاب پیش کی ہے اس کے بارے میں فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ 105 پر ہے کہ تقویۃ الایمان میں مندرج مسائل کا اقرار، عین ایمان اور ان سے انحراف اور اعراض عین کفر ہے۔ یہ ان کے امام نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے۔ تقویۃ الایمان میں صفحہ 68 پر شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے "اولیاء و انبیاء امام و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان علی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے وہ ہمارے بڑے بھائی ہوئے اور ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم دیا لہذا ہم ان کے چھوٹے۔ سو ان کی تعظیم قطار بڑے بھائی جتنی کرو۔"

(وقت ختم)

وہابی مناظرہ (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔
میں تو حیران ہوں ان لوگوں پر، عبارت پیش کی عبدالحی بذحانوی کی اور حوالہ دیتے ہیں شاہ اسماعیل کا، حیران ہوں میں، میں نے ان کی کتاب پر نشان لگا دیا تھا اور اشرف سیالوی نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ یہ دیوبندیوں کی مسلمہ کتاب ہے جو آپ نے حوالے پیش کئے ہیں کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث، تو یہ عبارت عبدالحی کی ہے یہ شرائط ہمارے سامنے لکھی ہوئی ہیں کیا مناظرہ اس چیز کا نام ہے کہ جو مرضی ہو ہم نے جھوٹ پر جھوٹ بولنا ہے یہ شرط نمبر 2 لکھی ہے۔

آپ ہمارے مستند علیہ علماء کے اقوال پیش کریں گے۔ یہ عبارت عبدالحی کی ہے اور کتاب بھی دیوبندی کی ہے اور آپ دکھا رہے ہیں شاہ اسماعیل، اس مسئلہ کو حل کریں میں ان کو اپنا دو سنت نام دیتا ہوں، میں ساری بحث کو چھوڑتا ہوں آپ اس کا جواب دیں کہ یہ عبارت عبدالحی کی ہے یا نہیں۔

مناظر اہل سنت: یہ عبارت عبدالحی کی نہیں۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ عبارت عبدالحی بذحانوی کی ہے اگر عبارت عبدالحی بذحانوی کی تھی اور آپ کا اس سے کوئی رشتہ نہ تھا تو آپ کے اکابرین نے اس کا جواب کیوں دیا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ انڈیا کا صدر کوئی غلط بات کرے تو پاکستان کے صدر کا کیا جگہ کہ اس کی صفائیاں پیش کرے۔ حق نہیں ہے نا حاصل؟ تو پھر یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے "حقانیت مسلک اہل حدیث" اس کتاب میں اسی صراط مستقیم کی یہی عبارت ہے اس کا انہوں نے اس کتاب میں جواب دیا ہے یہ دیکھیں یہ تصور والی عبارت کا جواب دے رہے ہیں۔ اگر عبارت آپ کے بڑوں کی نہیں تو پھر جواب کیوں دے رہے ہیں

(صاف صاف کہہ دیں بھائی یہ عبارت ہمارے کسی بزرگ کی نہیں ایسی عبارت کو ہم کفر یہ سمجھتے ہیں پھر جواب دینے کی کیا ہنگامتی ہے)۔

اور پھر اس عبارت کا دفاع صرف اسی کتاب میں نہیں بلکہ کئی اور کتب میں بھی ہے شاید مولانا کی توجہ کہیں اور ہو گئی ہے۔ مولانا آپ کہتے ہیں کہ عبدالحی حنفی تھا، اور اس نے یہ عبارت لکھی ہے (حالانکہ عبدالحی بڑھانوی اہل حدیث کا امام اور شاہ اسماعیل کا پیر بھائی اور سید احمد کا مرید خاص تھا) اور اگر یہ آپ کا نہیں ہے تو آپ کہہ دیں گستاخ کافر ہے اگر آپ کہتے ہیں یہ حنفی ہے تو میں کہتا ہوں یہ کافر ہے آپ کہیں کہ یہ کافر ہے۔

مقصود یہ ہے کہ ایک طرف آپ اہل لوگوں کو اپنا امام مانتے ہیں اور ان کی عبارتوں کا دفاع کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ ہمارے نہیں ہیں۔ تم شاہ اسماعیل کا اور عبدالحی کا انکار کر رہے ہو نا؟ میں کہتا ہوں جب تمہارے اہل حدیث اس مناظرے کو دیکھیں گے تو خود اہل حدیث ہی طالب الرحمن تمہیں کو جوتیاں ماریں گے کیونکہ ان کے علماء نے پوری زندگی جن لوگوں کا دفاع کیا ہے آج طالب الرحمن نے کہہ دیا ہے کہ گستاخ ہے آپ لوگوں نے کفر کا اتنا عرصہ دفاع کیوں کیا ہے؟

دہابی مناظرہ: میں کہتا ہوں انتظامیہ سے کہ شرائط کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

چوہدری امتیاز صاحب: معذرت کے ساتھ مولانا آپ نے خود ہی اپنا دو منٹ کا ٹائم قریشی صاحب کو دیا ہے اور قریشی صاحب نے آپ ہی کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ آپ لوگوں نے شاہ اسماعیل کی عبارتوں کا دفاع کیا ہے اور صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ہے اس میں ہمارا کیا تصور کیا ہے۔

دہابی مناظرہ! ہاں میں کہہ رہا تھا کہ صراط مستقیم کتاب کے چار ابواب ہیں ان میں سے پہلا باب ہے شاہ اسماعیل کا اور باقی جو ہیں وہ عبدالحی کے ہیں اور جو عبارت قریشی صاحب نے پیش کی ہے

وہ پہلے باب کی نہیں وہ عبارت اس باب کی ہے جو عبدالحی نے لکھے ہیں۔ (۱) آپ ان لوگوں سے کہیں کہ یہ پہلے باب میں سے عبارت نکال کر دے دیں اور جو کتاب صراط مستقیم ہے اس

(۱) وہابی مناظر نے حرام کو بہت بڑا دھوکا دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ اہل علم پر بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر کوئی مصنف اپنی کتاب میں کسی کی گستاخانہ عبارت کو کتاب کا حصہ بنا کر شائع کرے اور مقصود اس کی تردید کرنا نہ ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ صراط مستقیم پر واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ شاہ اسماعیل کی تصنیف ہے اور اس پر حوالے گزر چکے ہیں۔ بے شک شاہ اسماعیل نے چند ابواب نہ لکھے ہوں عبدالحی بڑھانوی نے ہی کیوں نہ لکھے ہوں لیکن جب شاہ اسماعیل نے ان عبارات کو اپنی کتاب کا حصہ بنا کر شائع کیا تو اس گستاخی میں وہ بھی شامل ہے۔

تھامین کو علم ہے کہ ماضی قریب میں یورپین ممالک میں ایک کارٹونسٹ نے نبی پاک ﷺ کے توہین آمیز خاکے تیار کئے تو جن جن اخبارات نے انہیں شائع کیا وہ اس کارٹونسٹ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اسی طرح شاہ اسماعیل کی کتاب میں اگرچہ کچھ باب عبدالحی بڑھانوی کے ہی کیوں نہ ہوں انہیں ترتیب شاہ اسماعیل نے دیا ہے تو بال بھی اسی کے سر ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صراط مستقیم کتاب شاہ اسماعیل نے لکھی، چاہے اپنے ذہن سے لکھی یا اپنے پیرو مرشد سید احمد کی باتیں سن کر انہیں لکھا اس میں عبدالحی کے ترجمہ کے ہوئے چند ابواب نہیں بلکہ چند اور اوراق تھے جو غلطی سے کتاب کا حصہ نہیں بنے بلکہ بطیب خاطر شاہ اسماعیل نے انہیں اپنی کتاب کا حصہ بنایا ذیل میں کتاب "صراط مستقیم" سے اس "مقدمہ" کا عکس پیش کیا جا رہا ہے جس کے بارے میں بار بار وہابی مناظر نشان لگانے کا کہہ رہا تھا۔

امام احمد عاجز ذلیل

انفلونزہ طویل کی وجہ سے کئی عمارتیں ضعیف ہو گئیں۔ حضرت سید احمد رضا
تعالیٰ کی پیشانی پر ہے۔ ہادی زمانہ مرشد گانہ حضرت مسیح احمد رضا کی
محفل روایت منزل میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آپ کے دیرینہ نہ رکھنے سے فائدہ دے
آج آپ کے احوال احوال کے ساتھ عربی طالبان قرب الہی کو فتح پہنچا دے۔ اللہ جو کہ یہ عاجز
اس مجلس عالی میں حاضر ہوئیے وقت کلمات ہدایت آیات کے سننے سے کامیاب ہوا تو عام مسلمانوں کی
ضیقت اور طالبان قرب الہی کی غیر علمی کا یہ تقاضا ہوا کہ غائبین میں ان فیوض آپ پر حاضرین کے

.....
 ساتھ شریک ہیں اور اسکا طریق بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ ان بلند پرغز مضامین کو تحریر کی بجائے
 میں قید کیا جاوے اگرچہ کلک شیئ کے ہوا مانند دیدہ + حضور اور غیبت میں بڑا فرق ہے اور
 حدیث الشاہد پرمی مالا لواء الغائب اس کا بار شاہ عدل ہے لیکن اہم مقولہ حال اللہ
 علیہ السلام لا یزال علیہ السلام اس امر کے تمام کرنے میں کوشش کو جیت باز ہرگز دل سے نیت غافل کر کے
 قوی قوی کو شش کی اور اس کتاب کی آٹھائے تحریر میں چند اوراق جانب اخلاص و آب فیہ
 زمانہ علماء و ان پورٹا محمد امجدی نام الشریکات، جو حضرت شہنا بارگاہ عالی کے مازو
 سکتے ہیں مسئلہ میں لکھے ہوئے ہیں جن میں چند مضامین ہدایت آگین حضرت سید صاحب کی زبان
 شکر مولا صاحب نے تحریر کئے تھے اور میں ان اوراق کو طوائف بے دود اور غیبت بے شفقت بھکر
 اس کتاب کے دوسرے حصے باب میں بیعت لکھ کر دیا اگرچہ اس کتاب کی الیف میں مناسب بھی
 تھا کہ جس طرح اس کتاب کے اکثر مضامین کی تحریر کرنے میں مرید جاب سید صاحب کے فرمائے ہوئے
 کلمات کے ترجمہ ہی پر لکھا گیا اس طرح تمام کتاب کے مضامین میں ہی طریق اختیار کیا جائے لیکن
 چونکہ آپ کی ذات والا صفات امتیازات سے جناب رسالت آب علیہ افضل الصلوات والسلام
 کی کمالی شہادت پر پیدا کی گئی تھی اسلئے آپ کی لوح فطرت علوم دینیہ کے نقش اور تحریر و تقریر و فہم
 کی بنا و ودش سے خالی تھی پس ان گہرے مضامین اور اسرار غامض کا سمجھنا تو تیرے
 اور تیشات کے طائر کے سوا اور سلف متقدمین کی اصطلاح سوان مضامین کے مطابق
 کے بغیر زبان ان کے اذہان پر، جو کہ علوم دینیہ کے عادی ہو گئے ہیں محض آپ کی زبان برکت نشان
 صادر ہوئے کلمات کی ترجمہ سے نہایت دشوار معلوم ہوتا تھا۔ لہذا سامعین کے سمجھانے کی بہت
 کیلئے بعض مقامات میں کسی قدر تفسیر و تفسیر اور بعض جگہ چند مقامات کی تفسیر اور تفسیر کے کلام
 کر کے اور سلف کی اصطلاحات کے تطبیق دینے کی ضرورت پڑی۔ خاص کر قطب العقیقین فخر العساف
 الکملین اعلیٰہم الشہر حضرت شیخ دلی الشہر قدس سرہ کی اصطلاح سے مطابق کرنا زیادہ مناسب
 معلوم ہوا معہذا اس بلغز کتاب کے ہر دو حصہ کو املائے بعد حضرت سید صاحب کے گوش گزار
 کر دیا تاکہ مقصود غیر مقصود سے ممتاز ہو جاوے اور جو نقصان اس ترجمہ کی مخالفت عقل
 کے اعتداس کتاب میں کیا ہوا، جناب کی اصلاح کی وجہ سے اسکا جبر نقصان ہو چکا
 اور اس کتاب کا نام صرف اظہار مستقیم رکھا اور ایک مقدمہ اور چار باب لکھا ایک مقدمہ اور اسکو مرتب
 کیا اور اجلی کو ضلوس مراد و ضلوس کی مذاات براد ہدایت کو تہدات اضافات برہم کیا
 اور بادی کو لفظ تہید سے اور مقاصد کو لفظ فادہ سے شروع کیا جو مآخوذ فیہ اور فادہ

کے تاشل پر کسی پر ستر نے شاہ اسماعیل کا نام لکھ دیا اور اس کے "مقدمے" میں لکھا ہوا ہے کہ پہلا باب شاہ اسماعیل ہے اور دوسرا اور تیسرا باب عبدالحی کا اور جو عبارت تیل اور گدھے والی ہے وہ دوسرے باب کے اندر ہے اگر یہ پہلے باب میں سے نکال کر دے دیں تو ان کو ایک لاکھ روپے انعام دوں، یہ ثابت کر دیں کہ یہ عبارت شاہ اسماعیل کی ہے۔

شاہ اسماعیل متنازع شخصیت ہے محدث علماء نہیں یہ شرط نمبر 2 کے مطابق مناظرہ ہار گئے کیونکہ شرط میں ہے کہ محدث علماء کے حوالے دیئے جائیں گے اور ان کے اشرف سیالوی نے بھی کہا ہے کہ یہ کتاب علماء دیوبند کی مسلمہ کتاب ہے اور اگر یہ عبارت دوسرے یا تیسرے باب کے اندر ہو جو باب عبدالحی کا ہے جو دیوبندی ہے اس کی عبارت یہاں پر پیش ہی نہیں کی جاسکتی اور ہم نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ یہ عبارت گستاخانہ ہے ہاں ان کا جو حق جتنا تھا اور جو انہوں نے عبارت پیش کی ہے اور کتاب جس میں تصور نبی کا ذکر ہوا ہے میں نے اسماعیل سلفی کی کتاب پیش کی ہے کہ اس میں انہوں نے لکھا ہے: سید احمد حنفی صوفی بزرگ تھے انہوں نے تصوف پر ایک کتاب لکھوائی جس کا نام صراط مستقیم ہے۔ یہ کتاب قاری میں ہے۔ اس کے چار ابواب ہیں اس کے دو باب کا ترجمہ عبدالحی نے کیا ہے اس میں ایسی عبارات موجود ہیں جس میں

قارئین! یہ وہ مقدمہ تھا جس کی بابت وہابی مناظر صاحب بار بار کہہ رہے تھے کہ صرف پہلا باب شاہ اسماعیل نے تحریر کیا جبکہ یہاں شاہ اسماعیل خود لکھ رہے ہیں کہ پوری کتب میری ہے، عبدالحی کے صرف چند اوراق میں نے لئے ہیں اور وہ بھی طوائف بے دود و غیبت، بے مشقت سمجھ کر۔ اور پوری کتب لکھ کر سید احمد کو سنائی اور پھر ہر طرح سے مطمئن ہو کر اس کا نام صراط مستقیم رکھا اور خود ہی اس کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا۔ اب مقدمہ کی عبارت اور وہابی مناظر کی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی خود ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کتنی دیدہ دلیری سے جھوٹ کی پردہ پوشی کی جا رہی تھی۔

بریلوی حضرات کو مخالف ہوا ہے وہ عبارت کو سمجھ نہ سکے۔ اصل عبارت اور اس کا مفہوم آگئے آئے گا لیکن مہربانی فرما کر اس کی دو چیزیں ذہن میں رکھیں۔

سید احمد بریلوی حنفی اور مولانا عبدالحی بذحانوی حنفی، شاہ اسماعیل نے اس کے مصنف اور نہ اس کے باب کے ترجمہ کرنے والے وہ تو تاجر کتب حضرات کی ہوشمندی کہ انہوں نے شہرت کی وجہ سے اس کتاب پر شاہ اسماعیل کا نام لکھ دیا اور بریلوی حضرات کی لاعلمی کا نشانہ بن گئے حالانکہ وہ بے چارے بے قصور ہیں اور شاہ صاحب کے نام اور اہل حدیث ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث۔^(۱) بدنام ہو گئی۔

ارے سید احمد بھی حنفی اور عبدالحی بھی حنفی اور شاہ اسماعیل کا پہلا باب نہیں اگر آپ شاہ اسماعیل کے باب میں عبارت دکھادیں تو میں ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا آپ خوش ہو رہے ہیں کہ انہوں نے شاہ اسماعیل کو اہل حدیث مانا ہے تو میں پہلے کہہ رہا ہوں کہ بریلویوں نے کہا دیوبندی اور دیوبندیوں نے کہا ہمارا اور اہل حدیثوں نے کہا ہمارا تو یہ متنازعہ شخصیت اور بعض اہل حدیثوں نے کہا کہ ہمارا نہیں ہے۔^(۲)

(۱) یہاں خود اعتراف کر رہا ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث تھا پھر کلابازیاں کھائے گا کہ متنازع شخصیت ہے۔

(۲) غیر مقلد اہل حدیث حضرات کے چوٹی کے علماء، عمر حاضر کے محققین بالاتفاق مانتے ہیں کہ شاہ اسماعیل غیر مقلد اہل حدیث تھا تو یہاں بعض اہل حدیثوں سے طالب الرحمن خود مراد ہے کہ نیک یہ پہلا اہل حدیث ہے جس نے شاہ اسماعیل کے اہل حدیث ہونے کا انکار کیا لیکن "کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ" کے مصداق طالب الرحمن کی مسلک میں کیا پوزیشن ہے کہ اس کے تمام اکابرین کے برعکس اس

دیوبندیوں نے ایک کتاب لکھی جس میں لکھا ہے: شاہ اسماعیل اور شاہ ولی اللہ ان سے اہل حدیثوں نے انکار کر دیا ہے اس لئے کہ بعض اہل حدیثوں نے کہا یہ اہل حدیث اور بعض نے کہا نہیں۔
(وقت ختم)

کی رائے کو لیا جائے جبکہ شرائط مناظرہ میں یہ لکھا جا چکا ہے کہ کسی مناظر کی اپنی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس کے مسلک کے جید علماء کہ جن کی وجہ سے مسلک کا شخص قائم ہے، کا نظریہ ہی جماعتی و مسلکی نظریہ ہوگا۔

مناظر اہل سنت (تقریر نمبر 4)

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد! آپ لوگوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ ہم لوگوں نے مولوی صاحب کی بات کتنے تال سے کئی ہے۔ بھائیو دوستو! ہمارا جھگڑا اس بات میں تھا کہ یہ عبارت گستاخانہ اور کفریہ ہے اور اس کے لکھنے والے کافر ہیں۔

مولانا بار بار کہہ رہے ہیں کہ دیوبندی بھی شاہ اسماعیل کو اپنا مانتے ہیں اور اہل حدیث بھی اپنا مانتے ہیں تو وہ متنازع ہے یہ تو اس طرح ہے کہ جس طرح بہت سارے بزرگ ایسے ہیں جنہیں ہم سنی بریلوی بھی اپنا مانتے ہیں اور غیر مقلد بھی مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی بریلویوں کے بھی بزرگ ہیں اور اہل حدیث بھی ان کو اپنا کہتے ہیں اگرچہ یہ ان کے نظریے اور طریقے پر نہیں لیکن پھر بھی یہ ان کو اپنا کہتے ہیں اب یہ کسی بات پر کہیں کہ یہ بریلوی کہتے ہیں ہمارا ہے اور اہل حدیث کہتے ہیں ہمارا ہے، لہذا متنازع شخصیت ہے تو یہ جہالت کے سوا کچھ نہیں (اگر دیوبندی اہل حدیث دونوں شاہ اسماعیل کو اپنا کہتے ہیں تو وہ متنازع شخصیت نہ ہوئی بلکہ متفقہ شخصیت ہوئی پھر اس کی باتوں سے جان کیسے چھڑائی جاسکتی ہے)۔

میں پہلے فتاویٰ ثنائیہ کے حوالے سے عرض کر چکا ہوں کہ وہ لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کا سلسلہ آگے چلا آدھے مقلد ہوئے اور آدھے غیر مقلد ہوئے جو مقلد ہوئے وہ دیوبندی اور جو غیر مقلد ہوئے وہ اہل حدیث (تو یہ دونوں کا مشترکہ آدمی ہوا پھر انکار کیسا) اور میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ اہل حدیث 1886 میں بنے ہیں پہلے ان کا نام "دہلی" تھا۔

میں کہنا چاہوں گا کہ تم کس منہ سے کہتے ہو کہ شاہ اسماعیل تمہارا نہیں ہے اگر تمہارا نہیں تھا تو درجنوں کتب میں اسکا دفاع کیوں کیا ہے؟

الحمد للہ! آپ لوگوں نے منا انہوں نے اپنی زبان سے کہا کہ مذکورہ عبارت لکھنے والا کافر ہے۔ اب وہ لکھنے والا کون تھا اہل حدیث تھا۔ آپ لوگوں نے کتنی کلابازیاں کھائی ہیں کبھی کہتے ہو دیوبندی ہے۔ کبھی کہتے ہو اہل حدیث ہے یہ دیکھو میرے پاس فتاویٰ نذیریہ ہے آپ کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا یہ ان غیر مقلدوں کا سب سے بڑا عالم ہے۔ یہ لکھتا ہے اس سے تین برس قبل فضل امام بدایونی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر دس شبے لکھ کر شائع کئے ہم نے اس کا جواب دیا۔

یہ آپ پڑھیں آپ کہتے ہیں کہ صراط مستقیم ہماری نہیں ہے۔ اگر آپ کی نہیں ہے تو اس کا دفاع کیوں کیا؟ اور یہ میرے پاس کتاب ہے "حیات طیبہ" اس میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل دہلوی کی ہے اگرچہ منسوب سید احمد کے نام سے ہے۔

مولوی صاحب! لاکھ روپیہ۔۔۔ بہر حال ایسے پیسے پر لاکھ لعنت۔ آپ نے کتاب "مناظرۃ اہل حدیث" منگوائی تھی اس کا جواب نہیں دیا کہ اس میں صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی تصنیف لکھا گیا ہے۔

کتاب "تحریک اہل حدیث" بھی دو دفعہ منگوائی جواب نہیں آیا۔

در اصل جھوٹ کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ "تحریک اہل حدیث" میں بھی لکھا ہے کہ یہ کتاب "صراط مستقیم" شاہ اسماعیل کی ہے اس کے علاوہ بہت ساری کتابیں ہیں جن میں موجود ہے کہ شاہ اسماعیل ان کا ہے اور کتاب صراط مستقیم اس کی تصنیف ہے۔

اس فقیر (حنیف قریشی) نے ثابت کر دیا کہ جو میراد علوی تھا وہ سچا تھا میراد علوی تھا۔ اہل حدیث وہابی گستاخ ہیں۔۔۔ بولو غیر مقلد وہابی اہل حدیث کون ہیں، گستاخ ہیں۔ میں نے "تقویۃ الایمان" کی عبارت پڑھی مولوی صاحب نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اس عبارت

میں شاہ اسماعیل دہلوی نے درس دیا کہ "نبی کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کرو"۔ استغفر اللہ۔

یہ بات سن کر اہل حدیثوں کے ساتھ آیا ہوا ایک نوجوان انتہائی پریشان ہوا اور بے قرار بھی، تو مناظر اہل سنت نے کتاب تقویۃ الایمان اس کی طرف بڑھادی اور کہا۔۔۔ بھائی صاحب آپ پڑھو اس کو۔

پھر مناظر اسلام بولے: مسلمانو! سنو یہ ان بے ادب وہابیوں کی کتنی بڑی گستاخیاں ہیں۔ یہ دیکھیں یہ رسول اللہ ﷺ کا ادب بڑے بھائیوں جتنا کر دانا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب! غور سے سننا اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کسی کو بھائی یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے نبی پاک ﷺ کو بھائی کہا۔ ہمیں تو اس بات پر اعتراض ہے کہ جس نبی ﷺ کی بابت قرآن کہتا ہے:

"لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی"

نبی پاک ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو، اس نبی ﷺ کے بارے میں یہ تعلیم اور حکم دینا کہ ان کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کرو۔ یہ کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ ایک بات غور سے سنیں! ایک ہوتا ہے نبی علیہ السلام کا اپنے بارے میں خود کچھ کہنا اور ایک ہے نبی علیہ السلام کے بارے میں کسی کا کچھ کہنا۔ دیکھیں ایک نبی علیہ السلام اپنے بارے میں عاجزی کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین"

اے اللہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں ظالموں میں سے ہوں۔

اب کوئی بے ادب وہابی اٹھ کر یہ کہہ دے کہ معاذ اللہ نبی ظالم ہے اور دلیل کے طور پر قرآن پیش کرے کہ دیکھو قرآن میں ہے نبی نے خود کہا ہے کہ میں ظالموں میں سے ہوں، اگر میں نے کہہ دیا تو کونسا جرم ہے؟۔ ارے! اللہ کا نبی عاجزی کرتے ہوئے اپنے لئے جو مرضی کہے

وہ کہہ سکا ہے تجھے اور مجھے اجازت نہیں۔ یہ دیکھو میرے پاس بخاری شریف ہے اس کی جلد اول صفحہ 379 پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں عروہ بن مسعود ثقفی سفیر بن کر آیا وہاں مشرکین کے پاس گیا تو مشرکین نے پوچھا کہ تم نے کیا دیکھا؟ کہنے لگا، تم کبھی بھی محمد ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو نیچا نہیں دکھا سکتے۔ پوچھا کیوں نہیں ہر اسکے؟ کہنے لگا، اس لئے کہ میں نے محمد ﷺ کے غلاموں کو ان کا اتنا ادب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سنو! یہ بخاری ہے اس پر جرح نہیں کر سکتے اور یہ بھی سنو مولوی صاحب!

عروہ نے صحابہ کرام کی نمازیں بھی دیکھیں، واڑھیاں بھی دیکھیں، اور ہاں (داڑھی تو تمہاری بھی بہت لمبی ہے) واڑھیاں لمبی کرنے اور عینک لگانے سے دین نہیں ملتا، دین نبی ﷺ کے پیار اور عشق و ادب سے ملتا ہے۔

سنو! عروہ بن مسعود میرے نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام کے ادب کا انداز بتا رہا ہے کہتا ہے میں نے محمد ﷺ کے غلاموں کو دیکھا:

”ما تنخم النبي نخامة الا وقعت في كف رجل منهم فذلک
بها وجهه وجلده واذا امرهم ابعدوا امره واذا توضعوا کادوا
یقتتلون علی وضوءه واذا تکلم حفصوا اصواتهم عنده
وما یحدثون الیه النظر تعظیما له۔“

جب اللہ کے نبی ﷺ لحاب دھن ڈالتے تو صحابہ کرام نیچے اپنا ہاتھ رکھتے اور اسے نیچے نہ کرنے دیتے تھے بلکہ اسے اٹھا کر اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں۔ یہ ہے نبی پاک ﷺ کے

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ادب۔ اور جب محمد ﷺ کسی بات کا اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کو بجالانے میں جلدی کرتے ہیں اور جب محمد ﷺ وضو کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ اس کے اصحاب اس کے وضو کے پانی کی خاطر باہم قتال کریں گے اور جب ان کے سامنے باتیں کرتے ہیں تو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں اور محمد ﷺ کی تعظیم میں ان کے سامنے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔

مولوی صاحب! یہ بخاری ادب سکھاتی ہے اس لئے ہم لوگوں سے کہتے ہیں خدا کا واسطہ صحابی کے عقیدے پر چلو، وہابی کے عقیدے پر مت چلو۔ (وقت ختم)

وہابی مناظرہ (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

انتظامیہ! میں نے تو ایک لاکھ کا چیلنج کیا تھا وہ جو کتاب مناظرہ جنگ اٹھائی تھی اس میں ہے یہ عبارت مولوی اسماعیل دہلوی کی ہو یا عبدالحی کی ہو یا سید احمد کی ہو ان میں سے کسی کی بھی ہو ہمیں اس کی تعیین سے کوئی غرض نہیں ہمیں صرف اس سے غرض ہے کہ یہ علمائے دیوبند کی ایک مسلمہ کتاب کی عبارت ہے۔ ایک بریلوی عالم نے مانا ہے یہ کتاب دیوبندیوں کی ہے کتاب کے اوپر لکھا ہے شاہ اسماعیل اس کے تین باب ہیں پہلا شاہ اسماعیل کا دوسرا اور تیسرا باب عبدالحی کا کتاب سید احمد کی، سید احمد بریلوی حنفی اور دوسرا باب لکھنے والا عبدالحی حنفی عبارت دوسرے باب میں ہے شاہ اسماعیل متنازع، پہلے باب میں عبارت نکال کر دکھاؤ تب تو ہم سے مطالبہ کرو ایک لاکھ انعام بھی لو، ایک لاکھ کو چھوڑ دو لاکھ انعام دیتا ہوں۔ چلے دو لاکھ کو چھوڑو اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں پہلے باب میں نکال کر دکھاؤ کہ شاہ اسماعیل نے یہ کہا ہو۔ دنیا میں صراط مستقیم نامی کتاب چھپی ہی نہیں کہ جس میں یہ ہو پہلا باب شاہ اسماعیل کا دوسرا باب بھی شاہ اسماعیل کا تیسرا باب بھی شاہ اسماعیل کا کائنات کے اندر وہ کتاب چھپی ہی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں صراط مستقیم کتاب کے تین باب ہیں پہلا باب شاہ اسماعیل کا اور دوسرا اور تیسرا باب عبدالحی۔^(۱) کا کتاب سید احمد بریلوی کی اپنے گھر کے مولویوں کو کافر منوانے کے لئے ہم سے پوچھتے ہو کہ وہ کافر تھے یا نہیں۔

(۱) یہاں پھر وہی رٹ اور ڈیڑھ، دو درجن حوالوں کے باوجود ڈھٹائی کی انتہا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی نہیں حالانکہ مقدمہ میں تصریح موجود ہے کہ پوری کتاب شاہ اسماعیل نے لکھی صرف چند اوراق خروشی سے عبدالحی بڑھانوی کے شامل کئے تھے۔

ہم تو پہلے بھی کہتے ہیں بریلویو تمہارے عقائد کفریہ اور دیوبندیو تمہارے عقائد بھی کفریہ۔ لہذا ایک لاکھ روپے انعام رکھا۔ ارے انعام چھوڑو اپنی شکست لکھ کر دیتا ہوں آپ کو پہلے باب میں یہ عبارت ملے تو اہل حدیث پہ گستاخی کا فتویٰ دینا غلط نہ ہے۔ دوسری بات شاہ اسماعیل تو متنازع جو انہوں نے عبارت پیش کی اس کے بارے میں ہمارا عقیدہ سنیئے قلاوی ثنائیہ نبوت حضرت آدم سے شروع ہوئی اور محمد کی ذات پر ختم ہوئی آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہو گا جو شخص آپ کے بعد کسی کو نبی مانے یا آپ کو خاتم النبیین نہ مانے وہ کافر ہے آپ تمام انبیاء سے افضل اور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ۔⁽¹⁾

یہ تقویۃ الایمان کتاب اٹھائی تھی اس میں ہے "بڑے بھائی جتنی عزت کرو" اگر صرف بڑا بھائی ہو تانا تو اس پر یہ الزام آ جاتا اس میں ہے ہمارے آقا تمام جہاں کے سردار ہیں اللہ عزوجل کی نگاہ میں آپ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ یہ شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان کے اندر لکھا ہے (انتہائی بوکھلاہٹ اور مخبوط الحواسی کے عالم میں) یہ شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان کے اندر لکھا ہے۔⁽²⁾

(1) یہاں عقیدے کے بارے میں تو پوچھای نہیں گیا کہ صاحب! تمہارا کیا عقیدہ ہے یہاں تو جھگڑا ایک گستاخانہ عبارت کا ہے کہ عبارت میں مصنف نے گستاخی کی ہے۔

(2) حالانکہ مسئلہ یہ نہیں کہ کتاب میں اس نے نبی پاک کی تعریف کی ہے مسئلہ تو یہ ہے کہ جو عبارت مناظر اسلام نے پیش کی تھی کہ "نبی پاک کا ادب اور تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو" یہ عبارت گستاخی کی ہے یا نہیں؟، دہائی مناظر سے جواب ہی نہ بن سکا۔ کہنے لگا شاہ اسماعیل نے یہ کہا ہے کہ نبی کی بڑے بھائی جتنی عزت کرو یہ تو نہیں کہا کہ بڑا بھائی ہے حالانکہ عبارت میں صراحت موجود ہے کہ "اولیاء انبیاء، امام، شہید، جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں اور وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے"۔ بقول دہائی مناظر کے اگر بڑا بھائی کہا ہوتا تو "گستاخی کا الزام آ جاتا" لہذا اس کے بقول خود ہی گستاخی کا اقرار ہو چکا۔ یہ کہنا کہ کتاب میں جگہ جگہ

کیا بڑے بھائی جتنا مرتبہ بتایا ہے، یہ حنیف قریشی نے چھوڑ دیا تھا پوری کتاب میں نچوڑ کر کہا۔ یہ شاہ اسماعیل کا عقیدہ ہے کیا یہ انصاف ہے؟ انصاف اس چیز کا نام ہے کہ کسی آدمی کے ساتھ زیادتی نہ کرو اگر اس نے کسی صفحہ پر یہ کہا کہ بڑے بھائی جتنا تو اس کے آگے والے صفحہ پر لکھ دیا کہ سارے جہان کا سردار ہے اور اللہ عزوجل کی نگاہ میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے یہ ایک جگہ نہیں بلکہ آگے والے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ اے ہمارے آقا رحمۃ اللعالمین تم پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو جس طرح آپ نے ہم جیسوں پر دین کی سر توڑ کوشش فرمائی ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ پر نبی اکرم ﷺ کو تمام انبیاء کا سردار کہا لہذا یہ کہنا کہ شاہ اسماعیل نے یہ کہا ہے کہ بڑے بھائی جتنا ادب کرو تو یہ تو حدیث بھی کہتی ہے۔^(۱)

تعریف کی ہے تو ایک آدمی بچاں جگہ پر کسی کے تعریفی کلمات لکھ کر ایک جگہ اس کو گالی لکھ دے تو کیا یہ توہین نہ ہوگی؟ کیا ایک قطرہ پیشاب پانچ کلو دودھ کو تپاک کرنے کے لئے کافی نہیں؟ حالانکہ کتاب تقویۃ الایمان میں تو متعدد مقامات پر نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی گئی ہے پھر دیگر مقامات پر تعریف، چہ معنی دار۔

(۱) کوئی حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نبی ﷺ کی بیوی امت کی ماں اور نبی ﷺ امت کے روحانی باپ ہوئے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کو نبی پاک ﷺ نے نماز میں اپنے برابر کھڑا کیا تو آپ پیچھے ہٹ گئے سرکار ﷺ نے پوچھا تو عرض کی "من یستطیع ان یقوم بحذاءک وانت رسول اللہ" کس کی جرات ہے کہ آپ کے برابر کھڑا ہو جب کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طرز زندگی ہے اور وہابیہ لوگوں کو یہ درس دے رہے ہیں کہ نبی ﷺ کا ادب بڑے بھائی جتنا کرو۔ فیما للعجب

(کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے، اپنے بڑوں پر کفر کا فتویٰ)

میں پھر کہتا ہوں پہلا باب شاہ اسماعیل کا اور دوسرا باب عبدالحی حنفی کا اور کتاب سید احمد حنفی کی شاہ اسماعیل کے علاوہ آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ بھی کافر تھے یا نہیں تو ہم کہتے ہیں دونوں پکے کافر تھے۔

مولانا حنیف قریشی صاحب اور باقی تمام حضرات اہل سنت:

ماشاء اللہ، ماشاء اللہ مان گئے۔

مولانا حنیف قریشی صاحب:

شکر ہے آپ نے خود کہا سید احمد کافر ہے۔ یہ تو میں اپنے وقت میں آپ کو دکھاؤں گا کہ سید احمد کون ہے، وہ تو آپ کا اپنا اہل حدیث ہے۔

طالب الرحمن صاحب! اس میں شاہ اسماعیل کی بات ہی نہیں یہ میرے ہاتھ میں بریلوہوں کی کتاب "تمہید الایمان" ہے احمد رضا خان کی اس میں کہتے ہیں شاہ اسماعیل دہلوی پر کفر کا حکم نہیں چلتا، میں اس کو کافر نہیں کہتا کیونکہ ہمارے نبی پاک ﷺ نے "لا الہ الا اللہ" والے کی تکفیر سے منع فرمایا۔ تمہارا احمد رضا خان کہتا ہے کہ شاہ اسماعیل کو میں کافر نہیں کہتا کیونکہ اس نے "لا الہ الا اللہ" پڑھا ہے اور ملفوظات میں بھی یہی عبارت ہے آپ ان کی تکفیر ثابت کر دیں۔

(وقت ختم)

مناظرہ اہل سنت (تقریر نمبر 5)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:
آپ حضرات نے سنا مولانا صاحب نے کتنی کلابازیاں کھائی ہیں۔ مولانا صاحب! آپ کی مناظرہ کرنے کی عمر نہیں رہی ابھی آپ بات کر کے بھول جاتے ہیں آپ نے دوران گفتگو اپنی زبان سے کہہ دیا، سید احمد کافر ہے کیا آپ (سامعین) نے سنا؟ (جی ہاں)
اور انہوں (طالب الرحمان) نے ساتھ ہی کہا عبدالحی بڑھانوی بھی کافر ہے آپ لوگوں نے یہ بھی سن لیا؟ (جی ہاں)

الحمد للہ! اہل سنت کا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ جب اہل حدیثوں کے پیر و مرشد اور شاہ اسماعیل کے پیر، اہل حدیثوں کے امیر المومنین کو انہوں نے خود کافر مان لیا ہے تو جب امیر کافر ہے تو مریدوں کے کفر میں کیا شک۔

آپ حضرات نے سنا! طالب الرحمن صاحب عبدالحی کو زور لگا کر "حنفی" کہہ رہے تھے اور سید احمد کو زور لگا کر "بریلوی" کہہ رہے تھے تاکہ سننے والا یہ سمجھے کہ طالب الرحمن بریلویوں (عقیدے کے) کو کافر کہہ رہا ہے جو کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے عشق رسول ﷺ کی وجہ سے اپنے آپ کو ان سے منسوب کرتے ہوئے بریلوی کہلاتے ہیں، جبکہ اطلاعاً عرض ہے کہ سید احمد کو بریلوی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ رائے بریلی کا رہنے والا تھا (اور معطل بریلوی تو امام احمد رضا کی نسبت سے بریلوی کہلاتے ہیں اور امام احمد رضا بریلوی تو سید احمد کے سالہا سال بعد بریلی میں جلوہ گر ہوئے) یہ طالب الرحمن صاحب نے لوگوں کو بہت بڑا دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ عبدالحی کون تھا؟

آئیے! اب دیکھتے ہیں کہ یہ سید احمد کون ہے؟ اور عبدالحی کون ہے؟ یہ میرے پاس فتاویٰ ثنائیہ صفحہ 99 جلد اول ہے اس میں لکھتے ہیں: یہ بات وہابیت کی تاریخ میں واضح طور پر موجود ہے وہابی کی اصطلاح کا عمومی اطلاق جماعت اہل حدیث پر ہوتا ہے سید احمد شہید کی جماعت میں فی الحقیقت اہل حدیث ہی کا غلبہ تھا، آپ حضرات نے بار بار سنا کہ مولوی صاحب نے سید احمد شہید کہا اور فتاویٰ ثنائیہ میں بھی اس کو شہید لکھا ہے اور مولوی طالب الرحمن نے آج اسے کافر کہہ دیا ہے تو بتائیے کہ کافر کو شہید کہنے والا کون ہے؟۔ آپ نے لفظ بریلوی پر بڑا زور دیا کہ سید احمد "بریلوی" تو یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس کو بریلوی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بریلی کا رہنے والا تھا لیکن اس کا عقیدہ کیا تھا۔۔۔ وہ اہل حدیث وہابی تھا۔ یہ ان غیر مقلدوں کی بے شہر کتب میں موجود ہے جگہ جگہ سید احمد کو امیر المؤمنین لکھا ہے اور شاہ اسماعیل نے سید احمد سے بیعت کی تھی اور اسی کی امرای میں بالا کوٹ جا کر پٹھانوں سے جنگ کرتے ہوئے ہلاک ہوا تھا۔ (دیکھیے تواریخ عجیبہ از جعفر تھانیسری)۔

دیکھیے یہ کتاب ہے "تاریخی حقائق" اس کے مصنف مشہور اہل حدیث دانشور احسن اللہ ڈیوانوی عظیم آبادی ہیں اور اس کتاب کی تصدیق کی ہے عمر حاضر کے اہل حدیث محقق ارشاد الحق اثری صاحب نے اس کے صفحہ 41 پر سید احمد صاحب کو واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ اہل حدیث تھے وہ لکھتے ہیں "جناب شاہ محمد حسین صاحب عظیم آبادی جو سید احمد شہید کے اولین خلفاء میں سے ہیں انہیں آپ نے جو سند خلافت عطا کی ہے اس کا ایک ایک لفظ سید احمد شہید کے اہل حدیث ہونے کی شہادت دیتا ہے۔۔۔ (۱)

(۱) مزید حوالہ جات اس بات پر کہ سید احمد اور عبدالحی بڑھانوی دونوں اہل حدیثوں کے نام تھے:

• کتاب "تاریخ اہل حدیث" صفحہ 464 پر سید احمد کو امیر المجاہدین لکھا اور صفحہ 467 پر یہی مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں۔ آپ (شاہ اسماعیل) نے سید احمد بریلوی مرید شاہ عبدالعزیز دہلوی

سے بیعت کی ہوئی تھی اور آپ ان کے حجاج اور مجاہدین کے قافلہ کے سردار تھے۔ مشرق سے مغرب تک کا یہ تمام رواج اور بدعت و محدثات کا قلع قمع، علوم کا چہ چاء نماز اور زکوٰۃ کی کثرت اور مساجد کی آبادی جو ہندوستان اور پاکستان میں نظر آ رہی ہے آپ کی اور مولوی عبدالحی مرحوم کی کوشش اور اجتہاد کے طفیل ہے۔ (بچے حاشیہ میں لکھتے ہیں یہ مولانا عبدالحی سید احمد صاحب دائے بریلوی کی جہادی مساعی میں غلیفہ تھے) اس عبارت سے واضح ہوا کہ سید احمد صاحب ان اہل حدیثوں کے امیر المجاہدین اور امیر المؤمنین ہیں اور شاہ اسماعیل کے اور عبدالحی کے بچہ۔ یہ وہی عبدالحی ہے جسے وہابی مناظر نے کافر قرار دیا۔ (بچہ مرید دونوں کافر)۔

• کتاب "تذکرۃ المناظرین" میں صفحہ 98 پر ہے: "زمانہ جہاد و تحریض میں بے شک صاحب لوا سید احمد شہید رحمۃ اللہ تھے مگر مشیر خاص و متحد محمد اسماعیل تھے"۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں درجنوں مقامات پر سید احمد کو امیر المؤمنین اور شہید لکھا گیا یہ وہی سید احمد ہیں۔ جنہیں وہابی مناظر نے کافر کہہ کر ایوان غیر مقلدین میں اراکین بے ادبی پالیسٹ کے صحن بیچ میں کھڑے ہو کر خود کش دھماکہ کر دیا یہی وجہ ہے کہ پورے ملک میں اہل حدیث محافل ماتم کدے بن گئے اور ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب کی تقریروں کا پل باندھنے والوں نے کئی جگہوں سے انہیں بے عزت کر کے بھاگایا۔ یہ تو دنیا کی ذلت ہے اخروی انجام تو ابھی باقی ہے۔

تادمین! جس عبدالحی بڑھانوی کو طالب الرحمن صاحب بار بار خفی کہہ کر یاد کر رہے تھے اور بالآخر ان پر کفر کا فتویٰ بھی دے دیا آئیے دیکھیں کہ ان کا اہل حدیث حضرات کے نزدیک کیا مقام ہے۔

• "تذکرۃ المناظرین" میں مولانا محمد مقتدی اثری عمری صفحہ 101 پر لکھتے ہیں: "مولانا عبدالحی بڑھانوی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھے تقویٰ، عمل و عطا، صبر، لباس، غذا کی سادگی، خفیہ بدعت و مراسم میں بے مثال تھے نور ایمان ان پر جمایا ہوا تھا۔۔۔ وہ اتنے جامع صفات تھے کہ کلم جس کے بیان کرنے سے قاصر ہے"۔

مزید اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: آپ سید احمد کے اولیٰ و الفضل خلفاء میں سے تھے آپ شاہ عبدالعزیز کے داماد تھے اور پھر صفحہ 100 پر ان کے اہل حدیث غیر مقلد ہونے پر فیصلہ کن تحریر پڑھتے لکھتے ہیں: "شاہ عبدالحی بڑھانوی نے سفر حجاز میں قاضی شوکانی امام محمد بن علی (اہل حدیثوں کے مجدد، نسل الاولاد کے

مصنف کی شہرت سنی ادھر امام شوکانی نے بھی آپ کے علم و فضل کی شہرت سن کر اپنی تصنیفات مع اسناد و اجازت حدیث از خود پیش کیں۔

لیجئے! اہل حدیثوں کے اہل امام شوکانی کے سند یافتہ فی الحدیث پر خود اپنے ہی مناظرے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ یہ مناظرے میں اہل سنت کی واضح فتح اور غیر مقلدوں کی مہر تباہ شکست کا ایک نظارہ ہے۔

● کتاب "سیرۃ عثمانی" صفحہ 300 سیرت شاہ اللہ امرتسری مرتبہ عبد المجید خادم سودروی لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں اگرچہ توحید و سنت کی تبلیغ اور قرآن و حدیث کی اشاعت کا پرچم لہرایا جا چکا تھا اور اکثر بزرگان دین اس فرض مہتمم کی بجا آوری میں معروف تھے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، مولانا سید احمد بریلوی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الہی کے احیاء اور کتاب و سنت کے بقاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔" واضح لکھا ہوا ہے کہ سید احمد اکابرین اہل حدیث میں دوسرے نمبر پر ہیں۔

● کتاب "حیات طیبہ" حصہ دوم تالیف مرزا حیرت دہلوی 59 صفحات پر مشتمل سید احمد کے حالات زندگی تحریر کئے اور اس کتاب میں درجنوں مقامات پر سید احمد کے ساتھ شہید رحمۃ اللہ علیہ اور امیر المومنین لکھا ہے اور اس میں کئی مقامات پر تحریر ہے کہ عبدالحی بذحانوی سید احمد کا خلیفہ تھا۔

● کتاب "فتاویٰ سلفیہ" مصنفہ مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب اس کتاب میں بھی درجنوں مقامات پر سید احمد صاحب کے ساتھ شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور عبدالحی بذحانوی کے لئے بھی کئی مقامات پر رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔

نیز صفحہ 184 پر لکھتے ہیں "تحریک حریت فکر اور حریت وطن اور تحریک اعتقاد بالانسان اسی تحریک کے اہم اجزاء تھے جو گیارہویں صدی کے اواخر سے آج تک مختلف محاذوں پر کام کرتی رہی اس کے بانی سید احمد شہید تھے لیکن اس کے روح رواں شاہ شہید تھے جب تک شاہ شہید زندہ رہے تحریک کے ہر حصہ میں سید صاحب کے ساتھ پیش پیش رہے شہادت کے بعد اس کی تمام تر ذمہ داریاں پٹنوی خاندان نے سنبھال لیں یہ حضرات شاہ شہید سے زیادہ متاثر تھے اور کچلے اہل حدیث تھے۔" دیکھئے یہاں انکار کی گنجائش نہیں چھوڑی اور دونوں کو لکھا ہے کہ "کچلے اہل حدیث تھے۔"

- "فتاویٰ ثنائیہ" جلد اول کے دیباچہ میں فتاویٰ کے مرتب مولانا محمد داؤد راز صاحب علامہ شاہ اللہ امرتسری کے حالات میں رقمطراز ہیں "حضرت مولانا شاہ اللہ امرتسری نے حضرت اسماعیل شہید کی تحریک۔۔۔ اشاعت توحید و سنت کو پروان چڑھانا آپ نے اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا اور شہید ملت اور امیر المومنین سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔"۔۔۔
- ماشاء اللہ جن ہستیوں سے اہل حدیث وہابی مسلک کے بزرگ عقیدت رکھیں جنہیں امیر المومنین کہیں ان پر کفر کا فتویٰ؟ کافروں سے عقیدت رکھنے اور کافر کو شہید اور امیر المومنین کہنے والا اور ان سے عقیدت رکھنے والا کون ہو گا؟ یہ تمام اہل حدیثوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔
- کتاب "تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں" مصنف قاضی محمد اسلم سیف نے کئی مقامات پر لکھا "امیر المومنین سید احمد شہید" اور سید احمد، شاہ رفیع الدین کے بیٹے شاہ محمد مخصوص اللہ۔۔۔۔۔ شاہ اسماعیل دہلوی شاہ عبدالعزیز اور شاہ اسحاق دہلوی کے بھائی شاہ محمد یعقوب، عبدالحی ولاد شاہ عبدالعزیز کے پیر تھے صفحہ 231 تا 242
- "فتاویٰ سلفیہ" صفحہ 163 پر لکھا ہے: اہل حدیث نے تو بجز اللہ اس وقت بھی یہ جرم نہیں کیا بلکہ بحیثیت جماعت ان کا تعلق سید شہید کی جماعت سے رہا۔
- "تواریخ عجیبہ" جس کے مصنف محمد جعفر تھانوی ہیں ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ سوانح احمدی (تواریخ عجیبہ) صفحہ نمبر 139 پر سید احمد بریلوی کے خلفاء کا تذکرہ کرتے ہیں "آپ کے خلفاء میں مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی مولانا محمد اسحاق صاحب۔۔۔۔۔ یاد رہے مولوی ولایت علی اہل حدیث کے بڑے عالم گزرے ہیں۔"
- مولانا عبدالحجید سوہدروی صاحب کی "کتاب انگریز اور وہابی" صفحہ 29 اس میں مولانا صاحب ایک انگریز مسٹر ہنز کے حوالے سے لکھتے ہیں "مثالی ہند میں ایک وہابی جاناہز سید احمد نے مسلمانوں کو ابھار کر حقیقتاً ایک مذہبی سلطنت قائم کر لی تھی مگر ان کی ناگہانی موت (شہادت) سے وہابی فتوحات کا امکان جاتا رہا لیکن جب انگریزوں نے اس ملک کو فتح کیا تب بھی وہابی عقائد کی ان سلطنتی ہوئی چنگاریوں نے بہت عرصہ پریشان کئے رکھا۔"۔۔۔ یعنی سید احمد وہابیوں کا امام تھا۔

ہم تو کھل کر کہتے ہیں کہ یہ عبارت لکھنے والا کافر ہے۔

مولوی صاحب آپ نے گھنٹہ ضائع کیوں کیا ہے آخر آج آپ سے سید حسین الدین شاہ صاحب کے شاگرد نے منوالیا ہے کہ تمہارے اکابرین کافر ہیں۔ رہی بات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں آپ کے شاہ اسماعیل کے کفر کے حوالے سے تو وہاں پر آپ نے حوالہ دینے میں پھر خیانت کی ہے۔ اس میں لکھا ہے: میرا مسلک یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی یزید کی طرح ہے اگر کوئی اس کو کافر کہے منع نہ کریں گے البتہ غلام احمد قادیانی سید احمد، غلیل احمد،

- کتاب "تحریک اہل حدیث" قاضی محمد اسلم صاحب، عبدالحی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں "عبدالحی بڈھانوی اللہ کی نشانوں میں سے نشانی ہیں اور انہیں سند حدیث اور تصنیفات کی اجازت قاضی شوکانی امام غیر مقلدین نے عطا کی" (صفحہ 240)
- کتاب "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد" مصنف محمد اسحاق بھٹی صفحہ 342 پر لکھتے ہیں "اہل حدیث عوام و خواص نے برصغیر کی سیاست میں ہمیشہ پر جوش انداز سے حصہ لیا۔"
- 6 مئی 1831 کو بالاکوٹ کے میدان میں حضرت سید احمد بریلوی مولانا اسماعیل دہلوی اور ان کے بہت سے رفقاء کرام نے جام شہادت نوش کیا بعد اس کے اس جماعت کا انگریزی حکومت سے مقابلہ شروع ہوا تو یہ پوری جماعت اہل حدیث حضرات پر مشتمل تھی۔"
- لیجیئے! جب انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جنگ کا کرڈٹ لینا ہو تو اس وقت شاہ اسماعیل اور سید احمد دونوں اہل حدیثوں وہابیوں کے امام ہوتے ہیں اور جب ان کی کفریہ عبارات کی باری آئے تو ان دونوں بڑوں کو اپنی طالب الرحمن جیسی ذریت کی طرف سے "کفر بجم" کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- "تذکرۃ النہاء فی تراجم العلماء" کتاب کے مصنف عبدالرشید عرانی صاحب ہیں صفحہ 53 پر لکھتے ہیں "سید احمد کی بیعت اسماعیل دہلوی اور عبدالحی دونوں نے کی اور صفحہ 319 پر لکھتے ہیں سید احمد امیر المومنین۔"
- کتاب "تذکرہ اہل صادق پور" عبدالرحیم زبیر صادق پوری صفحہ 168 پر "جناب سید احمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔" کیا کافروں کو ایسے ہی القاب دیئے جاتے ہیں؟۔"

رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی ان لوگوں کے کفر میں جو بھی شک کرے گا وہ بھی کافر ہے۔ آپ حضرات نے سنا کہ میں نے درجن بھر کتابوں کے حوالے دیئے کہ صراطِ مستقیم کتاب شاہ اسماعیل کی ہے اور اہل حدیثوں کی متعدد کتابوں نے اس کا دفاع کیا ہے۔ بتاؤ کافروں کا دفاع کرنے والا کون ہے؟ کافر ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں طالب الرحمن صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ ”آئیے عقیدہ سیکھیے“ اس کتاب کے اوپر مصنف لکھا ہوا ہے ڈاکٹر طالب الرحمن اور دیکھیں یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے صراطِ مستقیم ان غیر مقلدوں کے نکتے کی چھٹی ہوئی اور اس پر بھی لکھا ہوا ہے: ”مصنف شاہ اسماعیل دہلوی“۔

خدا را آپ (سامعین) دیدار ہیں پڑھ لکھے ہیں یہ بتائیں کہ کیا ایسا ہوتا ہے کہ کتاب کسی اور کی ہو اور اندر مواد کسی اور کا آجائے۔

دہلیو! خوفِ خدا کرو لوگوں کو پاگل بنوں سمجھا ہوا ہے آپ نے کہ پہلا باب اس کا اور دوسرا اس کا جس کی کتاب میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ دوسری عبارت (نبی کی تعظیم بھائی جتنی کرو) کے متعلق ہم نے پہلے کہہ دیا ہے کہ نبی کسی کو اپنا بھائی کہے یہ اس کی مرضی ہے امتی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے الفاظ بولے ایک نبی نے عاجزی کرتے ہوئے فرمایا میں ظالموں میں ہوں کوئی بے ایمان اہل حدیث کھڑا ہو جائے اور کہہ دے کہ نبی ظالم ہے میں کہتا ہوں اس کے پاگل (اور گستاخ) ہونے میں کون شک کرے گا؟

سارا اختلاف اس بات میں ہے کہ جس کتاب تقویۃ الایمان میں یہ لکھا ہے کہ نبی کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کرو اس کتاب کے بارے میں یہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس کا ماننا عین ایمان اور اس کا انکار عین کفر ہے۔

طالب الرحمن صاحب نے کتاب تقویۃ الایمان منکوائی تھی اس کا جواب نہیں دیا چپ رہے، سعودیہ کے ریال سمجھ کر کھا گئے۔ کیا یہ دین ہے کہ نبی ﷺ کا ادب بڑے بھائی جتنا کرو، اگر میں اپنے بڑے بھائی کو تھپڑ مار دوں تو کیا میں کافر ہو جاؤں گا؟ ہر گز نہیں اور نبی پاک ﷺ کی

بارگاہ کا مقام تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے ہال کی بھی توہین کر دے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ان غیر مقلدوں وہابیوں کا کام ہی گستاخیاں کرنا ہے اب میں مزید ان کی گستاخیوں پر جنی عبارات پڑھنے لگا ہوں، میرے پاس یہ کتاب ہے "عرف الجادی" اس کے مصنف ہیں ان غیر مقلدوں کے مجدد عصر نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے بیٹے نور الحسن قنوی اس کے اندر اس کا صفحہ نمبر 60 ہے، اس میں لکھا ہے:

"نبی ہو یا ولی ان کے مزارات کو گرانا واجب ہے"۔^(۱) اور یہ دوسری کتاب ہے "حفہ وہابیہ" یہ اسماعیل غزنوی کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے، آج کل انبیاء و اولیاء کی قبریں "بت" ہیں اور ان قبروں پر بتائے جانے والے گنبد بھی بت ہیں اور یہ تیسری کتاب "در البہیہ" کی شرح "الروضۃ الندیہ" ہے نواب صدیق حسن بھوپالی کی ہے اس میں صفحہ 178 طبع قدسی کتب خانہ اس میں ہے "نبی ﷺ ہو یا ولی اس کی قبر کو گرانا واجب ہے" یہ چوتھی کتاب ہے "یہ قبة مزارات" اس میں لکھا ہے کہ یہ قبة اور مزارات گرانا واجب ہے اور اسی طرح "ہدایۃ المستقید" کتاب ہے (نیز کتاب "شرح الصدور" میں ہے کہ نبی علیہ السلام کی قبر ہر معنی سے بت ہے) ان کتب میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی قبر بت ہے اور بت کا گرانا واجب ہے۔

(۱) عبارت یہ ہے: "ہرچہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہ راست آید از منکرات شرعیہ باشد وانکار بران و برابر و ساختن بخاک واجب است بر مسلمین بدون فرق در آنکہ گور پیغمبر باشد یا غیر او یعنی جو بھی جگہ انھی ہوئی یا بلند ہوگی لغوی طور پر قبر کا معنی اس پر سچا آتا ہے اور اس قبر کا اونچا ہونا یہ منکرات شرعیہ میں سے ہے اس کا انکار کرنا اور اسے گرا کر مٹی کے ساتھ ملانا یہ مسلمانوں پر واجب ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں، چاہے نبی ﷺ کا روضہ ہو یا کسی غیر کی قبر۔

مسلمانو! میں تم سے سوال کرتا ہوں ذرا دل میں سوچو! کہ میرے مصلیٰ کریم ﷺ کا روضہ جسے دیکھنے کیلئے مسلمان کا سیدہ جذبہ محبت میں تڑپ رہا ہوتا ہے اس کو بت کہہ کر گرانے کو واجب کہا۔ کیا یہ مرتع گستاخی نہیں ہے؟

میرا سوال ہے کہ آج اگر یہودیوں کا کوئی وزیر یہ کہہ ڈالے کہ میں محمد ﷺ کے روضہ کو گراؤں گا تو پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج بنیں گے یا نہیں؟ تو پھر سوچو! کہ ان (غیر مقلد) یہودیوں کا کیا کیا جائے۔ ان کے فتویٰ کو پڑھو اور پھر دیکھو کہ ان کے فتویٰ نے کیا گل کھلائے ان کے اس فتویٰ کی روشنی میں وہابیوں نے میرے نبی پاک ﷺ کے ہزاروں صحابہ اور اہل بیت رسول (سیدہ زہرا، امام حسن، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے حضرات کو گرا دیا)۔

وہابی مناظر اور صدر مناظر ادنیٰ آواز سے بولے الحمد للہ (کیا یہ بے ادبی کی انتہا نہیں) قریشی صاحب پھر بولنے لگے مسلمانو! میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ وہابی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا مزار بت ہے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جهنم (انبیاء 98)"

اور اس کی تفسیر میں ہے بتوں اور پتھروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ تو واضح ہوا کہ بت جہنم میں جائیں گے۔

ارے اومولوی! ایمان ہے تو بتاؤ کہ کیا نبی ﷺ کا مزار جہنم میں جائے گا۔⁽¹⁾ ان وہابیوں کا علم ادھر ہی ختم نہیں ہوا بلکہ میرے مصلیٰ کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا

(1) واضح ہوا کہ وہابیوں کا حضور ﷺ کے روضہ اطرق کو بت قرار دینا حدیث کے بھی خلاف ہے

نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی مشہور دعا مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 487 اور سوطا نام مالک صفحہ 159 پر ہے: رسول اللہ ﷺ نے عرض کی "اللہم لاتجعل قبری وثنا

مزار مراد یا گیا، ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کے مزارات کو گرایا گیا۔ یہ اہل حدیث جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کا درس دینے والے ہیں، مسلمانو! اگر تمہیں ہوش نہ آیا تو یہ دنیا میں جتنے بھی عظمتوں کے نشان ہیں ختم کر دیں گے۔

یہاں پر مناظر اہل سنت نے سعودیہ سے چھپا ہوا ایک البم دکھایا ایک تصویر 1326 ہجری کی، اس میں تمام صحابہ کرام کے مزارات تعمیر کئے ہوئے دکھائے اور ساتھ ”جنت البقیع“ کی حالیہ تصویر دکھائی جس میں تمام صحابہ و اہل بیت کے مزارات کو منہدم کر دیا گیا تھا۔

او مسلمانو! میرے معصومی کریم ﷺ نے تو ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کی قبر پر مت بیٹھو کیونکہ اس سے مسلمان مردے کو تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے بھوپالی صاحب نے یہ حدیث خود ”الروضۃ الندیہ“ صفحہ 182 پر نقل کی ہے، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن خزام فرماتے ہیں:

”رانی رسول اللہ متکنا علی قبر فقال لا تؤذ صاحب القبر۔“

رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر سے ٹک۔ (۱) لگا کر بیٹھے دیکھا تو فرمایا اس قبر والے کو تکلیف مت دو، اس طرح ایک اور روایت ہے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا آگ کے شعلہ پر بیٹھنا کہ جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اس کے لئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

یعبد ”اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ جس کی عبادت کی جائے۔ اس حدیث کی رو سے کسی صورت میں بھی نبی علیہ السلام کی قبر منور کی عبادت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی آج تک کبھی ایسا ہوا ہے۔

(۱) اس سے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں قبریں اتنی اونچی بنتی تھیں کہ جن سے ٹک لگائی جاسکتی تھی۔ آج وہابیہ قبور کو خاک سے ملانے کی بات کر سکتے ہیں، بتائیں یہ کونسی شریعت ہے؟

مولوی! اگر کوئی تیری ماں کی قبر پر بیٹھے یا اس پر چلے تو بتاؤ اس کو تکلیف ہوگی یا نہیں (اور کیا تمہیں بھی تکلیف ہوگی یا نہیں) اگر تجھے تکلیف ہوگی اور تیری ماں کو تکلیف ہوگی تو بتاؤ کیا سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار کو جب گرایا گیا انہیں تکلیف نہ ہوئی ہوگی؟ اور کیا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ ہوئی ہوگی؟ اور پھر ان وہابیوں نے میرے نبی ﷺ کے ماں باپ کو کافر تک کہہ دیا ہے۔ (معاذ اللہ) اور یہ فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ 68 کے اندر لکھا ہوا ہے ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ نبی ﷺ کے ماں باپ کافر ہوں۔ (وقت ختم)

وہابی مناظر (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔

میرے پاس کتاب ہے شاہ اسماعیل کی (تقویۃ الایمان) اس میں حدیث نقل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام کرو یہ حدیث ہے حضرت عائشہ سے ہے تم حدیث کے منکر ہو، اگر شاہ اسماعیل کہتے نبی بھائی کی طرح میرا بھائی ہے تو یہ نبی ﷺ کے بارے میں ہوتا تو اور بات تھی دیکھیں، قرآن مجید میں ہے:

"انما المؤمنون اخوة"۔ (مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔

جب یہ ہو سارے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم تو آیت قرآنی کے بھی منکر ہو اور نبی ﷺ کی حدیث مسلم مسلم کا بھائی ہے لہذا ایمانی بھائی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔^(۱) لیکن درجہ اور مقام کتنا ہے، بہت اونچا ہے۔

شاہ اسماعیل کے بارے میں احمد رضا خان فرماتے ہیں ملفوظات میں کہ یہ یزید کی طرح ہے اگر کافر کہے منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں اور جو کافر ہیں غلام احمد قادیانی، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی تھانوی ان کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے لیکن شاہ اسماعیل کو کافر نہیں کہا۔ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۴ میں ہے کافر کو کافر نہ کہو تو خود بھی کافر۔ حنیف قریشی صاحب نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا ہے اور احمد رضا خان کہتے ہیں اس کو کافر نہیں کہتا تو پتہ چلا احمد رضا خان خود بھی کافر ہے۔ میں پھر کہتا ہوں صراط مستقیم کا پہلا باب

(۱) شاہ اسماعیل نے ایمانی بھائی کی بات نہیں کی بلکہ اسے دوسرا دینا کہ نبی تعظیم بڑے بھائی جتنی

کرو اور یہ اصل گستاخی ہے۔

شاہ اسماعیل کا دوسرا باب عبدالحی کا اور وہ عبارت کہاں ہے دوسرے باب میں ہے، شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب کی بعض عبارتوں سے ان کا اہل حدیث ہونا ثابت ہو سکتا ہے اور ان کا حنفی ہونا واضح حقیقت ہے۔ فریق ثانی بھی اس کو تسلیم کرتا ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان۔^(۱) شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل کے بارے میں تصریح کرتے ہیں کہ وہ حنفی تھے، دیوبندیوں نے مانا وہ حنفی تھے اہل حدیث نہیں تھے بعض اہل حدیث کہتے ہیں ہمارا ہے اور دیوبندی بعض کہتے ہیں ہمارا، تو یہ متنازع ہوا معتد علیہ علماء سے نہ ہوا عبدالحی حنفی سید احمد حنفی اور وہ عبارت دوسرے باب کی آپ دوبارہ بھی پیدا ہو کر آجائیں تب بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ عبارت کفریہ شاہ اسماعیل کے پہلے باب میں ہے۔^(۲) میرے پاس ایک بریلوی کی کتاب ہے اس میں ہے اہل حدیث، عبد الوہاب مجہدی کے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کافی دور ہو چکے ہیں۔ اشرف سیالوی نے بھی مانا کہ یہ کتاب صراط مستقیم دیوبندیوں کی ہے ہم کہتے ہیں دیوبندی بھی مشرک ہیں۔

اور سنو! ہائے قبریں مٹ گئیں!! یہ کس نے منوائیں، محمد رسول اللہ نے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے ابی حیات ثقفی میں تم کو

(۱) حیرت ہے دہلی مناظرہ نے دعویٰ کیا کہ فریق ثانی بھی اس کو تسلیم کرتا ہے اور دلیل کے طور پر نواب صدیق حسن بھوپالی کا حوالہ دیا۔ کیا نواب صدیق حسن ہمارے لئے حجت بن سکتا ہے؟

(۲) جب کتاب صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی ثابت ہو گئی اور اس نے یہ عبارت نکھی ہی پہلے باب میں ہے تو ظاہر ہے پہلے باب کی عبارت دوسرے تیسرے میں تو اپنی طرف سے کوئی نہیں ڈال سکتا، حیرت ہے اتنی وضاحت کے بعد بھی دہلی مناظرہ پھر اپنی ذمہ داری بڑھا رہا ہے۔

اس کام کے لئے نہ بھیجوں، جس کام کے لئے محمد رسول اللہ نے بھیجا تھا کہا ہاں۔ فرمایا جاو تجھے اونچی قبر ملے اس کو گرا دے۔

(تمسخرانہ انداز اور داہیانہ اشارہ کرتے ہوئے) ٹریکٹر چلا دے، بلند وزر چلا دو، یہ قبریں گریں گی تب آپ انسان بنیں گے۔ یہ کس نے کہا محمد رسول اللہ نے۔ ثابت ہوا تم حدیث کے منکر ہو کوئی آدمی یہ ثابت کرے کہ یہ حدیث سند اضعیف ہے یہ بخاری اور مسلم میں ہے۔
(وقت ختم)

سنی مناظر (تقریر نمبر 6)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ "قل جاء الحق وزیق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔"

حضرات گرامی! میں یہ عرض کرتا چلوں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمیں اس پر کوئی جھگڑا نہیں کہ نبی ﷺ کسی کو اپنا بھائی کہہ دیں یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بھائی کہا، ہم تو یہ پوچھتے ہیں کہ جس کتاب کو تم نے نصاب توحید بنایا ہے، اس میں لوگوں کو یہ درس دینا کہ نبی ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو۔ (کیا یہ گستاخی نہیں ہے) اور دوسری عبارت نماز میں گدھے والی۔ میرا مقابل مناظر اس کو گستاخانہ مان چکا ہے اور وہ عبارت شاہ اسماعیل کی ثابت ہو چکی ہے اور اب کبھی کبھہ رہا ہے اور کبھی یکم۔

مولوی طالب الرحمن دہلوی کا پسینہ نکل گیا ہے اور جواب کوئی نہیں آیا۔ دوسری بات انہوں نے آیت پڑھی:

"انما المومنون اخوة" کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں ہمیں اس پر اعتراض ہی نہیں ہمیں تو اعتراض یہ ہے کہ "نبی کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کروانا" کیا یہ توہین نہیں؟ لیکن

مولوی صاحب اگر اس آیت کو دیکھ کر میں قرآن پڑھوں:

"العلک القدوس السلام المومن المہیمن۔"

تو اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سلام ہے مومن ہے مہیمن ہے تو اب اللہ بھی مومن اور ہم

بھی مومن اور "انما المومنون اخوة" سب مومن بھائی بھائی تو کیا اللہ تعالیٰ کو بھی آپ

کے بنائے ہوئے قانون کے تحت بھائی کہیں گے؟

طالب الرحمن صاحب نے کہا ہے کہ شاہ اسماعیل کو احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کافر نہیں کہا تو یہ دیکھیں میرے پاس فتاویٰ رشیدیہ موجود ہے اس میں ہے کہ شاہ اسماعیل کی توبہ مشہور ہو گئی تھی (تو غالباً) احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جب یہ سنا کہ اس کی توبہ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ احتیاط کے پیش نظر انہوں نے کہا میں اس کو کافر نہیں کہتا کوئی اسے کہہ دے تو میں اس کو روکتا نہیں ہوں۔ ہمارے خلاف یہ بات توتب ہوتی جب احمد رضا کہتے کہ اس کو کافر مت کہو اور وہ کافر نہیں ہے اور یہ عبارت صراط مستقیم کی کفریہ نہیں حالانکہ احمد رضا بریلوی نے شاہ اسماعیل کی عبارات کو واضح طور پر کفریہ کہا ہے۔^(۱)

(۱) عبارت صراط مستقیم مذکورہ کے بارے میں فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 687 پر لکھتے ہیں: "یہ ملعون بات ضرور کلمہ توہین اور اس کے غبیث قائل پر بلاشبہ کفر لازم ہے۔ حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی یا فرشتہ کی توہین اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ برا کہنا بلاشبہ کفر ہے۔" اس کے علاوہ اسی جلد کے صفحہ 616 پر لکھتے ہیں کہ: امام الوہابیہ پر 70 وجوہ سے کفر لازم آتا ہے۔ قارئین! یقیناً آپ کے ذہن میں سوال اٹھتا ہو گا کہ جب شاہ اسماعیل دہلوی نے کفریات کی ہیں تو پھر امام اہل سنت نے اسے کافر کیوں نہ فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلی رحمہ اللہ علم کی دنیا کا نیر تاباں ہے آپ علم کلام اور علم فقہ کی اصطلاحات اور علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ دراصل تکفیر دو طرح کی ہے تکفیر فقہی اور تکفیر کلامی۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے، فقہاء کرام کفر کے لازم آنے پر قائل پر حکم کفر صادر کرتے ہوئے اس کی تکفیر کر دیتے ہیں یہ "تکفیر فقہی" کہلاتی ہے اور علم کلام میں لزوم کفر پر تکفیر نہیں کی جاتی بلکہ التزام پر کی جاتی ہے، اس کو "تکفیر کلامی" کہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہ فرمانا فقہی حوالے سے نہ تھا، بلکہ کلامی تھا اس لئے امام اہل سنت فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی کا یہ قول مرتج ضلالت و مگر ای و بددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزار ہا وجہ سے کفر لزومی ہے جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل مرتج کافر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر نہیں کہنا چاہتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 15

جس کلام سے کسی شخص کی تکفیر فقہی بھی لازم آئے اس کو اگر کوئی کافر کہنا چاہے تو کہہ سکتا ہے۔ شاہ اسماعیل دہلوی کے کلام سے کفر لازم آتا تھا اس لئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ وہ شاہ اسماعیل کو خود کافر نہیں کہتے اگر کوئی کہے تو روکتے نہیں، اس لئے کہ متکلمین کے نزدیک لزوم والتزام کا فرق کیا جاتا ہے۔ یعنی متکلمین کے نزدیک لزوم کفر، کفر نہیں بلکہ التزام کفر، کفر ہے۔ لزوم کفر کا معنی ہے کفر کا لازم آنا اور التزام کفر کا معنی ہے کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا۔ بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا اور اس کے کلام میں تاویل بعید کی گنجائش ہوتی ہے تو یہ لزوم کفر ہے۔ مگر جب اس قائل کو کفر کے متعلق بتا دیا جائے کہ تیرے کلام سے کفر لازم آ رہا ہے اور وہاں تاویل بعید کی گنجائش بھی نہ ہو اور وہ اس کفریہ کلام پر اڑ جائے تو یہ التزام کفر ہے۔ مثلاً ایک شخص تقریر کرتے ہوئے بوش خطابت میں کلمہ کفر زبان سے نکال دیتا ہے۔ اس کے باوجود متکلمین کے نزدیک اسے کافر نہیں کہیں گے کیونکہ ابھی تک لزوم کفر ہوا لیکن جب اس خطیب کو کہا جائے کہ تو نے یہ کفریہ کلمہ کہا ہے اب مطلع ہونے کے باوجود وہ اپنی بات پر ڈٹ جائے کہ میں نے صحیح کہا ہے یا فاسد تاویلیں کرنا شروع کر دے تو یہ اس نے التزام کفر کر لیا ہے اب اس شخص کو کافر کہیں گے۔ شرح عقائد کی شرح نمبر اس صفحہ ۱۹۹ پر علامہ پر عارودی اسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "انہ تقریر فی الشرع ان التزام الکفر کفر لا لزومہ"۔ یعنی یہ بات شریعت میں مقرر ہے کہ التزام کفر کفر ہے لزوم کفر کفر نہیں ہے اور شرح مواقف میں ہے: "من يلزومه الكفر ولا يعلم به فليس بکافر"۔ ایسا شخص جس پر کفر لازم آیا اور وہ اس کو جانتا ہو وہ کافر نہیں ہے۔ اور محقق علی الاطلاق محدث دہلوی محکم الایمان صفحہ ۱۴۵ پر لکھتے ہیں: "اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیے اگرچہ ان سے ایسے کلمے صادر ہوں جن سے کفر لازم آتا ہے جب تک کہ وہ ان کا التزام نہ کریں"۔ اس تفصیل کے بعد امام احمد رضا رحمہ اللہ کے قول کہ "میں شاہ اسماعیل کو کافر کہتا نہیں اور اگر کوئی کہے روکتا نہیں"۔ کا جائزہ لیں تو بات عیاں ہو چکی ہے کہ یہاں آپ کا شاہ اسماعیل دہلوی کو کافر نہ کہنا کفر کلامی کی بناء پر، التزام و لزوم کے فرق کو روا رکھنے کی بناء پر تھا۔ اور کہنے والوں کو نہ روکنے کا قول اس بناء پر تھا کہ اس کی عبارات کفریہ ہیں اور کہنے والے اگر کافر کہہ رہے ہیں تو فقہی حوالے سے تکفیر جائز ہے اور وہ کہہ سکتے ہیں۔ یونہی لزوم و التزام کے فرق کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کے شاہ اسماعیل کی تکفیر نہ کرنے کے حوالے سے "لزوم والتزام کفر اور مولوی اسماعیل

دہلوی" کے عنوان سے عمر حاضر کے مشہور محقق جناب ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی صاحب کا ایک مضمون بلند نظر یہاں شامل کر دیا جاتا ہے تاکہ قارئین کو مزید فائدہ حاصل ہو۔

لزوم والتزام کفر اور مولوی اسماعیل دہلوی

پس منظر: اللہ کے مقبول بندے امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرضوان نے ابو الوہاب یہ مولوی اسماعیل دہلوی کی مختلف عبارات پر لزوم کفر کا فتویٰ دیا مگر مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر نہ کہا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ۔۔۔۔۔ "لزوم والتزام میں فرق ہے، اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ذریں گے۔" (تہذیب ایمان ص 50)

یہ بات دیوبندی اور غیر مقلدین کو سمجھ نہ آئی اور وہ تحریر و تقریر میں امام احمد رضا علیہ السلام کے خلاف اس احتیاط کو الزام سمجھ کر پیش کرتے رہے، بارہا جواب پا کر بھی پروپیگنڈا سے باز نہ آئے، ان کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر بعض بھولے بھالے اہل سنت بھی متاثر نظر آنے لگے، ان حالات کی وجہ سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس موضوع کو کھول کر بیان کر دیا جائے تاکہ انہوں کو اطمینان مزید ملے اور مخالفین پر ایک بار پھر حجت تمام کر دی جائے۔ (وما توفیقی الا باللہ)

لزوم والتزام کی تعریف: "لزوم کفر" کے معنی ہیں کسی بات پر کفر کا لازم آنا، اور "التزام کفر" کے معنی ہیں کسی شخص کا کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا، اس کی وضاحت یوں سمجھئے کہ کسی مسلمان کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جو اذروئے شرع کفر ہے، تو یہ لزوم کفر ہے، اب اس مسلمان کو بتایا جائے کہ تیری اس بات پر لزوم کفر آتا ہے اور وہ شخص توبہ کرنے کی بجائے اپنی بات پر اڑ جائے تو یہ التزام کفر ہو گا اور اب اس شخص کو کافر ماننا پڑے گا۔ ہاں اگر وہ اڑ جائے اور ضد کرنے کی بجائے توبہ کر لے تو وہ مسلمان ہو گا کیونکہ التزام کفر ثابت نہ ہوا۔ حالت اگر وہ حالت سکر، غلبہ حال، خند اور جنون بھی التزام کفر کے منافی ہیں، یعنی ان حالتوں میں بھی لزوم کفر والی بات منہ سے نکل جائے تو التزام کفر ثابت نہیں ہوتا، اس لئے صاحب کلام کافر نہیں ہوتا۔

اس بات کی مشطوں سے وضاحت: مشکوٰۃ شریف میں باب الاستغفار والتوبۃ میں بحوالہ مسلم شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا جس کا اونٹ جنگل میں اس سے بھاگ گیا اور اس پر اس کا کھانے پینے کا سامان بھی تھا وہ شخص اپنے اونٹ سے مایوس ہو گیا، ایک درخت کے سائے میں آکر سنانے کے لئے لیٹا اور بے شک وہ اونٹ سے مایوس تھا کہ اچانک اس کا اونٹ سارو سامان سمیت اس کے سامنے تھا پھر اس شخص نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور "قال من شدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ربک" یعنی اس نے خوشی کے غلبہ سے مغلوب الحال ہو کر کہ "اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا"، "خطا من شدة الفرح" یعنی اس نے خطا کی یہ سبب غلبہ حال خوشی کے۔

ملاحظہ کیجئے اس حدیث شریف میں یہ الفاظ (اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا) کفر ہیں اور اس کلام پر کفر لازم آتا ہے، مگر صاحب کلام اپنے غلبہ حال کے سبب اس لزوم کفر سے بے خبر اور لاعلم ہے، اس لئے اس کا التزام کفر ثابت نہ ہوا لہذا وہ صرف خطاکار ٹھہرا۔

2۔ بعض مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور جناب رسالت مآب ﷺ کو سب اور اپنے جوں کی تعریف کے ساتھ جبر بکھلوائے، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، حضور ﷺ نے پوچھا تمہارا دل کس حال میں تھا؟ عرض کی ایمان کے ساتھ کامل طور پر مطمئن، تو آپ ﷺ نے انہیں تسلی دی، سورۃ النحل کی آیت نمبر 106 کی ایک شان نزول یہ بھی ہے، آیت ملاحظہ: "من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکره وقلبه مطمئن بالإیمان۔ الخ" یعنی جو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ کفر کرے سو اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر رہا ہو، وہ جو دل بکھول کر کافر ہوئی پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

ملاحظہ کیا آپ نے! مشرکوں نے جو کلمات بکھلوائے ہوں گے وہ یقیناً لزوم کفر کے کلمات تھے مگر حالت اکراہ کے سبب صحابی کا "التزام کفر" ثابت نہیں ہوتا اور اس بات کی تصدیق اللہ جل جلالہ اور اس کے حبیب ﷺ نے فرما کر صحابی کو مطمئن کر دیا۔

3۔ مثنوی مولانا روم میں درج ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک چرواہے کو دیکھا جو محبت الہی کے غلبہ حال میں کہہ رہا تھا کہ خدا تو کہاں ہے میں تیرا خادم بننا چاہتا ہوں، میں تیری جوتیاں سینا چاہتا ہوں، تیرے سر میں کنگھا کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تیرے کپڑے سی دوں، تیری جوگیں ماروں، تیرے لئے دورہ لاؤں، تو یہاں ہو تو یہاں رہا کروں، تیرے ہاتھ جو مول اور پاؤں دباؤں، تیری خواب گاہ صاف کروں، تمھی اور شر بہت پیئر اور پر اٹھے تجھے دوں، میرا کام یہ چیزیں لانا ہو اور تیرا کام یہ چیزیں کھانا ہو، الغرض وہ ایسی باتیں کر رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسے ٹوکا اور پوچھا کس کو کہہ رہے ہو؟

بولے اپنے خدا کو: گفت موسیٰ ہائے خیرہ سرشدی — خود مسلماں ناشدہ کافر شدی (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہائے تودو یا نہ ہو گیا تو مسلمان نہ رہا کافر ہو گیا)

وہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان سننے کے بعد سخت پریشان ہوا، اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور روٹا ہوا جنگل کو نکل گیا، موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی اور آپ کو اس "مغلوب الحال" پر حکم لگانے سے روکا گیا، واضح ہو چکا ہے کہ اس شخص کے کلمات پر "لزوم کفر" آتا تھا مگر صاحب کلام کو اس غلبہ حال اور لاعلمی نے التزام کفر سے بچالیا۔

ایک دیوبندی عالم کی گواہی:

— ولانا احمد اللہ الدراجی پشاوری فاضل سہارنپور لکھتے ہیں:

"فتقول انه فرق بين لزوم الكفر والتزامه فان التزام الكفر كفر واما لزوم الكفر فليس بكفر — قال في المواقف من يلزمه الكفر فلا يعلم به فليس بكافر"۔

اور ہم کہتے ہیں کہ بے شک فرق ہے لزوم کفر اور التزام کفر میں، پس بے شک التزام کفر تو کفر ہے، مگر لزوم کفر کفر نہیں ہے، مواقف میں ہے کہ جس پر کفر لازم آئے اور وہ بے خبر ہو تو کافر نہیں ہے۔

"وذكر المفسر الأوسى — فلو قال شخصا ومن برساله ولا ادري البشرام جنى ولا ادري امن العرب او من العجم فلا شك في كفره لتكذيبه القرآن — فلو كان غيبا لا يعرف ذلك وجب تعليمه اياه فان جحد بعد ذلك حكمناه بكفره انتهي — فانظر الى العلماء المحققين المحتاطين في امر الكفر وكذا يعلم من الحديث المعروف الذي فيه (اللهم انت عبيد وانا ربك) فهذه كلمة كفر

لا التزام فيه"۔ (البصائر لمنكر التوسل بابل المقابر صفحہ 19، 18 مطبوعہ استنبول ترکی)

اور مفسر آلوسی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں آپ ﷺ کو رسول مانتا ہوں مگر نہیں جانتا کہ آپ بشر ہیں یا جن؟ عربی ہیں یا غی؟ تو اس کے کفر میں شک نہیں، قرآن جھٹلانے کے باعث اور اگر وہ غمی یہ بات نہیں جانتا تو اس کو بتانا لازم ہے، پھر بھی اگر وہ ضد کرے اور اڑا رہے تو ہم اس کے کفر کا حکم جاری کریں گے، بات ختم، پس امر تکفیر میں تو تحقق و محاط علماء کا رویہ دیکھ اور یہی پتہ چلتا ہے اس مشہور حدیث سے جس میں "اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا" تو یہ کلام کفر ہے مگر التزام کفر یہاں ثابت نہیں۔

احتمال کی قسمیں اور لزوم و التزام کفر:

احتمال کی تین قسمیں ممکن ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

نمبر 1۔ احتمال فی الکلام: یعنی کلام میں کوئی جائز توجیہ و تاویل ہو سکتی ہو، یہ احتمال لزوم کفر کی نفی کرتا ہے، یاد رہے کہ مرتع بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔

نمبر 2۔ احتمال فی التکلم: یعنی اس بات میں شبہ آجائے کہ قائل نے وہ کفری کلمہ بولایا نہیں، یہ احتمال جب آئے گا تو قائل کا التزام کفر ثابت نہ ہو سکے گا۔

نمبر 3۔ احتمال فی المتکلم: یعنی خود قائل کے متعلق شبہ ہو کہ اس نے بے خیالی و بے خبری میں یا حالت سکر یا غلبہ حال میں یہ کلام کیا اور اس کی قیادت پر آگاہ نہ کیا گیا یا کوئی ضعیف قول اس کی توبہ کامل جائے تو بھی قائل کا التزام کفر ثابت نہ ہو گا۔

احتمال کی قسمیں اور مولوی اسماعیل دہلوی:

نمبر 1۔ احتمال فی الکلام: مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات پر لزوم کفر آتا ہے ان میں تاویل کی محجبات نہیں ملتی، وہ مرتع کفر ہیں۔

نمبر 2۔ احتمال فی التکلم: بعض دیوبندی حضرات کا موقف یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان نامی کتاب نہیں لکھی، چنانچہ مولوی حسین احمد مدنی نے مکتوبات میں اور صاحب تفسیر الاقوام نے اپنی تفسیر میں یہی موقف اختیار کیا ہے، ان سے مولوی حق نواز جھنگوی نے مناظرہ جھنگ

میں یہی موقف نقل کیا اور اسی موقف کو اختیار کیا، احمد رضا بجنوری اپنی کتاب "انوار الباری" جلد ۱۱ صفحہ ۷۰ پر مولوی حسین احمد مدنی کا موقف بیان کرتے ہیں اور اسی کی تائید کرتے ہیں۔

مولانا حکیم عبدالشکور مرزا پوری کے حوالے سے حضرت محقق زید ابوالحسن فاروقی مجدد دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء (خاتوا حضرت مرزا مظہر جان جاناں، دہلی) نے اپنی کتاب "مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان" میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم تنویر العین اور ایضاً الحق الصریح، آپ کی تالیفات میں سے نہیں ہیں اور تقویۃ الایمان بھی محرف اور غیر معتبر ہے۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکادمی دہلی ۱۹۸۴ء ص ۴۷)

مولوی سرفراز صفدر دیوبندی (گوجرانوالہ، پاکستان) نے اپنی کتاب "عبارات اکابر" میں صراط مستقیم کی متنازعہ فیہ مشہور عبارت کو مولوی اسماعیل دہلوی کی ذاتی عبارت ماننے میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی طرح بعض غیر مقلد بھی کر رہے ہیں اگرچہ دلائل و شواہد کی روشنی میں یہ ایک ضعیف ترین قول ہے جو اکثر کے خلاف ہے اور بالکل شاذ قول ہے تاہم اس سے "التزام کفر" میں تو احتمال آگیا لہذا یہاں امام احمد رضا کے موقف کی تائید ان حضرات کی زبان سے ہی ہو گئی ہے۔

نمبر ۳۔ احتمال فی المعتکلم: مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں یہ احتمال دو طرح سے ممکن ہے، اولاً احتمال ہے کہ اسے اپنے کلمات کے کفریہ ہونے کا علم ہی نہ ہوا ہو اور اپنے خلاف لگائے گئے فتوے کفر کا اسے علم ہی نہ ہوا ہو۔ "تحقیق الفتویٰ" اس کے سامنے پیش ہونا مجھے معلوم نہ ہوسکا، مناظرہ دہلی میں جو مسائل زیر بحث لائے گئے تھے ان میں اس کی کفریہ عبارات پر بحث نہیں ہوئی تھی، لہذا یہ احتمال عقلاً ممکن ہے اور التزام کفر میں احتمال ہے۔

ثانیاً "انکار سیاسیات علماء دیوبند" صفحہ ۳۸ پر مولانا محمد شریف نوری نے کتاب "ہدایت الصالحین بر حاشیہ توقیر الحق" معنف نواب قطب الدین دہلوی، صفحہ ۸۷ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مناظرہ پشاور میں مولوی اسماعیل دہلوی کو ایسی عبرت ناک ناکائی کا سامنا کرنا پڑا کہ توبہ کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو مجبوراً اپنے عقائد سے توبہ کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے زمانے میں ان سے ایک سوال ہوا جس میں ذکر ہے کہ "ایک بات مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت، بہت سے آدمیوں کے رو برو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے"، مولوی گنگوہی

صاحب نے جواب دیا کہ "توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 84، 85)

ظاہر بات ہے کہ اہل بدعت کا لفظ یہ حضرات اہل سنت کے لئے استعمال کرتے ہیں، تو اہل سنت میں یہ قول کہیں نہ کہیں مل جاتا تھا کہ اسماعیل دہلوی نے اپنے غلط مسائل سے توبہ کی تھی (یعنی توبہ کرنے کی بات مشہور تھی) یہاں اگرچہ کفریہ عبارات سے توبہ کی صراحت تو نہیں ہے مگر احتمال تو ہے اور وہی اس کے التزام کفر میں احتمال ہے۔

بعض چند شبہات کا ازالہ:

نمبر 1: مولانا فضل حق خیر آبادی اور سترہ دیگر علماء نے 1240ھ / 1825ء میں تقریبہ الایمان کی ایک عبارت پر فتویٰ لگاتے ہوئے لکھا ہے "اس بیہودہ کلام کا قائل از روئے شریعت کافر اور بے دین ہے اور ہر کفر مسلمان نہیں ہے۔۔۔ جو اس کے کفر میں شک و تردد لائے۔۔۔ کافر بے دین اور نامسلمان و لعین ہے۔" یہ فتویٰ مولانا احمد رضا خاں کے خلاف ہے کیونکہ اس میں لزوم و التزام کی تاویلات کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ یہ فتویٰ مولانا احمد رضا خاں کے بالکل خلاف نہیں ہے، بلکہ امام احمد رضا خاں کا بھی یہی فتویٰ ہے، معترض کو یہ علم نہیں ہے کہ جس کا التزام کفر ثابت نہ ہو وہ حقیقتاً قائل قرار نہیں دیا جاتا اگرچہ بظاہر قائل وہی ہو اس کی مثالیں ہم پیش کر چکے ہیں اور "التزام کفر" سے بچنے کا دروازہ توبہ ہے جسے موت بند کرتی ہے، مفتی کا فتویٰ بند نہیں کرتا۔

نمبر 2: 1240ھ میں مناظرہ دہلی میں اسماعیل دہلوی نے کفریہ عبارات سے توبہ نہیں کی۔

جناب اس مناظرہ میں کفریہ عبارات کو زیر بحث ہی کب لایا گیا تھا وہاں تو چند دیگر اختلافی مسائل کو زیر بحث لایا گیا تھا۔

نمبر 3: 1246ھ / 1831ء میں مرتے وقت تک اسماعیل دہلوی نے گستاخانہ عبارات سے توبہ نہیں کی، ورنہ بعد کے علماء اہل سنت مثلاً مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی وغیرہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہ کرتے۔

جواباً عرض ہے کہ "تحقیق الفتویٰ" کے چھ سال بعد تک مولوی اسماعیل دہلوی زندہ رہا، کیا ہمارے مہربانوں کو مولوی اسماعیل دہلوی کی اس عرصے کی وہ ڈائری مل گئی ہے جو کراماتین نے لکھی تھی اور اس میں توبہ مذکور نہیں ہے۔ کیونکہ نفی کے مدعی کو علم محیط درکار ہے اور واقعات نامورہ میں اثبات واقعہ کا قول نفی پر مقدم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ مذکورہ علماء تک یہ قول نہ پہنچا ہو یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ توبہ کا قول تو ان تک بھی پہنچا ہو مگر شرعی فقہی پیمانے پر پورا نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس قول کو تسلیم نہ کیا ہو، اور توبہ کا شبہ صرف احتیاط کی ترغیب دیتا ہے اور امام احمد رضا کسی کو احتیاط پر مجبور نہیں کر سکتے۔

نمبر 4: اسماعیل دہلوی کے کفر کو یزید کے کفر سے تشبیہ دینا غلط ہے کیونکہ یزید کے ساتھ مناظرے نہیں ہوئے۔

جواباً عرض ہے کہ تشبیہ من کل الوجوه ہونا لازمی نہیں، جس طرح یزید کو بعض مسلمان، بعض کافر کہتے ہیں، بعض توقف کرتے ہیں، یہی حال اسماعیل دہلوی کا ہے، من بعض الوجوه تشبیہ یہاں ثابت ہے اس سے انکار کرنا تاریخ سے آنکھیں چھاننا ہے۔

نمبر 5: لزوم التزام کفر اور اسماعیل دہلوی کے سوال پر اہل سنت کا مناظرہ نہایت بے چارگی اور بے بسی محسوس کرتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ اہل سنت کا مناظرہ یہاں قطعاً بے چارگی اور بے بسی محسوس نہیں کرتا، وہ تو اس سوال کا منتظر بیٹھا ہوتا ہے جو فی سوال آتا ہے وہ پوری وضاحت کے ساتھ معترض کا منہ بند کر دیتا ہے، راقم نے مناظرہ بریلی، مناظرہ اداری، مناظرہ جھنگ اور مناظرہ بنگال وغیرہ کی روئیداد پڑھی ہیں، کئی مناظروں کی کیسٹس بھی سنی ہیں، ہمیں تو اس مسئلے میں دیوبندی، وہابی مناظرہ ہر جگہ دیکھا ہوا نظر آیا ہے ان بے چاروں

کو تو اس مسئلہ میں بات بھی کرنی نہیں آتی اور انہیں لزوم و التزام کفر کا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا، چنانچہ مناظرہ جھگ میں دیوبندی مناظر حق نواز جھنگوی نے مولانا محمد اشرف سیالوی سے پوچھا تھا کہ "باقی رہی ایک بات یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے لزوم و التزام کی وجہ سے کافر نہیں کہا آپ بتائیں کہ لزوم کے لفظ کون سے ہوتے ہیں اور التزام کون سے ہوتے ہیں؟"۔ (مناظرہ جھگ، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال میں 107)

جو بے چارے اتنا بھی نہیں جانتے کہ لزوم و التزام میں لفظ ایک ہی ہوتے ہیں یا لفظوں میں فرق ہوتا ہے ان مناظرین کا میدان مناظرہ میں ہونے والا حشر کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، یہی وجہ ہے کہ دیوبندی، وہابی مناظرین اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر مناظرہ سے ہر جگہ کئی کتراتے ہیں یقین نہ آئے تو فیصلہ دے کر دیکھ لیجئے۔

نمبر 6: مفتی غلیل خاں بجنوری (دیوبندی) نے اپنی کتاب "انکشاف حق" میں لزوم و التزام اور احتمال کے انہی لفظوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دیگر اکابر دیوبندی کی کفریہ عبارات کی بناء پر انہیں کافر کہنے سے احتیاط اور کف لسان کا قول کیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ مفتی مذکور کی کتاب "انکشاف حق" میں نے پڑھی ہے جن اکابر دیوبند کو وہ پہچانا چاہتا ہے نہ ان کی عبارات میں اسلامی احتمال دکھا کر انہیں لزوم کفر سے بچا سکا ہے اور نہ ہی ان افراد کے التزام کفر کی نفی پر کوئی دلیل یا احتمال دکھا سکا ہے، کتاب کو قواعد یا نظائر سے ضخیم بنانے کی کوشش کی گئی ہے، مگر ہر جگہ قیاس مع الفارق سے کام لیا گیا ہے، فی الحال اتنا اجمال کافی ہے۔

نمبر 7: جب اسماعیل دہلوی کو مولانا احمد رضا خاں نے مسلمان کہا ہے تو اس کی عبارات دیوبندیوں اور اہل حدیثوں کے خلاف کیوں پیش کرتے ہو؟

جواباً عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا موقف، توقف کرنا ہے وہ نہ اسے مسلمان کہتے ہیں اور نہ ہی احتیاطاً اسے کافر کہتے ہیں، البتہ اس کی گستاخانہ عبارات کو دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی درست اور حق مانتے ہیں، اس لئے اس کی کفریہ عبارات کو درست اور اسلامی مان کر یہ التزام کفر کے

اگلی بات یہ ہے کہ انہوں نے حوالہ کس کا دیا دیوبندیوں کا کہ دیوبندی کہہ رہے ہیں کہ شاہ اسماعیل خفی ہے میں طالب الرحمن صاحب دہر اس کے صدر سے سوال کرتا ہوں کہ کیا دیوبندیوں کی بات ہمارے لئے حجت بن سکتی ہے؟ نہیں ہمارے لئے کوئی حجت نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت بریلوی کی کوئی کتاب دکھاؤ جس میں یہ ہو کہ یہ عبارت درست ہے اور شاہ اسماعیل تمہارا نہیں ہے پھر تو بات بنے۔ (مناظرہ دیوبندیوں سے نہیں ہو رہا اہل سنت سے ہو رہا ہے)۔

مرکب قرار پاتے ہیں، چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ بالکل مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لا جواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 78) بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص 85)۔

لہذا مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے پیروکار تو تقویۃ الایمان کے کفریات کا التزام کر چکے ہیں، رہ گئے غیر مقلد وہابی تو وہ تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف پر فدا ہیں، یقین نہ آئے تو مولوی شاہ اللہ امرتسری کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے: "تقویۃ الایمان اور اس کا مصنف عالی شان "اسماعیل و ما ادراک ما اسماعیل"، آج کل بعض اخباروں میں مجاہد فی اللہ شہید فی سبیل اللہ مولانا اسماعیل رضی اللہ عنہ کی تقویۃ الایمان پر ذکر اذکار ہو رہا ہے۔۔۔ مختصر یہ کہ شہید مرحوم نے جو کچھ لکھا ہے قرآن حدیث اور اقوال صوفیاء کے بالکل مطابق ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ ص 101)

اندریں حالات مولوی اسماعیل دہلوی کا التزام کفر محتمل و ظنی بھی ہو جائے تو بھی مذکورہ دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کو تقویۃ الایمانی کفریات کا التزام کفر قطعی غیر محتمل اور مرتج قرار پاتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المحبین والحمد لله رب العالمین۔

مسلمان بھائیو! دیکھو تمہارے سامنے انہوں نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا کہ ساری قبروں کو گرا دو، اب دیکھیں رسول اللہ ﷺ کی قبر منور اٹھی ہوئی ہے۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ 186 پر ہے حضرت سفیان الثمالی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کی قبر منور کو وہ مسنم تھی، اٹھی ہوئی تھی۔ اور یہ کہہ رہے ہیں اور ان کا منصوبہ ہے کہ نبیوں ولیوں کی قبروں کو گرا دو۔ وہ تو میں اگلے وقت میں جواب دوں گا (جو انہوں نے حدیث پڑھی ہے کہ) نبی ﷺ نے کن قبروں کو گرنے کا حکم دیا ہے۔ ابھی پہلے ایک نئی گستاخانہ عبارت سنئے میرے ہاتھ میں یہ کتاب نواب صدیق حسن بھوپالی کی ہے لیکن اس سے پہلے یہ بات سن لیں کہ ڈاکٹر طالب الرحمن اور اس کے صدر صاحب کسی اہل حدیث کے سامنے گئے تو وہ ان دونوں کو جوتیاں ماریں گے کیونکہ انہوں نے اپنے ہی اکابرین کو کافر کہہ دیا ہے۔

یہ ہے کتاب نواب صدیق حسن بھوپالی کی "حجج الکرامہ" اس میں صفحہ 178 پر لکھتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بعض انبیاء سے افضل ہیں جبکہ ہم تو کہتے ہیں (ترجم کے ساتھ مناظر اہل سنت نے شعر پڑھا)

خلف سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
نہی سے کوئی امتی افضل نہیں ہو سکتا۔

حضرات! انہوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو اللہ کی ذات کو بھی نہیں چھوڑا، یہ میرے پاس کتاب ہے شاہ اسماعیل کی "ایضاح الحق" اس کا صفحہ 77 ہے۔ اس میں لکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان، جہت، ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک سمجھنا یہ بدعت حقیقی ہے۔ ترکیب عقلی جسم وغیرہ (یعنی اللہ کو زمانے، جگہ، جہت، ماہیت کے ساتھ مقید کر دیا اور اس کے برعکس عقیدے کو بدعت قرار دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ زمانے، وقت، جگہ، جہت، ماہیت جسم

سے بالکل پاک ہے۔ میرے پاس یہ شاہ اسماعیل علی کی دوسری کتاب ہے ”یک روزہ“ اس میں لکھتا ہے:

”اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔“

یہ ایک اور کتاب ہے ”ہدیۃ الصہدی“ اس کے مصنف علامہ وحید الزمان ہیں جو کہ غیر مقلدین کے بہت بڑے بزرگ کبھے جاتے ہیں۔ اس کا صفحہ 85 ہے اس پر موجود ہے: نواب وحید الزمان خان لکھتا ہے ”کشمین، فیثا غورث، رام چندر، یہ سارے نبی ہیں اور ان کا ادب کرنا ہم پر واجب ہے۔ (استغفر اللہ)

اور یہ کتاب ”تقریۃ الایمان“ ہے اس میں لکھا ہے کہ:

”نبی نے فرمایا میں مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔“ (استغفر اللہ)

میں کہتا ہوں میرے رسول ﷺ نے کہاں فرمایا؟ ان کا تو مقام یہ ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبی اللہ حی یورق۔“

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ لہذا نبی علیہ السلام کے لئے کہنا کہ وہ مرکز مٹی میں مل گئے ہیں یہ کھلی توہین ہے اور اس کتاب ”تقریۃ الایمان“ میں آگے لکھا گیا ہے: ”جتنی بھی چیزیں ہیں خواہ نبی ہوں یا ولی ہوں، اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔“ (معاذ اللہ)

یہاں پر اللہ کے مقابل یہ چیزیں کم نہیں بلکہ یہاں پر یہ ہے کہ اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز کی تو کوئی حیثیت ہے مگر نبی اور ولی اس سے بھی کم تر ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مسلمانو! دیکھو یہ کتنی بڑی گستاخی ہے دیکھو ذرا تم کدھر جا رہے۔

یہ اہل حدیث وہابی جو بظاہر کہتے ہیں ہم قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں لیکن یہ کتنے بڑے گستاخ ہیں۔

اگلی عبارت: اس کتاب تقویۃ الایمان کے اندر صفحہ نمبر 43 پر لکھا ہے: "مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ستارے، نبی، ولی سب برابر ہیں" اب اس عبارت پر میں اس طرح کہہ سکتا ہوں مخلوق ہونے میں وہابی صدر مناظر، وہابی مولوی طالب الرحمن، خنزیر، کتا، بلاشبہ برابر ہیں، مولوی صاحب کیا یہ ٹھیک ہے؟

وہابی مناظر: انتہائی پریشانی اور بوکھلاہٹ کے عالم میں جواب دیتا ہے۔
ٹھیک ہے برابر ہیں۔

اس پر سامعین کی طرف سے ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا۔
قریشی صاحب مسکراتے ہوئے بولے: واہ مولوی صاحب! یہ بتاؤ کہ پھر انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا کیا مطلب ہے۔

حضرات! میں یہ ایک اور عبارت گستاخی کی پڑھنے لگا ہوں اسی کتاب تقویۃ الایمان میں شاہ اسماعیل نے صفحہ 16 پر لکھا ہے:

"چھوٹی مخلوق ہو یا بڑی وہ اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔" (معاذ اللہ)

اور اسی کتاب کے اندر خود مصنف نے چھوٹی اور بڑی مخلوق کی وضاحت کر دی ہے اور لکھا ہے کہ:

بڑی مخلوق رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ نے گزشتہ وقت میں سنا ہے کہ طالب الرحمن صاحب نے خود ہی یہ عبارت پڑھی تھی۔ تو کیا رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں؟

یہ میرے پاس کتاب ہے ان وہابیوں کے جدِ اعلیٰ ابن عبد الوہاب مجددی کی "کتاب التوحید" اس کے صفحہ نمبر 168 پر لکھا ہے:

"آدم و حواء نے شیطان کا صرف کہا مانا تھا اس کی عبادت نہیں کی تھی یعنی ان کا یہ شرک "شُرک فی الطاعة" تھانہ کہ "شُرک فی العبادۃ"۔ (استغفر اللہ)

او ظالمو! کیا نبی بھی مشرک ہو گیا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس کتاب کے مصنف ابن عبد الوہاب مجددی ہیں اور ہماری شرائط میں یہ بات موجود ہے اگر کوئی شخص کسی کو کہتا امام نہیں مانتا تو اس پر فتویٰ لگائے اور دوسری بات انہوں نے میری اس بات کا جواب نہیں دیا کہ ان کے امام نے نبی پاک ﷺ کے ماں باپ کو کافر کہا ہے کہ وہ کافر ہیں۔

میں کہتا ہوں او طالب الرحمن کافر کے بچے او مشرک کے بچے۔^(۱) اس پر وہابی مناظر کا پسینہ نکل آیا۔
(وقت ختم)

(۱) قارئین اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قبلہ قریشی صاحب نے مناظرہ میں گالیاں دی ہیں بلکہ

در اصل قریشی صاحب نے یہ انداز اس لئے اختیار کیا تھا تاکہ ڈاکٹر صاحب کو اندازہ ہو کہ ان کے ماں باپ کو کافر کہا جائے تو انہیں کس قدر تکلیف ہوتی ہے تو ان کے بڑوں نے تو رسول اللہ ﷺ کے والدین

کو کافر کہا ہے۔ کیا اس میں نبی پاک ﷺ کی اہمیت نہیں ہے؟
marfat.com

وہابی مناظر (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد ۔

آدم علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ آدم کو منع کیا دانا کھانے سے انہوں نے غلطی کی اور دانا کھالیا۔ ابن عبد الوہاب نے اس کا تذکرہ کیا تو اس میں کیا فرق پڑا۔^(۱) دوسرا جواب، یہ ہے کہ یہ میرے پاس ایک کتاب ہے غلام فرید کی اس میں یہ کہا ہے سب سے قدیم مذہب ہندو کا تھا کیونکہ آدم علیہ السلام کا مذہب تھا۔

دوسری بات انہوں نے پیش کی کہ شاہ اسماعیل نے کہا ہے کہ چوہڑے ہمارے برابر ہے ساری مخلوق۔ تو یہ آپ کی کتاب نظام الدین اولیاء کی اس میں ہے ساری مخلوق کو اونٹ کی بیٹنی کے برابر سمجھے۔^(۲) اس میں نبی ولی سب شریک ہیں اور انہوں نے بات کی معنی میں ملنے کی نبی

(۱) تادمین خود فرمائیں! اللہ کے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو ابن عبد الوہاب مجددی نے "مشرک" کہا تو وہابی مناظر کہتا ہے کہ اس میں کیا فرق پڑا حالانکہ اس بات پر پوری امت متفق ہے کہ اللہ کا نبی گناہوں سے پاک ہوتا ہے وگرنہ نبی علیہ السلام اور ایک عام مجرم میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اور حضرت آدم علیہ السلام کا دانا کھانا ان کا زحوم تھا، نہ کہ گناہ اور وہابیہ نے اس زحوم کو شرک قرار دیا آپ خود فرما سکتے ہیں کہ بات بات پر اہل سنت پر شرک و کفر کے فتوے لگانے والے اتنے منہ پھٹ ہو گئے کہ ان کے فتویٰ شرک سے اللہ کے محسوم انبیاء علیہم السلام بھی نہیں بچ سکے۔ (معاذ اللہ)

(۲) شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت تھی کہ تمام چھوٹی مخلوق اور بڑی مخلوق اللہ کے سامنے چار سے زیادہ ذلیل ہے۔ اس پر مناظر اہل سنت نے واضح کیا تھا کہ معصوف نے خود اپنی عبارت میں بڑی مخلوق کی

وضاحت کی ہے کہ بڑی حقوق سے مراد اللہ کا نبی ﷺ ہے تو کیا اللہ کا نبی ﷺ اللہ کے سامنے چار سے زیادہ ذلیل ہے؟۔ (معاذ اللہ)

اس کے رد میں وہابی مناظر نے حضرت نظام الدین اولیاء کی کتاب کا حوالہ دیا کہ ساری حقوق کو ادنیٰ کی معنی کے برابر سمجھے، یہ نظام الدین اولیاء کا قول نہیں بلکہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 521 حلیۃ الاولیاء جلد 5 صفحہ 212 اور الزبد والرقاق لابن العبارک جلد اول صفحہ 312 پر ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا یکمل ایمان المرء حتی یشک الناس عنده کالاباعر" یعنی انسان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک لوگ اس کے سامنے یقین کی طرح نہ ہو جائیں۔ وہابی مناظر نے اس سے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ دیکھو یہاں پر بھی یہ درس دیا جا رہا ہے کہ سارے انسان اللہ کے سامنے یقین کی طرح سمجھے جائیں، حالانکہ یہ اس گستاخانہ عبارت کا جواب ہرگز نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ ایک ہے کسی چیز یا ذات کا ذکر "تحت العموم" اور ایک ہے "ذکر بالتخصیص"۔ ذکر تحت العموم کا معاملہ اور ہے اور تخصیص کے ساتھ ذکر کا معاملہ اور۔ مثلاً ایک ہے: "اللہ خالق کل شیء" کہتا یعنی اللہ ہر شیء کا خالق ہے، یہ اس کی عظمت کا بیان ہے۔ اب ہر شیء کے اندر انسان، حیوان، بندر، خنزیر سب داخل ہیں اب اگر کوئی شخص تخصیص کر کے کہتا ہے: "اللہ خالق الخنازیر" اللہ خنزروں کا پیدا کرنے والا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ اسی طرح ایک حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم او متعلم" (ابن ماجہ، ترمذی جلد 2 صفحہ 52 مشکوٰۃ صفحہ 441)

"آگاہ رہو دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس سے محبت کرے اور عالم اور علم سیکھنے والے" اب یہاں چار چیزوں کا لعنت سے استثناء ہے ذکر، ذکر سے محبت والے، عالم اور متعلم۔ اس حدیث کو اس طرح بیان کیا جائے تو کوئی طبقہ اسے اپنی توہین نہیں سمجھتا لیکن اگر تخصیص کر کے کہا جائے کہ سارے ڈاکٹر، سارے فوجی، سارے پولیس والے، سارے دکاندار، سارے کھلاڑی، سارے سیاستدان ملعون ہیں تو یقیناً اس میں گستاخی ہوگی اور اس پر اگر مذکورہ حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جائے تو کیا یہ قابل قبول ہوگا؟ تخصیص کی صورت میں؟ اس طرح ایک ہے یہ کہنا

کہ "ساری مخلوق اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز کی طرح ہے" تو یہ اور بات ہے۔ اور "تمام انبیاء اور تمام شہداء، تمام اولیاء، امام، امام زادہ، کو ذکر کر کے کہنا کہ یہ اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز ہے بھی کم تر ہیں تو یہ اور بات ہے۔ یہاں انبیاء و اولیاء کی تخصیص نے اس عبارت کو گستاخانہ بنا دیا ہے اور یہاں بھی تخصیص کی وجہ سے آئی ہے۔ اس کی مثال یوں بھی سمجھئے کہ ابن ماجہ کتاب الزہد کی روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! "ذلنی عمل اذا عملتہ احببنی اللہ واحببنی الناس" حضور مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جسے بجالا کر میں اللہ کا بھی محبوب بن جاؤں اور لوگ بھی مجھ سے پیار کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ازہد فی الدنیا یحبک اللہ" دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تجھ سے پیار کرے گا اور "ازہد عن الناس یحبک الناس" تمام انسانوں سے بے رغبت ہو جاؤ تو لوگ تجھ سے پیار کریں گے۔ اب خود کریں یہاں کہا گیا کہ لوگوں سے بے رغبت ہو جاؤ تو کیا اس سے کوئی یہ ثابت کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ سے بے رغبت ہو جانا چاہیے کیونکہ وہ بھی "الناس" میں شامل ہیں؟ جب یقیناً نہیں تو اس طرح مذکورہ بیگنی والی روایت میں بھی جب کہا گیا کہ "بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ لوگوں کو اللہ کے سامنے بیگنی کی طرح نہ سمجھے" تو یہاں پر بھی انبیاء، اولیاء و ائمہ اس میں شامل نہیں، جبکہ شاہ اسماعیل کی عبارت میں انبیاء و اولیاء کی تخصیص اور بڑی مخلوق سے نبی ﷺ کو مراد لینے کی تشریح موجود ہے، لہذا اس کا یہ جواب قطعاً نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: "انہ کان ظلوماً جہولاً" وہ (انسان) بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔ (ترجمہ از مولانا محمد جونا گڑھی) اب اگر اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے بندہ کہے کہ انبیاء، اولیاء، علماء، صلحاء، ائمہ و ائمہ ظالم و جاہل ہیں تو کیا یہ گستاخی نہ ہوگی؟ یقیناً یہ گستاخی تخصیص کی وجہ سے آئی ہے۔ اسی طرح ایک شہر میں ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں امیر غریب، سید، عبا، چوہڑے، سلی۔ شہر کا ناظم آئے تو اگر اعلان کیا جائے کہ یہ شہر کے ناظم صاحب آئے ہیں، تو اس میں اس "ناظم" کی عزت ہے لیکن اگر تخصیص کر کے کہا جائے کہ "چوہڑوں اور مسلیوں کے ناظم آئے ہیں" تو اس میں اس کی توہین ہے۔

مذکورہ بیگنی والی روایت کو مولانا نذیر حسین دہلوی صاحب فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ 109 پر ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "یہ جو تمام مخلوقات کو اونٹ کی بیگنی سے تشبیہ دی ہے یہ صرف اس بات میں ہے کہ

کسی بھی معدوم چیز کو موجود کرنے کی یا موجود کو معدوم کرنے کی "ذاتی" طاقت نہیں ہے۔" لیجے دہلی مناظرہ کے شیخ الکل نے بات ہی ختم کر دی کہ یہاں پر یہ تشبیہ ذاتی طاقت کے حوالے سے ہے ذلت در سوائی کے حوالے سے نہیں پھر اس روایت کو گستاخانہ عبارت "انبیاء، اولیاء، امام، امام زادے سب اللہ کے سامنے ذرہ ناجیز سے بھی کم تر ہیں۔" اور "ہر چھوٹی بڑی مخلوق اللہ کے سامنے چمد سے زیادہ ذلیل ہے" کے دفاع کے طور پر کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے؟

کیونکہ روایت میں ہے: "حتیٰ یکون الناس عندہ کالاباعر" یہاں پر "اباعر" پر کاف تشبیہ کا داخل ہوا ہے اور اباعر کو "مشبہ بہ" بنایا گیا ہے جبکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں تمثیلی ہی مناسبت بھی تشبیہ کے لئے کافی ہوتی ہے اور پھر شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی نے بھی وضاحت کر دی ہے کہ یہاں اس روایت میں تشبیہ ذلت و کمتری کی مناسبت سے نہیں ہے۔ اب اگر شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی عبارت پر غور کریں تو انہوں نے انبیاء و اولیاء کو چمد اور ذرہ ناجیز سے تشبیہ نہیں دی، بلکہ مراحتاً کہہ دیا "انبیاء و اولیاء امام، امام زادے جتنے مقرب بندے ہیں یہ اللہ کے آگے ذرہ ناجیز سے کم تر ہیں" اور "ہر مخلوق خولہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی وہ اللہ کے آگے چمد سے زیادہ ذلیل ہے" جب یہاں پر تشبیہ نہیں بلکہ قائل ہے تو پھر دہلی مناظرہ کا اس حدیث کو گستاخانہ عبارت کے مقابلے میں پیش کرنا سی لا حاصل ہے۔ اگر شاہ اسماعیل دہلوی صاحب اپنی عبارت میں یہ کہہ دیجئے کہ ساری مخلوق اللہ کے سامنے ذلیل ہے۔ یا ذرہ ناجیز ہے تو پھر ہم اس کو "عام مخصوص منہ البعض" کے قبیل سے بنا سکتے تھے لیکن جب دہلوی صاحب نے ہر مخلوق کے بعد چھوٹی بڑی کا اضافہ کر دیا تو "عام مخصوص منہ البعض" کا دروازہ ہی بند کر دیا اور یہ ظاہر ہے کہ بڑی مخلوق انبیاء، اولیاء، ملائکہ ہی کو کہتے ہیں اگر نہیں تو ذریت دہلوی بتائے کہ انبیاء و اولیاء مخلوق کے کس قبیل سے ہیں؟ چھوٹی مخلوق سے یا بڑی مخلوق سے؟ اور پھر "انبیاء و اولیاء امام، امام زادہ اور جتنے مقرب بندے" کی مراحت نے ہر تاویل کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

دہلی، انبیاء و اولیاء کو اللہ کے سامنے ذلیل اور ذرہ ناجیز سے کم تر کہہ رہے ہیں جبکہ قرآن کہتا ہے: "لله العزة ولرسله وللمؤمنین ولكن المنافقین لا یعلمون" عزت اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اور مؤمنین کیلئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی عزتیں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے، "واتخذ الله ابراهیم خلیلاً" اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔

مر کر مٹی میں مل گئے تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ میرے پاس فتاویٰ شامیہ ہے اس میں ہے کہ انبیاء کے جسم قبروں میں سڑتے گئے نہیں بلکہ جوں کے توں باقی رہتے ہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسوں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔^(۱) امام مہدی جو نبیوں سے افضل ہیں یہ ابن ابی شیبہ محدث نے کہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا: "کان عند الله وجیہا" وہ اللہ کے پاس عزت والے ہیں، اولیاء کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے "الا ان اولیاء الله لا خوف علیہم ولا هم یخزنون" اور پھر قیامت کے دن حضور ﷺ کے سر الوہر پر تاج شہادت اور مقام محمود پر جلوہ گری اور لوہ الحمد کے نیچے تمام مومنین کا اکٹھا ہونا کیا یہ اللہ کے سامنے انبیاء کی عزت کی دلیل ہے یا زلت اور کتری کی؟

(۱) قارئین! وہابی مناظر نے کس طرح مکاری سے کام چلانے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہاں عقیدہ "حیات النبی" کے متعلق نہیں پوچھا گیا کہ تمہارا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے بلکہ یہی تو اعتراض کیا گیا کہ پوری امت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے نبیوں کے جسوں کو مٹی نہیں کھا سکتی، تو شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں جو لکھا ہے کہ "نبی مر کر مٹی میں مل گئے ہیں" تو کیا یہ گستاخی نہیں ہے؟ بجائے اس کا جواب دینے کے وہابی مناظر نے اپنا عقیدہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ نیز وہابیہ بھی شاہ اسماعیل کی اس دریدہ دہنی کو گستاخی سمجھتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کا جدید ایڈیشن شمالی کتب خانہ اردو بازار لاہور کا چھاپا ہوا ہے اس کے صفحہ 114 پر اس عبارت کو "میں مر کر مٹی میں ملنے والا" کی جگہ "میں بھی فوت ہو کر آغوشِ لحد میں جا سؤں گا" سے بدل دیا گیا ہے۔ اگر یہ گستاخی نہ تھی تو اس عبارت کو بدلنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بعد از وصال حیات کاملہ عطا فرما رکھی ہے اور انبیاء کے اجساد طہیبات کو ان کی عظمت کے پیش نظر سلامت رکھا ہے حدیث مبارکہ ہے "ان الله تعالیٰ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء"

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسوں کو نقصان پہنچائے یہ حدیث پاک ابن ماجہ باب فضل الجمعہ صفحہ 118، ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ 157، نسائی شریف جلد اول صفحہ 203، مسند

احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 577، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن خزیمرہ، سنن بیہقی میں موجود ہے اور دہلیہ کے مستند علیہ علامہ البانی صاحب نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے "فنبی اللہ حی یرزق" یعنی اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور (مخائب اللہ) رزق بھی دیا جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے "الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون" اللہ کے نبی اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں (بیہقی شریف) اور اس حدیث کو ابویعلیٰ نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے جلد 6 صفحہ 148 پر اور یہ حدیث صحیح ہے اور اس روایت کی تائید مسلم شریف کی روایت سے بھی ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں معراج والی رات کثیف احمر کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ (مسلم شریف جلد 2 صفحہ 268، مصنف ابن شیبہ عن انس، مسند ابی یعلیٰ، صحیح ابن حبان، سنن نسائی باب ذکر صلوة نبی موسیٰ، مسند احمد بن حنبل اور حدیث صحیح ہے)

نیز بخاری شریف جلد اول صفحہ 186 پر حدیث مبارکہ ہے حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک بن مروان کی حکومت کے دور میں حضرت عائشہ کے حجرے کی دیوار گری تو لوگ اسے بنانے لگے تو جیسی ایک قدم دکھلائی دیا لوگ گھبرا گئے۔ اور سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کا مبارک قدم ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ عروہ بن زبیر نے ان سے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ آنحضرت ﷺ کا قدم مبارک نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا "قدم" ہے۔ یاد رہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دس سال 23 ہجری میں ہوا اور قسیر کا مذکورہ واقعہ 87 ہجری کا ہے۔

(تاریخ الخلفاء)

بخاری کی روایت کے مطابق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جسم مقدس 64 سال بعد بھی صحیح سلامت رہا اگر رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کے جسم کو مٹی نہ کھاسکی اور غلام مٹی میں نہ مل سکا تو اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ مٹی میں کیسے مل سکتا ہے؟ کرامات اہل حدیث صفحہ 19 پر قاضی سلیمان منصور پوری کی بابت لکھا ہے کہ قاضی صاحب 1910 میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور مراقبہ کیا قاضی صاحب نے دل میں کہا شاید ان بزرگوں (ضیاء معصوم اور مجدد صاحب) نے آپس میں کوئی راز کی بابت کرنی ہو تو یہ سوچ کر اٹھے ہی تھے کہ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ

مناظر اہل سنت: مولانا ابن ابی شیبہ محدث نے کہاں کہاں ہے حوالہ دے دیں تو میں یہ عبارت واپس لے لوں گا، ابن ابی شیبہ نے کہاں کہاں ہے کہ "امام مہدی انبیاء سے افضل ہیں۔" دہلی مناظر: بظہریں جھانکنے لگا اور کوئی جواب نہ بن سکا، پھر بات کو شروع کیا، حنیف قریشی نے بات کی ہے کہ مخلوق ہونے میں سب برابر ہیں تو میں کہتا ہوں ساری مخلوق اللہ کی ہے کافر بھی اللہ کی مخلوق ہے اور مسلمان بھی لیکن محمد رسول اللہ کا کیا مقام ہے، فتاویٰ ثنائیہ میں ہے تمام انبیاء کے سردار ہیں لہذا مخلوق تو سب ہیں۔ (۱)

سلیمان بیٹھے رہو کوئی بات تمہ سے رائز میں نہیں رکھنا چاہتے، قاضی صاحب نے بیان کیا کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے۔ سردست اس کرامت پر میں حاشیہ آرائی نہیں کرنا چاہتا کارکنین سے التماس ہے کہ وہ غور کر لیں کہ دل میں سوچ کر اٹھے تو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو قبر میں لیٹے ہیں انہیں کیسے پتہ چل گیا؟ اور پھر کتنا اختیار ہے کہ بیداری کے عالم میں اپنے ہاتھ سے قاضی صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا، بس اگر غلام کی قبر زندہ ہے تو نبیوں کے امام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ نظریہ کیسے درست مانا جاسکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ یقیناً امام ابوہامیہ شاہ اسماعیل کا نظریہ قرآن و حدیث سے ٹکرا رہا ہے اور احادیث کا واضح انکار ہے۔

(۱) یہاں پر بھی دہلی مناظر نے بات گول مول کرنے کی کوشش کی حالانکہ مناظر اہل سنت، قریشی صاحب کا اعتراض تو یہ تھا کہ شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ مخلوق ہونے میں چاند اور سورج اور نیلی اور دلی سب برابر ہیں۔ تو یہاں سورج چاند کو نبیوں و دیوں کے برابر کہا، مخلوق ہونے میں بھی عام انسان اشرف المخلوقات ہے چہ جائیکہ انبیاء و اولیاء۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ چاند ان کے اشارے پر دو ٹکڑے ہو گیا، سورج آپ کے کہے سے ڈوبا ہوا واپس پلٹا (شفاء شریف، الحاوی للفتاویٰ، عمدۃ القاری، مجمع الزوائد، مقاصد حسنہ، نسیم الریاض) اور پھر انبیاء علیہم السلام بھی باہم برابر نہیں بلکہ "تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض" وہ بعض بعضوں پر فضیلت رکھتے ہیں پھر یہاں چاند اور سورج کو نیلی اور دلی کے ساتھ ذکر کر کے برابری کی تعلیم دینا بھی بے ادبی ہے اور پھر شاہ اسماعیل نے تقویۃ الایمان صفحہ نمبر 8 پر تو وعدہ ہی کر دی، لکھتا ہے: "قد رت تعریف ثابت کرنے میں اولیاء، انبیاء، جن،

ربی بات شاہ اسماعیل کی کسی دیوبندی نے کہا ہے یہ دیوبندی اور کسی اہل حدیث نے کہا ہے اہل حدیث پھر تو یہ شخصیت متنازع بن گئی (عجیب حرکتیں ہیں دہائی مناظر کی شاہ اسماعیل کا انکار اور اسے متنازع شخصیت بھی بتا رہا ہے اور ساتھ ساتھ اس کی عبارات کا جواب بھی دے رہا ہے)۔ میں نے دعویٰ کیا تھا ایک لاکھ، دو لاکھ شکست لکھ کر دینے کو تیار ہوں، چوتھا دعویٰ کرتا ہوں میں تمہارے مذہب میں آتا ہوں ثابت کر دو کہ گدھے والی عبارت شاہ اسماعیل دہلوی کی ہے۔

احمد رضا نے کہا تھا جو اس کو کافر کہے گا روکیں گے نہیں اور ضیف قریشی نے کہا کہ وہ کافر تھا۔ اور انہوں نے وحید الزمان کا حوالہ دیا تھا وہ خود لکھتا ہے لغات الحدیث میں کہتا ہے مجھ کو میرے ایک دوست نے خط لکھا کہ جب سے تم نے "ہدیۃ العہدی" تالیف کی ہے تو اہل حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس العلوم مرحوم مراد آبادی، فقیر الحق پنجابی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری وغیرہ تم سے بد دل ہی ہو گئے ہیں اور اہل حدیث کا اعتماد تم سے جاتا رہا یعنی یہ ہمارا نہیں ہے۔ (۱)

شیطان، بھوت اور پری میں کوئی فرق نہیں "یہاں اولیاء و انبیاء کو جنت اور شیاطین کے برابر قرار دیا حالانکہ انبیاء و اولیاء میں طاقت تصرف نورانی ہے اور اللہ کی عطا کردہ ہے اور حسن ہے جبکہ شیطان اور بھوت پری کا تصرف خسیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ واقعاً اہل اللہ کی توہین کا نام "مذہب دہابیہ" ہے۔

(۱) قارئین ایک ہے باہم علماء کا آپس میں جھگڑا اور ایسا ہوتا رہتا ہے جس طرح سیرت ثنائی صفحہ 460 پر موجود ہے کہ روپڑی اور ثنائی گروپوں میں تنازعہ ہوا اور فیصلہ سلطان سعود نے کر دیا۔ اسی طرح غزنوی اور دیگر اہل حدیث پارٹیوں کے اختلاف چلتے رہے ہیں، یونہی احسان الہی ظہیر اور مولوی نظام اللہ ضیف "پبلشر الاعتماد" کا جھگڑا چلتا رہا۔ اور عطاء اللہ صاحب نے الاعتماد پر قبضہ کیا۔ چالیس علمائے اہل حدیث (دہائی مناظر کا اتنا کہنا کہ وحد الزمان کو کسی نے خط لکھا کہ علامہ تجھ سے مدافض ہیں۔ کسی کا خط لکھنا اہل حدیث کو مولانا وحید الزمان کی گستاخانہ عبارات سے بری نہیں کر سکتا۔ جب تک

کہ اہل حدیث کے اکابرین کی طرف سے ان کے خلاف واضح فتویٰ نہ آجائے کہ یہ شخص اپنی عبارات کی وجہ سے گستاخ ہے۔ حالانکہ نواب وحید الزمان کو اہل حدیث علماء اپنے اکابرین میں شمار کرتے ہیں اس پر چند حوالہ جات کہ علامہ وحید الزمان ان کا چوٹی کا عالم گزرا ہے۔

• کتب "چالیس علمائے اہل حدیث"، مصنف عبدالرشید عراقی صفحہ 103 تا 109 پر آپ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا، عبدالرشید عراقی لکھتے ہیں: مولانا وحید الزمان کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ایک نئے رنگ میں خدمت حدیث کی ہے۔ آگے لکھتے ہیں: مولانا ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر قرآن، محدث، فقیہ، مورخ، محکم، معلم، مترجم، نقاد، دانشور، مبصر، مصنف اور عربی فاری اور اردو کے بلند مرتبہ ادیب تھے اور انہیں سند فراغت و سند حدیث سید نذیر حسین دہلوی سے ملی آپ نے اپنے بھائی سے متاثر ہو کر اہل حدیث مسلک قبول کیا۔ کتاب کے مقدمہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانپاز لکھتے ہیں کہ: مولانا وحید الزمان کی خدمات حدیث ناقابل فراموش ہیں۔

• اہل حدیث کے چوٹی کے عالم بدیع الدین الراشدی صاحب جن کے والد میاں نذیر حسین دہلوی کے سند یافتہ تھے اور بدیع الدین راشدی ثناء اللہ امرتسری کے شاگرد ہیں (چالیس علمائے حدیث صفحہ 403)، آپ "ہدایۃ المستفید" کے مقدمے میں اہل حدیث علماء کی خدمات دینیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اور علامہ وحید الزمان کو ان میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "نواب عالی جاہ، عالم باعمل، فقیہ وقت، محب السنۃ، وحید الزمان"۔

قد تمین! دہلی مناظرے ثناء اللہ امرتسری اور وحید الزمان صاحب کے اختلاف کا حوالہ دے کر جان چھڑانے کی کوشش کی تھی، علامہ بدیع الدین راشدی صاحب ثناء اللہ امرتسری کے شاگرد ہیں اگر واقعی نواب وحید الزمان کی گستاخانہ عبارات امرتسری صاحب کے نزدیک سنگین ہوتیں تو ان کے شاگرد راشدی صاحب علامہ وحید الزمان کی تعریف کیسے کرتے؟

- تحریک اہل حدیث صفحہ 330 پر ہے: وحید الزمان رحمہ اللہ شیخ النکل نذر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔

یاد رہے کتاب ہدیۃ الہدیٰ 1906 میں شائع ہوئی (مقدمہ لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 2) 1906 کے بعد اہل حدیث کے حافظ عبد اللہ غازی پوری، مولانا احمد حسن، مولانا شاہد اللہ امرتسری، محمد بن ابراہیم جونا گڑھی، قاضی سلیمان منصور پوری، ابراہیم میر سیالکوٹی، عبد المجید خادم سوہروردی جیسے 34 چوٹی کے اہل حدیث علماء گزرے اور ان کی 1395 تصانیف ہیں۔ کیا اہل حدیث دہلی حضرات دکھا سکتے ہیں کہ ان علماء میں سے کس کس نے علامہ وحید الزمان صاحب کی گستاخانہ تحریروں پر فتویٰ صادر کیا ہے؟

- محمد اسحاق بھٹی اہل حدیث اپنی کتاب "برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن" صفحہ نمبر 661 پر نواب وحید الزمان خان کے اہل حدیث ہونے کا اقرار بایں الفاظ کرتے ہیں: برصغیر کے جن علمائے حدیث نے کسی نہ کسی انداز میں قرآن مجید کی خدمت کو اپنے لئے ضروری قرار دیا ان میں علامہ نواب وحید الزمان خان کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اہل حدیث اہل علم، مولانا وحید الزمان کو اپنا اکابر سمجھتے ہیں اور جگہ جگہ ان کے نام کے ساتھ دیگر القابات کے ساتھ ساتھ رحمہ اللہ جیسے دعائیہ کلمات بھی لکھ رہے ہیں جیسے:

- کتاب "اہل حدیث کی خدمات حدیث" مصنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 80
- "اہل حدیث کی علمی خدمات" مصنف نوشیرونی صاحب صفحہ 59
- "احادیث ہدایہ" مصنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 17
- "تحفہ حنفیہ" مصنف داؤد ارشد صاحب صفحہ 389 پر لکھتے ہیں: مولانا وحید الزمان بلاشبہ ایک فاضل شخص تھے۔
- "تاریخ اہل حدیث" مصنف مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صفحہ 482 امام النکل نذر حسین دہلوی کے شاگردوں میں شمار کیا۔

مناظر اہل سنت نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا وحید الزمان خان اگر آپ کا نہیں ہے تو اس پر فتویٰ دو کیونکہ اس نے رام چندر اور کشمن وغیرہ کو نبی کہا اور اس کے علاوہ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین بھی کی ہے اور اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملعون کہا ہے مولوی صاحب دیانت بھی کوئی چیز ہوتی ہے اگر یہ تمہارا نہیں اور اگر تم قرآن و سنت کو ماننے والے ہو تو پھر لگاؤ اس پر فتویٰ آگے نہیں چلے دوں گا۔

• "مقیدہ مسلم" مصنف یحییٰ گوندلوی صاحب نے صفحہ 13 تا 15 پر علامہ وحید الزمان کو خراج

تحسین پیش کیا۔

وہابی مناظر نے جواب دیا کہ دیکھیں یہ میرے پاس کتاب ہے مقابیس العجالس خواجہ غلام فرید کی اس میں ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا ارام نکشمن وغیرہ کون تھے انہوں نے جواب دیا یہ سب اپنے اپنے وقت کے نبی تھے۔^(۱)

(۱) تادمین کرام! وہابی مناظر نے گستاخانہ عبارت کا جواب "مقابیس العجالس" کے ذریعے دینے کی کوشش کی، مقابیس العجالس کی حقیقت کیا ہے اس عنوان پر مناظر اسلام علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب ہی کا ایک مقالہ شامل تحریر کیا جاتا ہے۔

مقابیس العجالس کی اصلیت: مقابیس العجالس جس کا نام "اشارات فریدیہ" ہے یہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاچا اں شریف کی تعریف نہیں بلکہ یہ کتاب مولوی رکن الدین نے ترتیب دی ہے اور اس میں اس نے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ یہ کتاب روز اول سے ہی تنازعہ رہی ہے اور کسی دور میں اس کو مستند حیثیت حاصل نہ ہو سکی اس کی وجہ یہ ہے کہ معاصرین حق و صداقت ابتداء ہی سے مذہب حق کے لباس میں بلبوس ہو کر خفیہ طریقہ سے اپنے زہر لے جراثیم سے اہل حق کو ملوث کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں بدیں صورت ایک مرزائی مکی غلام احمد اختر ساکن اوج، دربار عالیہ فرید یہ پر اکثر حاضر ہوا کرتا، بظاہر سنی تھا لیکن در پردہ اس کو مرزائیوں کی طرف سے ایک اہم مشن سونپا گیا تھا۔ اس سنی نامرزائی مولوی غلام احمد اختر کے چاچا اں میں قیام سے چار سال پہلے مولوی رکن الدین حضرت بابا غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کرنے میں مصروف تھا۔ مرزائی غلام احمد اختر جو کہ انتہائی چال باز، ہوشیار اور جلسہ ساز آدمی تھا، نے مولوی رکن الدین کی دربار فریدی میں حیثیت دیکھی تو اس کو اپنے جال میں لانے کے لئے مرزائیوں کی طرف سے ملنے والی رقوم کا بے دریغ استعمال کیا۔ چنانچہ جب مولوی رکن الدین کھل قابو میں آیا تو اس غلام احمد نے جعلی طور پر مرزا قادیانی سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ مقابیس العجالس جلد سوم مقبوس ۱۶ پر یہ شہادت موجود ہے۔

مولوی رکن الدین لکھتا ہے: "اندریں اثنا انھوی صاحب مولوی غلام احمد اختر جواب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہ بفرمان حضور بعبارت عربی نوشتہ بود پیش حضور کرد حضور تمام مکتوب را مطالعہ نمودند آنگاہ فرمودند کہ بروئے مہرمں زدہ ارسال نمایند۔" اسی اثنا میرے بھائی مولوی غلام احمد اختر نے مرزا غلام احمد قادیانی کا جواب جو کہ حضرت (خواجہ فرید) کے فرمان سے عربی زبان میں لکھا گیا تھا حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضور نے پورے خط کا مطالعہ فرمایا اور پھر فرمایا کہ اس پر میری مہر لگاؤ اور اس خط کو ارسال کر دو۔

مرزائیوں کا مشن اس وقت پورا ہوا جب مولوی غلام احمد اختر نے مقامیں المجالس کی تیسری جلد میں مرزا قادیانی کیلئے ایک خط لکھوایا اور اس میں مرزا قادیانی کے متعلق تعریفی کلمات درج کئے اور اس میں لکھوایا کہ مرزا قادیانی "من عباد اللہ الصالحین" ہے۔

پھر مولوی رکن الدین جلد ثالث میں لکھتا ہے: مولوی عبد الجبار و مولوی عبد الحق (جو کہ مشہور وہابی تھے) نے حضور کی خدمت میں چند خطوط بھیجے کہ حضور نے مرزا قادیانی کو من عباد اللہ الصالحین کیوں لکھا ہے تو خواجہ صاحب کی طرف سے جواباً تحریر کیا گیا کہ جس طرح میں مرزا صاحب کو نیک سمجھتا ہوں اسی طرح آپ صاحبان کو نیک تصور کرتا ہوں اگرچہ لوگ جنہیں وہابی کہتے ہیں۔

پھر یہی مولوی رکن الدین جلد چہارم مقبوس نمبر 60 (فارسی) پر حضرت خواجہ صاحب کی طرف ایک افتراء منسوب کرتا ہے: "کہ عیسیٰ علیہ السلام باقی انبیاء و اولیاء کی طرح مرفوع ہوئے ہیں۔" یعنی وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وصال فرما کر دیگر انبیاء و اولیاء کی طرح مرفوع ہوئے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث کا ادنیٰ سا علم بھی رکھنے والا اس حقیقت کو جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر موجود ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے متعلق اس مرتب نے یہ ملفوظ کیوں لکھا۔؟ اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ چونکہ مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ نہیں بلکہ وصال فرما گئے ہیں اور مسیح موعود مرزا (یعنی) ہے تو چونکہ اس مرتب کا مقصد مرزا قادیانی کے دعویٰ کے اثبات کے لئے خواجہ صاحب کے تائیدی ملفوظات سہیا کرنا تھا لہذا اس

نے مذکورہ حرکت کی۔ حالانکہ حضرت خواجہ صاحب کا مرزا قادیانی کو "من عباد اللہ الصالحین" قرار دینا تو دور آپ اس کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے۔

اس پر سب سے پہلی گواہی خود خواجہ صاحب کی اپنی تصنیف "قوائد فریدیہ" ہے آپ نے اس کتاب میں صفحہ 53 پر جہنمی اور مردود فرقوں کا ذکر کیا ہے جو کہ خود کو مسلمان کہلاتے ہیں حالانکہ وہ در حقیقت جہنمی ہیں ان جہنمی اور مردود فرقوں میں انہوں نے "احمدیہ مرزائیہ" فرقہ بھی ذکر کیا ہے۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنی تصنیف میں ایک فرقے کو جہنمی اور مردود لکھے اور اپنے "ملفوظ" میں وہ اس فرقے کے بانی کو "من عباد اللہ الصالحین" قرار دے؟

اس کے علاوہ فوائد فریدیہ میں علامات قیامت کے عنوان کے تحت آپ لکھتے ہیں: جانتا چاہیے کہ دجال پلید کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اس پلید کو قتل کریں گے اور تخت سلطنت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹھیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے اور چالیس سال حکومت کریں گے۔ اب خود سوچیں! اپنی تصنیف میں جو شخص نزول عیسیٰ علیہ السلام کو علامات قیامت میں سے بڑی علامت قرار دے وہ اپنے ملفوظات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کی بابت کس طرح ارشاد فرما سکتے ہیں؟

اور پھر مرزائیوں نے اپنے اس گماشتہ کے ذریعے بہت سارا فائدہ حاصل کر لیا۔ مقامیں الٰہی کی اشاعت کے بعد مرزائیوں کی طرف سے حسب پروگرام خوب پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزائیوں کی طرف سے "شہادات فریدی" کے نام سے رسالہ چھپا جس میں لوگوں کو درغلانے کی خاطر یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب بھی مرزا قادیانی کے "تائیدی" ہیں۔ چنانچہ مشہور "مقدمہ بہاولپور" کہ جس میں ایک مسلمان عورت نے دعویٰ کیا کہ اس کا خاوند مرزائی ہو چکا ہے۔ لہذا اس کے ساتھ گئے گئے اس کے نکاح کو منسوخ کیا جائے چنانچہ "مقدمہ بہاولپور" میں ہے کہ:

"مدعا علیہ (قادیانی) کے گواہان نے ریاست ہذا کے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کہ جن کا نہ صرف ریاست بہاولپور کا ایک حصہ معتقد اور مرید ہے بلکہ جن کے سندھ، بلوچستان اور پنجاب میں بھی کثرت مرید پائے جاتے ہیں کی ایک کتاب

"اشارات فریدہ" (مقائیس الجالس) سے یہ دکھایا ہے کہ ان کے نزدیک مرزا صاحب عقیدہ اہل سنت و جماعت اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں پائے جاتے بلکہ خواجہ صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ اپنے تمام اوقات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں اور حمایت دین پر کمر بستہ ہیں اور یہ کہ علائے دقت تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر اس نیک آدمی کے پیچھے پڑ گئے ہیں جو کہ اہل سنت و جماعت میں سے ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔"

اس مقدمہ میں مدعا علیہ کی طرف سے پیش ہونے والے گواہان کون تھے۔

فیصلہ مقدمہ بہاولپور کے صفحہ 23 پر درج ہے: "مدعا علیہ (قاویانی) کی طرف سے دو گواہان مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی غلام احمد پیش ہوئے اور یہ دونوں گواہان قاویانی مبلغین میں سے ہیں۔"

آپ کچھ سمجھ لیتی ہیں! یہ وہی مولوی غلام احمد ہے جس نے کمال ہوشیاری و فن کاری و مال گزاری سے مولوی رکن الدین سے "مقائیس الجالس" میں مرزا قاویانی کے متعلق تعریفی کلمات لکھوائے اور حسب ضرورت ان مقام میں کو عدالت میں اپنی تائید کے لئے پیش کرنے بطور قاویانی مبلغ خود ہی پہنچ مایا لیکن چونکہ جموت اور فراڈ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ اس لئے اس مقدمہ بہاولپور میں اس مسلمان عورت کی طرف سے ان "مقائیس الجالس" کا جواب خود مرزا قاویانی کی کتاب سے یوں دیا گیا کہ:

"مرزا صاحب کی اپنی تحریر کتاب "انجام آختم" ص 69 پر پایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب بھی مرزا صاحب کے کفر اور کذب (کافر اور جھوٹا کہنے والے) ہو گئے تھے مرزا صاحب اس تحریر میں لکھتے ہیں: اب ہم ان مولوی صاحبان کے نام ذیل میں لکھتے ہیں کہ جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مغتری بھی بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں مگر مغتری اور کذب اور دجال نام رکھتے ہیں بہر حال یہ تمام کفرین اور کذبین مبالغہ کے لئے بنائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سپاہ نشین بھی ہیں جو میرے کفر اور کذب ہیں۔ اور ان کے ساتھ مرزا صاحب نے ہر دو گروہوں کی فہرستیں دی ہیں اس فہرست میں حضرت خواجہ غلام فرید جی چاچا اہل کا نام بھی درج ہے۔"

اب اس مقدمے میں اور خود مرزا صاحب کی کتاب "انجام آقہم" سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب مرزا قادیانی کو کافر سمجھتے تھے اور کتاب انجام آقہم مرزا نے 1315ھ 1897ء میں تحریر کی اور "مقائیس المجالس" کی تکمیل 1319ھ 1901ء میں کی گئی جیسا کہ اس کے مقائیس پر درج تاریخ سے پتہ چلتا ہے تو ایک شخص جو کہ مرزا قادیانی کو کافر قرار دے اور اس کا اعتراف خود مرزا کر رہا ہے تو خود ہی مرزا کو کافر کہنے والا شخص اس کو "من عباد اللہ الصالحین" اور صراط مستقیم پر گامزن اور اہل سنت و جماعت کیسے قرار دے سکتا ہے؟

اور پھر مرزا قادیانی جس شخص کے بارے میں 1897ء میں اعتراف کر رہا ہے کہ خواجہ غلام فرید میرا کفر اور کذب ہے تو کتاب مقائیس المجالس میں خواجہ صاحب کے 1901ء تک کے ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے جبکہ حیرت ہے کہ اس کتاب میں مرزا قادیانی کی اس تکفیر کا ذکر تک نہیں؟ اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مقائیس کا "مرتب" درپردہ مرزائیوں کا نمک خوار تھا اس لئے وہ اس تکفیر کو مقائیس میں کب شامل کر سکتا تھا۔ اب جبکہ اس مقائیس المجالس کا مرتب بلاؤ، خائن اور غدار دین ظہیر تو اس کے مرتب کردہ ملفوظات پر کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان کو کلہم خواجہ صاحب سے منسوب کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ ان ملفوظات کو دیکھا جائے تو اس میں ایسے ایسے رعب و دہاس ہیں کہ الامان والحفیظ۔ مقائیس المجالس کے خواجہ صاحب کے ملفوظات نہ ہونے پر ایک شاہد یہ بھی ہے کہ خواجہ صاحب کی کتاب "نوائد فریدیہ" میں جہاں باطل، جہنمی اور مردود فرقوں کی فہرست دی گئی ہے وہاں 63 ویں نمبر پر "فرقہ دہایہ" کو ذکر کیا گیا ہے۔

فہرست کے بعد خواجہ صاحب لکھتے ہیں: "لیکن باطل مذہب میں سے چار بہت ہی عام ہیں:

- 1۔ رافضیہ 2۔ خاریجیہ 3۔ دہایہ، جو کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ حتی کہ حضور اکرم ﷺ بھی رفات کے بعد قبر شریف میں زندہ نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ قبروں کے نزدیک دعا مانگئے والا کافر ہے۔
- 4۔ معتزلہ۔" (نوائد فریدیہ صفحہ 55)

اپنی تصنیف میں خواجہ صاحب نے واضح طور پر وہابیہ کو جہنمی اور مردود و باطل فرقہ لکھا ہے اور ان کے عقائد میں سے ان کے جد اعلیٰ شاہ اسماعیل دہلوی اور ابن عبد الوہاب مجددی کے "مہمت" کے نظریہ کو بھی بیان کر دیا۔ اب مقامیں الجالس کے مرتب مولوی رکن الدین کے افتراء کو ملاحظہ کریں: مقبوس نمبر 85 جلد چہارم میں نذیر حسین دہلوی امام غیر مقلدین وہابیت کے متعلق خواجہ صاحب سے منسوب ایک ملفوظ ذکر کرتا ہے:

"اس کے بعد مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کا ذکر ہونے لگا قطب الموحدين حضرت خواجہ محمد بخش نے عرض کیا حضور لوگ مولوی نذیر حسین دہلوی کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے؟ آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کیلئے یہی کافی دلیل ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔"

قارئین! خود اندازہ لگائیں جو شخص اپنی تصنیف میں 1894ء میں ایک فرقے کو جہنمی قرار دے رہا ہو وہ ملفوظات میں اس کے "بابی" کو صحابی معلوم ہوتے ہیں، جیسا قول بدتر از بول کیسے کر سکتا ہے؟۔ پھر اسی مقبوس میں نیچریوں کے امام سید احمد خان کہ جن کی گمراہی پر تمام مسالک کے علماء متفق ہیں کے متعلق مرتب آپ کا ملفوظ لکھتا ہے: "نواب قیصر خان کسی نے عرض کیا کہ قبلہ، سید احمد خان نیچری کس قسم کا آدمی تھا؟ آپ نے فرمایا نہایت ہی اچھے آدمی تھے اور ان کے چہرے سے برکت چلتی تھی، ان کا اسلام کے کسی فرقے سے اختلاف نہیں تھا۔ رسول خدا ﷺ کی محبت ان کی دگ دگ میں سرایت کر چکی تھی۔"

ایسا شخص کہ جس کی گمراہی پورے ہندوستان میں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ جس کے نظریات پر پورے ہندوستان کے علماء گمراہی اور کفر کا فتویٰ دے چکے ہوں، جو ایک نئے فرقہ "نیچری" کا بانی ہو اس کے متعلق خواجہ صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا تعلق کسی فرقے سے نہ تھا، ان کے چہرے سے برکت چلتی تھی، دگ دگ میں حضور ﷺ کی محبت سرایت کر چکی تھی۔ کیا یہ مکمل جہالت نہیں؟ یقیناً یہ خواجہ

صاحب رحمہ اللہ جیسے عظیم المرتبت شخص کا ملفوظ نہیں بلکہ مولوی رکن الدین کا خراجہ صاحب پر افتراء ہے۔

اگرچہ "مقائیس الجالس" کے مترجم الحاج کپتان واحد بخش سیال صاحب نے مولوی رکن دین کو بچانے کی خاطر بے سرو پاتا دلیلیں ضرور کی ہیں اور یہ صاحب بھی دیوبندی دہائی ذہن رکھنے والے ہیں۔ ملفوظات میں موجود مرزا قادیانی کی تعریف والے ملفوظ کو مولوی غلام احمد اختر کی شرارت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسے یہ مکاتیب اپنی طرف سے لکھے تھے لیکن یہ سوال بدستور قائم ہے کہ ایک مرزائی کی اتنی بڑی جسارت مرتب کے ملوث ہوئے بغیر کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟ اور واحد بخش سیال صاحب بھی جرد مرد قسم کے آدمی ہیں جو جگہ جگہ اکابرین دہلیہ کے لئے "رحمہ اللہ" جیسے دعائیہ جملے لکھ رہے ہیں اور ان کی ایک اور کتاب "وعدۃ الوجود و وعدۃ الشہود" ہے اس میں بھی کئی جگہ پر انہوں نے شاد اسماعیل اور دیگر دہلیہ کے لئے شہید اور رحمۃ اللہ جیسے دعائیہ جملے لکھے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کپتان صاحب بھی دیوبندی اور دہائی سوچ رکھنے والے ہیں۔ اسی طرح کتاب مقائیس الجالس کے صفحہ 352 پر دیوبندی اکابرین، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہم کے لئے قرآنی کلمات لکھے گئے اور انہیں اہل طریقت قرار دیتے ہوئے انگریز کے خلاف مجاہد قرار دیا گیا اور ان کے ناموں کے ساتھ "رحمہ اللہ" جیسے دعائیہ جملے لکھے گئے ہیں، یہ متبوس 1314ھ 1894ء کا ہے اور اس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ خواجہ صاحب دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور انہیں اہل طریقت سمجھتے ہوئے ان کی عزت کرتے تھے۔ حالانکہ تاریخی "مناظرہ بھاوپور" جو کہ حضرت علامہ غلام دہگیر قصوری اور خلیل احمد انبیسٹوی کے درمیان 1306ھ میں منعقد ہوا اس کے فیصل اور حکم حضرت خواجہ غلام فرید صاحب تھے اس مناظرے میں خواجہ صاحب نے غلام دہگیر قصوری صاحب کو فاتح قرار دیا اور دیوبندیوں کو وہابی قرار دے کر گستاخ اور جہنمی قرار دیا۔ اس مناظرہ میں فیصلہ کن شکست کے بعد خلیل احمد انبیسٹوی کو ریاست بھاوپور سے والی ریاست نے نکال دیا۔ اور اس مناظرہ کی روئیداد علامہ غلام دہگیر قصوری نے "تقدیس الوکیل" کے نام سے 1307 میں لکھی اور اس پر حرمین کے جید علماء سے تقاریر حاصل

کیں۔ اب جبکہ 1306ھ میں خواجہ صاحب دیوبند یوں کو گستاخ قرار دے چکے ہیں تو پھر 1314ھ میں وہ اسی فرقہ کے بانیوں کو کس طرح اہل طریقت اور سنی قرار دے سکتے ہیں۔ یہ واضح اور بین قضا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ "مقائیس الجالس" لٹوقلات نہیں بلکہ منسوبیات ہیں۔

اب جبکہ قارئین کے علم میں ہے کہ ائمہ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ نے سید احمد خان انڈیر حسین دہلوی کی تکفیر کی ہے اور کتاب "مقائیس الجالس" میں ان کو کفر کو دلائل کے درجے سے بھی اونچا اڑایا گیا ہے اور یہ ساری کارستانی اس کتاب کے مرتب کی ہے تو اس کے جواب کردہ لٹوقلات جو محض "منسوبیات" ہیں وہ کسی مناظرے میں مسلک ائمہ حضرت علامہ رحمہ اللہ کے مکر حجت ہو سکتے ہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ مقائیس الجالس اپنے مرتب کی جہالت و غفلت و کوتاہی سے ہے اور یہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ جیسی عظیم المرتبت سنی کے لٹوقلات ہرگز نہ ہو سکتے ہیں بلکہ اس کتاب کو خباثتوں، جہالتوں، شرارتوں کا مجموعہ قرار دیں تو بے جا نہ ہو گا ہمیں اس سے انکار نہیں کہ شاید کچھ باتیں مرتب نے حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ سے بھی سنی ہوئی ہو سکتی ہیں مگر وہ طب و یائس لہذا طرف سے ملایا ہو۔

اس سلسلے میں ہم بھی موقف دہراتے ہیں کہ اس "مقائیس الجالس" میں حضرت خواجہ صاحب سے منسوب لٹوقلات میں سے وہ لٹوقلات کہ جو واقعاً تو ~~حضرت خواجہ صاحب~~ مسلک اکابرین امت کے بین مطابق ہیں ان کو خواجہ صاحب کے لٹوقلات قرار دینا تو قرین ~~بہت~~ مشکوک ہے اور جن میں جہالتیں اور خباثتیں ظاہر ہیں وہ خواجہ صاحب کے لٹوقلات ہرگز ہرگز نہیں بلکہ سنی نامزدائی لکھنؤ کی تحریف و خیانت کے آئینہ دار ہیں۔

شاہد کچھ طبیعتوں پر میرا یہ جملہ گراں گزرے لیکن اس پر ~~کچھ~~ کچھ بھی کہے جاسکتے ہیں۔

شاہد نمبر 1: مقبوس نمبر 62 جلد چہارم میں ایک لفظ ہے ~~میں~~ ~~میں~~ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ: امام مالک کے نزدیک کتے کا گوشت حلال ہے ~~میں~~ ~~میں~~ ایک واقعہ بیان کیا کہ شیخ ابو عبد اللہ خفیف سفر کے دوران راستہ بھول گئے اور صحرا میں کچھ کھانا کھاتے ہوئے انہوں نے دعا کی اے اللہ ہمیں

شکار عطا فرما، اچھے میں ایک کتا نمودار ہوا تو انہوں نے کتے کو ذبح کیا اور امام مالک کے مذہب کے مطابق اس کے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لئے اور کتے کا سر حضرت ابو عبد اللہ کے حصے میں آیا سب لوگوں نے مجبور ہو کر کتے کا گوشت کھایا۔

اب اس ملفوظ پر حاشیہ آرائی کی ہر چند ضرورت نہیں ہے کیا خواجہ صاحب جیسا علوم ظاہری و باطنی کا عالم ایسی کجی بات کر سکتا ہے؟ اور پھر حضرت ابو عبد اللہ، اللہ کے ولی تھے جب انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ شکار بھیج تو کیا اللہ نے اپنے ولی کی دعا پر کتے جیسا نجس جانور بھیجا؟ اس کے پاس حلال جانوروں کی کئی تھی؟ اور پھر فقہ مالکی میں کس جگہ لکھا ہے کہ کتا حلال ہے؟ ایک ضعیف قول بھی اس پر موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اسی مرزائی نواز مرتب کی کارستانی ہے اس کو معلوم تھا کہ کپتان واحد بخش سیال جیسے اندھی عقیدت والے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے سامنے بیروں کا نام دے کر کتا بھی حلال کر دیا جائے تو وہ اس کو بھی کوئی راز ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح کی اندھی عقیدت نے اسلامی تصوف اور حقیقی لوگوں کو بھی بدنام کیا ورنہ کپتان صاحب کو مقامیں الجالس کے مقدمہ میں مولوی رکن دین کے حوالے سے اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی اور انہوں نے اس شخص کو بھانپنے کیلئے مقبوس نمبر 60 کا ترجمہ بھی اس کی فارسی عبارت کے مطابق نہیں کیا۔ حالانکہ اس مقبوس کی غلطی کی طرف حضرت علامہ غلام جہانیاں معنی رحمہ اللہ اپنی کتاب "ارشاد فرید الزمان متعلق بمرزا قادیان" میں کپتان صاحب سے بہت عرصہ پہلے نشاندہی کر چکے ہیں اور انہوں نے اس غلطی پر گرفت بھی کی تھی اور انہوں نے بھی اپنی تصنیف میں دو ٹوک انداز سے مولوی رکن دین کے مرزائی نواز ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور اس میں دو ٹوک انداز سے لکھا گیا ہے کہ خواجہ صاحب کی اولاد بھی مولوی رکن دین کی خباثت ظاہر ہونے کے بعد اس سے بری ہو گئی تھی۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "مولانا فاضل اجل سراج احمد صاحب ساکن بکھن بیلہ و میاں اللہ بخش صاحب خلیفہ ساکن چاچڑاں نے بطور شہادت بیان کیا کہ حضرت غریب نواز شیخ الشیخ قطب مدار زماں خواجہ محمد بخش صاحب نازک کریم نے بوقت ملاحظہ "اشارات فریدی" (مقائیس الجالس) ارشاد فرمایا تھا۔

"میاں رکن دین نے ملفوظ شریف جمع کر کے اپنی نجات کا اچھا سامان کیا تھا مگر مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اور دیگر جو انتزاعات درج کئے ہیں اپنی محنت رائیگاں کی ہے اور آخرت بھی خراب کی ہے۔"

کپتان صاحب کیلئے حضرت خواجہ قطب مدار کے اسٹنٹے جملے کافی تھے کہ مولوی رکن دین نے آخرت خراب کر لی ہے پھر نجانے کپتان صاحب کو ان مقامیں، جن میں رطب و یابس جمع ہے کا ترجمہ کر کے کون سے نوافل کا ثواب حاصل ہوا ہے؟ اور پھر موصوف نے مقامیں کا ترجمہ کرتے ہوئے مرزا کے متعلق تمام ملفوظات کو مجموعے سے نکال دیا ہے اگر انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا تو آنجناب وہ ملفوظات بھی حذف کر دیتے جن میں سراسر غیر شرعی باتیں اور گستاخیاں موجود ہیں جو کسی صورت میں خواجہ صاحب کے شایان شان نہیں ہیں جبکہ مرزائیوں کی طرح اہل سنت کے دیگر مخالفین ان کو بطور ہتھیار عقیدہ و حقہ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

حالانکہ مقدمہ بہاولپور سے ہی "مقامیں الجالس" کے غیر معتبر اور انتزاعی ہونے کا معاملہ آشکار ہو چکا تھا پھر ایسی کتاب جو خود صاحب ملفوظات کے خلاف استعمال نہ ہو سکتی ہو وہ مسلک اہل حضرت کے خلاف کس طرح استعمال ہو سکتی ہے اور پھر مولوی رکن دین جو کہ خواجہ صاحب کے ملفوظات جمع کر رہا تھا، 1310ھ سے 1319ھ تک اس نے 382 مقامیں پانچ جلدوں میں جمع کیں، جہاں اس نے ہر طرح کا رطب و یابس جمع کیا وہاں پر پورے تین صد بیاسی مقامیں میں کسی ایک مقبوس میں بھی حضرت خواجہ صاحب کی کتاب "فوائد فریدیہ" کا تذکرہ تک نہیں۔ عادی طور پر ممکن ہی نہیں کہ اسٹنٹے سالوں میں صاحب ملفوظ کی تصنیف کا تذکرہ ہی نہ ہو۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ فوائد فریدیہ میں 1896 میں حضرت خواجہ صاحب نے مرزائیوں اور وہابیوں کو جہنمی فرقہ قرار دیا تھا اور مولوی رکن الدین مرزائیوں کا لیجنٹ اور وہابیوں سے متاثر شخص تھا اس لئے اس نے خواجہ صاحب کی اس تصنیف اور مندرجات کا ذکر تک نہ کیا تا کہ کہیں اس کے انوسٹرز حضرات ناراض نہ ہو جائیں۔

کئی صدر مناظرہ: حضرات ہماری شرائط میں یہ بات موجود ہے کہ اگر کوئی فریق کسی کو اپنا امام یا اپنا بڑا نہیں مانتا تو اس پر اور اس کی عبارت پر تظوی لگانا ہو گا، طالب الرحمن صاحب آپ کہنے سے ہو کر کہہ دیں کہ یہ کافر ہے اور اس کی عبادات بھی کفریہ ہیں۔

دہلی مناظرہ بولکھاہٹ کا شکار ہو کر بولنے لگے، پہلی کتاب پیش کی جس کے دوسرے باب میں کفریہ عبارت ہے وہ عبدالحی کا باب ہے شاہ اسماعیل کا نہیں اور اب میرے پاس کتاب ہے "مقالات کاظمی" سید احمد سعید کاظمی کی وہ کہتے ہیں غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث بھی ان وہابیوں کے ہم مسلک ہیں اگرچہ ان سے اس قسم کی عبارت ثابت نہیں اور آخری بات غنیۃ الطالبین میں بیر ان بیر نے لکھا ہے اہل حدیث جنتی ہیں اور حنفی جہنمی ہیں۔

حرف آخر کے طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ مقامیں المجالس کو گہری نظر سے پڑھنے کے بعد یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ درحقیقت یہ شخص خواجہ صاحب کی شخصیت کو متاثر کرنے کی خاطر ہر طرح کا رطب یا بس ان کے نام منسوب کر کے لکھتا رہا۔

لذا کتاب مقامیں المجالس کے مندرجہ ذیل خواجہ غلام فرید صاحب کی قطعی نمائندگی کرتے ہیں اور نہ ہی مسلک احمد رضا بریلوی کے خلاف کوئی حیثیت رکھتے ہیں۔

مناظر اہل سنت (آخری تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

میں اپنے سننے والوں سے کہوں گا کہ یہ میرا آخری وقت ہے شرائط کے مطابق میں نے کوئی نئی بات نہیں کرنی بلکہ مولوی صاحب کے سوالوں کا جواب دیتا ہے۔

طالب الرحمن صاحب نے دیکھئے کتنی بڑی خیانت کی ہے اہل علم طبقہ جانتا ہے کہ مقالات کاظمی کے مصنف سید احمد سعید شاہ کاظمی ہیں اور آپ کی کتاب میں اس طرح کی کوئی بات نہیں لکھی یہ ان کی کتاب پر کسی نے حاشیہ لکھا ہے اور جو عبارت طالب الرحمن صاحب نے پڑھی ہے وہ کتاب کی نہیں حاشیہ کی ہے انہوں نے کہا کہ احمد سعید کاظمی یہ بات کہتے ہیں تو یہ انہوں نے مراحتاً جھوٹ بولا ہے اس لیے کہ انہیں بھی پتہ ہے کہ حاشیہ مصنف کے کھاتے میں نہیں جاتا۔

دوسری بات میں نے "حجج الکرامۃ" کی عبارت پیش کی تھی جس میں بھوپالی صاحب نے کہا تھا کہ امام مہدی بعض انبیاء سے افضل ہیں۔

طالب الرحمن صاحب نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا تھا کہ میں ابن ابی شیبہ محدث سے ثابت کروں گا، میں اب بھی کہتا ہوں کہ کہاں کہا ہے ابن ابی شیبہ نے کہ امام مہدی بعض انبیاء سے افضل ہیں۔ لاؤ حوالہ اگر حوالہ آگیا تو میں عبارت واپس لے لوں گا۔ اس پر وہابی مناظر نے ایک کتاب نکالی، قریشی صاحب نے وہ کتاب منگوائی اور فرمایا لو گواہ ہماری شرائط میں یہ بات طے تھی کہ حوالہ معتمد علماء کی کتب سے ہو گا کہ جن کا مسلک میں کوئی تشخص ہے اب میں مرزا

قادیانی کی بابت کہوں کہ وہ ان کا تھا اور اس کی باتیں ان کے کھاتے میں ڈالوں تو یہ بے انصافی ہوگی، ادھر دیکھو یہ مولوی صاحب نے کتاب نکالی ہے اس کے اوپر لکھا ہے مصنف ڈہٹی ایجوکیشن آفیسر راولپنڈی، بھائی اس کی ہمارے مسلک میں کیا حیثیت ہے لہذا یہ کتاب کوئی حجت نہیں۔

اور مولوی صاحب نے کتاب "غنیۃ الطالبین" کا حوالہ دے کر کہا تھا کہ اس میں لکھا ہے کہ حنفی جہنمی ہیں اور اہل حدیث جنتی تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ غنیۃ الطالبین پوری کتاب کے اندر کہیں بھی یہ بات نہیں لکھی ہوئی کہ حنفی جہنمی ہیں اگر ہے تو نکال کر دکھاؤ اور جو کہا کہ پیران پیر نے کہا ہے کہ اہل حدیث جنتی تو سنو! پیران پیر نے آپ جیسے گستاخ وہابیوں کو نہیں کہا بلکہ انہوں نے محدثین کی بابت ارشاد فرمایا ہے (اور تمہیں تو اہل حدیث کا نام انگریز سرکار نے لٹا کر دیا ہے اور تم تو اس وقت تھے ہی نہیں)۔

اب دیکھیے پاکستان میں ایک "جماعت المسلمین" بنی ہوئی ہے ان کا فتویٰ ہے کہ سارے (حنفی، شافعی، دیوبندی، سنی، اہل حدیث) کافر ہیں اور ہم مسلمان ہیں اور ہمارا نام جماعت المسلمین ہے اور اس پر قرآن کی آیت پڑھتے ہیں سورۃ حج کی آیت 78 "ہو معاکم المسلمین من قبل وفی ہذا" یعنی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی۔ لہذا ہم جماعت المسلمین ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جو مسلمان قرآن بیان کرتا ہے وہ اور ہیں اور یہ "جماعت المسلمین" اور ہے اسی طرح جو "اہل الحدیث" یعنی محدثین ہیں وہ اور ہیں اور ان کے بارے میں ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ وہ جنتی ہیں اور یہ نام نہاد اہل حدیث، وہابی اور ہیں اور یہ گستاخ ہیں۔

ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب نے بڑا زور دے کر کہا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے قبریں مٹانے کا حکم دیا ہے اس پر ان کے بڑوں نے لکھا تھا کہ نبی پاک ﷺ کے مزار کو معاذ اللہ مگر انا واجب ہے تو آئیے دیکھیں کہ نبی پاک ﷺ نے کون سی قبروں کو مٹانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ لیجئے میرے ہاتھ میں یہ بخاری شریف ہے اس کی جلد نمبر 1 اور صفحہ نمبر 59 ہے اس میں امام بخاری نے باب باندھا ہے:

”هل ينش قبر مشركى الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد“

”کیا جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو گرایا جائے، اس باب میں حدیث بیان کی گئی ہے کہ مشرکوں کی قبروں کو گرایا جائے یا نہ گرایا جائے تو حدیث کے الفاظ ہیں ”امر النبی علیہ السلام بقبور المشرکین فیشت“ نبی کریم نے حکم دیا مشرکوں کی قبروں کے بارے میں تو انہیں گرا دیا گیا، اب پڑھو بخاری کی شرح فتح الباری جلد 2 صفحہ 466 پر امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

”ای دون غیرہا من قبور الانبیاء واتباعہم لما فی ذالک من الاہانۃ لہم بخلاف المشرکین فانہم لاحرمۃ لہم“۔

یعنی یہ جو نبی کریم نے قبریں گرانے کا حکم دیا ہے یہ مشرکوں کی قبروں کا حکم ہے رہی بات نبیوں اور ان کے غلاموں کی قبروں کی تو بلاشبہ ان کی قبور (مزارات) کو گرا نا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں ان کی توہین ہے۔^(۱)

(۱) اسی طرح صفحہ 468 پر لکھتے ہیں فی الحدیث جواز تصرف فی المقبرة المملوكة وجواز نبش قبور الدواۃ اذا لم یکن محترمة یعنی جو قبرستان کسی کی ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبور کو اکھاڑنا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ قبور قابل احترام بزرگوں کی نہ ہوں۔

دہائی مناظر نے اپنے وقت میں کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اونچی قبر طے اس کو گردو، میں پوچھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی قبر منور اونچی بنی ہوئی تھی جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ 186 پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر منور اونٹ کی کوبان کی طرح اونچی تھی تو حضور ﷺ کی قبر منور کو اونچا کس نے بنایا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنایا اور پھر حضور اکرم ﷺ کا مزار کس نے بنایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنایا۔^(۱) (تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود

(۱) یاد رہے کہ قبر مسلم کا احترام ہر مسلمان پر لازمی ہے یہی وجہ ہے کہ قبرستان میں قبروں پر کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے اور پھر اونچی قبریں تو خود رسول اللہ ﷺ کے دور میں بنائی گئی ہیں، بخاری شریف جلد اول صفحہ 181 پر حضرت خارجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں تھے اور اس وقت تک بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر اتنی اونچی تھی کہ ہم میں سے کم ہی کوئی آدمی اس کو پھلانگ سکتا تھا۔ یہ مسئلہ امر ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر منور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی اور نشان کی طور پر قبر کے سرہانے ایک پتھر بھی نصب فرمایا تھا جب آپ اسے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہاں قبر عثمان بن مظعون پر نشان اس لئے لگایا ہے کہ میں یہاں اس قبر کے قریب اپنے اہل بیت کے لوگوں کو دفن کروں گا جو ان میں سے فوت ہو گیا۔ (ابوداؤد جلد 2 صفحہ 101) جب رسول اللہ ﷺ خود قبر کا نشان پاتی رکھ رہے ہیں اور قبر کو اونچا بنا رہے ہیں تو پھر کون سی قبروں کو گرانے کا حکم آپ نے ارشاد فرمایا تھا، یقیناً وہ مشرکوں کی ہی قبریں تھیں جنہیں گرائے جانے کا نبوی حکم آیا جیسا کہ محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے اب غور کریں، کہاں مشرکوں کی قبریں اور کہاں مسلمانوں کی قبریں اور پھر انبیاء و صحابہ و اہل بیت و اولیاء کے مزارات کی توہات ہی اور ہے۔

دہائیوں عالموں نے کہاں تک ان پاک ہستیوں کے ساتھ ظلم کو روا رکھا ہے، (فاعتبروا یا اولی الابصار)۔ اور پھر مزارات انبیاء پر قبے بیٹا بھی شرک نہیں اور نہ ہی ان قبوں کا گراتا واجب ہے، مسلم شریف جلد اول صفحہ 117 پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے آپ فرماتے ہیں، خطبنا رسول اللہ ﷺ فاستند ظہرہ الی قبلۃ آدم فقال لا لا یدخل الجنة الا نفس

ہی رسول اللہ ﷺ کے حکم کی دھجیاں اڑا دیں؟) اور پھر ان وہابیوں کے ائمہ نے حضور اکرم ﷺ کے والدین کو کافر کہا اور ان کی قبور کو منہدم کر دیا، اس کا جواب غالب الرحمن صاحب نے نہیں دیا۔

او مسلمانو! دیکھو ایک حافظ قرآن ہو اس کے ماں باپ کے سر پر قیامت والے دن نور کا تاج پہنایا جائے گا، بھائیو! حافظ قرآن کے ماں باپ تو جہنم میں اور صاحب قرآن ﷺ کے ماں باپ جہنم میں جائیں گے؟ (استغفر اللہ) یہ ہیں اہل حدیثوں کے گندے نظریات، میں کہتا ہوں جس نے جہنم جانا ہے وہ ان اہل حدیثوں کے ساتھ جائے، اور ہمارا ان سے اختلاف یہ نہیں کہ یہ کہتے ہیں ہاتھ سینے پر باندھو، یا رفع یدین کرو بلکہ ان سے ہمارا اصل اختلاف ان کی یہ گستاخیاں ہیں۔

مسلمانو! سوچو نبی ﷺ کے ماں باپ کو کافر کہہ کر انہوں نے ظلم کیا ہے یا نہیں؟

مسلحہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبہ آدم علیہ السلام کے ساتھ ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا آگاہ رہو جنت میں سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ (الحدیث)

ثابت ہوا قبہ گرانہ واجب نہیں اگر واجب ہو تا تو رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے سے پہلے اس قبہ کو گرانے کا حکم ارشاد فرماتے، اسی طرح مشہور محدث علامہ سہوی رحمہ اللہ البدری متوفی 902 ہجری حضرت امیر مزنہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "وجعل علی قبرہ قبہ فہو یزار ویستبرک بہ۔" (التحفة اللطیفہ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ جلد اول صفحہ 307) ان کی قبر مبارک پہ قبہ بنایا گیا ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ جلیل القدر محدثین دوسرے "قبہ" سے برکات کی حکایت کریں اور وہابیہ خبیثہ ان کو گرانے کی مذموم حرکات؟۔ فیما للعجب

نبی ﷺ کے مزار پاک کو بت کہا گیا اور اس کو گستاخ کہا گیا ہے کافر بنا دیا گیا، یہ ظلم اور گستاخی ہے یا نہیں؟ اور ہاں! آج ان کے بڑے بڑے امام، عنایت اللہ اثری، سید احمد اور عبدالحی یثرباوی ان کی اپنی زبان سے کافر بنے (اور یہی ہم اہل سنت کی اس مناظرے میں فتح اور ان کی شکست ہے) اور ان کے ساتھ ساتھ اس نے دوران مناظرہ علامہ وحید الزمان، شاہ اسماعیل جیسے اہل حدیثوں سے بے زاری کا اعلان کیا ہے یہ بھی ان کی شکست کی دلیل ہے۔

مسلمانو! یہ بات بھی توجہ سے سنو! ایک سو سال سے زائد عرصہ سے صراطِ مستقیم کی عبارت پر جھگڑا چل رہا تھا، آج اللہ کے فضل و کرم سے ایک سنی بیٹے نے منکر و مخالف کی اپنی زبان سے کہلوایا کہ یہ "عبارت کفریہ" اور اس کا لکھنے والا کافر ہے۔ آج میرے اکابر کی قبریں ٹھنڈی ہوں گی۔

اوسید حسین الدین شاہ! میں تجھ پہ قربان آپ نے محنت و کرم کر کے پڑھایا، اور ساری زندگی اہل حدیث جن کا دفاع کرتے رہے آج خود ان کو ان کے مناظرے نے کافر کہہ دیا، اہل حدیثوں کی متعدد کتابوں میں ان کے بزرگوں نے اس عبارت صراطِ مستقیم کا دفاع کیا میں نے مولوی صاحب سے پوچھا تھا کفر کا دفاع کرنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے، جواب نہیں آیا۔ عبارت تقویۃ الایمان "نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو" میں نے پیش کی تھی جواب نہیں آیا۔ نبیوں و دیوں کو چوہرے چارے زیادہ ذلیل کہا اور نبیوں و دیوں کی تخصیص کی گئی اس کا جواب ان سے نہ بن سکا۔ اور پھر وحید الزمان کے بارے میں کہا لیکن اس کی عبارت پر فتویٰ نہیں دیا۔ نواب بھوپالی کی حجج الکرامۃ کی عبارت کہ مہدی انبیاء سے افضل ہیں میں نے پیش کی۔ جواب نہیں آیا۔

پھر انہوں نے اور جو گستاخیاں کیں حضور اکرم ﷺ کے روئے کو بت کہہ کر گرانے کا فتویٰ دیا، اس گستاخی کا جواب نہیں آیا اور آپ نے دیکھا مولوی صاحب نے مان لیا کہ وہ "سور" کے برابر ہیں اور سنو واقعی یہ گندہ مذہب "سور" سے زیادہ پلید ہے اور پھر میرا دعویٰ تھا کہ غیر مقلد اہل حدیث گستاخ ہیں اور ان پر کفر لازم آتا ہے سو یہ ثابت ہو چکا۔ اس کے بعد ایک چیز کا اور اضافہ کر لو کہ یہ سور کے برابر بھی ہیں اور یہ انہوں نے اپنے منہ سے مانا ہے اب جس کی مرضی آئے وہ سوروں جیسی پلید جماعت میں جائے اور جس کی مرضی آئے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ جائے۔ اور پھر آدم علیہ السلام کو مشرک کہا تھا ابن عبد الوہاب مجددی نے اس کا جواب نہیں آیا۔

مسلمانو! پھر دل تمام کے سنو جس نبی ﷺ کے گنبد خضراء پر ہم مسلمان جان دینے کے لئے تیار ہیں اس کو گرانے کا فتویٰ کس نے دیا، ان اہل حدیثوں وہابیوں نے دیا اور نبی ﷺ کو اپنے بڑے بھائی جیسا کس نے کہا؟ ان اہل حدیثوں وہابیوں نے۔ کیا اب بھی آپ کو سمجھ نہ آیا کہ واقعی یہ "وہابی، اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب" ہے۔

تتمہ اول (منجانب اہل سنت)

قارئین! مناظر اہل سنت نے اپنے وقت میں غیر مقلدین وہابیوں کی جو گستاخانہ عبارات پیش کی تھیں۔ ایک دفعہ پھر ان پر اجمالی نظر ڈالتے ہیں:

- عبارت صراط مستقیم "نماز میں نبی کا خیال گدھے کے خیال سے برا ہے۔"
- نبی کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو اگر زیادہ کی تو شرک ہو گا۔ (تقویۃ الایمان)
- غیر مقلدوں وہابیوں کی 6 معتبر کتب سے عبارت پیش کی گئی کہ نبی ﷺ کا روضہ مقدسہ بت ہے اور ان مزارات اولیاء و انبیاء کا مزار انا واجب ہے۔
- امام مہدی انبیاء سے افضل ہیں، یہ عبارت حجج الکرامۃ سے پیش کی گئی۔
- شاہ اسماعیل کی کتاب "ایضاح الحق" سے اللہ تعالیٰ کی توہین پر مبنی عبارت پیش کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جسم سے پاک ماننا بدعت ہے۔
- اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔
- رام چندر، کشن جی، کنفیو شس، سقراط وغیرہ اللہ کے نبی ہیں اور ان کی تعظیم ہم پر واجب۔

- نبی مر کر مٹی میں مل گیا ہے۔ (تقویۃ الایمان)
- انبیاء و اولیاء، اللہ تعالیٰ کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔
- مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ستارے نبی ولی برابر ہیں۔

• ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی وہ اللہ کے آگے چھار سے زیادہ ذلیل ہے اور بڑی مخلوق نبی ہیں۔

• آدم علیہ السلام نے شرک کیا تھا۔

• نبی علیہ السلام کے ماں باپ کافر ہیں۔

اب ذیل میں غیر مقلدوں وہابیوں کی وہ گستاخانہ عبارات پیش کی جا رہی ہیں جو مناظر اسلام نے پیش فرماتا تھیں لیکن تنگی وقت کے پیش نظر وہ پیش نہ کر سکے۔

عبارت نمبر ۱: نبی پاک ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے۔^(۱)

وضاحت: غور فرمائیں کہ وہابیہ نے حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی طرف سفر کی نیت کر کے جانے کو شرک و حرام لکھا ہے حالانکہ ہر مسلمان کے دل کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے در رسول ﷺ کی حاضری کی توفیق میسر آجائے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور زیارت کی سعادت حاصل کرنا، محمود من اللہ، ماسور من النبی ﷺ اور قربت خداوندی کا ذریعہ ہے۔

سنن بیہقی باب زیارة قبر النبی کتاب الحج میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

(۱) تقویۃ الایمان • فتح المعجید شرح کتاب التوحید صفحہ ۲۰۸ • فتاویٰ اسلامیہ

"من زار قبیری اوقال من زارنی کنت له شفیعاً او شهیداً"۔

یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی یا جس نے میری زیارت کی میں اس کی شفاعت کرنے والا اور اس کا (شہید) اس کے حق میں گواہی دینے والا ہوں گا۔

سنن دار قطنی جلد 2 صفحہ 244 پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے آپ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "من زار قبیری وجبت له شفاعتی"۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اسی سند کے ساتھ یہی مذکورہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کی ہے اور فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 14 میں بھی یہ روایت ذکر کی گئی ہے اسی طرح طبرانی معجم الکبیر جلد 12 صفحہ 291 پر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من جاء فی زائرنا لایعمله حاجۃ الا زیارتی کان حقاً علی ان اکون له شفیعاً یوم القیامۃ"۔

جو کوئی شخص خالصتاً میری زیارت کی غرض سے آیا اپنی کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر لازم ہے کہ قیامت والے دن میں اس کی شفاعت کرنے والا بن جاؤں۔

وہابیہ خبیثہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی حاضری کے خلاف ایک حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جسے صحاح میں ذکر کیا گیا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تشدوا الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد" (۱)۔

سوائے تین مساجد کے سفر کے لئے کجاوے نہ کسو۔

(۱) ابن ماجہ صفحہ 101 • مسند ابویعلیٰ 10/283 • معنف ابن ابی شیبہ 2/150 • صحیح مسلم

باب سفر المرأة مع محرم • الجامع الکبیر حدیث نمبر 595 • طبرانی 12/337

ان کا استدلال یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان تین مساجد کے سفر کے علاوہ سفر کرنے سے منع کیا ہے تو پھر روضہ اطہر کی حاضری کے لئے سفر کرنا بھی ناجائز ہو گا۔ حالانکہ اہل علم پر یہ بات عقیقی نہیں ہے کہ یہاں پر ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے کی ممانعت ہے۔

یہاں پر مستثنیٰ منہ مساجد ہے اور عبارت یوں ہے:
 "لا تشدوا الرحال الى المساجد الا الى ثلاثة مساجد۔"

یعنی تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف نماز پڑھنے کی خصوصیت کے لئے سفر نہ کرو۔ ابن ماجہ صفحہ 101 میں اسی حدیث کے حاشیہ پر شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالغنی دہلوی لکھتے ہیں:

"ان المراد انه لا تشدوا الرحال الى مسجد من المساجد للمصلوة فيه غير هذه واما قصد زيارة قبر صالح ونحوها فلا يدخل تحت النهي۔"

یعنی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے خصوصی طور پر سفر نہ کرے، رہا صالحین اولیاء و انبیاء کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا تو وہ اس حدیث کی ممانعت کے تحت داخل نہیں ہے۔

اگر یہاں پر مستثنیٰ منہ مساجد کو نہ مانا جائے تو پھر صرف کسی قبر کی زیارت کی ممانعت ہی لازم نہ آئے گی بلکہ ان تین مساجد کے سفر کے علاوہ ہر قسم کا سفر منع ہو جائے گا، حلیفی، تحریکی اور دیگر معاملات کے لئے کیا جانے والا سفر بھی منع ہو گا، حیرت ہے وہابیہ پر کہ اگر یہاں "قصر" کا معنی لیتے ہیں تو اس میں سے صرف زیارۃ القبور ہی کی ممانعت کیوں؟

عبارت نمبر 2: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان)

اس عبارت میں بھی نبی کریم ﷺ کی شان کو گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور ان کی یہ شان ہے کہ ان کی چاہت پر اللہ تعالیٰ نے قبلہ بدل دیا:

"فلنولينك قبله ترضاها"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی:

"ترجى من تشاء منهمن وتؤوى اليك من تشاء"۔ (احزاب 51)

اے حبیب ﷺ اپنی ازواج میں سے جسے چاہو ہٹا دو اور جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ آپ جس بی بی کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

"يا رسول الله ما اري وىك الا يسارع فى هواك"۔⁽¹⁾

یا رسول اللہ! میں نے آپ کے رب کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی چاہت کو پورا کرنے میں بہت جلدی کرتا ہے۔

اور اسی طرح کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يا عائشه لو شئت لسارت معى جبال الذهب والفضة"۔⁽²⁾

(1) مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 373 • بخاری شریف جلد 2 صفحہ 766

(2) مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر 4920 • فتح الباری جلد 12 صفحہ 248 • ابن کثیر جلد 4 صفحہ 588

اے عائشہ! اگر میں چاہتا تو سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے۔

اور پھر سورۃ زمر آیت 33:

”وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَقَ بِهِ أُولُنَا هُمُ الْمُتَّقُونَ لَهُمْ مَا يَشَاؤُنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ“

اور جو شخص سچی تعلیم لایا اور سچ کی تصدیق کرتا ہے ایسے لوگ متقی ہیں جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں ملے گا۔ (ترجمہ ثناء اللہ امرتسری صاحب)

جب عام متقین کو ان کی چاہت کے مطابق ملے گا اور وہ جو چاہیں گے انہیں ملے گا تو کیا رسول ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا؟ دراصل وہابیہ کے مذہب کی پہچان ہی تنقیصِ شانِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور وہ اپنی یہ پہچان کیسے چھپا سکتے ہیں۔

عبارت نمبر 3: جس طرح ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں

کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان 56)

اس عبارت میں بھی نبی ﷺ کو گاؤں کے زمیندار اور قوم کے چوہدری کے ساتھ لاکھڑا کیا ہے۔ حالانکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَتَعَزَّوْهُ وَتُقْرَوْهُ“ میرے نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کرو۔

”أَسْتَجِيبُ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ“

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلائے پر حاضر ہو جاؤ (اگرچہ تم نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہو اگر نماز پڑھ رہے ہو تو نماز چھوڑ کر آ جاؤ)۔

اور پھر گاؤں کا چودھری وغیرہ اکثر لوگ بدعتی ہوئے ہیں اور حضور ﷺ کا فرمان ہے:

"من وقع صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام" (۱)

جس شخص نے صاحب بدعت کی تعظیم کی اس نے اسلام کی عمارت کو گرانے پر تعاون کیا۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ادب اتنا اہم ہے کہ ان کے سامنے بلند آواز نکالنے سے تمام اعمال اکارت چلے جاتے ہیں اور ان کی تعظیم فرض ہے، حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حالت نماز میں بھی آپ کی تعظیم کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ وہ گاؤں کے چودھری کی سی عزت نبی ﷺ کی بتاتے ہیں۔

عبارت نمبر 4: نبی ﷺ کے حزارے آنے والی آواز شیطان کی ہوتی ہے۔

غیر مقلدین کے امام اول ابن تیمیہ صاحب کی کتاب الوسیلہ صفحہ 15 پر ہے:

"ولكن الشياطين قد تعنهم وتتصور لهم في صور الآدميين فيرونهم باعينهم ويقول احدهم، انا ابراهيم، انا المسيح، انا محمد، انا الحضر، انا ابوبكر انا عمر انا عثمان انا علي وقد يقول بعضهم عن بعض، هذا هو النبي فلان او هذا هو الحضر ويكون اولئك كلهم جنائشهم بعضهم ببعض"۔

اس کے برعکس شیاطین لوگوں کی امداد کرتے ہیں اور انسانوں کا روپ دھار کر ان کے سامنے آتے ہیں، لہذا لوگ ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ان شیاطین میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں ابراہیم ہوں، میں مسیح ہوں، میں محمد ہوں، میں خضر ہوں، میں ابوبکر ہوں، میں عمر ہوں، میں عثمان ہوں، میں علی ہوں۔

(۱) تہذیبی شعبہ الایمان 7/61

کتاب الوسیلہ صفحہ 22 پر یہ بھی ہے:

”وجعل القبور اوثانا هو اول الشرك ولهذا يحصل عند القبور لبعض الناس من خطابه يسمعه وشخص يراه وتصرف عجيب ما يظن انه من الميت ويكون من الجن والشياطين مثل ان يرى القبر قد انشق وخرج منه الميت وكلعه وعانقه وهذا يرى عند قبور الانبياء وغيرهم —“

قبروں کو بت بنالینا شرک کا آغاز ہے اسی لئے بعض لوگوں کو قبروں کے پاس کچھ آوازیں سنائی دیتی ہیں بعض صورتیں دکھائی دیتی ہیں اور تعریف کے عجیب و غریب کلمات نظر پڑتے ہیں لوگ ان تمام باتوں کو فوت شدہ بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ یہ سب جنوں اور شیطانوں کی شعبہ بازیوں ہوتی ہیں، بعض اوقات ایک شخص مشاہدہ کرتا ہے ایک قبر پھٹی ہے اس سے مردہ باہر آتا ہے جو اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس سے معافہ کرتا ہے ایسے مشاہدات انبیاء و غیر ہم کی قبروں کے پاس اکثر ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

بحث: یہاں یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انبیاء و اولیاء کی قبروں سے آنے والی آوازیں شیطانوں کی ہوتی ہیں اور شیطان صورت محمد ﷺ میں متشکل ہو کر کہتا ہے کہ معاذ اللہ میں محمد ہوں۔

یہ تہی تعلیمات قرآن و سنت سے ٹکرا رہی ہیں اور مسلمانوں کو انبیاء و اولیاء سے برگشتہ کرنے کی سازش ہے اور احادیث و روایات صحیحہ کا انکار ہے مستدرک حاکم کتاب تعبیر الریاء، حدیث نمبر 8186، مصنف ابن ابی شیبہ باب قالوا فیمن را النبی حافظ ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من رانی فی العناب فقد رانی ان الشیطان لایتمثل بی“۔

جس نے خواب میں مجھے دیکھا تحقیق اس نے مجھ (محمد) ہی کو دیکھا ہے شک شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

امام طبرانی اوسط میں ایک حدیث لائے ہیں، سرکار نے ارشاد فرمایا:
 "من زارنی فی المنام فکانما زارنی فی الیقظہ ان الشیطان لایتمثل بی۔"
 جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ ایسے ہے جیسے اس نے عالم بیداری میں مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں متحمل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح بخاری میں ہی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے مجھے دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھ ہی کو دیکھا۔

"فان الشیطان لایتکوننی۔" اس لئے کہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔
 اور بخاری میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لایتخیل بی۔"
 جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

اور بخاری شریف میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

"من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظہ ولایتمثل الشیطان بی۔" (بخاری جلد 2 صفحہ 1035)

اس کا ترجمہ نواب وحید الزمان صاحب یوں کرتے ہیں:

جو کوئی خواب میں مجھ کو دیکھے وہ عنقریب (یعنی مرنے کے بعد) مجھ کو بیداری میں بھی دیکھے گا۔ (تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح البخاری جلد 6 صفحہ 456)

اس روایت "فسیرانی فی الیقظة" کے تحت محدثین کرام کی مختلف آراء ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی اس پر اللہ کا کرم ہو گا اور وہ بیداری میں بھی آپ ﷺ کی زیارت سے شرف ہو گا اور یہی بات حدیث کے ترجمے سے بھی عیاں ہو رہی ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

"ومعناه انه لو راه في اليقظة لطابق ماراه في المنام فيكون الاول حقا وحقيقة والثاني حقا وتمثيلا".

یعنی اگر دیکھنے والے نے نبی پاک ﷺ کو عالم بیداری میں دیکھا اسی صورت پر جس پر اس نے خواب میں دیکھا تھا تو پہلا دیکھا جانا حق ثابت ہو اور اس نے حقیقت میں رسول اللہ ﷺ ہی کو دیکھا اور بیداری میں جو اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس کا دیکھنا حق ہے لیکن اس نے آپ ﷺ کی صورت مثالیہ کو دیکھا۔

اور یہی امام ابن حجر رحمہ اللہ اسی مقام پر امام قزاقی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"من آمن به ولم يره انه لابد ان يراه في اليقظة قبل موته".

جس نے آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکا تو مرنے سے پہلے عالم بیداری میں آپ ﷺ کی ضرور زیارت کرے گا۔ (فتح الباری جلد 13 صفحہ 329)

جب عالم بیداری میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جاتا محقق ہے تو یہ کہنا کہ شیطان آکر کہتا ہے کہ میں محمد ہوں کون سی تعلیمات کا عکس ہے؟ اور پھر یہ کہنا کہ انبیاء و اولیاء کی قبروں سے شیطان کی آوازیں آتی ہیں یہ بھی غلط ہے۔

خود علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ جلد 6 صفحہ 153 پر لکھتے ہیں اور محدث دہلوی نے "جذب القلوب" میں اور امام ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں اور علامہ ذہبی نے "تاریخ اسلام" میں اور علاوہ ازیں کثیر علماء نے لکھا ہے کہ جب ایام حرہ میں لشکر یزید پلید نے مدینہ طیبہ میں غارت گری کی اور اہل مدینہ کو بے دریغ شہید کیا اور مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے تو تین دن تک مسجد نبوی شریف میں آذان اور جماعت نہ ہوئی، حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لشکر یزید نے مجھے بھٹون سمجھ کر چھوڑ دیا اس کے بعد ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"كان سعيد المسيب في أيام الحرة يسمع الأذان من قبر رسول الله ا اوقات الصلوة وكان المسجد قد خلا فلم يبق غيره".

ایام حرہ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نماز کے اوقات میں رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے آذان کی آواز سنا کرتے تھے اور مسجد نبوی خالی ہو چکی تھی اس میں آپ کے علاوہ کوئی شخص نہ تھا۔

اب جب خود ابن تیمیہ سے ثابت ہوا کہ قبر رسول اللہ ﷺ سے آذان کی آواز سنائی دیتی تھی اور اس بات کی تصریح بھی موجود ہے کہ ابن مسیب رضی اللہ عنہ اسی آذان پر نماز ادا فرماتے تھے اور ایسا تین دن تک ہوا تو پھر یہ آواز کس کی تھی۔۔۔۔۔؟ اور پھر شیطان تو آذان سے بھاگتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد 1 صفحہ 207 مسند ابی یعلیٰ جلد 10 صفحہ 392 اور بخاری کی روایت ہے:

"ان الشيطان اذا سمع نداء بالصلوة احوال يعنى له ضراط".

جب شیطان آذان کی آواز سنتا ہے تو گوزیں مارتا ہوا بھاگتا ہے۔

اور مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 504 پر بھی حدیث ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان الشيطان اذا سمع نداء الصلوة فر بعد ما بين الروحاء والمدينة له ضراط"۔

بے شک جب شیطان آذان کی آواز سنتا ہے تو روحا کے مقام تک گوزیں مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

جب شیطان آذان سے بھاگتا ہے تو پھر قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آواز آذان کی جس پر مشہور تابعی تین دن تک نماز ادا فرماتے رہے وہ کس کی تھی؟

اور پھر مشہور کرامت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جسے کئی ایک محدثین مفسرین نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انور کے دروازے پر لے جایا گیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی:

"السلام عليك يا رسول الله هذا ابو بكر بالباب فاذا الباب قد انفتح واذا بهاتف يحتف في القبر ادخلوا الحبيب الي الحبيب"۔

(الشامة العنبرية، تفسير كبير جلد 7 صفحہ 433)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں آپ کے دروازے پر، جمعی دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آئی حبیب رضی اللہ عنہ کو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ندا کی تھی، جواب میں یہ آواز کس کی تھی۔۔۔؟ اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک اس کو کرامت کے طور پر روایت کیا جاتا رہا ہے تو کیا یہ عیاں نہیں ہوا کہ وہابیہ کا اس بابت عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کے

سراسر خلاف ہے۔ اس طرح تحقیقی والزامی طور پر بے شمار واقعات اور روایات پیش کی جاسکتی ہیں کہ اہل اللہ، خصوصاً انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے حیات کاملہ کے ساتھ ایسی طاقت عطا فرمائی ہوتی ہے کہ اگر کسی کو آواز سنانا چاہیں تو سنا سکتے ہیں اور پھر انبیاء و اولیاء کی تخصیص کر کے کہنا کہ ان کی قبروں سے شیطان کی آوازیں آتی ہیں حد درجے کی جسارت ہے۔

عبارت نمبر 5: نواب وحید الزمان حیدر آبادی کی کتاب "ہدیۃ المہدی"

اے العقائد الصحیحہ لاہل الحدیث کے تحت صفحہ 9 پر نواب صاحب لکھتے ہیں:
"لله تعالیٰ صورة هي احسن الصور ويقدر ان يتجلى ويظهر في اي صورة شاء".

اور آگے لکھتے ہیں:

"وله تعالیٰ وجه وعین وید وکف و قبضة واصابع وساعد وذراع و صدر وجنب و قدم و رجل و ساق و کتف".

اللہ تعالیٰ کی صورت ہے اور تمام صورتوں سے بہتر صورت ہے اور اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔

اور پھر لکھا کہ:

"اللہ تعالیٰ کا چہرہ بھی ہے آنکھیں، ہاتھ، ہتھیلی، منہ، انگلیاں، کلایاں، بازو، سینہ، پہلو، قدم، پاؤں، پنڈلیاں اور کندھے بھی ہیں۔ (معاذ اللہ)

بحث: اللہ تعالیٰ کے لئے سورۃ اور اعضاء ثابت کرنا یہ مشبہ کا عقیدہ ہے اور مشبہ کے باطل اور جہنمی اور خارج از اسلام ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہے اس پر فتاویٰ ابن تیمیہ میں صراحت موجود ہے اور قرآن میں اللہ کے لئے لفظ "ید" ہاتھ وغیرہ یہ متشابہات کے قبیلے سے ہے اور متشابہات سے عقیدہ بنانا جہل اور ظلم ہے۔

عبارت نمبر 6: اللہ کے لئے مکان کا اثبات

بدیۃ الہدی صفحہ 101:

"وَكَذَلِكَ الْاِسْتِواءُ عَلَى الْعَرْشِ اِى الْعُلُوُّ وَالْجُلُوسُ اَوْ الْاِسْتِقْرَارُ عَلَى الْعَرْشِ، وَحُكِيَ ابْنُ تَيْمِيَّةٍ اَنَّهُ يَنْزِلُ كَمَا اَنَا اَنْزَلَ مِنَ الْعَنْبَرِ"۔

اور اسی طرح عرش پر اس (اللہ) کا استواء یعنی اس کا عرش پر چڑھنا اور بیٹھنا اور عرش پر قرار پکڑنا۔ اور ابن تیمیہ سے حکایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اس طرح نیچے اترتا ہے جس طرح میں منبر سے نیچے اترتا ہوں۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح تفسیر وحیدی میں ہے:

"اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے کرسی پر پاؤں رکھے ہیں اور کرسی چرچہ کرتی ہے"۔

بدیۃ الہدی صفحہ 10 پر ہے:

"جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تو عرش خالی ہو جاتا ہے"۔

بحث:

مذکورہ عبارات میں اللہ عزوجل کیلئے جسم کے ساتھ ساتھ مکان بھی ثابت کیا گیا ہے اور اسے مقید بالمكان کر دیا گیا ہے اور اللہ کی ذات کو "محدود فی الكم ومحدود فی الاین ومحدود فی کیف" کرنا سراسر گمراہی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وترى الملائكة حافين من حول العرش يسبحون بحمديهم"۔ (سورة زمر 75)

اور تو فرشتوں کو دیکھے کہ اللہ کے عرش کو گھیرے اور حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہیں۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستقر مانا جائے تو ملائکہ عرش الہی کو گھیرے ہوئے ہیں اس سے یہ ثابت ہو گا کہ اللہ تعالیٰ "محاط" ہے ملائکہ اس کے محیط ہیں اور یہ قرآن کے واضح خلاف ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"لا تدرکہ الابصار وهو یدرک الابصار"۔ (انعام 103)

اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔

(ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی)

دوسری جگہ فرمایا:

"وان الله قد احاط بكل شيء"۔ (سورة الطلاق 12)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیرے رکھا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"الا انه بكل شيء محيط"۔ (حم السجدة آیت نمبر 54)

سنو لا ریب وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ (ترجمہ ثنائی)

جب اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے گھیرنے والا ہے، تو اس کو "محاط" گھیرا ہوا بنایا جائے تو یہ سراسر قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے اور قرآن کے خلاف عقائد باطلہ بھی وہابیہ کی پہچان ہے۔ پھر سورہ مومن آیت 7 میں ارشاد ہوتا ہے:

"الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ"

عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح سورۃ الحاقہ آیت نمبر 17 میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ"

(اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

(ترجمہ جو ناظمی صاحب)

ان آیات سے صراحتاً ثابت ہوا کہ اللہ کے عرش کو فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستقر مانا جائے تو لازم آئے گا کہ فرشتوں نے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات کو سر پر اٹھا رکھا ہے، اور یہ کفریہ عقیدہ ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ کے لئے جسم، مکان، جہت ثابت کرنا یہ اس کی بارگاہ کی گستاخی ہے جو وہابیہ نے اپنی تصانیف میں کر رکھی ہے اور پھر اللہ کے لئے یہ کہنا کہ وہ اس طرح اترتا ہے جس طرح میں اترتا ہوں یہ اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ ہے اور علامہ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 166 پر فرماتے ہیں:

"سلف صالحین مثل امام مالک اور اوزاعی اور سفیان ثوری، ابن سعد امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اس کے علاوہ دیگر ائمہ المسلمین کا قہر یا وجد یا مذہب یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کیفیت و تشبیہ سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سے کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جاسکتی کیونکہ "لیس کمثلہ شیء" اس کی مثل کوئی شیء نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

"بل الامر كما قال الائمة منهم نعيم بن حماد الخزاعي شيخ البخاري من شبه الله بخلقه فقد كفر"۔

فیصلہ کن بات وہ ہے جو ائمہ دین نے فرمائی ہے ان میں سے امام بخاری کے شیخ امام نعیم بن حماد خزاعی بھی ایک ہیں کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہ دی تحقیق اس نے کفر کیا ہے۔

اب مذکورہ "گستاخانہ عبارات" پر غور کریں، تو نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

عبارات نمبر 7: "سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب

چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے"۔ (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان)

توضیح:

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم، ازلی، ذاتی ہے، اور دریافت کرنا یہ "علم اکتسابی" پر دلالت کرتا ہے جبکہ اللہ کا علم قدیم ہے وہ ہر وقت جانتا ہے اسے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں یہ دریافت کرنا مخلوق کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ اس میں "حدوث" لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات قدیم ہیں، حادث نہیں ہیں۔ اس لئے کہ جو حادث ہو وہ متغیر ہوتا ہے تو اگر اللہ کی صفات کو حادث مانیں تو پھر انہیں متغیر ماننا پڑے گا اور اللہ کی ذات کو متغیر ماننا یہ اجماع امت سے کفر ہے۔

وہ الگ بات ہے کہ غیر مقلدین کے نواب وحید الزمان ہدیہ الہدی میں صفحہ 10 پر لکھتے ہیں:

"الصفات الفعلیہ حادثۃ عند اکثر من اصحابنا۔"

"یعنی ہمارے اکثر اہل حدیثوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ حادث ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اللہ لا الہ الا هو الحی القيوم۔"

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ ہمیشہ سے زندہ اور قائم ہے۔

عبارت نمبر 8:

فتاویٰ ستاریہ جلد نمبر 2 صفحہ 84 پر اہل حدیث غیر مقلدین کے مایہ ناز عالم عبد الجبار سلفی صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ملتا یہ جہیمہ معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ کا باطل عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بذاتہ بنفسہ عرش پر مستوی ہے۔"

اور دوسری جگہ عبد الجبار سلفی صاحب "استواء علی العرش" صفحہ 37 پر لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہر جگہ نہیں عرش پر ہے۔"

اہل اسلام کے متفقہ عقیدہ کو معتزلہ کا عقیدہ اور جہیمہ کا باطل عقیدہ قرار دے کر کیا "وہابی علماء" نے دین سے خروج نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

"وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ"۔ (نورہ آیت نمبر 115)

مشرق و مغرب کا مالک اللہ ہی ہے تم جہم کو منہ کر دو اللہ کا منہ اور ہے۔

(ترجمہ محمد جونا گڑھی)

جبکہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر استوی کے حوالے سے اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا تو معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جب کیفیت مجہول ہے تو پھر یہ کہنا کہ وہ ٹانگیں لٹکا کر کسی پر پاؤں رکھ کر بیٹھا ہے اور وہ عرش کے برابر ہے نہ چھوٹا ہے نہ بڑا ہے یہ کیفیت مجہول میں عقل کے گھوڑے دوڑا کر عقائد اسلام سے اعتزال نہیں تو پھر اس کا اور کیا نام ہے۔

عبارت نمبر 9: اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ (فتاویٰ سلفیہ صفحہ 55)
 رسالہ یکروزہ معنف شاہ اسماعیل دہلوی۔ اس میں بھی وہ لکھتے ہیں:
 "کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اگر اس کو قادر نہ مانو تو پھر لازم آئے گا کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے بڑھ جائے۔"

توضیح:

اہل ایمان کا اس بات پر واضح اور دو ٹوک عقیدہ ہے کہ ہر وہ چیز جس میں عیب و نقص ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے محال ہے اور محال تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں ہے، چونکہ جھوٹ عیب ہے اس لئے یہ اللہ کی ذات کے لئے محال ہے۔

جیسا تفسیر "ابو السعود" جلد نمبر 3 صفحہ 361 پر ہے:

"والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ۔"

جھوٹ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے محال ہے اس کے غیر کے لئے نہیں۔

اسی طرح "تفسیر کبیر" جلد 4 صفحہ 167 پر ہے:

"ان الکذب والخلف فی قولہ محال۔"

یعنی اللہ کے قول میں جھوٹ اور خلف محال ہے۔

تفسیر "مدارک" میں ہے:

"لا احد اصدق منه في اخباره و وعده و وعيده لاستحالة الكذب عليه لقبه".

اخبار میں اور وعدہ و وعید میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں اس لئے کہ جھوٹ اپنے فتح کی وجہ سے اس کی ذات کے لئے محال ہے۔

جب جھوٹ محال ہے تو اسی کتاب مکروہہ میں شاہ اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"محال معتنع لذاته است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست".

یعنی محال معتنع لذاته ہے جو کہ تحت قدرت الہیہ نہیں ہے۔

لہذا ثابت ہوا جھوٹ تحت قدرت الہیہ نہیں ہے۔

پھر غور کیا جائے! کہ شاہ اسماعیل صاحب جھوٹ کو تحت قدرت الہیہ ثابت کرنے کیلئے دلیل دیتے ہیں کہ "جھوٹ پر اگر اللہ تعالیٰ کو قادر نہ مانتیں تو پھر لازم آئے گا کہ انسانی قدرت اللہ تعالیٰ سے بڑھ جائے"، یہ کس قدر جہالت ہے کیونکہ اس دلیل کے تحت تو اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے تمام قییمات کے دروازے کھل جائیں گے پھر انسان تو علم، زنا، چوری اور دیگر قییمات پر بھی قادر ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے لئے ان تمام نقائص و عیوب کو ثابت کر دیا جائے؟ وہابیہ سے جب سوال پوچھا جائے کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے کہ تم ہر چیز کو قرآن و حدیث سے ثابت کرتے ہو تو بتاؤ تمہارے اس باطل عقیدے پر کوئی حدیث یا قرآن کی نص ہے؟ تو اس کے جواب میں آیت "ان اللہ علیٰ کل شیء قدير" پڑھی جاتی ہے کہ دیکھو

جھوٹ ایک شیء ہے اور اللہ ہر شیء پر قادر ہے لہذا اللہ جھوٹ پر بھی قادر ہے۔

اس کے جواب کے طور پر یہ تقریر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ "شیء" کا معنی ہے

"موجود" علامہ ابن تیمیہ مجموعہ الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 512 پر لکھتے ہیں:

"الشیء یعم کل الموجود بالاتفاق۔"

شیء کا اطلاق بالاتفاق ہر موجود پر ہوتا ہے۔

اور فتاویٰ کی جلد 4 صفحہ 421 پر لکھتے ہیں:

"ان المعدوم لیس بشیء فی الخارج عند الجمهور وهو الصواب۔"

جو چیز خارج میں نہ ہو وہ شیء نہیں ہوتی اور یہ جمہور کا مذہب ہے اور یہی صحیح بات ہے۔

تفسیر "بیضاوی" صفحہ 40 پر ہے:

"الشیء یختص بالموجود لانه فی الاصل مصدر شاء۔"

شیء موجود کے ساتھ مختص ہے کیونکہ یہ اصل میں شاء کا مصدر ہے۔

اسی طرح "شرح عقائد نسفیہ" صفحہ 575 پر ہے:

"الشیء عندنا الموجود والثبوت۔"

یعنی شیء موجود اور ثابت شدہ کو کہتے ہیں۔

اس کے تحت حاشیہ پر خوردار ملاتی ہیں ہے:

"فکل شیء موجود وکل موجود شیء۔"

ہر شیء موجود ہے اور ہر موجود شیء ہے۔ یعنی موجود اور شیء مترادف ہیں۔

اور علامہ ابن تیمیہ فیصلہ کن بات کرتے ہیں:

"وقد یطلقون ان الشیء هو الموجود۔"

موجود پر ہی شیء کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 4)

ان عبارات سے ثابت ہوا "شیء" موجود کو کہتے ہیں اور تفسیر بیضاوی صفحہ 40 پر ہے:

"ان الموجود ما یوجد فی احد الازمنة الثلاثة۔"

موجود وہ ہے جو تین زمانوں میں سے ایک زمانے میں پایا جائے۔

اب جواب کچھ یوں بنے گا:

اگر جھوٹ کو شیء مان کر اللہ کو اس پر قادر مانا جائے تو شیء وہ ہے جو موجود، ثابت ہو اب معنی بنے گا جھوٹ اللہ کے لئے موجود و ثابت ہے اور پھر موجود وہ ہوتا ہے جو تین زمانوں میں سے کسی ایک میں پایا جائے جب جھوٹ شیء ہے تو جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے لئے کسی ایک زمانے میں ثابت مانا جائے گا کہ یا تو اس نے جھوٹ بول دیا، یا بول رہا ہے یا بولے گا۔ اور ان تینوں زمانوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ کو ثابت کرنا کفر ہے، تو پھر ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یہ کفر یہ عقیدہ ہے اور اس طرح کا عقیدہ "وہابیہ" ہی رکھ سکتے ہیں کوئی مسلمان نہیں۔

عبارت نمبر 10:

ہدیۃ الہدی صفحہ 8 علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"انہ اذا ولد زید فیعلم انہ ولد ثم اذا مات فیعلم انہ مات۔"

اللہ کی شان یہ ہے کہ جب زید پیدا ہوتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ زید پیدا ہو گیا اور جب زید مرتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ وہ مر گیا۔

توضیح:

یہ عقیدہ بھی باطل ہے اور یہ عبارت بھی تنقیص شان الوہیت پر مبنی ہے اس لئے کہ اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے علم قدیم ذاتی کا انکار اور علم کسی کا اقرار پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زید کے پیدا ہونے کے بعد اور اس کے مرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ وہ پیدا ہو گیا یا وہ مر گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کو ازل سے جاننے والا ہے بلکہ ہمارے دلوں میں

اٹھنے والے خیالات کو وہ ازل سے جانتا ہے اللہ تعالیٰ کو ازل سے علم ہے زید کب پیدا ہو گا اور کب مرے گا۔

وقوع امر کے بعد اللہ کا کسی موجود کے جان لینے کا عقیدہ باطلہ معتزلہ کا دیا ہوا ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہابی اہل حدیث دراصل معتزلہ ہی کی ایک صورت ہے۔ اس لئے کہ جس طرح معتزلہ نے تحریف قرآن کا ارتکاب کیا اسی طرح سبیل مومنین سے ہٹ کر وہابیہ غیر مقلدین نے بھی قرآن کی تحریف کی ہے۔ غیر مقلدین وہابی حضرات کے مجدد العصر نواب صدیقی حسن خان کے بیٹے نور الحسن خان عرف الجادی صفحہ 111 پر لکھتے ہیں:

کہ ایک شخص ایک وقت میں چار سے زائد شادیاں کر سکتا ہے اور آیت "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مشنی وثلاث وربع" کا یہ مطلب ہے کہ کوئی مرد اگر اکٹھی دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا اور یہ آیت چار سے زائد شادیوں سے ممانعت کو ثابت نہیں کرتی۔

غور کریں سبیل مومنین سے ہٹ کر کس طرح سے تحریف قرآنی کا ارتکاب کیا گیا ہے غالباً ان وہابیہ ہی کی مہربانی ہے کہ آج سعودی عرب، کویت، بحرین، عرب امارات وغیرہ ممالک میں عرب شیخوں نے اپنے "حرموں" میں کئی کئی درجن عورتیں رکھی ہوئی ہیں۔

عبارت نمبر 11:

اس بادشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور دلی اور جن اور فرشتہ جبریل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان 35)

توضیح:

یہ بھی غلط ہے اگرچہ بظاہر شاہ اسماعیل صاحب اللہ تعالیٰ کی شان بیان کر رہے ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ عبارت گستاخی پر بھی مبنی ہے۔

اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں: "کافۃ للناس بشیرا ونذیرا" آپ ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ شاہ اسماعیل صاحب کے کہنے کے مطابق جو کروڑوں نبی محمد ﷺ کے برابر پیدا ہوں گے وہ خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور دیگر اوصاف و خصائص مصطفیٰ ﷺ سے متصف ہوں گے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ وہ مذکورہ اوصاف سے متصف نہیں ہوں گے تو پھر شاہ اسماعیل کا دعویٰ غلط ہے اور اگر مذکورہ اوصاف سے متصف ہوں یعنی جو نبی آئے گا تو وہ بھی خاتم النبیین ہو گا تو ظاہر ہے "خاتم" کی صفت سے ایک ہی متصف ہو سکتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ یا پھر وہ نبی۔ ایک وقت میں دونوں کا صفت "خاتم" سے متصف ہونا محال ہے، اور شاہ اسماعیل کو یہ امر تسلیم ہے کہ محال تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں (یکروزہ) جب محال تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں تو ثابت ہوا کہ کوئی ایک بھی شخص نبی پاک ﷺ جیسا پیدا نہیں ہو سکتا تو کروڑوں نبیوں کے آنے کا قول یقیناً بدتر از بول ہوا۔

گستاخانہ عبارت نمبر 12:

"ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔" صفحہ 23 تقویۃ الایمان، اور صفحہ 8 پر ہے: "اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن اور شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔"

توضیح:

اس طرح کی اور بھی عبارات ہیں جن میں دہلوی صاحب نے مقبولان بارگاہ اور مقرنین استیوں کے ساتھ جن، شیطان، بھوت و پری کو ملا کر ذکر کیا اور سب کو بے اختیاری میں برابر اور بے خبری اور نادانی میں یکساں بتایا اور کہا کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ الفاظ دہلوی مقبولان بارگاہ و رب العزت کی گستاخی، باطل اور مخالف قرآن ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون"

کیا عالم اور جاہل برابر ہیں؟ یعنی عالم و جاہل برابر نہیں ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"لا يستوى اصحاب النار واصحاب الجنة"

جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"ما يستوى الاعمى والبصير"

اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں۔

جب عالم اور جاہل برابر نہیں، جنتی اور دوزخی برابر نہیں، اعدا اور پیٹا برابر نہیں، تو یہ کہنا کہ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان یہ واضح گستاخی ہے، نیز اللہ کے محبوب بندوں کا ذکر جن، شیطان کے ساتھ ملا کر کرنا بھی بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر یوں کہا جائے۔

اس بات (ذی روح ہونے) میں شاہ اسماعیل دہلوی کتے، خنزیر، بندر، بلی سب یکساں ہیں۔ تو کیا یہ شاہ اسماعیل دہلوی کی ذریت برداشت کرے گی؟ اگر جواب نہ میں ہو تو پھر ایک بندہ مومن، انبیاء و اولیاء کا اکٹھا ذکر جنوں اور شیطانوں کے ساتھ کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟

گستاخانہ عبارت نمبر 13:

وایہ غیر مقلدین کے مشہور عالم عنایت اللہ اثری اپنی کتاب "عیون زمزم" صفحہ 161 پر لکھتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد یوسف تھے اور انہیں جیم چھوڑ کر فوت ہو گئے۔"

نیز صفحہ 40 پر لکھا ہے:

"ابراہیم علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام نامرد تھے۔"

توضیح:

عنایت اللہ اثری "جسر البلیغ" کے صفحہ نمبر 1 پر واشکاف الفاظ میں لکھتا ہے کہ میں شروع سے ہی اہل حدیث ہوں۔ مذکورہ دونوں عبارات صراحتاً بجاہت جہنی بر توہین اور کفریہ ہیں اور واضح طور پر قرآن کی آیات کا انکار۔ کیونکہ قرآن نے بے شمار مواقع پر "عیسیٰ بن

مریمؑ کہا ہے اور سورۃ آل عمران اور سورۃ مریم میں مراحتاً مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قدرت الہیہ سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام خود فرماتی ہیں:

"لم یمسسني بشر ولم اک بغیا"۔

مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا اور نہ ہی میں بدکارہ عورت ہوں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے اور ان حضرات کی ولادت کا تذکرہ بھی مراحتاً قرآن میں مذکور ہے اور دوسری عبارت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے نسب پر طعن اور گالی ہے۔ کیونکہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام امر دتے تھے تو پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کس کے بیٹے تھے؟ حضرت اسحاق علیہ السلام کس کے بیٹے تھے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام کس کے بیٹے تھے؟ یہ عبارت مراحتاً کفر عظیم ہے۔

گستاخانہ عبارت نمبر 14:

جو کسی انبیاء و اولیاء کو اپنا وکیل، سفارشی سمجھے اور نذر و نیاز کرے وہ ابو جہل کی طرح مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان)

توضیح:

پوری امت محمدیہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ اپنے منہگار امتیوں کی شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت کبریٰ کے بعد انبیاء و اولیاء، حفاظ، علماء اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت فرمائیں گے۔

یہ عقیدہ خود ساختہ نہیں بلکہ اس پر سیکڑوں نصوص شاہد ہیں اور عقیدہ شفاعت کا انکار اور اس

کے قائل کو مشرک کہنا یہ قرآن کی تحریف کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ صاحب تقویۃ
الایمان نے جس آیت کو مستدل بنایا ہے وہ آیت ہے:
"فما تنفعهم شفاعۃ الشافعیین"

پس انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی۔

اس آیت کے بارے میں مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور دراصل
شفاعت کا انکار "معزلہ" کا مذہب ہے اور آج کے وہابی "معزلہ" ہی کی ایک صورت ہیں، اس
لئے کہ معزلہ اور وہابیہ کے عقائد کو آمنے سامنے رکھیں تو ان میں، انہیں بیس کافریں بھی نظر
نہیں آتیں۔ مشہور محدث اور مروج وہابیہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "شرح فقہ اکبر" میں
رقطراز ہیں:

"واستدلوا بقوله تعالى فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ مع ان الآية في الكفار
باجماع المفسرين"

یعنی معزلہ شفاعت کے انکار میں قرآن کی آیت "فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ" سے
استدلال کرتے ہیں باوجودیکہ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں
ہے۔

اور یہ امر بھی اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ آج کل کے وہابیہ خوارج ہیں کہ جن کی مذمت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار دفعہ کلام فرمایا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی بابت بخاری شریف
میں روایت ہے جس میں ان کی ایک نشانی ذکر کی گئی ہے کہ:

"كان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت في
الكفار فجعلوها على المؤمنين"۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 1024)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان خوارج کو بدترین مخلوق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ خوارج کفار کے بارے میں اترنے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے ہیں۔ اور یہی حالت وہابیہ کی ہے کہ جو آیات کفار اور بتوں کے بارے میں اتری ہیں ان کو محبوبانِ خدا، انبیاء، اولیاء، شہداء پر چسپاں کر کے عامۃ المسلمین کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں اور اس کی جھلک ”تقویۃ الایمان“ میں واضح دیکھی جاسکتی ہے۔ انبیاء، اولیاء کو اذن شفاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور یہ امت محمدیہ پر فضل عظیم ہے:

”من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه“۔

کون ہے وہ شخص کہ جو اللہ کے ہاں شفاعت و سفارش کرے مگر ہاں اسی کے اذن کے ساتھ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے:

”ولسوف یعطیک ربک فترضی“۔

البتہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔ مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”جب تک میں اپنی امت کا ایک ایک فرد جنت میں داخل نہ کر لوں گا اس وقت تک میں راضی نہ ہوں گا“۔

اور پھر ارشاد ہوتا ہے:

”عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا“۔ (یعنی اسرائیل آیت نمبر 79)

عنقریب آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

ترمذی اور صحیح بخاری میں موجود ہے:

”سنل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المقام المحمود فقال هو الشفاعۃ“۔ (بخاری حدیث

نمبر 4441۔ ترمذی حدیث نمبر 3148)

یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا مقام محمود کے متعلق (کہ وہ کیا ہے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد مقام شفاعت ہے۔

یہی روایت امام احمد بن حنبل اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اسی طرح بیہقی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار ﷺ نے فرمایا:

”انا اول شافع واول مشفع“⁽¹⁾

یعنی میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا کہ جس کی شفاعت کو بروز قیامت قبول کیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”وبی تفتح الشفاعۃ ولا فخر“⁽²⁾

بروز قیامت مجھ ہی سے شفاعت کا دروازہ کھلے گا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

”شفاعتی لا اہل الکبائر من امتی“⁽³⁾

میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

(1) بیہقی فی شعب الایمان 1/284

(2) روی ابو نعیم عن ابن عباس "سبل الہدی والرشاد" 2/468 • خصائص کبریٰ

للمسیوطی 2/328

(3) سنن ترمذی رقم الحدیث 2435 • صحیح ابن حبان باب الحوض والشفاعة •

مسند احمد بن حنبل حدیث 13245 • سنن ابی داؤد باب فی الشفاعۃ • سنن الکبریٰ

للبیہقی 10/190

علاوہ انہیں سیکڑوں روایات ہیں جن میں صراحتاً مذکور ہے، کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی سفارش فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش و شفاعت کو قبول فرما کر اپنے فضل و کرم سے گناہ گار ان امتِ مصطفیٰ کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن کیا کریں فرقہ خالہ اہل حدیث وہابیہ کا جو اصل میں عقائد خوارج و معتزلہ کے ترجمان ہیں اور کہہ رہے ہیں: ”جو کسی انبیاء و اولیاء کو اپنا دلیل و سفارشی سمجھے وہ ابو جہل کی طرح ہے۔“

گستاخانہ عبارت نمبر 15:

- (1) ”اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر۔“ (تقویۃ الایمان صفحہ 9)
- (2) اس کے دربار میں تو ان کا یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتے ہیں تو وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ 16)

توضیح:

عبارات مذکورہ میں سے پہلی عبارت میں کہا گیا ہے کہ ”اللہ کے سوا کسی کو نہ مان“ یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا چاہیے اور کسی پر ایمان نہیں لانا چاہیے یہ کفر خالص ہے، اس لئے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملائکہ، آسمانی کتابوں، اللہ کے تمام نبیوں، یوم آخرت اور خیر اور شر کے منجانب اللہ مقدر ہونے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان نہ لایا جائے اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا اور پھر انبیاء و اولیاء و ملائکہ مقربین کے بارے میں کہنا کہ وہ بے حواس ہو جاتے ہیں یہ غلط ہے اگرچہ ملائکہ مقربین پر خوف الہی اور خشیت کا طاری ہونا حق ہے لیکن ان عظیم ہستیوں کو ”بے حواس“ کہنا ان کی شان میں بے باکی اور گستاخی ہے۔

عبارت نمبر 16:

شاہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں صفحہ 189 پر لکھتے ہیں:

"سید احمد کو خواب میں حضرت علیؓ نے غسل دیا اور حضرت فاطمہؓ نے کپڑے پہنائے۔"

عبارت نمبر 17، نبی پاک ﷺ گنہگار تھے:

پارہ نمبر 26 سورۃ فتح آیت نمبر 27 پر ہے:

"اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔"

مشہور غیر مقلد اہل حدیث عالم خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی نے ترجمہ کیا:

"بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔"

اور انہی آیات کا ترجمہ اہل حدیثوں کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری یوں کرتے ہیں:

"(اے نبی) ہم نے تجھ کو کھلی فتح دی ہوئی ہے تاکہ اللہ تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں۔"

توضیح:

یہ دونوں ترجمے غیر مقلدین کے چوٹی کے علماء نے کئے ہیں اس معاملہ میں کسی تفصیل کی ضرورت نہیں صرف اتنی سوچ دینا مقصود ہے کہ کیا "نبی ﷺ گنہگار ہو سکتا ہے" اگر نہیں تو پھر نبی ﷺ کے گناہوں کے بخشنے کا کیا سوال ہے؟۔

مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ:

کچھ عرصہ ہوا آپ کے ہاتھ پر پانچ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا، خبر اخبار میں چھپی تو اسلام آباد کے ایک مشہور اخبار کا ایک سب ایڈیٹر عیسائی نوجوان، قریشی صاحب کے ایک دوست جو اس کے ساتھ کام کرتے تھے کے ساتھ قریشی صاحب سے ملنے آمنہ مسجد آیا اور دوران گفتگو اسلام پر اعتراضات کیے جب قریشی صاحب نے اسے انجیل کھول کر جواب دیئے تو خاموش ہو گیا۔

تھوڑے سے توقف کے بعد اس نے پھر سوال کیا، مولانا یہ بتائیں کہ ایک شخص ایسا ہے جس نے زندگی میں کبھی کوئی گناہ نہیں کیا اور ایک شخص ایسا ہے جس نے بہت گناہ کیئے لیکن اسے کسی وجہ سے معافی دے دی گئی بتائیں ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟ قریشی صاحب نے جواب دیا "یقیناً جس شخص نے کبھی گناہ نہیں کیا وہی افضل ہے۔"

عیسائی نوجوان نے اگلا سوال کیا، مولانا یہ بتائیں کہ آپ کے اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا شان ہے؟

قریشی صاحب! آپ اللہ کے سچے رسول علیہ السلام ہیں، آپ روح اللہ ہیں اور آپ کلمہ اللہ ہیں۔
عیسائی نوجوان! آپ سے کس قدر گناہ سرزد ہوئے؟

قریشی صاحب! معاذ اللہ، آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبی ﷺ گناہوں سے معصوم ہوتا ہے، گناہوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عیسائی نوجوان! مولانا تو پھر آپ افضل نبی کو چھوڑ کر ادنیٰ نبی کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ حضرت عیسیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھیں اس لئے کہ (معاذ اللہ) آپ کا نبی تو گناہ گار تھا بعد میں اللہ نے اسے بخشا۔

قریشی صاحب! آپ مہمان ہیں لیکن آپ بات سوچ سمجھ کر کریں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے آقا ﷺ سے گناہ سرزد ہوئے ہیں؟

عیسائی نوجوان! ذرا یہ قرآن تو اتاریں اور دیکھیں آپ کے قرآن میں لکھا ہوا ہے، کھولیں اس کو اور سورۃ فتح کی آیت نمبر 2 نکال کر اس قرآن (مترجم محمد جو ناگز می) سے پڑھیں اور یہ قرآن وہ ہے جو سعودی عرب سے واپسی پر حاجی صاحبان کو بطور تحفہ دیا جاتا ہے لہذا آپ کا بھی عقیدہ ہے کہ قرآن میں غلطی نہیں تو پھر پڑھیں یہاں لکھا ہے "تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے ہوئے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے"۔

دیکھیے آپ کے قرآن سے پتہ چلا کہ آپ کا نبی گناہ گار تھا پھر بخشا گیا اور آپ نے خود کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ سے کوئی گناہ نہیں ہوا لہذا آپ حضرت عیسیٰ ﷺ کو مانیں حضرت محمد ﷺ کو نہیں۔ ہم سب حاضرین اس کے اس سوال پر حیران و ششدر رہ گئے۔

مناظر اہل سنت نے اسے جواب دیا! بھائی یہ بتاؤ کہ ہمارا قرآن عربی زبان میں ہے یا اردو میں۔ نوجوان! عربی میں۔

قریشی صاحب! بھائی صاحب یہاں عربی میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ نبی ﷺ گناہ گار ہے یہاں اردو ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کو غلطی لگی ہے۔

نوجوان! جناب کیا یہ ترجمہ غلط ہے؟ حالانکہ مکہ، مدینہ سے دہلکی پر حاجی اس کو لے کر آتے ہیں۔

قریشی صاحب! بھائی! یہ ترجمہ غلط ہے آپ نے اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" اٹھلاؤ، ترجمہ کنز الایمان لایا گیا تو آپ نے انہی آیات کا ترجمہ پڑھا:

"بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشنے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پیچھلوں کے۔"

پھر قریشی صاحب نے اس کے ایک سابقہ سوال کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ دراصل اسی طرح کی چیزیں ہوتی ہیں کہ جن کی بناء پر باہم مخالفت ہوتی ہے اور اسی سے مسالک معرض وجود میں آتے ہیں جیسے یہ ترجمہ ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور مولانا محمد جونا گڑھی کے ماننے والے کہتے ہیں درست ہے تو اس سے باہم اختلافات ہوئے مگر نہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس پر عیسائی نوجوان خاموش ہوا۔

نوجوان جاچکا تو قریشی صاحب بولے بھائی! اگر آج اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن پاک نہ ہوتا تو سوچو کہ ہم اس عیسائی کو کیا جواب دیتے۔

معزز قارئین! میرا یہی سوال آپ سے ہے کہ اگر مذکورہ آیات کا ترجمہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ "کنز الایمان" سے نہ کریں بلکہ اشرف علی تھانوی، شام اللہ

امر قسری، مولانا محمد جونا گڑھی، عبد الماجد دریا آبادی، شاہ رفیع الدین کے تراجم قرآن پاک سے کریں کہ جنہوں نے ترجمہ کیا ہے:

"تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشے" تو پھر اس طرح کا سوال کرنے والے عیسائی، یہودی کو کیا جواب دیں گے؟ کہ جنہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ترجمہ سنی کا ہے یا وہابی کا، ان کے نزدیک تو یہ "قرآن" میں لکھا ہے۔

تنبیہ واپیل:

میں اپنے پڑھنے والوں سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا ہے تو پھر عشق و محبت میں ڈوبا ہوا اور مقام الوہیت و نبوت و ولایت کی ترجمانی کرتا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" ہی پڑھیں۔ اور سعودی عرب کے وہابی حضرات کی طرف سے ملنے والی تفسیر و ترجمہ جو مفت تقسیم ہوتی ہے اور دیگر نام نہاد مترجمین کے تراجم سے گریز کریں کیونکہ ان میں کئی مقامات پر مقام الوہیت و نبوت کی تفسیص کی گئی ہے۔ مثلاً سعودیہ سے مفت ملنے والی تفسیر میں صفحہ 1098 پر سورۃ قصص کی آیت نمبر 86 کے تحت لکھا گیا:

"یعنی نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آپ ﷺ کو رسالت کے لئے چنا جائے گا اور آپ ﷺ پر کتاب الہی کا نزول ہوگا۔" حالانکہ میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ہے "میں تب بھی نبی تھا کہ آدم کا ابھی جسد بھی تیار نہ ہوا تھا"۔ پھر جس نبی ﷺ کا جھولا جبریل جھولائے، ولادت کے ساتھ ہی یہودی اور عیسائی آپ کی نبوت کی نشانیاں دیکھ کر پہچان لیں، درخت آپ پر سلام پڑھیں تو آپ کو وہم و گمان ہی نہ ہو؟

اسی طرح سورۃ النبی پارہ نمبر 30 آیت نمبر 7:

"ووجدک ضالاً فہدیٰ"۔ اور تجھے راہ بھولا پاکر ہدایت نہیں دی۔

اس کے تحت تفسیری نوٹ لکھا: یعنی تجھے شریعت و ایمان کا پتہ نہ تھا ہم نے تجھے راہ یاب کیا، نبوت سے نوازا اور کتاب نازل کی ہے ورنہ اس سے پہلے تو ہدایت کے لئے سرگرداں تھا۔ کیا یہ نوٹ مقام نبوت و رسالت کے مطابق ہے؟ اور پھر ذرا دوسرے وہابی تراجم پر بھی اسی مقام پر نظر ڈالئے:

مولانا وحید الزمان غیر مقلد: "اس نے تجھ کو بھولا بھٹکایا پھر راہ پر لگایا۔"

مولانا شاہ رفیع الدین: "پس پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔"

شاہ عبد القادر: "پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی۔"

مودودی صاحب: "تمہیں ناواقف راہ پایا پھر ہدایت بخشی۔"

محمود الحسن دیوبندی صاحب: "پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی۔"

مولانا احمد علی لاہوری:

"اور آپ کو شریعت سے بے خبر پایا پھر شریعت کا راستہ بتایا۔"

تارمین: آپ نے وہابی نظریات کے حامل افراد کا ترجمہ پڑھا اب عاشق صادق امام احمد رضا

فاضل بریلوی رحمہ اللہ کا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" اس مقام پر دیکھیں:

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود درفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔"

مقام نبوت کے مطابق آپ دیکھیں گے کہ یہی ترجمہ ہے وگرنہ بھٹکا ہوا ہونا، بے خبر ہونا،

ناواقف راہ ہونا، راہ بھولا ہونا یہ مقام نبوت کی ترجمانی نہیں ہے۔

اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 54 کو بھی دیکھئے:

"مکروا و مکروا اللہ واللہ خیر الماکرین۔"

محمود الحسن دیوبندی:

"اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا مکر سب سے بہتر ہے۔"

شاہ عبدالقادر:

"قریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا دواؤ سب سے بہتر ہے۔"

شاہ رفیع الدین:

"اور مکر کیا انہوں نے یعنی کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے۔"

--- "آپ غور فرمائیں کہ کیا اللہ مکر و فریب کر سکتا ہے؟" ---

اب امام اہل سنت احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ کا ترجمہ کنزالایمان پڑھیے:

"کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔"

اور سورۃ طہ کی آیت 121 پر بھی نظر ہو:

"وعصی آدم ربہ فغویٰ"

ترجمہ عاشق الہی دیوبندی:

"اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔"

مولانا محمد جونا گڑھی (سعودیہ والی تفسیر):

"آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا۔"

اشرف علی تھانوی:

"اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔"

محمود الحسن دیوبندی:

"اور حکم نالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا۔"

احمد علی لاہوری:

"آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا۔"

ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد:

"اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا۔"

قارئین: غور فرمائیں کیا آدم نے نافرمانی کی، گمراہ ہوئے، بہک گئے، قصور ہو گیا اپنے رب کا،

غلطی میں پڑ گئے، بھٹک گیا، جیسے تراجم مقام نبوت کی ترجمانی ہے یا تنقیص شان نبوت؟

آئیے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا منفرد اور ادب و تعظیم سے بھرپور ترجمہ ملاحظہ فرمائیں!

"اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی توجہ مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔"

(کنز الایمان)

اور یہ مقام بھی قابل توجہ ہے سورۃ محمد آیت 19:

"وَاسْتَغْفِرْ لَذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ"

تفسیر ثنائی، ثناء اللہ امر تسری:

"اور اپنے گناہوں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش مانگا کرو۔"

احمد علی لاہوری:

"اور اپنے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے۔"

محمود الحسن دیوبندی:

"اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے۔"

شاہ عبد القادر:

"اور معافی مانگ اپنے گناہ کو اور ایماندار مردوں کو اور عورتوں کو۔"

مولانا سودودی:

"اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی۔"

مولانا محمد جونا گڑھی (مسعودیہ دہلی تفسیر):

"اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔"

تھارنمین! آپ نے دہلی حضرات کے تراجم ملاحظہ فرمائے۔ خود سوچیں کہ کیا نبی ﷺ کے گناہ ہو سکتے ہیں کم جن کی معافی مانگنے کا حکم ہو رہا ہے؟ اور کیا یہ ترجمہ تقدیس رسالت کے خلاف نہیں؟ اب ترجمہ کنز الایمان پڑھیے اور فیصلہ کیجئے کہ صحیح معنوں میں مقام و شان نبوت کی ترجمانی کون کر رہا ہے:

"اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں و عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔"

اور یہ مقام بھی ملاحظہ ہو، سورۃ توبہ آیت 67:

"نسوا اللہ فنسیہم۔"

مولانا محمد جونا گڑھی: "یہ (منافق) اللہ کو بھول گئے اللہ انہیں بھول گیا۔"

شیخ اللہ امر تسری: "اللہ تعالیٰ کو بھول گئے پس اللہ تعالیٰ بھی ان کو بھول چکا ہے۔"

مولانا سودودی: "یہ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے انہیں بھلادیا۔"

مولانا فتح محمد جالندھری: "انہوں نے خدا کو بھلایا تو خدا نے ان کو بھلادیا۔"

شاہد فیض الدین: "بھول گئے خدا کو پس بھول گیا ان کو اللہ۔"

ان وہابی تراجم میں تقدیس الوہیت کا خیال نہیں رکھا گیا اس لئے کہ بھول جانا یا بھلا دیا جانا یہ مخلوق کے ساتھ خاص ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں بھولتا کیونکہ وہ علیم وخبیر ہے اور اس کا علم ازلی ابدی ہے اور اس کی ذات غیر متغیر ہے۔ اس مقام پر بھی امام اہل سنت امام احمد رضا قاضی بریلوی رحمہ اللہ نے تقدیس الوہیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا:

"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔"

محترم قارئین کرام!

یہ تو چند مثالیں تھیں مگر نہ سیکڑوں ایسے مقامات ہیں کہ جہاں وہابی مترجمین و مفسرین ڈککاتے اور شان الوہیت و تقدیس رسالت کی دھجیاں اڑاتے دکھائی دیتے ہیں، جب کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی تو چور پچائے شور کے مصداق علماے اہل سنت پر الزام تراشیاں کرتے ہیں کہ انہوں نے ترجمہ صحیح نہیں کیا اور کبھی کہتے ہیں بس مٹی ہماری تفسیر تو اور ہے بس لفظی ترجمہ ایسا ہی جتا

ہے۔

میں اب فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ بے ادب کون ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخیاں

حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کا مژدہ ان ہستیوں کیلئے منجانب اللہ ہے، نبی پاک ﷺ کا ارشاد مشکبار ہے:

"ان الله تعالى اختارني واختارني اصحابا فجعل لي منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منهم يوم القيامة صرفا وعدلا" (۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منتخب فرمایا ان میں سے میرے وزیر انصار اور دلاویز بٹائے پس جو انہیں برا کہے گا ان پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے کوئی بھی نفلی و فرضی عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

نیز ارشاد فرمایا:

"ان الله اختارني واختار لي اصحابا واصهارا وسياتي قوم يسبونهم وينتقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تؤاكلوهم ولا تنكحوهم"۔ (بیہقی)

اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے اصحاب اور دہاد بھی منتخب فرمائے، عنقریب ایک قوم ہوگی جو ان کو برا کہے گی اور ان کی تنقیص کرے گی تم ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا اور نکاح شادی مت کرنا۔

اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر سے ایک روایت یوں بھی ہے:

"میرے صحابہ، انصار، دہادوں کے بارے میں میرا تحفظ کرو، جو ان کے بارے میں میری حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت دینا و آخرت میں فرمائے گا اور جس نے ان کے بارے میں میرا تحفظ نہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑ دے گا اور جس کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دے قریب ہے کہ وہ اس کی گرفت میں آجائے۔"

اس کے علاوہ ایک روایت یوں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ اللہ فی اصحابی لاتخذونہم غرضاً بعدی فمن احبہم فحبیبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یتخذہ" (۱)۔

یعنی میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو میرے بعد انہیں اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا جو بغض ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے

(۱) سنن ترمذی رقم حدیث 3866 * بیہقی فی شعب الایمان 2/191 * صحیح ابن حبان باب فضل الصحابہ * مسند احمد بن حنبل رقم حدیث 20568 * فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1/47

ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھتا ہے جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے قریب ہے کہ وہ اس کی گرفت میں آجائے۔

اس کے علاوہ سینکڑوں روایات ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احترام، ادب، محبت کا درس دیا گیا ہے اور ان سے بغض اور ان پر تنقید سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن وہ "دہابی ہی کیا جو گستاخ نہ ہو" کے مصداق، گردہ دہابیہ کے اکابرین نے اصحاب پیغمبر و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ ہستیوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا۔ لیجئے حوالے حاضر ہیں:

- کتاب "خلافت راشدہ" مصنف فیض عالم صدیقی اس میں لکھتا ہے:
"حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت راشدہ حاصل نہ تھی۔"
- یہی فیض عالم صدیقی اپنی کتاب "سیدنا حسن بن علی" صفحہ نمبر 80 پر لکھتا ہے:
"حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ صحابی نہ تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے بلکہ کثرت، جماع، چپ محرقہ اور ذیابیطس سے ان کی موت ہوئی۔"
- نواب وحید الزمان اپنی کتاب "نزل الابرار" جلد 3 صفحہ 94 پر لکھتا ہے:
"معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سرہ قاسق تھے اور "من کان مومنا کھن کان فاسقا" والی آیت ان کے بارے میں اتری ہے۔"
- حکیم فیض عالم صدیقی جن کا مقام جماعت اہل حدیث میں کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اپنی کتاب "مدیقہ کائنات" صفحہ 288 پر اپنے اندر کا نفاق کچھ یوں ظاہر کرتے ہیں: "حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے۔"

نواب وحید الزمان اپنی کتاب "کنز الحقائق" صفحہ 234 پر لکھتے ہیں:

"صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے سوائے ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سرہ بن جندب کے۔"

• کتاب "وحید اللغات" میں یہی نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"معاویہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہنا چاہیے۔"

• کتاب "تنویر الآفاق" مصنف مولانا ربیع عمادی صفحہ 459 پر لکھتے ہیں:

"بہت سے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم بہت سی آیات کی خبر رکھتے اور تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجوہ سے ان کے خلاف عمل پیرا تھے۔"

• مزید لکھتے ہیں: " واضح مثالیں موجود ہیں جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا کسی بھی خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ نے نصوص کتاب و سنت کے خلاف اپنے اختیار کردہ موقف کو بطور قانون جاری کر دیا تھا۔"

(تنویر الآفاق صفحہ 108)

• ہدیۃ الہدی صفحہ 110 پر وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

• "جمعة المبارک کے خطبے میں خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے۔"

• حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غصہ میں خلاف سنت حکم جاری کر دیا۔

(تنویر الآفاق صفحہ 103)

یہ حوالہ جات مشتے از خردارے کے مصداق ہیں۔

قادیانیت نوازی

قارئین! اگر غور کیا جائے تو جتنے باطل فرقے دذہاب ہیں ان کی جھلک غیر مقلدین وہابیہ میں دیکھی جاسکتی ہے، آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے کہ معتزلہ، مشبہ، مجسمہ (جو اللہ کے جسم کے قائل ہیں) خوارج، روافض وغیرہم کے نظریات ہی دراصل غیر مقلدین کے نظریات و معمولات ہیں، اس کے علاوہ ماضی قریب میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا فرقہ ”قادیانیوں“ کا گزرا ہے جسے بعد ازاں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ”غیر مسلم اقلیت“ قرار دیا۔ ذرا جائزہ لیں کہ ان اہل حدیثوں کے اکابرین کے اس فرقہ کے بانیوں کے ساتھ کس قدر گہرے روابط تھے اور خود مرزا قادیانی بھی پہلے غیر مقلدیت کی گمراہی میں گمراہ اور بعد ازاں دعویٰ نبوت کر دیا۔

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے چند حوالہ جات حاضر خدمت ہیں:

- غیر مقلدین کے شیخ النکل فی النکل نذیر حسین دہلوی صاحب کے مرزا قادیانی کے ساتھ گہری تعلقات تھے یہی وجہ ہے کہ ان کا دوسرا نکل نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا۔
(حیات طیبہ از شیخ عبدالقادر مربی قادیانی صفحہ 76)

اور یہ کتاب مرزا بشیر احمد خلیفہ مرزا قادیانی کی تائید اور ہدایت سے لکھی گئی۔

- اسی کتاب حیات طیبہ صفحہ 369 پر موجود ہے کہ: ابو الکلام آزاد جن پر غیر مقلدین کو ناز ہے کے بھائی ابو النصر مولانا غلام حسین، مرزا صاحب کے گھر آتے رہے اور مرزا صاحب

کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے رہے اور واپس آکر اخبار دکیل میں ان کی تعریف کے وہ پل باندھے کہ الامان والحفیظ۔

- "سیرت مہدی" جو مرزا قادیانی کے بیٹے نے اپنے والد کے حالات زندگی پر تحریر کی ہے اس کے صفحہ 49 پر مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:
- "عقائد و تعامل کے لحاظ سے مرزا صاحب کا طریق خفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔"
- "تحریک آزادی فکر" صفحہ 188 پر مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب غیر مقلد تھے۔
- اور پھر مرزا صاحب نے خود لکھا "ہماری جماعت بنسبت عبد اللہ چکڑالوی کے اہل حدیث سے اقرب ہے۔" (مجدد اعظم جلد 2 صفحہ 917)
- "مکتوبات احمدیہ" جلد 5 صفحہ 53 پر ہے۔ "مرزا صاحب، خفی تقلید پر قائم نہیں اور نہ ہی اسے اچھا جانتے ہیں۔"
- اکثر احمدی اہل حدیث ہوئے ہیں۔ (عطر البلیغ جلد 2 صفحہ 156)

اب ذرا معمولات مرزا پر غور ہو:

- مرزا صاحب سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قائل تھے۔ (ذکر حبیب صفحہ 24)
- فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 32 پر نماز احمدی کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ہاتھ سینہ پر باندھنے چاہئیں۔
- مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا۔ (نہج مرزا قادیانی) (سیرت مہدی صفحہ 102)

- مرزا صاحب ایک وتر پڑھتے تھے۔ (سیرت مہدی جلد 3 صفحہ 48)
- تراویح کی آٹھ رکعتوں کے قائل تھے۔ (سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 12)
- گوہ طلال جانتے تھے۔ (سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 132)
- مرزا صاحب ہاتھ سینہ پر باندھتے، آمین بالجہر کرتے اور رفع یدین کرتے تھے۔
- (سیرت مہدی جلد 3 صفحہ 68)
- جرابوں کے سج کے قائل تھے۔
- (مجدد اعظم جلد 2 صفحہ 1250 • سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 27)
- قصر کے لئے سز کی تعیین کے قائل نہ تھے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد 1 صفحہ 199)
- قاتح خلف الامام کو فرض قرار دیتے تھے (سیرت مہدی جلد 2 صفحہ 50)
- قاتح خلف الامام واجب ہے۔ (فتہ احمدیہ صفحہ 41)

یاد رہے کہ یہ تمام معمولات غیر مقلدین وہابی حضرات کے ہیں۔

نوٹ: معزز قارئین! آپ کو یقیناً گذشتہ صفحات کے مطالعہ سے پتہ چل چکا ہو گا کہ شاہ اسماعیل دہلوی غیر مقلدین اور دیوبندیوں کا مشترکہ بزرگ ہے لہذا شاہ اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارات دیوبندی مکتبہ فکر کے خلاف بھی جہت ہیں اور اس کے علاوہ دیوبندیوں کے دیگر محدث علیہ السلام، قاسم ہانوتوی، غلیل احمد انیسٹیتھی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہم کی گستاخانہ عبارات ان کے علاوہ ہیں۔ تفصیل کے لئے علامہ نصیر الدین سیالوی کی کتاب "عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" کا مطالعہ فرمائیں اس کے علاوہ علامہ احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کی کتاب "الحق المبین" اور اعلیٰ حضرت علیہ السلام کی کتاب تمہید ایمان، سبحان السبوح وغیرہ بھی انتہائی مفید ہیں۔

دوسرا دعویٰ

وہابی مناظر کا دعویٰ تھا کہ

"اہل سنت بریلوی کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں"

وہابی مناظر: (تقریر نمبر 1)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

غیر مقلدین علماء کا یہ دعویٰ ہے کہ علماء اہل سنت کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اب ہم اس کو ثابت کرنے لگے ہیں۔ یہ پہلی کتاب احمد رضا خان صاحب کی ان بریلویوں کا امام فتاویٰ رضویہ جلد 15 صفحہ 298۔ سوال ہوتا ہے احمد رضا خان سے کہ "میم کی چادر کھپے ڈالے احمد بن کر آیا۔"

اس کا جواب احمد رضا دیتے ہیں اگر آیا کی ضمیر حضرت عزت اللہ عزوجل کی طرف ہے تو بے شک عوام کا ایسا لکھنا کفر صریح کلمہ ہے اور اگر حضور اقدس ﷺ کی طرف ہے تو آپ ﷺ بے شک احد و احمد ہیں۔ دونوں حضور ﷺ کے اسماء طیبہ سے ہیں اور معنی یہ کہ حضور ﷺ مظہر شان احدیت ہیں، تجلی احدیت حضور ﷺ کی عبدیت میں جلوہ گر ہے، نعوذ باللہ۔ یعنی محمد اللہ کے مظہر ہیں اور اللہ جلوہ گر ہے، محمد میں۔ پھر سنو اس کو کہ احمد رضا کہتا ہے اگر آیا کی ضمیر نبی کریم ﷺ کی طرف ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ بے شک آپ ﷺ

احمد واحد ہیں، حالانکہ احمد کون ہے۔ اللہ - ثابت ہوا کہ احمد رضائے نبی کریم ﷺ کو احمد یعنی اللہ مان لیا ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

یہ کتاب ہے میرے ہاتھ میں تذکرہ علمائے اکابر اہل سنت عبدالحکیم شرف قادری کی اس کتاب میں لکھا ہے:

حضرت علامہ مولانا یار محمد گڑھی شریف یہ کہتا ہے کہ دیوان محمدی کے نام سے جو کتاب طبع ہوئی ہے یہ انہی کی ہے آؤ اب دیوان محمدی پڑھیں صفحہ 156۔

شعر نمبر 1:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا

پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں

استغفر اللہ! یعنی محمد یار گڑھی کہتا ہے محمد یار محمد ﷺ کو خدا مان لیتا ہے پھر تو مسلمان ہے ورنہ دغا باز ہے۔

صفحہ نمبر 133۔ شعر نمبر 2:

خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں

محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں

استغفر اللہ!

صفحہ نمبر 154۔ شعر نمبر 3:

کہتے ہیں احمد احمد میں فرق نہیں محمد او!
عشاق یار رکھتے ہیں ایمان نئے نئے

صفحہ 166۔ شعر نمبر 4:

خرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا
محمد مصطفیٰ یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں
یعنی محمد مصطفیٰ مٹھن کی گلیوں میں خدا بن کے پھر رہے ہیں۔

صفحہ نمبر 167۔ شعر نمبر 5:

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں
خدا بے پردہ ہے جلوہ نما مٹھن کی گلیوں میں

صفحہ نمبر 147۔ شعر نمبر 6:

خدا جسے کہتے ہیں وہ مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے
جسے کہتے ہیں خود بندہ خدا معلوم ہوتا ہے

شعر نمبر 7:

محمد محمد کر بندے گزر گئی
احمد نال احمد ملیندیں گزر گئی

محمد سائیں تیرے کھ ڈکھاؤں توں صدقے
 خدا سائیں تیرے محمد بناؤں توں صدقے
 تیرے مہم دے برقعے پاؤں توں صدقے
 احد ہو کے احمد سڈاؤں توں صدقے

اور یہ تیسری کتاب ہے "فوائد فریدیہ" غلام فرید چاچاں والا اور ان کی کتاب ہے اکابر اہل سنت کا تذکرہ عبد الکیم شرف قادری کی تصنیف اور صفحہ 321 ہے۔ اس پر لکھا ہے، غلام فرید چاچاں والا ان کے علماء میں سے ہیں۔ ان کی کتاب فوائد فریدیہ مسلک توحید اور اعتقادی مسائل پر بہترین کتاب ہے۔ حالانکہ اس کتاب میں صریحاً کفر لکھا ہے۔ اس میں ہے:

"کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا آپ منکر کیوں ہیں فرمایا اپنا غرور نکیر ختم ہو گیا ہے اس کے بجائے حق جل جلالہ کا تکبر آ گیا ہے۔" (استغفر اللہ)
 اور اس کتاب میں ہے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں عرش ہوں، کرسی ہوں، لوح ہوں، قلم ہوں، میں جبرئیل ہوں، میکائیل ہوں، عزرائیل ہوں میں ہی سوئی ہوں، میں ہی بھٹی ہوں، میں ہی محمد ہوں۔" (استغفر اللہ)۔
 صفحہ 73 پر ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"سبحانی ما اعظم شانی۔۔۔ جبکہ اللہ کہتا ہے۔۔۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔۔۔
 اور یہ بد بخت کہتا ہے سبحانی ما اعظم شانی۔۔۔ یعنی میں پاک ہوں اور میری کشتی

عظمت والی شان ہے۔۔۔ اور یہ کہتا ہے۔۔۔ لا الہ الا انا فاعبدونی۔۔۔ یعنی میں اللہ

ہوں میری عبادت کر۔۔۔ ارے ایسے بد بخت کو سولی پر چڑھا دو۔"

صفحہ 74 پر ہے حضرت حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں میں ایک دنبہ کی آواز آئی فرمایا:

"لبیک جل شانہ (استغفر اللہ) دنبہ کو خدا کہہ دیا۔"

ابو الحسن خراسانی نے فرمایا کہ معج سیرے میرے ساتھ اللہ نے کشتی کی میں نے بچھاڑ دیا اور یہ بھی فرمایا کھانے والا سونے والا مختلف چیزیں ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں۔^(۱)

(۱) وہابی مناظر نے "فوائد فریدہ" کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں رحمۃ اللہ علیہ والے کے عقائد و نظریات ہیں حالانکہ اس کتاب میں مذکورہ عبارات معصوف بطور مثال لے کر آئے ہیں۔ دراصل وہ مسئلہ "وحدۃ الوجود" اور "شطھیات اولیاء" پر بحث کر رہے ہیں کہ بعض اوقات صاحب حال لوگوں سے خلاف شریعت کلام صادر ہو جاتا ہے اور وہ اس کی مثالیں ذکر کر رہے ہیں کہ جیسے فلاں فلاں بزرگوں سے اس طرح کا کلام صادر ہوا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ ان کے کلام کو تو غلط کہیں گے یا حتی الامکان اس کی تاویل کریں گے تاہم غلبہ حال اور حالت سکر والے صوفیاء کو ان کی حالت اور جذب کی کیفیت کی بناء پر فتویٰ کفر سے بچائیں گے۔ لیکن وہابی مناظر نے اسے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں والے کا کلام اور عقیدہ بنا کر بیان کیا اور دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اگر محض اشلہ ذکر کرنے سے فتویٰ معصوف کے خلاف ہے تو پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتویٰ صادر ہونا چاہیے کہ جنہوں نے شطھیات اولیاء کو "انفاس العارفین" میں صرف ذکر ہی نہیں کیا بلکہ عبارات کی تاویلیں بھی کیں اور جواب بھی دیا ہے۔ اسی طرح مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکتوبات شریف میں شطھیات اولیاء کا جواب دیا ہے۔ اور خود علامہ ابن تیمیہ نے فتاویٰ ابن تیمیہ میں کئی مقامات پر شطھیات اولیاء کو موضوع سخن بنا کر ان شطھیات کی تاویل کی ہے۔ تو اگر محض شطھیات کو

ذکر کر کے ان کی تاویل کرنے کے باعث حضرت غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچاں والے مطعون ہو گئے ہیں تو پھر وہابیوں کا مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں کیا خیال ہے جبکہ یہ حضرات ان کی سلسلہ بزرگ ہستیاں ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بذات خود نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں نہ کہ اتحاد و حلول کے۔ آپ لکھتے ہیں: "جانتا چاہئے کہ صوفیائے کرام (وجودی) کا مذہب ہے کہ حق جل شانہ ایک ہستی مطلق ہے اور ایک وجود محض اور یہ ہستی اور وجود عدد اور شکل پر منحصر نہیں۔ تمام موجودات میں ساری ہے یہاں تک کہ کوئی قطرہ کوئی ذات اس وجود سے خالی نہیں۔" (فوائد فریدیہ ص 65)

اتحاد و حلول کی بابت لکھتے ہیں: جانتا چاہئے کہ جب ہر صورت میں وہی ذات پاک جلوہ نما ہے جو ہر مرتبہ میں مختلف نام رکھتی ہے پس چاہئے کہ عبودیت کے مراتب کے اسما کا اطلاق الوہیت کے مرتبہ پر نہیں کیا جائے گا نہ رتبہ الوہیت کے اسما کا اطلاق مراتب عبودیت پر، کیونکہ یہ کفر ہے، اتحاد ہے اور بے دینی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

نیز خواجہ صاحب اولیاء کرام علیہم الرضوان کی کیفیت جذب و مستی کی بابت لکھتے ہیں: وہ (بندہ موکن) ذکر و فکر میں اس طرح مستغرق ہو جاتا ہے، ہر لحظہ سوائے اللہ کے نام کے اس کی زبان پر کوئی اور نہیں ہوتا اور سوائے صفات حق کے فکر کے اور کوئی چیز اس کے دل میں نہیں ہوتی۔ دنیا کے سارے کام اس کی خبر سے دور ہوتے ہیں ہر نفع و نقصان جو اسے خلق سے پہنچتا ہے وہ اسی سے جانتا ہے نہ خلق سے۔ نفع بھی اور نقصان بھی اسی سے جانتا ہے بلکہ ہر چیز کو وہم و خیال سمجھتا ہے سوائے اللہ عز و جل کی صفات کے۔ پس اسے ایک مقام حاصل ہوتا ہے چنانچہ دوزخ اہل بہشت کی نسبت ناجائز ہے اور بہشت بھی اسی مقام کی نسبت اسی طریقہ سے ہے اور مالوہیت کا مقام ہے کہ جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق و سستی کا کلام فرمایا ہے صوفیاء کرام ان کو "شیخ" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

(فوائد فریدیہ ص 71)

دیکھیں میں اب عقیدہ بیان کرتا ہوں:

یہودیوں نے کہا: عزیر ابن اللہ (عزیر اللہ کا بیٹا ہے) اللہ نے فرمایا کافر۔ عیسائیوں نے کہا عیسیٰ، مریم اور اللہ یہ تین اللہ ہیں اللہ نے کہا کافر، اور یہ عقیدہ کفر یہ بتا اب اگر کوئی کہے کہ ہم سب اللہ ہیں تو وہ بھی کافر ہے قرآن کی رو سے۔ یہ میرے پاس فوائد فرید یہ ہے صفحہ 8 کہتے ہیں:

نصاریٰ اس سبب سے گمراہ ہیں کہ انہوں نے اللہ کو تین میں متعین کر دیا اگر اس کو ہر جگہ مانتے تو کوئی گمراہی نہ تھی۔ (استغفر اللہ)، اور عیسائی تین کو اللہ نہ کہتے بلکہ سب کو اللہ کہتے تو وہ گمراہ نہ ہوتے اور ان کے عقیدے کے مطابق ہر ایک اللہ ہے ایک شخص خواجہ معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اپنا مرید بنالیں فرمایا کہ "لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ" (استغفر اللہ) اور نبوت کے ڈاکا ڈالنے والو! اور یہ کتب ہم نے پیش کی ہے ان ہی کے اکابر کی ہے اور آپ دیکھیں گے کہ ہر ایک ثابت کریں گے کہ یہ اللہ کے ساتھ کفر و شرک کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ نے صوفیائے کرام کے ذوق و مستی کے کلام اور ان کی "شطحات" کو اکٹھا کیا ہے کہ بطور شطح کس بزرگ کی زبان سے کیا کلام سرزد ہوا ہے ان مسئلہ میں حضرت بایزید، حضرت حسین منصور الحلاج، حضرت فضیل عیاض، حضرت معین الدین چشتی، اجیر، حضرت شبلی، حضرت حمزہ خراسانی اور دیگر کثیر صوفیائے کرام علیہم الرضوان کے شطح کے کلام کو ذکر فرمایا ہے اور ان کے اس کلام کی بابت یہی نظریہ ہے کہ جب کلام ظاہر اشریعت کے خلاف ہو گا تو ہم اس کلام کی ہر ممکن تاویل کریں گے اگر تاویل نہ ہو سکی تو کلام کو غلط کہیں گے لیکن صوفیہ کو ان کی حالت کے پیش نظر فتویٰ سے بچائیں گے۔ شطحات کے حوالے سے تفصیل صفحہ ۷ پر دیکھیں۔

مناظر اہل سنت (جوابی تقریر نمبر 1)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

حضرات! میرے ۷ مقابل مناظر نے شرائط میں سے شرط نمبر 2 کی خلاف ورزی کی ہے ہماری یہ بات طے شدہ تھی کہ دونوں طرف سے معتد علیہ علماء کی عبارات پیش کی جائیں گی۔ مولوی صاحب نے وہ صوفیاء جو غلبہ حال والے تھے ان کی عبارات کو پیش کر کے لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ عقیدے علماء اہل سنت بریلویوں کے ہیں۔ میں عرض کرتا چلوں کہ مولانا صاحب نے پہلے دعویٰ میں کہا تھا کہ بریلویوں کے عقیدے کفر یہ شرکیہ ہیں۔ میں مولوی صاحب سے کہوں گا کہ سب سے پہلے عوام کی سہولت کے لئے کفر اور شرک کی تعریف پیش کریں اور شرک کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے جو بریلویوں کو مشرک کہا ہے تو آپ اس شرک کی قسم کا تعین فرمائیں کہ ان پر شرک کی کون سی قسم لازم آتی ہے تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

ری بات امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ شریف کی تو مولوی صاحب نے فتاویٰ رضویہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے یہ ہے فتاویٰ رضویہ اس کو میں دوبارہ پڑھتا ہوں۔

یہاں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم مظہر شان احدیت ہیں۔" آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں فرمایا خدا کی شان کو ظاہر کرنے والے ہیں کہا ہے۔ میں پوچھتا ہوں عالم انسان اس میں کونسا شرک ہے۔^(۱) آپ نے قادی رضویہ پڑھ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اب میں اس مسئلے کا حل کرتا ہوں۔ آپ لوگ بتائیں عیسیٰ علیہ السلام کون ہیں؟ روح اللہ۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہہ کر کوئی یہ کہنا شروع کر دے کہ دیکھو جی انہوں نے اللہ کی روح مان لی ہے تو بتائیں کہ ایسا کہنا بے وقوفی اور جہالت ہے یا نہیں ہے؟ پھر انہوں نے کہا کہ احمد رضا قاضی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کو "احد" کہا ہے کہ وہ احد ہیں تو ساتھ استغفر اللہ کہہ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ بہت بڑا شرک ہو گیا ہے (اس کا جواب یہ ہے)۔

میں پوچھتا ہوں رحمان کون ہے۔۔۔ اللہ۔۔۔ رحیم کون ہے۔۔۔ اللہ۔۔۔ اب قرآن مجید سورہ توبہ کی سیکنڈ لاسٹ آیت پڑھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالعمومنين رؤف رحيم۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا نبی رؤف ہے میرا نبی رحیم ہے۔ اب تم جیسا کوئی بدوقوف اٹھ کر کہہ دے کہ یہ شرک ہے تو کیا قرآن شرک بیان کر رہا ہے؟ دیکھو اللہ بھی رحیم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی رحیم ہے جو لفظ رحیم، اللہ کے لئے ہے وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے۔

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت وجود عزوجل کا آئینہ اور اس کا مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدیہ تعین اول و جامع تعینات و مظاہر ہے اور تمام کا ظہور ان کے نور سے ہوا ہے۔ (انفاس العارفین ص 234)، کیا ان پر بھی یہ حضرات لٹوی لگائیں گے۔۔۔؟

مولوی صاحب انبی علیہ السلام جو رحیم ہیں تو وہ اللہ کی صفت رحمت کا مظہر ہیں اسی طرح اللہ احد ہے نبی احد ہے یعنی وہ خدا کی شان احدیت کا جلوہ ہے، وہ خدا کی شان کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ کی صفات غیر اللہ کے لئے استعمال ہوئی ہیں مثلاً سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے "انہ هو السميع البصير" جبکہ قرآن ہی کی سورہ دھر میں انسان کیلئے اس صفت کا اثبات ہوا ہے:

"انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه وجعلناه سميعا بصيرا"۔^(۱)
یہ میرے پاس اسی طالب الرحمن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی لکھی کتاب ہے "آئیے عقیدہ سیکھیں"

(۱) یوں ہی "حلیم" اللہ کی صفت ہے ارشاد ہوتا ہے "والله غفور حلیم" جبکہ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں بھی صفت حضرت ابراہیم کیلئے بیان کی گئی ہے: "ان ابراہیم لاواه حلیم"۔ یونہی اللہ کی صفت ہے عظیم قرآن میں سو سے زائد مقامات پر اللہ کے لئے یہ صفت ذکر کی گئی ہے، اور حقیقت بھی اللہ کا صفاتی نام ہے جبکہ سورہ یوسف آیت نمبر ۵۵ میں بھی دونوں صفات حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے لئے بیان کی ہیں: "اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم" اور یونہی صفت عظیم سورہ حجر آیت نمبر ۵۳ میں حضرت اسحاق کیلئے فرشتوں نے ذکر کی ہے۔ اسی طرح اللہ کی صفت ہے "رب" پالنے والا اور سورہ یوسف آیت ۲۳ میں حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے بارے میں فرما رہے ہیں: "انہ ربی احسن مثنوی" وہ عزیز مصر میرا پرورش کرنے والا ہے اور میری اچھی جائے پناہ۔ یہ چند امثلہ ہیں کہ جو صفات اللہ نے اپنے لئے ذکر کی ہیں وہ اپنے بندوں کیلئے بھی ذکر کی ہیں اب اگر وہ بالی مناظر کے مذکورہ اصول کو مد نظر رکھیں تو پھر ان امثلہ میں شرک ماننا پڑے گا حالانکہ قرآن شرک ماننے آیا ہے شرک پھیلانے نہیں۔ ان امثلہ کا وہی جواب ہے کہ اللہ کی صفات ذاتی ہیں اور مخلوق کو اسی نے یہ صفات عطا فرمائی ہیں اور اس کے محبوب بندے اس کی صفات کا مظہر ہیں۔

اس میں پہلا سوال ہے کہ ہم نے اللہ کو کیسے پہچانا۔ جواب دیا کہتے ہیں پہاڑ دریا دیکھ کر ہم نے اللہ کو پہچانا۔ حالانکہ اللہ کو پہچاننے کا سب سے بڑا ذریعہ پہاڑ اور دریا نہیں بلکہ اللہ کو پہچاننے کا سب سے بڑا ذریعہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اب جب مصطفیٰ کریم ﷺ کی ذات میں خدا کے جلوے نظر آتے ہیں تو مولوی صاحب! اس میں شرک کی کیا بات ہے اور پھر مولوی صاحب آپ نے صوفیاء کی عبارات اور اشعار پڑھے اور حوالہ پیش کیا کہ بایزید بسطامی نے فرمایا "سبحانی ما اعظم شانی" تو اس طرح کی باتوں کو اصطلاح میں "شطحیات" کہتے ہیں۔

میرے ہاتھ میں یہ کتاب ہے "شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" کی "انفاس العارفین" جو کہ آپ اہل حدیثوں کے بھی بزرگ ہیں۔^(۱) اس میں اسی مذکورہ بات "سبحانی ما اعظم

(۱) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کی مستند کتب سے چند حوالے ذکر کر دیئے جائیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں۔

- "فتاویٰ ثنائیہ" جلد اول صفحہ 412 غیر مقلدین کے مناظر اعظم شاہ اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین شاہ ولی اللہ علی کے سلسلے کے لوگ ہیں نیز جلد ثانی ص 68 پر لکھتے ہیں: جو شخص شاہ ولی اللہ کو برا بھلا کہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
- "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" از مولوی محمد اسماعیل سلقی صفحہ 106 پر لکھتے ہیں، شاہ ولی اللہ اہل حدیث تھے نیز صفحہ 170 پر شاہ ولی اللہ کو حکیم الامت اور بارہویں صدی کا مجدد قرار دے رہے ہیں۔
- کتاب "تاریخ اہل حدیث" ص 462 از مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلا نزاع بارہویں صدی کے مجدد تھے نیز امام الائمہ اور تاج المجتہدین مسمیٰ جاتے۔
- "تاریخ التقلید" ص 150 پر ہے: شاہ ولی اللہ کو مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم سمجھے ہوئے ہیں۔

- کتاب "اہل حدیث کی خدمات حدیث" ص 69 پر ارشاد الحق اثری صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی خدمات حدیث پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے اور ان کو اہل حدیث ائمہ میں شمار کیا ہے۔
- "تحریک اہل حدیث" ص 181 پر قاضی محمد اسلم سیف شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو حجۃ اللہ فی الارض قرار دیتے ہوئے ص 207 پر لکھتے ہیں، امام شاہ ولی اللہ ہرگز ہرگز مقلد نہ تھے۔
- "کتاب اہل حدیث کی برصغیر آمد" میں مصنف محمد اسحاق بھی لکھتے ہیں: شاہ صاحب کسی امام فقہ یا مجتہد کے مقلد نہ تھے۔ اور اپنی اس کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو اہل حدیث امام لکھتے ہیں۔
- کتاب "حقانیت مسلک اہل حدیث" میں عبد الرحمان منیر راجو دہلوی ص 289 پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے مسلک کو ہی اپنا مسلک قرار دے رہے ہیں۔
- "سراج مستقیم" ص 4 پر شاہ اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں: قطب المحققین، فخر العرفاء العکملین اعلمہم باللہ حضرت شیخ ولی اللہ قدس سرہ۔
- "فتاویٰ برائے خواتین" ص 31 پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو اہل حدیث علماء میں شمار کیا ہے۔
- کتاب "سیرت ثانی" ص 300 پر عبد المجید غلام سوہدروی صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کو اکابر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، مولانا سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الہی کے احیاء اور کتاب و سنت کے بقاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔
- کتاب "ہدایۃ المستقیم" کے مقدمہ میں غیر مقلدین کے بلند پایہ عالم مدظلہ العالی الدین راشدی صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو بارہویں صدی کے امام الہند اور حقیقہ توحید کے محافظ لکھا ہے۔
- کتاب "عقبات" میں شاہ اسماعیل دہلوی نے جگہ جگہ شاہ ولی اللہ کو اپنے بزرگوں میں لکھا ہے۔
- "فتاویٰ نذیریہ" کے مقدمہ میں ص 5 پر نذیر احمد سبحانی فخر اہل حدیث اکادمی نے نذیر حسین دہلوی کو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے سلسلہ فکر کے گل سرسید قرار دیا ہے۔

شانیؒ کے متعلق شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں اور ہاں آپ سن چکے کہ وہابی مناظر نے اپنی تقریر میں یہ کہنے والے کو کافر کہا تھا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں صفحہ 226 پر جس نے کہا "سبحانی ما اعظم شانیؒ" یا "اذا الحق" کہا غلبہ حال اور اپنی نظر سے جہت امکان کی نفی کرتے ہوئے کہا وگرنہ اسمائے الوہیت کا اطلاق سوائے تمام معلومات کے عالم کی کسی چیز پر روا نہیں۔

مولوی صاحب! آپ کی مسلک اہل حدیث میں حیثیت ہی کیا ہے؟ کیا پدی اور کیا پدی کا شور ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ شطیحات کے قبیحے سے ہے اور انہوں نے "سبحانی ما اعظم شانیؒ" کہنے والے کو کافر نہیں کہا بلکہ تاویل کی ہے۔ میرے پاس آپ کے بزرگوں کی کتاب ہے جس میں انہوں نے خدا کو گھوڑا کہا ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے تفسیر ثنائی اس کا صفحہ 994 جلد دوم ہے

اس یل آپ کے مولوی شاہ اللہ امر تیری صاحب لکھتے ہیں:

"عشق وہ آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کسی کو خاکستر کر دیتی ہے جو لوگ عشق الہی کے نور سے منور ہو گئے ہیں وہ تمام چیزوں سے رد گردان ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ان کو حسب و نسب کا بھی خیال نہیں رہتا وہ تو اس قدر عشق الہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذات محبوب حقیقی

• غیر مقلدین کے مجدد اعظم نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب "الراج الملکل" کے

صفحہ 176 پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کو "شیخ الامل" اور "مسند الوقت" قرار دیا ہے۔

• اس کے علاوہ غیر مقلدین کی اکثر کتب کو اغویا جائے وہاں پر کسی نہ کسی حیثیت سے شاہ صاحب

رحمہ اللہ کو ضرور خراج عقیدت پیش کیا گیا ہو گا۔ جب ذات کو مانا جاتا ہے تو پھر ان کی بات کو کیوں

نہیں مانا جاتا؟

کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں نکلتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو خدا ہی نظر آتا ہے۔"

میں آپ سامعین سے انصاف طلب کرتا ہوں دیکھیں وہ صوفیاء جن کے نظریات اور تحریروں پر ہمارے مسلک کا دار و مدار نہیں وہ صوفیاء ہیں، وہ غلبہ حال والے ہیں یعنی ان پر عشق الہی کا غلبہ ہے ان کی زبان سے اس طرح کے الفاظ نکلتے ہیں تو وہ معذور ہیں۔ اور پھر یہ دیکھیں یہ تفسیر ثنائی ہے اگر مولوی میں امت ہے تو فتویٰ لگائے اس پر کیوں کہ یہ کہتا ہے کہ ان کو "اجسام مادیہ" میں خدا نظر آتا ہے۔

مولوی صاحب! آپ پڑھے لکھے ہیں آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ اجسام مادیہ میں کیا کیا چیزیں ہیں، گھوڑا بھی جسم مادی ہے، پتھر بھی جسم مادی ہے، سورج بھی جسم مادی ہے۔ اب تفسیر ثنائی کے مطابق تو ان (عشق الہی والوں) کو پتھر میں بھی خدا نظر آتا ہے، دریا میں بھی خدا نظر آتا ہے، پھول میں بھی خدا نظر آتا ہے، معاذ اللہ ان کے کہنے کے مطابق گھوڑے میں بھی خدا نظر آتا ہے، دے میں بھی خدا نظر آتا ہے یہ وہی بات ہے جو صوفیاء نے کی (اور تفسیر ثنائی والا کہتا ہے کہ عشق والوں کو ایسا نظر آتا ہے)۔

اور پھر اہل حدیثوں کا یہ عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری صوفی نہیں، غلبہ حال والا نہیں بلکہ مناظرہ صوفی نے کہا (غلبہ حال والے نے) دے سے خدا نظر آتا ہے وہی بات یہ کہتا ہے اس کے کہنے کے مطابق جب تمام اجسام مادیہ سے خدا نظر آتا ہے تو پھر جس طرح وہابی مناظر نے تنقید کی تھی اس طرح تو معاذ اللہ گھوڑا بھی خدا۔ کتا بھی خدا یہاں لازم و ملزوم کی بات کر رہا ہوں۔

اب میں کہتا ہوں کہ وہابی عالم کے کہنے کے مطابق اگر گھوڑے، کتے، دریا سے خدا نظر آسکتا ہے تو اپنے مرشد کاٹل اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی صورت مبارکہ سے خدا نظر کیوں نہیں آسکتا؟

مولوی صاحب اب پڑھو شعر!

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں
اور پھر جو صوفی اس طرح کا مذکورہ کلام جو وہابی مناظر نے پیش کیا ہے کرتے ہیں تو یہ مسئلہ وحدۃ الوجود ہے وہ جو کہتے ہیں:

خرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا

محمد مصطفیٰ یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں

حقیقت میں صوفی ان کو خدا نہیں بناتا بلکہ وہ نظر کے اس مقام پر ہوتا ہے کہ وہ مخلوق کے آئینے میں خالق کا جلوہ دیکھتا ہے اس کی مثال دیتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کو دیکھا تو فرمایا "ہذا ربی" یہ میرا رب ہے دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سورج کو رب قرار دے رہے ہیں کیا ان پر بھی شرک کا فتویٰ آئے گا؟ اب سوال یہ ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں فرمایا۔ میرے پاس تفسیر ابن کثیر ہے اس کی جلد 3 صفحہ 50 ہے علامہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ یہ سورج میرا رب ہے یہ مقام نظر میں ہے یا مقام مناظرہ میں ہے؟

حضرت ابن عباس سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا مقام نظر میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے سورج کو دیکھا تو انہیں خدا نظر آیا تو کہہ دیا "ہذا ربی" یہ میرا رب ہے۔ اگر ابراہیم علیہ السلام کو سورج میں خدا نظر آئے تو سورج خدا انہیں بتا بلکہ سورج میں

انہیں خدا نظر آیا، تو اسی طرح اگر کوئی کامل شخص مقامِ نظر پر فائز ہو اور اسے مخلوق میں سے اپنے مرشدِ کامل یا کسی اور فردِ مخلوق میں خدا نظر آئے تو وہ فردِ مخلوق بھی خدا نہیں بن جاتا اور اس صاحبِ نظر کا کہنا شرک نہیں بلکہ بناء بر "وحدۃ الوجود" کے ہے۔

اب میں جو باعرض کرتا ہوں کہ میرے مد مقابل مناظر نے جتنی بھی شیطیات والی اور وحدۃ الوجود والی صوفیاء کی عبارتیں پیش کی ہیں وہ تمام عبارتیں ہماری شرطِ نمبر 8 (یعنی اگر زیر بحث عبارت پر مخالف مناظر مدعی کے علماء کی ایسی ہی عبارت پیش کر دے تو وہ زیر بحث عبارت قابلِ بحث نہ رہے گی) کے مطابق بحث سے خارج ہو گئیں کیونکہ ادھر کی عبارت میں دے بغیر کا ذکر ہے اور ادھر بھی اجسامِ مادیہ گھوڑے وغیرہ کا ذکر ہے اور بات ختم ہو گئی کہ مخلوق کے آئینے میں خالق نظر آتا ہے لیکن وہ "چشمہ" لگانے سے نہیں بلکہ عشق کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ اسی لئے تو میرے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں (مناظر اہل سنت نے ترنم سے یہ شعر پڑھا):

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

ہاں مولانا کفر و شرک کی تعریف کرنا نہ بھولے گا۔ (وقت ختم)

تتمہ گفتگو

قارئین: مناظر اہل سنت کی طرف سے بار بار لفظ "شطیحات" کا استعمال ہو رہا ہے اور مسئلہ وحدۃ الوجود کہہ کر جواب دیا جا رہا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "شطیحات" اور "مسئلہ وحدۃ الوجود" کے حوالے سے وضاحت کر دی جائے۔ میں اس جگہ مناظر اہل سنت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب ہی کے مسائل مذکورہ پر تحریر کردہ دور مسائل معمولی تغیر کے ساتھ شامل تحریر کر رہا ہوں امید ہے کہ مسئلہ سمجھنے میں کافی آسانی ہوگی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”خروا عنكم من المحفلين عن ائمتي لا تنزلوهم الجدة ولا النار حتى يكون الله هو الذي يقضي فيهم يوم القيامة“ (المحدث)

مکتبہ اے سائنس جس سے قریب کی باتیں ملتی ہیں اور کون کے حال پر پہنچنے والی کتاب ہے جس سے
درخت میں نازل کرنا ضروری ہو جس کی کٹھن تہاں ہیں کہ وہاں قیامت کے دن نکل کر رہے۔

شطحیات اولیاء

صوفیائے کرام سے حالتِ سکر و مستی میں صادر ہونے والے
بظاہر غیر شرعی کلام کی شرعی حیثیت

محمد رضا اسلام
حضرت علامہ مولانا
محمد حنیف قریشی

مدنی پبلشرز، خریفہ، اسلام آباد، پاکستان

خطبہ

الحمد لله الذي نور قلوب اوليائه بانوار هدائه وصفى اسرارهم بمشاهدة جماله وعظمته واستخلصهم للعكوف على بساط انسه، ثم تجلى لهم باسماء وصفاته حتى اشرقت عليهم انوار رحمته، وفاضت عليهم انوار حضرته، ثم كشف لهم عن جمال وجهه حتى اشرقت قلوبهم بانوار معرفته ثم اظهر لهم غرائب صنعه وبدائع صنعته، فشاهدوا عجائب ملكه وملكوته والصلوة والسلام على مظهر ذاته وصفاته، مفرج الكرب وضياء القلوب نبينا وحبیبنا محمد دوحۃ المجد الاتیل وهامة النسب الاصيل المنور للعالمین بنور صفاته ورحمته وعلى آله واصحابه وعترته۔

اما بعد!

شطح کی تعریف:

شطح کا لغوی معنی ہے: حرکت کرنا، دوڑ پڑنا، مار مارا پھرنا۔^(۱)

اصطلاحی تعریف:

حضرت شیخ عبد اللہ بن علی السراج الطوسی التوفی 378 جو کہ کبار علماء اور صوفیاء میں سے تھے۔ آپ اپنی مشہور زمانہ کتاب "اللمع" میں شطح کی تعریف یہ کہ یوں فرماتے ہیں:

"الشطح کلام یترجمه اللسان عن وجد یفیض عن معدنه مقرون بالدعوی"۔^(۱)

(۱) اللمع فی التصوف * فیروز اللغات 344

وہ وجد جو اپنی معدن سے بہہ نکلے اور اس کے ساتھ کسی امر کا دعویٰ پایا جائے اور زبان اس وجد کی ترجمانی کرے شطح کہلاتا ہے۔

آپ دوسرے جگہ شطح کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں:

”وهو عبارة مستغربة في وصف وجد فاض بقوة وباح
بشدة غليانه وغلبته“ (2)

یعنی شطح اس غیر معروف عبارت کا نام ہے جس میں اس وجد کو بیان کیا جاتا ہے جو بڑی قوت کے ساتھ فیضانِ الہی سے صوفی پر وارد ہو، اور وہ اپنے شدید جوش اور غلبہ کی وجہ سے جوش میں آجائے۔

”تاج العروس“ میں علامہ محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی الزبیدی (المتوفی 1205ھ) شطح کی تعریف یوں فرماتے ہیں:

”وفي اصطلاحهم عبارة عن كلمات تصدر منهم في
حالت الغيبوبة وغلب شهود الحق عليهم بحيث
لا يشعرون حينئذ بغير الحق كقول بعضهم ”انا الحق“
وليس في الجبة الا الله“ (3)

یعنی اصطلاح صوفیاء میں ”شطوح“ کا معنی یہ ہے کہ صوفیاء سے حالت جذب و مستی میں اور ایسی حالت میں کہ جب ان پر حق تعالیٰ کے شہود کا غلبہ ہوتا ہے یعنی وہ اللہ کی ذات کے جلووں میں مگن ہوتے ہیں تو انہیں

(1) اللع 346

(2) اللع 375

(3) تاج العروس 2/172

اس وقت سوائے حق تعالیٰ کے کسی چیز کا ہوش نہیں ہوتا پھر ان سے
 "انا الحق" (میں ہی خدا ہوں) اور "ولیس فی الجبۃ الا اللہ"
 (تمہیں میں اللہ کے سوا کوئی نہیں) جیسا کلام صادر ہوتا ہے، اس طرح
 کے کلام کو "شطح" کہتے ہیں۔

علامہ عبدالرحمن بدایوی، شطح کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:
 "وهی ان یتکلم احد مشاہیرہم بکلمات غیر معقولة
 او تضمن کفرًا و زندقۃ فی الظاہر و یقولون: انه قالہا فی حالۃ
 جذب و سکر اما فی حالۃ الصحو فیتراجع عنہا و قیل فی
 تعریف الشطح: کلمۃ علیہا رائحة الرعونة والدعوی
 تصدر عن اهل المعرفۃ باضطراب واضراب" (۱)۔

شطح سے مراد یہ ہے کہ مشاہیر صوفیاء میں سے کوئی صوفی غیر معقول بات
 کرے یا وہ بات بظاہر کفر و زندقہ کو تضمن ہو اور صوفیاء کے نزدیک صوفی
 اس طرح کی بات حالت جذب و مستی میں کرتا ہے اور حالت صحو میں
 اس سے رجوع کر لیتا ہے اور شطح کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ شطح
 سے مراد ایسا کلمہ ہے کہ جس میں رعونت و دعویٰ پایا جائے اور وہ کلمہ
 اہل معرفت سے حالت اضطراب و اضطراب میں صادر ہو۔

اسی طرح علامہ محمد اعلیٰ تھانوی، شطح کی بابت تحریر فرماتے ہیں:
 "الشطح: من مصطلحات الصوفیہ وهو عندهم: قول
 کلام اجوف بلا التفات ومبالاة مثل الکلام الذی یقولہ

الصوفیة عند غلبة الحال والسكر، فلا قبول لهذا الكلام

ولارد، ولا يؤخذ به ولا يؤخذ صاحبه" (1)

شیخ صوفیائے کرام کی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح ہے اور ان کے نزدیک شیخ سے مراد وہ کلام ہے جو خالی الذہن آدمی سے بغیر توجہ اور غور و فکر کے صادر ہو جائے۔ اس کلام کی مثل جو صوفیاء سے غلبہ حالت اور سکر و مستی کے وقت صادر ہوتا ہے۔ پس اس کلام کو نہ قبول کریں گے اور نہ رد کریں گے نہ اس کلام کی گرفت ہوگی اور نہ ہی اس کلام کرنے والے کی پکار۔

دیوبندی حضرات کے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، شیخ کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"بے اختیاری کی حالت میں جو غلبہ وارو کی وجہ سے ظاہری قواعد کے خلاف کوئی بات منہ سے نکل جائے وہ "شیخ" ہے اس شخص پر نہ گناہ ہے نہ اس کی تہلیل"۔ (2)

ایک دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں:

"بعض بزرگوں سے نظراً یا نثراً بعض ایسے کلمات منقول ہیں جن کا ظاہری عنوان موہم گستاخی ہے اگر یہ غلبہ حال میں ہو تو اسے "شیخ" وادلال کہتے ہیں"۔ (3)

(1) کشاف اصطلاحات الفنون جلد 4 صفحہ 94

(2) شریعت و طریقت ص 361 ادارہ اسلامیات لاہور

(3) التکشف 506 طبع لاہور

شطح کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت:

یہ ہے کہ جس جگہ پر آثار کھا جاتا ہے اس کو "مشطاح" کہتے ہیں اور اس مکان کو مشطاح اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام کے اوپر جہاں آنا چھٹا جاتا ہے جب آنے کو خوب ہلایا جاتا ہے تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آنا کثرت سے ہلانے کی وجہ سے دونوں طرف گر جاتا ہے تو چونکہ جب اہل وجد کا وجد زور پکڑ جاتا ہے تو اس سے صاحب وجد و حال کے باطن میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے اس وجد کو ایسے الفاظ میں بیان کرتے ہیں جسے سننے والا عجیب و غریب سمجھتا ہے۔ یا پھر یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ شطح ایسا کلام ہوتا ہے جو صوفی سے حالت وجد میں صادر ہوتا ہے اور سننے والا اس کلام کو سن کر، اس کے ظاہری معنی کی وجہ سے مضطرب ہو جاتا ہے اور اس کلام سے دور بھاگتا ہے اور یہ کلام اس کے دل و دماغ میں حرکت پیدا کر دیتا ہے تو اس وجہ سے اس کو "شطح" کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ جب نہر تنگ ہو اور اس میں بہت زیادہ پانی آجائے اور دونوں کناروں سے بہہ نکلے تو اس وقت یوں کہا جاتا ہے "شطح الماء فی النہر" تو چونکہ جب صوفی صاحب وجد و حال پر کیفیت وارد ہوتی ہے اور اس کا وجد بہت زور دار ہو تو اس وقت جو انوار حقائق اس کے دل پر وارد ہوتے ہیں تو ان کے غلبہ کی وجہ سے وہ انہیں برداشت نہیں کر سکتا تو وہ انوار حقائق چھٹک کر اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں اور زبان اس کیفیت کو غیر معروف لفظوں سے بیان کرتی ہے لہذا اسے "شطح" کہتے ہیں۔^(۱)

شطح کا حکم:

شطح جو کہ اہل اللہ سے غلبہ حال کے وقت صادر ہوتی ہے اس غلبہ حال کے وقت ان سے صادر ہونے والے کلام کا حکم یہ ہے کہ ان سے صادر ہونے والے کلام کی بابت اگر مناسب تاویل ہو جائے تو فیہا وگرنہ یہی کہا جائے گا کہ ان کا کلام تو غیر شرعی ہے تاہم کہنے والا چونکہ کیفیت جذب و مستی اور عالم شکر میں ایسا کلام کر رہا ہے لہذا ایسے قائل کو معذور سمجھتے ہوئے اس پر فتویٰ نہیں دیں گے۔ ان حضرات کی زبان سے اس طرح کا کلام جاری ہونے کی وجہ ان کی دماغی کیفیت کا بظاہر ثار مل نہ ہونا ہے اور ان کی عقل اس وقت غلبہ جذب و مستی کے باعث سوائے محبوب حقیقی کے ہر چیز سے بے خبر ہوتی ہے اور شرعاً اس طرح کی کیفیت والے لوگوں کو "مرفوع القلم" کہتے ہیں یعنی ان پر کوئی حد شرعی نہیں لگائی جاسکتی اس کی مثال ایک روایت سے دی جاسکتی ہے:

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک زانیہ عورت کو لایا گیا تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ نے اس عورت کو آزاد کر دیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا:

اے امیر المؤمنین! آپ اس بات کو ضرور جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے شریعت کا قلم اٹھایا گیا ہے:

بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ سونے والے سے یہاں تک کہ وہ جاگ جائے۔ مجنون، ذہنی مریض سے یہاں تک کہ وہ تندرست ہو جائے۔^(۱)

(اور اس عورت کو کہ جسے میں نے چھوڑا ہے) یہ "معتوہۃ" (ذہنی مریمہ) ہے فلاں قبیلے کی، شاید کہ اس پر وہ بیماری پھر لوٹ آئی ہو اور یہ اس مرض کے عالم میں یہ گناہ کر چکی ہو۔

غور فرمائیں: حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے صرف اس عورت کی سابقہ حالت کو بنیاد بنا کر کہ شاید اس پر وہ کیفیت پھر لوٹ آئی ہو، اس کو حد شرعی سے بچالیا، حالانکہ بظاہر وہ حالت اس میں نظر نہ آتی تھی۔ تو اسی طرح اگر کوئی شخص جذب و مستی کی کیفیت سے کبھی کیف ہوا ہو اور اس سے خلاف شریعت کلام سرزد ہو جائے تو اس کے کلام کو تو غلط کہیں گے مگر اس پر حکم شرعی صادر نہ کریں گے اور اس پر فتویٰ بازی نہ کریں گے۔

اسی طرح شطیحات کے حوالے سے مسلم شریف کی ایک روایت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لله اشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدىكم كان على راحلته بارض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فايس منها فاتي شجرة فاضطجع في ظلها قد ايس من راحلته فبينما هو كذلك اذ هو بها قائمة عنده فاخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدى واناريك اخطاء من شدة الفرح" (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ عاصی کی توبہ کرنے سے اس مسافر شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جو ویرانے میں اپنی سواری پر سوار تھا کہ اس کی سواری اس سے گم ہو گئی اور اس شخص کا کھانا پانی اس سواری پر تھا وہ اس سے مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے آیا اور اس کے سائے میں لیٹ

گیا۔ وہ لہنی سواری سے بالکل مایوس ہو چکا تھا کہ اچانک وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے نگل سے پکڑا پھر خوشی کی شدت میں اس نے کہہ دیا اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، اس نے یہ خطا خوشی کی شدت کی وجہ سے کی۔

اب اس روایت میں ایک شخص نے خوشی کی انتہائی کیفیت میں ایک غیر شرعی جملہ زبان سے نکالا "انت عبدی وانا ربک" اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ لیکن چونکہ یہاں خوشی کی شدت کی وجہ سے اس کی عقل اس کے قابو میں نہ رہی تھی اس لئے اس کی اس غلطی پر مواخذہ نہ ہو گا بلکہ اس کی اس کیفیت کے سبب اس کو معذور قرار دیا جائے گا۔ یونہی جامع صغیر کی روایت ہے ارشاد فرمایا:

"ذرو العارفين المحدثين عن امتي لا تنزلوهم الجنة ولا النار

حتیٰ یکون الله هو الذي يقضى فيهم يوم القيامة" (۱)

یعنی ایسے عارفین جن سے غیب کی باتیں کی جاتی ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان کو اپنے فتوے سے نہ جنت میں نازل کرو اور نہ ہی دوزخ میں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کر دے۔

(۱) • کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۱ • الکامل لابن عدی ۴/۱۲۱ • میزان

الاعتدال از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸) ۲/۵۰۵ • تاریخ بغداد ۸/۲۹۲ از

خطیب بغدادی • لسان المیزان ۲/۳۶۰ • فیض القدير شرح جامع الصغير از

علامہ عبدالرؤف مناوی ۳/۷۵۳ • التيسير بشرح الجامع الصغير ۲/۳۵ از

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناوی فرماتے ہیں:

"ويظهر ان المراد بهم المجاذيب ونحوهم الذين يبدو منهم ما ظهروه يخالف الشرع فلا تتعرض لهم بشيء ونسلم امرهم الى الله تعالى" (1)

حدیث میں "العارفین" سے ظاہر مراد مجاذیب اور ان جیسے (صاحب مال) لوگ ہیں کہ جن سے بظاہر مخالف شرع امور صادر ہوتے ہیں پس تم ان سے کسی قسم کا تعرض مت کرو اور ہم ان کے معاملے کو اللہ پر چھوڑتے ہیں۔

اسی طرح علامہ حنفی فرماتے ہیں:

"أتركوا مخالطة المجاذيب والتكلم فيهم اى لاتحكموا بانهم من اهل الجنة لاعتقادكم فيهم الولاية ولاتحكموا بانهم من اهل النار نظراً لعلمهم المعاصي ظاهراً بل فوضوا امرهم لمولاہم" (2)

مجاذیب سے اختلاط کو ترک کرو اور ان کے معاملے میں بولنے سے پرہیز کرو یعنی ان سے ولایت کا اعتقاد کرتے ہوئے (یعنی علم نہ ہونے کی بناء پر) ان پر جنتی ہونے کا حکم بھی نہ لگاؤ اور ظاہراً ان کے گناہ اور

(1) فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر از علامہ عبدالرؤف مناوی 3/753 •

التیسیر بشرح الجامع الصغیر 2/35 از علامہ عبدالرؤف مناوی

(2) بواہر التواہد اثر شرف علی تھانی

معاصی کے امور کو دیکھ کر انہیں دوزخی بھی نہ کہو بلکہ ان کا معاملہ ان کے مالک کے سپرد کرو۔

یونہی فاروق حق و باطل حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم ؓ سے حضرت سیدنا سعید بن مسیب ؓ روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"كتب الى بعض اخواني من اصحاب رسول الله ان اصنع امر اخيك على احسنه مالم يأتك ما يغلبك ولا تظن بكلفة بوزن من امرئ مسلم سوء او انت تجلبها في الخير محملاً" (۱)

کہ میری طرف میرے بعض صحابہ بھائیوں ؓ نے یہ بات لکھی کہ اپنے بھائی کے ہر معاملہ کو اچھائی پر محمول کرو جب تک کہ (اس کے خلاف) غالب گمان نہ ہو جائے اور مسلمان شخص کی زبان سے نکلنے والے کلمہ کو اس وقت تک برا گمان نہ کرو کہ جب تک تم اس کو بھائی پر محمول کر سکو۔

جناب حضرت فاروق اعظم ؓ کے فرمان سے بھی اہل علم کے موقف کی بھرپور تائید ہوتی ہے کیونکہ اگر ایک عام مسلمان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اس کی بات کو اچھائی پر محمول کیا جائے تو اللہ ﷻ کے ولیوں اور محبوبوں کے بارے میں تو جتنی طور پر یہ حکم بطریق اولیٰ صادق آئے گا۔ لہذا صوفیاء کی شطحیات کو حتی الامکان ایسے سخی پر محمول کرنے کی

(۱) بیہقی شعب الایمان جلد ۶ صفحہ ۳۲۳ • کشف النقاء للعجلونی جلد ۱ صفحہ

۴۵ • امالیہ للمحاملی صفحہ ۳۹۵

کوشش کریں گے اگر اچھے معنی پر وہ کلام محمول ہو گیا تو فیہاد کرنے اس کلام کو تو غیر شرعی کہیں گے لیکن اس کے قائل پر اس کی حالت کے سبب فتویٰ نہیں لگائیں گے۔

صوفیاء کے شطہیات کی صحیح تشریح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے بھی ہو سکتی ہے کہ جناب حضرت خضر علیہ السلام کا ایک بے گناہ لڑکے کو عمداً قتل کرنا بظاہر گناہ کبیرہ اور حرام عمل تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حکم قصاص بھی موجود تھا اس کے باوجود آپ کا حضرت خضر علیہ السلام پر قصاص کا حکم نہ فرمانا اور آپ کا "ان سالتک عن شیء بعدہا فلا تصاحبہنی قد بلغت منی عذراً" کہہ کر معذرت کرنا اور پھر حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ واقعی اگر کوئی شخص حقیقت بین و حقیقت شناس ہو اور صاحب حال و وجد ہو تو اس پر زبان فتویٰ کا نیزہ نہیں چلایا جاسکتا۔

غور کریں! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اگر کوئی اور شخص کسی بے گناہ کا قتل عمداً کر دیتا تو وہ آپ کے قہر جلال و دست انصاف سے کس طرح بچ سکتا تھا؟ آپ کا حضرت خضر علیہ السلام کے افعال پر بظاہر بول پڑنا شریعت کی وجہ سے تھا اور حکم شریعت کو لاگو نہ کرنا حضرت خضر علیہ السلام کی باطنی حالت کی بدولت تھا۔ اسی طرح اگر کسی صاحب حال سے کوئی خلاف شریعت امر صادر ہو تو اہل شریعت اس کے اس خلاف شریعت فعل کو تو درست نہ کہیں گے تاہم "فاعل، حکم" کو اجرائے حکم سے دور رکھیں گے۔ اور یہی اہمارا مدعا ہے۔

صوفی کی زبان پر شطح کیوں جاری ہوتی ہے:

دیوبندی اور اہل حدیث غیر مقلدین حضرات کے امام شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب
مرآۃ المستقیم ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں:

"اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو روحانی کشش اور جذب کی
موجیں "احدیث" کے دریاؤں کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو
"انا الحق" اور "لیس فی جیبی سوی اللہ" کا آواز اس سے
صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی: "كنت سمعه الذي
يسمع به ويصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها
"ایک روایت کی رو سے "ولسانه الذي يتكلم به" اس مثال کی
حکایت سے ہے اور حدیث: "اذ قال الله على لسان نبيه سمع
الله لعن حمده"۔ اور حدیث: "يقضي الله على لسان
نبيه ما شاء" اسی سے کفایت ہے اور یہ نہایت باریک بات اور نہایت
ہلکے مسئلہ ہے چاہیے کہ تو اس میں خوب تامل و غور کرے اور اس کی
تفصیل کو دوسرے مقام پر چھوڑے۔ اور زینہار خبردار! اس معاملہ پر
تعجب نہ کرنا اور افکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ
سے ندائے "انی انا الله رب العالمین" صادر ہوئی تھی پھر اشرف
المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہ کا نمونہ ہے اگر "انا الحق" کی
آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔^(۱)

(۱) مرآۃ مستقیم صفحہ ۱۴ از شاہ اسماعیل دہلوی بطبع القدیم (دہلی)

غور فرمائیں! شاہ اسماعیل صاحب دو ٹوک انداز میں کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان ولیوں کی زبان بنائوں جس سے وہ بولتے ہیں، ان کے کان بنائوں جس سے وہ سنتے ہیں، ان کی آنکھیں بنائوں جس سے وہ دیکھتے ہیں اور پھر جب طور کے پہاڑ کے درخت سے آواز آسکتی ہے کہ "میں اللہ ہوں" تو جذب و مستی کے عالم میں ڈوبا ہوا اللہ کا ولی اگر "اننا الحق" کہہ دے تو اس کا انکار نہ کرنا کیونکہ زبان ولی کی ہے بولنے والا خود خدا ہے۔

ولی کی شطح کی ہر ممکن تاویل کی جائے گی:

متکلمین و محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ صاحب شکر صوفی سے "شطح" بوجہ عذر و معذوری کے صادر ہوتی ہے۔ لہذا اس طرح کی جذب و مستی اور غلبہ حال کی کیفیت والوں سے اگر کوئی خلاف شریعت بات نکل گئی ہو تو اس کی ہر ممکن تاویل کریں گے اور انہیں فتویٰ سے بچائیں گے۔ اور اگر کلام کی تاویل نہ ہو سکے تو کلام کو تو غلط کہیں گے لیکن "متکلم" کے بارے میں سکوت کریں گے۔ جبکہ اس صاحب شطح کا مقام و شان رفیع اور ان کا خدا دوست ہونا ظاہر ہو اور اس کا صاحب حال و معذور ہونا تحقیق ہو چکا ہو۔

اسی وجہ سے انقاس العارفین میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جگہ جگہ صاحب حال اور جذب و مستی کی کیفیت والے اہل اللہ کی شطیات کی تاویل کرتے ہوئے انہیں فتویٰ کفر سے بچایا ہے۔

آپ اپنی کتاب انقاس العارفین میں عین القضاۃ مجددی کی شطح:

"آن را کہ شما خدا میدانید نزدیک ما محمد است و آنکہ

شما محمد میدانید نزدیک ما خدا است۔"

یعنی جس کو تم خدا کہتے ہو وہ اللہ ہے نزدیک محمد ہے اور جسے تم محمد جانتے

ہو وہ اللہ ہے نزدیک خدا ہے۔

پر کلام کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"چونکہ حضرت محمد ﷺ حضرت وجود عزوجل کا آئینہ اور اس کا مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدیہ تعین اول و جامع تعینات و مظاہر ہے، اور تمام کا ظہور ان کے نور سے ہوا ہے اس اعتبار سے عین القناتہ محمدانی ﷺ نے مذکورہ بات کی ورنہ حضرت وجود تو ہر ذرے میں یکساں جلوہ گر ہے۔" (۱)

دیکھیں یہاں شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ عبارت میں تاویل کرتے ہوئے عین القناتہ محمدانی ﷺ کے مقام کے پیش نظر ان پر تلوی نہیں لگا رہے بلکہ ان کی بات کو شیعہ قرار دے کر انہیں بچارہ ہیں جبکہ کلام ظاہری لحاظ سے بالکل خلاف شرع ہے تو جس طرح یہاں شاہ صاحب رحمہ اللہ کا صوفی کے شیعہ کا جواب دینے سے مذکورہ شیعہ ان کا اپنا مذہب نہ ٹھہرا اسی طرح بزرگان دین جن سے جذب و مستی کے عالم میں شطیحات کا صدور ہوا، ان کا جواب دینے سے "شطیحات اولیاء" اہل سنت کا عقیدہ و مذہب نہیں ٹھہرتا جس طرح کہ حضرت غلام فرید رحمہ اللہ چاچا اہل دلوں نے فوائد فریدیہ میں اولیاء اللہ کی شطیحات کو جمع کیا ہے اور ان کے شروع میں لکھا ہے کہ یہ بزرگوں کی مستی کا کلام ہے تو اگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ شطیحات کے ذکر و دفاع سے "مطعون" نہیں ہو سکتے تو "فوائد فریدیہ" کا

مصنف کس طرح قائل گرفت ہے؟ شطیحات اولیاء میں کلام کا ظاہری معنی تو خلاف شرع ہے، تاہم بن اولیاء اللہ پر فتویٰ اس لئے نہیں دیا جائے گا کہ یہ معذور ہیں۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انفاس العارفين میں ایک شعر:

اے پسر لا الہ الا اللہ خود ز شرک خفی است آئینہ دار
چیست شرک جلی رسول اللہ خویش را ازین دوشرک برآر

یعنی اے لڑکے "لا الہ الا اللہ" خود شرک خفی کا آئینہ دار ہے اور شرک جلی محمد رسول اللہ ہے لہذا خود کو ان دو شرکوں سے دور رکھ۔

کی تاویل کرتے ار قام فرماہیں:

"لا الہ کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں اور معبود کے لئے عابد ہونا ضروری ہے اس میں دوئی کا نمایاں تصور موجود ہے جو کہ اصلی شرک ہے اور شرک خفی اس میں یہ ہے کہ عابد عبادت میں مذکور نہیں محمد رسول اللہ کا معنی یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی طرف بھیجا ہے یہاں اس میں شک نہیں کہ مضاف جو کہ رسول ہے وہ مضاف الیہ اللہ کا غیر ہے جو کہ شرک جلی ہے"۔^(۱)

غور کیجئے! یہاں پر کلام واضح طور پر خلاف شرع ہے "اے لڑکے لا الہ خود شرک خفی کا آئینہ دار ہے اور شرک جلی محمد رسول اللہ ہے لہذا خود کو ان دو شرکوں سے دور رکھ"۔ دیکھیں اس کلام کی تاویل شاہ صاحب نے کس انداز سے فرمائی اور قائل پر کوئی فتویٰ صادر نہ فرمایا۔

مزید برآں دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے ملفوظات کے مجموعہ "الکلام الحسن" میں مولوی مفتی محمد حسن صاحب، تھانوی صاحب کا ایک ملفوظ نقل کرتے ہیں:

فرمایا گنگوہ میں ایک بزرگ تھے جن کا نام صادق قتادہ مرید کم کرتے تھے دو شخص ان کے پاس آئے انہوں نے دونوں کا امتحان کیا اور کہا کہو "لا الہ الا اللہ صادق رسول اللہ" ایک بھاگ گیا دوسرے نے کہدیا اس کو بیعت کر لیا اور فرمایا کہ تم نے کیا سمجھا اس نے کہا میں نے آپ کو رسول تو نہیں سمجھایہ تاویل کر لی کہ رسول اللہ مبتدا ہے اور صادق خبر مقدم ہے فرمایا کہ میری بھی یہی مراد ہے۔^(۱)

اب غور کریں! صادق رسول اللہ بظاہر بالکل کفریہ جملہ ہے لیکن تاویل بعید کے ساتھ اس کا معنی درست ہو گیا اور قائل بھی فتوے سے بچ گیا ہے۔ حالانکہ عند العلماء اس طرح کی تاویلیں ہر جگہ پر کرنا درست نہیں کیونکہ حذف مضاف، حذف مضاف الیہ یا خبر مقدم وغیرہ کی تاویلیں عام طور پر شروع ہو جائیں تو کوئی کلمہ، کلمہ کفر نہ رہے گا۔ لیکن چونکہ یہاں پر معاملہ اہل اللہ، صوفیاء کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اور جہاں صوفیاء کا معاملہ آجائے ان کے رفعت مقام کے پیش نظر وہاں پر اس تاویل بعید کو بھی ترک نہیں کیا جائے گا۔

علامہ ابن تیمیہ حرانی اور شطیحات صوفیاء و تصوف

علامہ ابن تیمیہ ہمارے عظیمین کے انتہائی معجز عالم اور امام ہیں، دیوبندی حضرات بھی دل و جان سے ان کی قدر کرتے ہیں اور غیر مقلدین حضرات کے دامن میں علامہ ابن تیمیہ علی "کل ایمان" ہیں۔ ابن تیمیہ صاحب نے اگرچہ بہت سے مقامات پر صوفیاء اور تصوف اسلامی پر بے دردی سے ہاتھ صاف کیا ہے جس کے باعث اکثر غیر مقلدین وہابی حضرات انہیں صوفیاء کا سخت دشمن سمجھتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صوفیاء کرام پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے ہیں اور تصوف کو بد معاشی اور خلاف کتاب و سنت قرار دیتے ہیں حالانکہ علامہ ابن تیمیہ نہ تو مطلقاً تصوف کے منکر ہیں اور نہ ہی تمام صوفیاء کے دشمن۔ علامہ ابن تیمیہ صاحب کے مقلدین کو حقیقت فراموشی کی خاطر اور زیر بحث مسئلہ کو مزید عیاں کرنے کیلئے علامہ ابن تیمیہ کی چند عبارات پیش کی جا رہی ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ صاحب حال اور صاحب سکر اہل اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فہکذا من العباد من يحصل له مشاهدة قلبية تغلب عليه حتى تغنيه عن الشعور بحواسه فيظنها روية بعينه" (1)

اسی طرح بندوں میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو مشاہدہ قلبیہ حاصل ہوتا ہے اور وہ مشاہدہ ان پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ اس پر فناء کی کیفیت

طاری ہو جاتی ہے اور اس سے اس کا شعور اور احساس ختم ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے وہ اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے ایک دوسری جگہ پر صوفیاء کرام کو تین قسموں میں بیان کیا ہے ان میں سے پہلی قسم کے لوگوں میں انہوں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ، حضرت ابراہیم بن ادوم رحمہ اللہ (م 160ھ)، حضرت شفیق بن عیسیٰ رحمہ اللہ (م 194ھ) حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ (م 200ھ)، حضرت بشر حافی رحمہ اللہ (م 227ھ)، حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ (م 297ھ)، حضرت سری سطلی رحمہ اللہ (م 257ھ)، حضرت بہل بن عبد اللہ تتری رحمہ اللہ (م 183ھ) جیسی ہستیوں کو شامل کیا ہے۔

اور ان کے علاوہ حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (م 561ھ)، حضرت سیدی شیخ حماد دباس رحمہ اللہ (م 525ھ)، حضرت سیدی شیخ ابوالہیان رحمہ اللہ (م 551ھ) جیسی ہستیوں کو بھی اس پہلی قسم کے صوفیاء میں شامل کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ ان بزرگوں کو، مشائخ اسلام اور اصحاب صراط مستقیم قرار دیتے ہیں اور یہ وہ صوفیاء کرام ہیں جنہیں علامہ ابن تیمیہ نے مشائخ کتاب و سنت قرار دیا ہے اور کہا کہ یہ لوگ کبھی بھی فناء و سرگرمی میں نہیں پڑے۔^(۱)

علامہ ابن تیمیہ نے دوسری قسم کے لوگوں میں ان صوفیاء کو شمار کیا ہے جو اصحاب سرگرمی تھے، جنہیں فناء اور جمع کے تجربات نے مغلوب الحال کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی زبانوں سے ایسے الفاظ نکل گئے جو خلاف حقیقت و شریعت تھے اور اپنی غلطی کا احساس ان لوگوں کو اپنی

(۱) • فتاویٰ ابن تیمیہ 5/292 • فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 5 ص 458 • فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 6 صفحہ 130

حالت صحو میں آنے کے بعد ہو گیا ان لوگوں میں سے بہت سوں سے غلبہ حال کے وقت شطیحات صادر ہوئیں، آپ لکھتے ہیں:

"وَكذالك صار في شيوخ الصوفية من يعرض له من الفناء
والسكر ما يضعف منه تعييزه حتى يقول في تلك الحال
من الاقوال ما اذا صحا عرف انه غالط فيه كما يحكي نحو
ذالك عن مثل ابى يزيد وابى الحسن النورى وابى بكر
الشبلبي وامثالهم".

یعنی اسی طرح وہ لوگ بھی صوفیاء کے مشائخ میں سے ہیں کہ جنہیں فنا
و سکر کا عارضہ لاحق ہو گیا کہ جس نے ان کی تمیز کو کمزور کر دیا یہاں تک
کہ انہوں نے اس "حال" میں ایسی باتیں کہیں کہ جب وہ حالت صحو میں
آئے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ انہوں نے اس معاملے میں غلطی کی ہے
جیسا کہ اس طرح کی (شطیحات) بایزید (بسطامی) رحمہ اللہ ابو الحسن نوری
رحمہ اللہ اور ابو بکر شبلی رحمہ اللہ جیسے لوگوں سے صادر ہوئیں۔^(۱)

غور فرمائیں! علامہ ابن تیمیہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ، حضرت ابو بکر شبلی رحمہ اللہ،
حضرت ابو الحسن نوری رحمہ اللہ اور دیگر ان لوگوں کو کہ جن سے بظاہر صراحتاً غیر شرعی کلام
صادر ہوا ہے باوجود سب کچھ سننے اور سمجھنے کے ان صوفیاء پر فتویٰ کفر نہیں دیا بلکہ واضح طور پر
ان کے عارضہ فنا و سکر کو ان کا عذر بتا کر انہیں معذور بتایا ہے۔ نہ انہوں نے ان صوفیاء پر
اعتراض کیا اور نہ ہی انہوں نے ان سے اس "حال" میں صادر ہونے والی شطیحات کی مذمت
کی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اس طرح کے لوگوں کی بابت رقمطراز ہیں:

"وتسليم الحال في مثل هذا اذا عرف انه معذور" (1)

جب اس طرح کے لوگوں میں کیفیت سرکاپایا جانا معلوم ہو جائے تو انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ آگے لکھتے ہیں:

"مثال الثاني عدم قدرته ان يرد عليه من الاحوال ما يضطره الي ان ينحرق ثيابه ويلطم وجهه او يصيح صياحا منكرا او يضطرب اضطرابا شديدا فهذا اذا عرف ان سبب ذلك لم يكن محرما وانه مغلوب عليه سلم اليه حاله" (2)

یعنی ان دوسری قسم والے صاحب حال لوگوں کی مثال یہ ہے کہ ان پر جب حال کی کیفیت وارد ہوتی ہے تو یہ اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے جس کی وجہ سے اس کیفیت میں یہ لوگ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں اور اپنے چہرے پر تھپڑ مارتے ہیں یا پھر زور زور سے چیخا شریع کر دیتے ہیں یا بالکل بے قابو ہو جاتے ہیں پس جب یہ معلوم ہو جائے کہ ان پر اس کیفیت کے وارد ہونے کا سبب کوئی حرام کام نہیں (یعنی کوئی خشیات وغیرہ استعمال نہیں کی) اور یہ مغلوب الحال ہیں تو ایسے لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔

(1) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/386

(2) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/386

”وان شك هل هو مغلوب او متصنع فان عرف منه الصديق قيل بهذا يسلم اليه حاله“۔

اور اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا یہ صاحب مال شخص واقعی مغلوب الحال ہے یا متصنع ہے تو اگر اس سے سچائی ظاہر ہو رہی ہے تو اس شخص کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑا جائے گا۔

”وان عرفه كذبه انكر عليه“۔

ہاں اگر اس سے کذب ظاہر ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں اس کا انکار کریں گے۔

”وان شك فيه توقف في التسليم والانكار“۔

اور اگر اس کے کذب کے ظاہر ہونے میں شک ہو تو ایسی صورت میں توقف کریں گے۔ نہ اس کی بات کو مانیں گے اور نہ ہی اس کا انکار کریں گے۔

”وكذلك اذا ترك الواجبات مظهرًا انه مغلوب لا يقدر على فعلها مثل ان يترك الصلوة مظهرًا انه بمنزلة المغفمى عليه والنائم الذي لا يتمكن من فعله كما قد يعترى بعض المصعوقين من وارد خوف الله او محبته او نحو ذلك بحيث يسقط تمييزه فلا يمكنه الصلوة فهو فيما يتركه من الواجبات نظير ما يرتكبه من المحرمات“ (۱)

اور اسی طرح جب صاحب حال واجبات کو علی الاعلان ترک کر دے تو یہ مغلوب الحال ہے یہ اس واجب کے بجالانے پر قدرت نہیں رکھتا جیسے کہ وہ نماز کو علی الاعلان چھوڑ دے ایسی صورت میں اس صاحب حال کی مثال بے ہوش شخص کی ہے اور اس سونے والے کی کہ جو فضل کے بجالانے پر قدرت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ بعض وہ لوگ جو کہ اللہ کے خوف کے وارد ہونے یا اس کی محبت کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے مدہوش ہو کر ننگے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ان کی تمیز کی قوت ساقط ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں نتیجہ ان کے لئے نماز پڑھنا ممکن ہی نہیں رہتا ایسی صورت میں ان کا ترک واجب اور ارتکاب محرمات ایک جیسا ہے۔

گذشتہ سطور میں یہ مذکور ہے کہ "تسلیم الحال" یعنی ان صاحب حال لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہ اس تسلیم الحال کا مطلب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فتسلیم الحال بمعنی عدم اللوم قد یؤاد بہ الحکم بانہ معذور" (۱)

یعنی تسلیم الحال انہیں ان کے حال پر چھوڑنا سے مراد یہ ہے کہ ان کو کسی قسم کی ملامت نہ کی جائے اور اگر کبھی حکم وارد کیا بھی گیا تو یہی حکم دیا جائے گا کہ وہ معذور ہیں۔

"بذا فیما یعلم من الأقوال والأفعال انه مخالف للشرع بلاریب کالشطحات الماثورة عن بعض العشائخ کقول

ابن ہود اذا كان يوم القيامة نصبت خيمتي على جهنم
وكون الشبلى كان يحلق لحيته ويمزق ثيابه حتى ادخلوه
الماستان مرتين" (1)

یہ حکم (تسلیم الحال) اس وقت ہے کہ جب ان صاحب حال لوگوں سے
ایسے افعال و اقوال جو کہ بلا شک و شبہ شریعت کے مخالف ہیں سمجھ آئیں
جیسے کہ وہ شطیحات جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہیں جس طرح کہ ابن
ہود کا کہنا کہ قیامت والے دن میں اپنا خیمہ جہنم پر نصب کروں گا اور
حضرت شلی ~~ع~~ کا داڑھی منڈوا دینا اور اپنے کپڑے پھاڑ دینا یہاں
تک کہ انہیں دوسرے تہہ پاگل خانے میں داخل کر دیا گیا۔

غور فرمائیں: علامہ ابن تیمیہ صاحب شط لوگوں کو "مشائخ" قرار دیتے ہوئے ان
کی شطیحات کی مسئلہ پیش کر کے ان کا حکم واضح فرما رہے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کے یہ جملے ان
کے "مقلدین" کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

یہی علامہ ابن تیمیہ ایک اور مقام پر مغلوب الحال اور صاحب سر ہستیوں کا حکم بیان کرتے
ہوئے لکھتے ہیں:

"واما الاشخاص الذين خالفوا بعض ذالك على الوجوه
المتقدمة فيعذرون ولا يذمون ولا يعاقبون" (2)

(1) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/386

(2) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/387

بہر حال وہ لوگ کہ جنہوں نے شریعت کی مخالفت ان وجوہات کی بناء پر کی (یعنی حالت سکر و مستی و غلبہ حال میں) تو ایسی صورت میں یہ لوگ معذور ہیں نہ ان کی مذمت کی جائے گی اور نہ انہیں اذیت دی جائے گی۔

پھر علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں ایک اور مقام پر اسی دوسری قسم میں شمار کردہ صوفیاء کے متعلق ایک اور مسئلہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

”وربما اتبعوا فيه حال شيخ مغلوب فيه، مثل ما يروي عن الشبلي انه كان يقول ”الله“، ”الله“ ففيل له لم لا تقول لا اله الا الله؟ فقال اخاف ان اموت بين النفي والاثبات وبذه من زلات الشبلي التي تغفر له لصدق ايمانه وقوة وجدده وغلبة الحال عليه فانه كان ربما يجن ويذهب به الى العارستان، ويخلق لحيته وله اشياء من هذا النمط التي لا يجوز الاقتداء به فيها وان كان معذورا او ماجورا“⁽¹⁾

اور کبھی کبھی لوگوں نے اس مسئلہ میں مغلوب الحال لوگوں کا اتباع کیا ہے جیسا کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ اللہ کہا کرتے تھے جب انہیں کہا گیا کہ آپ لا اله الا اللہ کیوں نہیں کہتے؟ تو آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں نفی اور اثبات کے درمیان نہ مر جاؤں۔ یہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی لغزش (شطح) ہے کہ جسے ان کے ایمان کے صدق، وجد کی قوت اور ان پر وارد ہونے والے حال کی بدولت بخش دیا جائے گا پس شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر کبھی کبھی دیوانگی طاری ہوتی تھی جس کے باعث آپ پاگل خانے لے جائے جاتے اور

واژگاری کو منہ داسیے اور اسی طرح ان سے اس طرح کی کئی باتیں صادر ہوتی تھیں کہ جن میں ان کی اقتداء جائز نہیں اگرچہ وہ عند اللہ معذور و ماجرور (اجر دیئے ہوئے) ہیں۔

پھر علامہ ابن تیمیہ شطیحات اولیاء کی بات کرتے ہوئے چند شطیحات بطور مثال ذکر کرنے کے بعد رقطراز ہیں:

”وامثال ذلک من الاقوال التي توثر عن بعض المشائخ المشهورين وهي اما كذب عليهم واما غلط منهم ومثل هذا قد يصدر في حال السكر وغلبة وفناء يسقط فيها تمييز الانسان او يضعف حتى لا يدري ما قال والسكر هو لذة مع عدم التمييز“ (۱)

یعنی ان اقوال کی مثل بعض مشہور مشائخ سے شطیحات صادر ہوئی ہیں ان کا محل یہ ہے کہ یا تو کہا جائے گا کہ یہ باتیں ان بزرگوں نے کی ہیں ہی نہیں بلکہ یہ ان پر جھوٹ باندھا گیا ہے اور بصورت تسلیم یہ ان سے غلطی ہوئی ہے اور اس طرح کی شطیحات کا صدور ان سے حالت سکر یا غلبہ حال یا مقام فناء میں ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کی قوت تمیز ختم ہو جاتی ہے یا پھر بہت کمزور ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے اور سکر ایک لذت ہے جو تمیز کے معدوم ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ ایک دوسرے مقام پر فناء اور بقاء کے مقام پر بحث فرماتے ہیں جو کہ غالباً تصوف کی اصطلاحیں ہیں اور کتاب اللمع فی التصوف میں حضرت شراج طوسی رحمہ اللہ نے اس پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ صوفیاء کے نزدیک جو لفظ "فناء" بولا جاتا ہے اس کے تین امور ہیں:

(1) "فناء القلب عن ارادة ما سوى الرب والتوكل عليه وعبادته فهذا حق صحيح وهو محض التوحيد والاخلاص" ⁽¹⁾۔

رب کے ارادہ کے سوا دل کو ہر چیز کے ارادہ سے فناء کرنا اور اسی کی عبادت اور اسی پر توکل کرنا پس یہ فناء حق اور صحیح ہے اور یہ خالص توحید اور اخلاص ہے۔

ایک دوسرے مقام پر علامہ ابن تیمیہ فناء کی اس قسم کو "فناء الكاملین" قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ انبیاء اور اولیاء کا فناء ہے اور یوں فناء کی اس قسم کو اسلام کا اول و آخر اور دین کا ظاہر و باطن بھی قرار دیتے ہیں۔ ⁽²⁾

(2) "فناء القلب عن شهود ما سوى الرب"۔

رب کے سوا قلب کو ہر چیز کے مشاہدے سے فناء کرنا۔

(1) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/362

(2) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/295

اور فناء کی اس قسم کو علامہ ابن تیمیہ "فناء القاصدین" کا نام دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یہ فناء اولیاء اور صالحین کا فناء ہے اور لکھتے ہیں:

"وهذا يحصل لكثير من السالكين، فانهم لفرط انجذاب قلوبهم الى ذكر الله وعبادته ومحبته وضعف قلوبهم من ان تشهد غير ما تعبد" (1)

یعنی یہ فناء سالکین کی کثیر تعداد کو حاصل ہوتا ہے بوجہ ان کے قلوب کے اللہ کے ذکر اور اس کی محبت اور اس کی عبادت میں کثرت سے مشغولیت کے، اور ان کے قلوب کے غیر معبود کے ضعف شہود کے۔

اس سے دوسری قسم کے فناء کے متعلق دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"وفي هذا الفناء قد يقول انا الحق او سبحانه او ما في الجبة الا الله۔ وفي مثل هذا المقام يقع السكر الذي يسقط التمييز مع وجود حلاوة الايمان كما يحصل بسكر الحمر، وسكر عشيق الصور، وكذلك قد يحصل الفناء بحال خوف اور رجاء كما يحصل بحال حب فيغيب القلب عن شهود بعض الحقائق ويصدر منه قول او عمل من جنس امور السكاري وبي شطحات بعض المشائخ كقول بعضهم انصب خميتي على جهنم ونحو ذلك من الاقوال والاعمال المخالفة للشرع وقد يكون صاحبها غير مأثوم" (2)

(1) ابن تیمیہ فتاویٰ 5/295

(2) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/363

فناء کی اس قسم میں صوفی کبھی کبھی انا الحق، یا سبحانی ما اعظم شانہ، یا ما فی الجبۃ الا اللہ (قیس میں اللہ کے سوا کچھ نہیں) بھی کہہ دیتا ہے اور فناء کی اس قسم کے دخل میں وہ کیفیت سرور واقع ہوتی ہے کہ جو تمیز کو ساقط کر دیتی ہے باوجودیکہ صاحب سکرا ایمان کی مناس کو پاتا ہے اور یہ سکر اس طرح حاصل ہوتا ہے جیسا کہ شراب پینے والے کو نشہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خوبصورت تصویروں کو دیکھنے والے کو سکر حاصل ہو جاتا ہے اور اسی طرح خوف یا رجاہ کی حالت کے ساتھ بھی فناء حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ "حالت" حب کے ساتھ حاصل ہوتا ہے پس اس حالت میں قلب بعض حقائق کے شہود سے عاجز آ جاتا ہے تو اس حالت میں اس سے نشہ و مستی کے امور سے کوئی قول یا کوئی فعل صادر ہو جاتا ہے اور اس کو بعض مشائخ کی "شطحیات" کہتے ہیں جس طرح مشائخ میں سے بعض نے کہا میں اپنا خیر جہنم پر نصب کروں گا اور اس کی مثل دیگر ایسے اقوال و اعمال جو شریعت کے مخالف ہیں تختہ ان شطحیات کا مرکب شخص مکتہ کار نہیں ہوتا۔

"و یحکم علی ہؤلاء ان احذہم اذا زال عقلہ بسبب غیر محرم فلا جناح علیہم فیما یصدر عنہم من الاقوال والافعال المحرمة بخلاف ما اذا کان سبب زوال العقل والغلبۃ امرًا محرماً" (۱)

اور ان شیطیات کے حوالے سے صوفیاء پر یہ حکم لگے گا کہ اگر ان میں سے کسی بھی شخص کی عقل کسی مباح و جائز سبب سے زائل ہو گئی تو ان سے حرام اقوال و اعمال کے صادر ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی گناہ نہیں ہو گا بخلاف اس کے کہ اگر ان کی عقل کسی حرام چیز (فحشیات وغیرہ) کے استعمال سے زائل ہو گئی یا وہ مغلوب ہو گیا تو اس وجہ سے اس پر گناہ لازم آئے گا۔

(3) "فناء عن وجود السوی بمعنی انه یری ان الله هو الموجود وانه لا وجود لسواء۔"

فناء کی تیسری قسم اللہ کے سوا ہر چیز کے وجود کا فناء اس کا یہ معنی ہے کہ وہ سالک یہ دیکھے موجود صرف اللہ ہے اور اس کے سوا کسی کا وجود نہیں ہے۔

علامہ ابن تیمیہ فناء کی اس قسم کو "فناء المتناقضین والصلحیین" کا نام دیتے ہیں۔^(۱) اور علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا فناء رکھنے والے کہتے ہیں کہ خالق کا وجود ہی مخلوق کا وجود ہے اور رب اور عبد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ علامہ صاحب اس فناء کو اتحاد و طول قرار دیتے ہیں اور اس کو ضلال و زندقیت قرار دیتے ہیں۔

اور علامہ ابن تیمیہ نے تیسری قسم کے صوفیاء میں ان لوگوں کو شمار کیا ہے جنہیں وہ مقصود کہتے ہیں اور ان کو شریعت کا تارک و باغی قرار دیتے ہیں ان لوگوں میں انہوں نے ابن مقصور الطحطاوی رحمہ اللہ (متوفی 390) اور محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ (م 638) اور صدر الدین توتوی رحمہ اللہ (672) اور امام تلمسانی رحمہ اللہ (م 690) جیسے لوگوں کو شامل کیا ہے۔

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ 5/366

علامہ ابن تیمیہ کا ان مذکورہ صوفیاء کو اس تیسری قسم میں شامل کرنے کی وجہ ان ہستیوں کا نظریہ "وحدۃ الوجود" ہے۔ جبکہ علامہ ابن تیمیہ نے اس نظریہ کا رد کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کی تصانیف کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ابن تیمیہ اس نظریہ کو "اتحاد" اور "حلول" پر محمول کرتے ہیں۔ اور اس بناء پر وہ قائلین پر سخت نکیر کرتے ہیں جبکہ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو حضرات صوفیاء "وحدۃ کا قول کرتے ہیں اتحاد کا یا حلول کا نہیں بلکہ وہ تو اتحاد و حلول کی جگہ جگہ تردید کرتے نظر آتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کو اس مقام پر یقینی غلطی لگی ہے۔ تاہم ہمارا موضوع وحدۃ الوجود نہیں۔^(۱) شطیحات ہے۔ اور اب اگر علامہ ابن تیمیہ کی مذکورہ عبارات پر نظر ڈالی جائے تو چند امور سامنے آتے ہیں:

1. علامہ ابن تیمیہ مطلقاً تصوف اور صوفیاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ ان کے نزدیک اسلامی تصوف عین قرآن و سنت کی تعلیمات اور عین اسلام ہے۔
2. علامہ ابن تیمیہ تمام صوفیاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بیشتر کی بے حد تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔
3. اولیاء و صوفیاء میں سے کچھ لوگ صاحب سکر و مستی ہوتے ہیں اور ان کو فناء کا عارضہ لاحق ہوتا ہے جس کے باعث وہ معذور ہوتے ہیں۔
4. حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے شطیحات صادر ہوئیں اس کے باوجود وہ معذور ہیں اور اللہ کے ولی اور مشائخ اسلام ہیں۔

(۱) مسئلہ وحدۃ الوجود کو سمجھنے کیلئے فقیر کا سالہ بنام "وحدۃ الوجود اور شیخ ابن عربی

وعلامہ ابن تیمیہ کا مطالعہ فرمائیں۔

5. صوفیاء پر جب غلبہ حال اور حالت سکر طاری ہو اس وقت وہ کپڑے تک پھاڑ ڈالتے ہیں اور عجیب عجیب حرکتیں ان سے سرزد ہوتی ہیں ایسی صورت میں ان کا انکار نہ ہو گا بلکہ ان کو ان کے حال پر چھوڑا جائے گا۔
6. صاحب حال لوگوں سے اعلانیہ نماز ترک ہو جاتی ہے اس کے باوجود وہ مطعون نہ ہوں گے اور ان کے مقام قرب و ولایت میں کمی نہیں آئے گی۔
7. بعض لوگوں پر جب غلبہ خوف یا کیفیت محبت طاری ہو جائے تو وہ "ننگے" ہو کر بھی دلی ہی رہتے ہیں اور ایسے لوگوں پر طعن درست نہیں۔
8. ایسے صاحب حال لوگوں سے بعض اوقات حرام کام بھی صادر ہو جائے تب بھی وہ دلی ہی ہیں ان پر انکار نہیں کیا جائے گا۔
9. علامہ ابن تیمیہ نے بہت سارے صوفیاء کی شطیحات کو ذکر کرنے کے باوجود ان پر اعتراض یا انکار نہیں کیا بلکہ بعض جگہ تاویل کی اور صاحب شیطا کو معذور قرار دیا۔
10. ایسے صاحب حال لوگ کبھی کبھی داڑھی تک منڈوا دیتے ہیں اور لوگ انہیں پاگل سمجھ کر پاگل خانے لے جاتے ہیں حالانکہ وہ نشہ عشق الہی میں سرمست ہوتے ہیں۔
11. حضرت شبلیؒ اور ان جیسے صاحب شیطا اور صاحب حال لوگ عند اللہ بخشتے ہوئے ہیں، ماجور ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی افعال کیوں نہ سرانجام دیں جبکہ ایسے لوگوں کی اقتداء جائز نہیں۔
12. حالت سکر بوجہ "فناء" کے طاری ہوتی ہے اور دو طرح کا فناء، محمود ایک قسم کا فناء، ممنوع ہے۔

13. فناء کی وجہ سے تمیز زائل ہو جاتی ہے جس کے باعث شریعت کا قلم اٹھ جاتا ہے اور ایسا ہونا معیوب نہیں بلکہ محمود ہے۔

14. صاحب حال صوفی سے کتنے ہی محرمات کا صدور کیوں نہ ہو اس پر گناہ نہیں بلکہ اسے حلاۃ ایمان نصیب ہوتی ہے۔

امام محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ اور شطیحات صوفیاء

امام غزالی (متوفی 505ھ) کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ عالم اسلام کی متفقہ شخصیت ہیں۔ آپ صوفیائے کرام پر طاری ہونے والی حالتِ سکر اور حقیقتِ شمع پر بحث کرتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

”العارفون بعد العروج الى سماء الحقيقة اتفقوا على انهم لم يروا في الوجود الا الواحد الحق. لكن منهم من كان له بذه الحال عرفانا علميا ومنهم من صار له ذالك حالا فوقا. وانتفت عنهم الكثرة بالكلية واستغرقوا بالفرسانية المحضنة والستوفيت فيها عقولهم فصاروا كالمبهوتين فيه ولم يبق فيهم متسع للذكر غير الله ولا لذكر انفسهم ايضا. فلم يكن عندهم الا الله، فسكروا سكرًا دفع دونه سلطان عقولهم، فقال احدهم انا الحق وقال الاخر سبحاني ما اعظم شائي وقال آخر ما في الجبة الا الله وكلام العشاق في حال السكر يطوى ولا يحكى. فلما خف عنهم سكرهم وردوا الى سلطان العقل الذي هو ميزان الله في ارضه عرفوا ان ذالك لم يكن حقيقة الاتحاد بل شبه الاتحاد مثل قول العاشق في حال فرط عشقه انا من اهوى ومن اهوى انا ولا يبعد ان يفاجئ الانسان امرأة فينظر فيها ولم يرا المرأة قط فيظن ان الصورة التي رآها هي صورة المرأة متحدة بها ويرى الخمر في الزجاج فيظن ان الخمر لون الزجاج واذا صار ذالك عنده مألوفًا ورسخ فيه قدمه استغفر وقال:

رق الزجاج وراقت الخمر فتشابهها فتشاكل الامر
فكانما خمر ولا قدح وكانما قدح ولا خمر

و فرق بین ان يقول: الخمر قدح، وبين ان يقول: كانه قدح۔
 وهذه الحالة اذا غلبت سميت بالاضافة الى صاحب
 الحالة فناء بل فناء الفناء لانه فنى عن نفسه وفنى عن
 فناء، فانه ليس يشعر بنفسه في تلك الحال ولا يعدم
 شعوره بنفسه ولو شعر بعدم شعوره بنفسه لكان قد شعر
 بنفسه۔ وتمى هذه الحالة بالاضافة الى المستغرق به
 بلسان المجاز "اتحادا" او بلسان الحقيقة توحيدا۔ ووراء
 هذه الحقائق ايضا اسرار بطول الخوض فيها۔⁽¹⁾

عارفان الہی حقیقت کے بلند یوں کی طرف عروج پانے کے بعد اس بات
 پر متفق ہیں کہ انہوں نے وجود میں سوائے ذات حق کے اور کوئی نہیں
 دیکھا۔ لیکن ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہیں اس حالت میں عرفان
 علمی حاصل ہوتا ہے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کی حالت ذاتی
 و مالی ہوتی ہے۔ ان سے کثرت بالکل ختم ہو جاتی ہے اور وہ فردانیت
 محض میں غرق ہو جاتے ہیں اور ان کی اس حالت میں ان کی عقلیں فوت
 ہو جاتی ہیں تو وہ مبہوت لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس حالت
 میں ان کے ہاں نہ تو اللہ کے سوا کسی چیز کے ذکر کی گنجائش رہتی ہے اور
 نہ ہی انہیں اپنا آپ یاد رہتا ہے۔ ان کے ہاں اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں
 ہوتا تو اس حالت میں وہ نشہ عشق (حالت سکر) میں مبتلا ہو جاتے ہیں
 جس سے ان کی عقلیں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں تو پھر ان میں سے ایک

"انا الحق" کہتا ہے تو وہ سرا "سبحانی ما اعظم شانی" اور ایک اور بولتا ہے "ما فی الجبۃ الا اللہ" (جب میں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں)۔ خدا کے عاشقوں کے حالتِ سکر میں کئے گئے کلام (شعری) کی پردہ پوشی کی جائے گی اس کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کیا جائے گا۔ پس جب ان نشہ عشق الہی دالوں سے ان کا سکر کم ہوتا ہے اور وہ اپنے شعور و عقل کی طرف لوٹتے ہیں وہ عقل کہ جو اللہ کی زمین میں اس کا میزان ہے تو وہ جان لیتے ہیں کہ ان کا وہ کلام "اتحاد کی حقیقت" نہ تھا بلکہ اس میں تو اتحاد کا محض شبہ پایا جاتا تھا حالتِ عشق کے افراط کے وقت ایک عاشق کے کئے گئے کلام کی مثل کہ جس نے کہا تھا: "میں وہ ہوں جسے چاہتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں میں ہوں" اور ایسا بعید نہیں ہے کیونکہ انسان جب اچانک آئینے کے سامنے آئے اور اس میں دیکھے تو وہ بالکل آئینے کو نہیں دیکھتا پس وہ گمان کرتا ہے کہ وہ صورت جو اس نے دیکھی ہے وہ آئینے کی صورت اس کے ساتھ "متحد" ہے اور یونہی وہ شیشے (کے گلاس) میں شراب کو دیکھتا ہے تو وہ گمان کرتا ہے کہ شراب شیشے کا رنگ ہے اور جب وہ حالت اس کی پسندیدہ ہو جاتی ہے اور اس میں اس کا قدم راسخ ہو جاتا ہے تو پھر استغفار کرتا ہے اور (اتحاد سے تشبیہ کی طرف لوٹتا ہے اور) کہتا ہے:

"گلاس بھی رقیق ہے اور شراب بھی رقیق ہے اور دونوں آپس میں مشابہ ہیں اور ان میں فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے گویا کہ شراب ہے اور

پیالہ نہیں اور گویا کہ پیالہ ہے اور شراب نہیں ہے اور الخمر قدح (شراب پیالہ ہے) اور کافہ قدح (گویا کہ وہ پیالہ ہے) کہنے میں بڑا فرق ہے۔ (جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں) اور جب اس حالت سکر کا غلبہ ہو تو صاحب حالت کی طرف اس کی نسبت کرتے ہوئے اس کا نام فناء رکھا جاتا ہے بلکہ "فناء الفناء" اس لئے کہ وہ اپنے نفس سے بھی فانی (بے خبر) ہے اور اپنے فناء کے مقام سے بھی۔ پس بے شک وہ صاحب حال اپنے آپ کا شعور بھی اس حالت میں نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کو اپنے نفس کے عدم شعور کا شعور ہوتا ہے اس لئے کہ اگر وہ اپنے نفس کے عدم شعور کا شعور رکھے تو پھر تو اسے نفس کا شعور بھی ہو گا۔ اس حالت سکر میں مستغرق شخص کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس حالت کا نام زبان مجاز میں اتحاد ہے اور زبان حقیقت میں اس کا نام "توحید" ہے اور ان حقائق کے علاوہ اور اسرار بھی ہیں کہ جن میں کافی نظر کرنا پڑتا ہے۔

غور فرمائیں! امام غزالی رحمہ اللہ نے صوفیاء سے صادر ہونے والی شطیحات کا سبب ان کی حالت سکر کو قرار دیا ہے اور صاف صاف لکھ دیا ہے کہ نشہ عشق الہی میں ان عاشقانِ جلوہ ازلی رحمہم اللہ کی لوحِ دماغ چٹخ چکی ہوتی ہے اور وہ مقام فناء پر فائز ہو کر اس طرح کا کلام کرتے ہیں اور یہ کہ ان کا کلام بظاہر اتحاد پر مبنی نظر آتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ نظر کے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں جہاں ان کے نظروں سے مجاز کے پردے اٹھ چکے ہوتے ہیں اور وہ حقیقت بین نگاہوں

سے مقام فناء پر فائز ہو کر انا الحق جیسی صدا کی بلند کر دیتے ہیں۔ اور ان کا ایسا کہنا مردود نہیں بلکہ محمود ہے۔

امام عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء:
امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) علم و عمل کی دنیا کا
انٹ نام ہے۔ حافظ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 748ھ) نے آپ کو امام، زاہد، قدوس، استاذ،
صوفی اور مفسر کے القاب سے یاد کیا ہے۔^(۱)

آپ شیخ ابو علی الدقاق نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 406ھ) کے شاگرد اور مرید تھے۔ حافظ
ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 630ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:
"کان اماماً، فقیہاً، اصولیاً، مفسراً، کاتباً ذا فضائل
جمعة"۔^(۲)

یعنی ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ امام، فقیہ، اصولی، مفسر، کاتب اور گونا گوں
اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت محدث نے آپ کی جلالت شان یوں بیان کی ہے:
"آپ یگانہ روزگار، فقیہ، اصولی، محقق، مکلف، عالی مرتبت، محدث، حافظ، مفسر، مقنن،
نحوی، ماہر لغات، لغت و زبان پر دسترس رکھنے والے ادیب، کاتب اور شاعر تھے۔ خط میں

(۱) سیر اعلام النبلاء جلد ۱۱ صفحہ 487

(۲) الکامل فی التاریخ جلد ۱۰ صفحہ ۸۸

بہت خوبصورتی اور نفاست تھی بہادر، دلیر، گھڑ سواری اور اسلحہ کے استعمال کے ماہر تھے، آپ کے ہم عصر اس بات پر متفق ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے سردار اور امام وقت تھے۔^(۱) امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کے مقام فناء اور اس حالت میں ان سے صادر ہونے والے کلام کے متعلق لکھتے ہیں:

"تم دیکھتے ہی ہو کہ ایک آدمی کسی دبدبہ والے شخص کے پاس جاتا ہے تو مارے خوف کے وہ اپنے آپ اور مخلوق سے غافل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ اس ذی حشمت و دبدبہ انسان سے بھی غافل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس مجلس سے چلے آنے کے بعد اہل مجلس کے بارے میں، اس مجلس کے بارے میں اور خود اس کی ذات کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ کسی شے کے بارے میں بتانے سے عاجز دکھائی دیتا ہے، یونہی جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "قلعما راینہ اکبرنہ وقطعن اییدیہن" (سورۃ یوسف آیت 31) (جب ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی بڑائی بتائی اور اپنے ہاتھ کاٹ لیئے) حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی بے خودی میں انہیں کاٹنے پر دردِ عالم محسوس نہ ہوا حالانکہ عورتیں سب سے کمزور ہوتی ہیں، وہ بول اٹھیں "ماہذا بشرًا" (کہ یہ بشر نہیں ہیں) حالانکہ وہ تو بشر تھے اور بھر کہنے لگیں "ان ہذا الا ملک کریم" (یہ تو فرشتہ ہیں) حالانکہ وہ فرشتہ نہ تھے۔

یہ تغافل تو ایسا ہے جو ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے تعلق کی بناء پیدا ہو گیا تھا اور جب کسی کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہو اور حال یہ ہو کہ ایسے وقت میں اپنی ذات اور مخلوق خدا کے احساس سے بھی غفلت میں پڑا ہو تو اس میں تعجب کی کیا ضرورت؟ چنانچہ جو اپنے جہل کی بناء پر فقاہو گیا وہ

علم کے لحاظ سے باقی رہا، جو اپنی خواہشات سے فنا ہو گیا وہ اللہ سے رجوع کی بناء پر باقی رہا، جو اپنی رغبت سے فنا ہوا وہ اپنے ظاہر میں باقی رہا اور جو اپنی آرزو سے فنا ہو گیا وہ اپنے ارادہ سے باقی رہا اور ایسے ہی دوسری صفات کا قیاس کرتے جاؤ اور جب انسان اس مذکورہ طریقے پر فنا ہو جاتا ہے تو وہ ترقی کرتے ہوئے ایسے درجے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی فنا تک کو، سمجھنے سے عاجز ہوتا ہے۔" (۱)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے واضح ہوا کہ جب کوئی بندہ مخلوق کے حسن میں مگن ہو تو وہ اپنی ذات و صفات سے بے خبر ہو جاتا ہے تو جلوہ ذات الہی میں محو و مگن ہونے والے صوفی کی کیا حالت ہوگی، چنانچہ یہی وہ مقام ہوتا ہے کہ جس پر پہنچ کر صوفی ایسا کلام کر بیٹھتا ہے جو ظاہر شریعت پر درست نہیں ہوتا تاہم اس کی اس کیفیت سے اس کا معذور ہونا واضح ہے۔ اسی طرح امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ پر صوفیاء کی حالت سکر کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

- "غائبوں کے دلوں پر غیبت میں خوف اور امید کے تقاضوں کا غلبہ ہوتا ہے اور سکر و وجد والوں پر طاری ہو جاتا ہے، چنانچہ جب جمال الہی کھلتا ہے تو صوفی سکر کی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے، روح کو خوشی ہوتی ہے اور دل میں حیرانی ہوتی ہے، یہ اشعار اسی موقع پر پڑھتے ہیں:
- میرے کلام کرنے پر تمہارا ہوش میں آ جانا، مکمل وصل ہوتا ہے اور میری نگاہوں سے تمہاری مستی شربخوری کو حلال قرار دے دیتی ہے۔
 - لوگ تو پیالے کے گھونٹنے سے مست ہو گئے لیکن میں ساقی کو دیکھ کر مست ہو گیا۔

- میری مستی دو طرح کی ہے اور میرے دوستوں کے لئے مستی ایک ہی قسم کی ہے مجھے اس میں خصوصیت حاصل ہے۔
- مستیاں تو دو طرح کی ہیں، ایک عشق کی اور ایک شراب کی اور جسے دو قسم کی مستی حاصل ہو، وہ ہوش میں کب آئے گا؟^(۱)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور شطیحات اولیاء:

مشہور محدث اور مفسر حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت علمی اور مقام و منزلت کے عروج سے کون نقص ہے جو واقف نہیں ہے۔ آپ وہ خوش نصیب ہیں کہ جنہیں ایک سو سے زائد مرتبہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا ہے۔^(۲) آپ اکابرین صوفیاء کے شطیحات کے متعلق رقمطراز ہیں:

"قلت ما نقل ونسب الى المشايخ رضى الله تعالى عنهم مما يخالف العلم الظاهر فله محامل: الاول انا لا نسلم نسبتہ اليهم حتى يصح عنهم، والثاني: بعد الصحة يلتبس له تاويل يوافق فان لم يوجد له تاويل قيل: لعل له تاويلا عند اهل العلم الباطن العارفين بالله تعالى، والثالث: صدور ذالك عنهم في حال السكر والغيبة والسكران سكرًا مباحًا غير مواخذ لانه غير مكلف في

(۱) الرسالة القشيرية صفحہ 131

(۲) افاضات اليومیہ جلد 4، جلد 5، جلد 7

ذالک الحال فسوء الظن بهم بعد هذه المعارج من عدم التوفيق"۔^(۱)

میں (جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں کہ مشائخ رحمہم اللہ کی طرف ان باتوں میں سے جو کچھ منسوب اور منقول ہے جو کہ علم ظاہر کے خلاف ہے تو اس کے محال ہیں: (۱) یہ کہ ہم ان باتوں کی نسبت ان اکابرین کی طرف تسلیم ہی نہیں کرتے یہاں تک کہ ان سے ان باتوں کی صحت ثابت نہ ہو جائے۔ (۲) جب ان (شطیاتیات) کی صحت ان سے ثابت ہو جائے تو اس کی ایسی تاویل تلاش کی جائے گی جو کہ علم ظاہر کے موافق ہو۔ اگر ان کی تاویل نہ مل سکے تو کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ ان کی تاویل باطن کا علم رکھنے والے، اللہ کی معرفت رکھنے والوں کے پاس موجود ہو۔ (۳) ممکن ہے کہ ان شطیاتیات کا صدور ان سے حالت سکر اور حالت غیبت میں ہوا ہو۔ اور امر مباح سے حالت سکر میں مبتلا ہونے والوں کا مواخذہ نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اس حالت میں وہ صاحب سکر غیر مکلف شرعی ہوتا ہے۔ اب جبکہ یہ محال موجود ہیں تو ان محال کے بعد ان اہل اللہ رحمہم اللہ سے سوء ظن رکھنا توفیق نہ ملے گی کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

غور فرمائیں: امام جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ نے اہل اللہ کی شطیاتیات کی بابت کس قدر احتیاط سے کام لینے کی ہدایت کی ہے۔ اور آپ کا یہ قول کہ "اگر ان شطیاتیات کی تاویل نہ

مل سکے تو کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ ان کی تاویل باطن کا علم رکھنے والے اہل معرفت کے پاس موجود ہو۔" کس قدر جہنی برا احتیاط اور اقرب الی الحقیقہ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بالکل متن بات کی ہے جو کہ ہمارا مدعا ہے اور ان کے اس کلام میں مزید کسی تفصیل اور حاشیہ کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور شطیحیات صوفیاء :

اسی طرح مشہور محدث علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (974ھ) صوفیاء کے "شطیحیات" کی بابت اپنا اظہار خیال یوں فرماتے ہیں:

"ان ذالك وقع منهم في حالة السكر والغيبة الناشين عن الفناء في المحبة والشهود بموارد الاحوال والمزعجة للقلب الآخذ له من صحوه وتمييزه الا ترى ان بعض الهموم او الواردات الدنيوية اذا وردت على القلب اذ بهتته، واذ بهت تمييزه لشدة تمكثها منه واستغراقه في فكره وخطرها، فانه اذا كان هذا في الامور السافلة التي لا تقاوم جناح بعوضة فكيف بواردات الحق على القلوب ولواعج المحبة المذبذبة عن كل مطلوب ومرغوب وعوالم الملكوت المنكشفة لهم في منازلهم ومشاهدة عجائب القدرة في ترقياتهم، فان ذالك لا يبقى في القلب شعورا ولا تمييزا، بل يصير صاحبه كالسكران الثمل، فحينئذ ينطق بمارسخ في خلده قبل، ويرجع بطبعه قهرا عليه الى مكان يلحظه ويعول عليه، فينطق لسانه بطبق تلك الاحوال، لكن بعبارات لا يقصد بها ما يوسعه ظاهرها في

اتحاد او حلول او انحلال، فتامل ذالک و عول علیہ تسلیم
 وکل سکر نشاء عن سبب جائز فصاحبہ غیر مکلف"۔^(۱)
 یعنی یہ شطیحات ان صوفیاء کرام رضی اللہ عنہم سے اس حالت سکر و مستی میں
 صادر ہوتی ہیں جو اللہ کی محبت میں اپنے آپ کو فناء کرنے اور ان احوال
 کو دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے جو احوال دل کو مشغول رکھنے والے اور اس
 محو و تمیز سے نکالنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ بعض غم یا دنیوی
 پریشانیاں جب دل پر وارد ہوتی ہیں تو دل کو غافل کر دیتی ہیں اور غموں کی
 شدت اور ان کی فکر میں ڈوبتا اس سے تمیز کی قوت کو زائل کر دیتا ہے۔ تو
 پس جب یہ دنیاوی معمولی امور کا معاملہ ہے کہ جو پچھڑ کے پر کے برابر
 بھی نہیں تو دلوں پر حق کے واردات کے معاملہ کی کیا شان ہوگی۔ جبکہ
 محبت ہر مطلوب و مرغوب اور عوالم ملکوت سے اندھا کر دیتی ہے اور ان
 عشاق جلوہ ازی کے لئے ان کی منازل اور ان کی ترقی درجات میں ان
 کے عجائب قدرۃ کے مشاہدہ کو ان پر منکشف کر دیتی ہے۔ جس کی
 بدولت ان کے دل میں شعور اور تمیز باقی نہیں رہتی بلکہ یہ صاحب حال
 اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو شراب کے نشے میں مست و مخمور ہو۔ پھر
 وہ صاحب حال وہ بولا ہے جو ازل سے اس کے دل میں راسخ ہوتا ہے وہ
 صاحب حال اپنی طبیعت کے جوش کے سبب اس مکان کی طرف رجوع
 کرتا ہے جس کو وہ ملاحظہ کر رہا ہوتا ہے جس حال پر اس کا دارد و مدار

ہوتا ہے پس اس کے نتیجے میں اس کی زبان سے حقیقی احوال کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن ان الفاظ کی اداسگی سے اس کا ظاہری معنی یعنی اتحاد طول یا انحلال مراد نہیں ہوتا کہ ظاہر میں جس کا وہم آتا ہے۔ پس تو اس پر غور کر اور اس پر قائم رہ تاکہ تو سلامت رہ سکے اور ہر وہ حالت سکر جو جائز سبب سے پیدا ہو اس میں صاحب حال قابل مواخذہ نہیں ہوتا۔

اب غور کریں! امام ابن حجر رحمہ اللہ صاحب حال لوگوں کی حالت سکر و مستی اور ان کے واردات قلبی کو کس حسین پیرائے میں بیان فرما رہے ہیں۔ آپ اگر چاہتے تو یک جنبش قلم لکھ سکتے تھے کہ کلام کے ظاہری معنی کو دیکھ کر فتویٰ اے دیا جائے اور ان صاحبان حال نہ شرعی مواخذہ ہو۔ اس کے برعکس امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کی زبان پر جاری ہونے والے کلام کی بابت ارشاد فرمایا کہ ان کی زبان پر جاری ہونے والے الفاظ سے ان کا ظاہری منہل و اتحاد و انحلال والا معنی مراد نہیں ہوتا۔ اور پھر امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ جملہ ہمارے مدعا کے عین مطابق ہے "فتامل ذالک و عول علیہ تسلم" اس بات پر غور و فکر کرو اور اس پر قائم رہو تاکہ سلامت رہ سکو۔

صاحب حال و سکر و مستی کی کیفیت سے کیف لوگوں کے شطیحات کے حوالے سے امام مذکور رحمہ اللہ تادیل کرتے ہوئے رقم فرماہیں:

"ان قلک الکلمات حکایۃ عن حضرة الحق ونطق عما یلیق، وما شاہدوہ من انوارہا وغلبۃ التجوز فی نحو ذالک من مقامات المحبة والعبودية والقرب یبسط لہم العذر، ویرفع عنہم الاصر من اعتمد ہذا انہما لک الشہاب السہروردی المجمع علی امامتہ فی العلوم الظاہرة والباطنة فی عوارفہ حیث قال: وما حکى عن ابی یزید

ص من قوله سبحانه حاشا الله ان يعتقد في ابي يزيد ان يقول مثل ذلك الاعلى معنى الحكاية عن الله تعالى، قال: وذلك مما ينبغي ان يعتقد في الحلاج رحمه الله في قوله: انا الحق"۔^(۱)

یعنی اولیاء کی شمع کے کلمات (سبحانی ما اعظم شانی، وانا الحق وغیرہ) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام کی حکایت ہیں اور خود ذات پاک اپنی شان کے لائق کلام فرما رہی ہوتی ہے اور صوفیاء جب انوار حضرت حق ﷺ کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کے مقامات محبت اور عبودیت اور قرب کی وجہ سے ان پر غلبہ حال کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ شرعاً معذور قرار پاتے ہیں اور ان سے قلم شریعت کا بوجھ اٹھ جاتا ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے اس مسلک پر اعتماد کیا ہے اور یہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کے علوم ظاہری و باطنی کا امام ہونے پر اجماع ہے اور انہوں نے مذکورہ بات اپنی کتاب عوارف المعارف میں ذکر کی ہے اور وہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے قول "سبحانی ما اعظم شانی" کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حاشا للہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت بایزید رحمہ اللہ کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا جائے کہ انہوں نے یہ بات اپنی طرف سے کی ہے مگر ہاں یہ کہ انہوں نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکایت کے طور پر ارشاد فرمائی

ہے اور مناسب یہ ہے کہ ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ کے قول
"انا الحق" کے بارے میں بھی یہی اعتقاد رکھا جائے۔

لب غور فرمائیں! علامہ کی رحمۃ اللہ تعالیٰ اولیاء کی زبان سے جاری ہونے والے کلمات کہ جن میں صوفی "سبحانی، انا الحق" جیسے جملے کہہ رہا ہے کو اللہ کے کلام کی حکایت قرار ہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان اہل اللہ کی زبان پر جو جملے جاری ہوئے یہ انکا اپنا کلام نہیں ہے بلکہ ان کی زبان سے کلام الہی جاری ہوا۔ یہ بات حیران کن ہے کہ یہ کلمات کلام الہی کی حکایت کس طرح ہو سکتے ہیں تو شاہ اسماعیل دہلوی کے مقولہ بالا جملے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ:

خبردار! ہرگز اس معاملے پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ سے ندائے "انی انا اللہ رب العالمین" صادر ہوئی تھی پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہ کا نمونہ ہے اگر "انا الحق" کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور جب کہ یہ بھی روایت سے ثابت "ولسانہ الذی یتکلم بہ" (۱)

کہ اللہ ان اولیاء علیہم السلام کی زبان بن جاتا ہے جن سے وہ بولتے ہیں تو پھر یہی کہا جائے گا کہ یہاں خود خدائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہوئی ہے۔ اور پھر علامہ ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ کا اس نقطہ نظر کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سند الاولیاء اور عالم ربانی ہیں کا مسلک قرار دینا ہمارے موقف کی مزید تائید کرتا ہے کہ اہل اللہ کو ان کے مقام کے پیش نظر بہر

صورت بچائیں گے اور ان کے شطیحات پر شرعی گرفت سے گریز کیا جائے گا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

اور مزید یہ کہ مذکورہ نظریہ ان کا اپنا مسلک نہیں بلکہ فرماتے ہیں اولیاء کی شطیحات کے بارے میں مذکورہ مسلک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جو انہوں نے ابن منصور الحلّاج رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اور ابن منصور الحلّاج رحمۃ اللہ علیہ کے لئے انتہائی کافی ہے کہ سلطان الاولیاء حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا اللہ کا ولی انہیں معذور قرار دے کر ان کی شطیحات کی تاویل فرما رہا ہے اور پھر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے بھی ابن منصور الحلّاج رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اور شطیحات کا جواب دیا ہے اور اس کو اچھے معنی پر محمول کیا ہے۔⁽¹⁾

اور پھر یہی علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، حسین بن منصور الحلّاج رحمۃ اللہ علیہ کی شطیحات "انا الحق" کی بابت فرماتے ہیں:

"ان ما صدر انما کان فی حال سکرہ وغیبہ"۔⁽²⁾

یعنی آپ سے جو کلام بھی خلاف شرع صادر ہوا وہ حالت سکر و مستی میں تھا۔

(1) فتاویٰ حدیثیہ 413

(2) فتاویٰ حدیثیہ 414

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شطیحات اولیاء:

اسی طرح شطیحات کی بابت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ غیر مقلدین وہابی حضرات کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں ^(۱) اور وہابی حضرات ان کو تسلیم کرتے ہیں

(۱) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلدین اہل حدیث بھی لہذا بزرگ مانتے ہیں:

• کتاب "تاریخ اہل حدیث" صفحہ 444 پر مولانا براہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلا اختلاف عالم باطل، عارف کامل، جامع کمالات ظاہری و باطنی اور گیارہویں صدی کے مسلم مجدد ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: آپ رد بدعات و اصلاح رسوم شرکیہ میں مصروف رہے۔ آپ کا نام عام طور پر مجدد صاحب مشہور ہو گیا اور آپ مجدد الف ثانی یعنی گیارہویں صدی کے مجدد کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

• نور صغیر میں اہل حدیث کی آمد "صفحہ 25 پر محمد اسحاق بھی صاحب لکھتے ہیں: شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور قاضی شام اللہ پانی پتار رحمہم اللہ اپنے اپنے وقت میں مقتدات سے تھے۔

• "ہدیۃ العہدی" صفحہ 51 پر نواب وحید الزمان صاحب رقمطراز ہیں: "اعتقادنا فی الشیخ الاجل مخی الدین بن العربی والشیخ احمد سرہندی انہما من صفوة عباد اللہ" یعنی وہاں مخی الدین لکن عربی اور شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ "دوروں میں صفوة عباد اللہ" ہیں۔

• کتاب "تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں" صفحہ 175 پر قاضی محمد اسلم سیف صاحب لکھتے ہیں: شیخ مجدد برلہ دست کتاب و سنت سے استفادہ کے علمبردار اور دائمی تھے حج بیت اللہ اور حرمین کی زیارت نے ان پر حدیث و سنت کا رنگ چڑھا دیا تھا۔ شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب و سنت کی اس زوردار تحریک سے جہاں بدعتیوں، رافضیوں، خدا اور سول

کے منکر دل اور دین کے دشمنوں کی کمر ٹوٹ گئی وہاں حدیث و سنت کا فریغ اسی خالص دینی تحریک کے برگ و بار ہیں۔ حضرت مجددِ مہدیؑ کی فکرانہ مساعی، جرات، حوصلہ، تحمل، استقامت اور اخلاص کی بدولت تقریباً ایک صدی تک ان کے اثرات زعمہ و باقی رہے۔

• "فتاویٰ ثنائیہ" جلد اول صفحہ 181 اور اس کے علاوہ پورے فتاویٰ میں تقریباً دو درجن سے زائد مقالات پر شاہِ احمد تیسری صاحب نے مجددِ صاحبِ مہدیؑ کے کتبوبات کو بطور دلیل مسئلہ کے پیش کیا ہے۔

• "سیرۃ ثنائیہ" صفحہ 300 پر عبدالجید خادم سوہدروی صاحب خامہ فرماتے ہیں: ہندوستان میں اگرچہ توحید و سنت کی تبلیغ اور قرآن و حدیث کی اشاعت کا پرچم لہرایا جا چکا تھا اور اکثر بزرگانِ دین اس فرضِ بھر کی بجا آوری میں مصروف تھے چنانچہ حضرت مجددِ مہدیؑ رحمہ اللہ، مولانا سید احمد بریلوی، شاہِ دلی اللہ محدث دہلویؑ، شاہِ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الہی کے احیاء اور کتب و سنت کے بقائے کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔

• کتب "تحریک آزادی فکر" صفحہ 105 پر مولانا محمد اسماعیل سہلی صاحب حضرت مجددِ مہدیؑ کے حضور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں: مجددِ صاحبِ مہدیؑ کی مساعی نتائج و عواقب کے لحاظ سے آج کی سطح تحریکات سے کہیں زیادہ بھر گیر اور موثر تھیں۔ سیری دانست میں مجددِ صاحبِ مہدیؑ سے شروع ہو کر سید احمد شہید اور شاہِ اسماعیل شہید تک کام کی نوعیت یہی رہی۔

• شاہِ اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی کتب حقیقات میں صفحہ 87 پر مجددِ صاحب کو اربابِ شریعت و طریقت کا امام اور پیشوا قرار دیا ہے اور پوری کتب میں جگہ جگہ مجددِ مہدیؑ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے اس کے علاوہ دیوبندی حضرات کے ہاں مجددِ صاحبِ مہدیؑ کا قابلِ محبت بزرگ ہونا مسلمات میں سے ہے۔

آپ کے مکتوبات شریف میں عن الصادق علیہ السلام کی طرح:
 "آن را کہ شما خدا می دانید نزد ما محمد است و آن را کہ شما محمد می
 دانید نزد ما خداست۔"

یعنی جسے تم خدا جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد ہے اور جسے تم محمد جانتے ہو وہ
 ہمارے نزدیک خدا ہے۔

کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مخدوما! مثل این عبارت کہ مبینی از توحید و اتحاد
 است، در غلبات سکر کہ مرتبہ جمع است و معبر بہ کفر
 طریقت از مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم صدور می باید
 و امتیاز و الثنیت از نظر شان مرتفع می گردد و ممکن را
 عین واجب می یابند تعالیٰ بلکہ ممکن را نمی یابند و جز
 واجب تعالیٰ مشہود شان نمی مانند بر این تقدیر معنی آن
 عبارت این بود کہ امتیازی و الثنیتی کہ نزد شما در میان
 خدا جل و علا و در میان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
 حاصل است نزد ما آن امتیاز ثابت نیست و مغایرت نہ،
 بلکہ آن یکی کہ منزہ از یکی است نیز عین دیگر است،
 برگاہ از سایر ممکنات نسبت مغایرت مرتفع می گردد
 محمد رسول اللہ ا کہ مظهر اتم کمالات اوست تعالیٰ
 نسبت امتیاز او چگونہ ثابت بود؟

این دید مخصوص بہ مرتبہ جمع است و چون سالک از این
 مقام بلند رود و چشم از افراط سکر باز کشاید "محمد" را

بندہ یا بند و رسول او داند چنانچہ درابتدای دانست النہایۃ

ہی الرجوع الی البدایۃ شنیدہ باشند۔" (۱)

میرے مخدوم: اس قسم کی عبارتیں جو توحید و اتحاد کی خبر دیتی ہیں سر
کے غلبوں میں جو مرتبہ جمع ہے اور جس کو کفر طریقت سے تعبیر کرتے
ہیں۔ مثلاً قدس سرہم سے بہت صادر ہوتی ہیں اس وقت دولی اور تیز
ان کی نظر سے دور ہو جاتی ہے اور ممکن کو عین واجب معلوم کرتے ہیں
بلکہ ممکن کو پاتے ہی نہیں اور جب واجب کے سوا ان کو کچھ نظر نہیں آتا
اس صورت میں اس عبارت کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ امتیاز اور دولی جو
تمہارے نزدیک خدا تعالیٰ اور محمد اکے درمیان ہے، ہمارے نزدیک وہ
امتیاز اور مغایرت ثابت نہیں بلکہ وہ ایک جو ایک ہونے سے بھی منزہ
ہے دوسرے کا عین ہے جب تمام ممکنات سے مغایرت کی نسبت دور
ہو جائے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ جو حق تعالیٰ کے کلمات کا مظہر اتم
ہیں ان کے امتیاز کی نسبت کس طرح ثابت رہے یہ دید مرتبہ جمع کے
ساتھ مخصوص ہے۔ جب سالک اس مقام سے بلند چلا جاتا ہے اور سر کی
افراط سے آنکھ کھولتا ہے تو محمد ﷺ کو بندہ پاتا ہے اور اس کا رسول
جانتا ہے جیسے کہ ابتداء میں جانتا تھا۔ (النہایۃ ہی الرجوع الی
البدایۃ، نہایت، ہدایت کی طرف رجوع کرنا ہے) آپ نے سنا ہو گا۔

اب غور کریں: عین التناہدہ انی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بات بالکل خلاف شریعت ہے اس کے باوجود حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے مقام ولایت کے پیش نظر ان پر فتویٰ کفر نہیں لگا رہے بلکہ اس شعلہ کی تاویل کرتے ہوئے اس کا بھرپور جواب دیا ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن منصور الحلاج رحمۃ اللہ علیہ کے قول "انا الحق" اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے نعرہ "سبحانی ما اعظم شانی" کا جواب اپنے مکتوبات میں یوں دیے ہیں:

"پس اقوال بعضی از مشائخ کہ بہ ظاہر بہ شریعت حقہ، مخالف می نمایند وہ توحید وجودی بعضی مردم آنها را فرود می آرند، مثل قول ابن منصور الحلاج "انا الحق" و بایزید البسطامی "سبحانی" و امثال اینها، اولیٰ و انسب آن است کہ بہ توحید شہودی فرود باید آورد و مخالفت را دور باید ساخت۔ ہر گاہ ما سوای حق سبحانہ از نظر شان مختفی شد، در غلبہ آن حال بہ این الفاظ تکلم فرمودند و غیر از حق سبحانہ اثبات نمودند۔ معنای انا الحق آن است کہ حق است، نہ من۔ چون خود را نمی بیند اثبات نمی کنند نہ آنکہ خود را می بیند و آن را حق می گوید۔ این خود کفر است۔۔۔ و در سبحانی نیز تنزیہ حق است، نہ تنزیہ خود، کہ او بتمامہ از نظر او مرتفع شدہ است حکمی بہ او تعلق نمی گیرد و امثال این سخنان در مقام عین الیقین کہ مقام حیرت است بعضی را رو می دہد و چون از این مقام فی گذرانند وہ حق الیقین می رسانند،

از امثال این کلمات تعاشی می نمایند و از حد اعتدال

تجاوز نہ می فرمایند۔" (۱)

پس بعض مشائخ کے اقوال جو بظاہر شریعت مطہرہ کے خلاف نظر آتے ہیں اور بعض لوگ انہیں توحید و جدی پر محمول کرتے ہیں مثلاً ابن منصور الطلاع رحمہ اللہ کا "اننا الحق" کہنا اور حضرت یازید بسطامی رحمہ اللہ کا "سبحانی ما اعظم شانی" کہنا اور اسی طرح کے بزرگوں کے اور اقوال۔ اولیٰ و انسب یہ ہے کہ انہیں توحید شہودی پر محمول کیا جائے اور عقل و شرع کے ساتھ مخالفت کو دور کیا جائے چونکہ حسب غلبہ حال میں جب ان کی نظر سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پوشیدہ ہو گئی تو اس حالت میں ان سے اس قسم کے الفاظ صادر ہو گئے۔ "اننا الحق" کے معنی یہ ہیں کہ حق ہے اور میں نہیں ہوں جبکہ وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھتے تو اپنے آپ کو ثابت بھی نہیں کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ بزرگ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور خود اپنے آپ کو حق کہتا ہے یہ کہنا تو کفر ہے۔ اور "سبحانی ما اعظم شانی" میں بھی حق تعالیٰ کی تزیہ ہے نہ اس کی اپنی تزیہ کہ وہ بالکل اپنی نظر سے دور ہو چکا ہے اور کوئی حکم اس کے ساتھ قطعاً نہیں رکھتا اس قسم کی باتیں مقام عین الیقین میں جو مقام حرمت ہے بعض لوگوں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب اس مقام سے

ترقی کر کے حق الیقین تک پہنچتے ہیں تو اس قسم کی باتوں سے کنارہ کرتے ہیں اور حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے آپ کی پوری زندگی کفر و الحاد کے خلاف جہاد میں گزری ہے۔ اکبر شہنشاہ کے کفر و الحاد کے خلاف آپ کا مجاہدانہ کردار ڈھکا چھپا نہیں، اس کے باوجود آپ اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کے شطیحات مثل "انا الحق" اور "سبحانی ما اعظم شانی" کا کس حسین انداز سے دفاع کر رہے ہیں اور ان صوفیاء کے اس عمل کو غلبہ حال پر محمول کر کے ان حضرات کے مقام رفیع کے پیش نظر انہیں فتویٰ سے بچا رہے ہیں۔ اور طرہ یہ کہ بظاہر ان کلمات غیر شرعیہ، مشرکانہ کو وحدۃ الوجود پر بھی مبنی قرار نہیں دے رہے بلکہ ان کلمات کی تاویل وحدۃ الشہود کے رنگ میں فرما رہے ہیں۔ جو بظاہر ایک مشکل ترین صورت ہے لیکن مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سابقہ محولہ بالا مکتوب کے مطابق صاحب حال صوفیاء چونکہ اپنی حالت سکر کے باعث معذور ہوتے ہیں اس لئے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کا بھرپور دفاع فرما رہے ہیں۔

اس مسئلہ شطیحات کو سمجھنے میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور مکتوب کافی معاون ثابت ہو گا آپ شیخ صوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھتے ہیں:

"مخدوم و کرم کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید و جود و والوں کے مشرب جیسا تھا۔ فقیر کے والد قدس سرہ بھی بظاہر اس مشرب پر تھے اور باطن کی پوری نگرانی کے باوجود جو بے کینی کے مرتبہ پر رکھتے تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے اور فقیر کا پینا بھی نصف فقیر کے مطابق فقیر بھی اس مشرب سے از روئے علم حظ وافر اور

لذت عظیم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ارشاد پناہ و حقائق و معارف آگاہ دین کے موید ہمارے شیخ و مولا اور قبلہ محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس فقیر کے حال کی طرف توجہ بلوغ فرمائی۔ اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد تھوڑی مدت میں توحید و جود کی منکشف ہو گئی اور اس کشف میں غلبہ پیدا ہو گیا اور اس مقام کے علوم و معارف کثرت سے ظاہر فرمائے گئے اور اس مرتبے کی باریکیوں میں سے کوئی کم ہی باریکی ہو گی جو منکشف نہ کی گئی ہو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کے دقائق پورے طور پر ظاہر کئے گئے اور تجلی ذاتی جسے صاحب فصوص رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اور نہایت عروج اسی کو قرار دیا ہے اور اس تجلی کی شان میں فرماتے ہیں: "وما بعد ہذا عدم المحض" مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے علوم و معارف جنہیں ابن عربی نے خاتم الاولایہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ تفصیل سے معلوم ہو گئے اور سر وقت اور غلبہ حال اس توحید و جود (وحدت الوجود) میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض خطوط میں جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھے گئے یہ دو بیت بھی جو سرا سر لکھ ڈالے:

اے دریغاکین شریعت ملت اعمائی است
ملت ما کافری وملت ماترسانی است

کفر و ایمان زلف و رونے آن پری زیبائی است

کفر و ایمان ہر دو اندر راہ ما یکتائی است

"افسوس یہ شریعت نابینوں کی شریعت ہے، ہماری ملت تو کفر و عیسائیت کی ملت ہے، کفر کیا ہے اس زیبا شکل پری کی زلفیں ہیں اور ایمان اس کا چہرہ ہے کفر دایماں ہماری راہ میں برابر ہیں۔" یہ حال مدت دراز تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظاہر ہوئی اور بے چوں و بے چگون کی روپوشی کے پردہ کو اٹھا دیا پہلے علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے تھے ذائل ہونا شروع ہو گئے اور احاطہ اور ذات حق کا قلب میں سما جانا اور قرب و معیت ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور پورے یقیں سے معلوم ہو گیا کہ صانع عالم جل شانہ کے لئے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں۔" (۱)

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے اس مکتوب سے پتہ چلا کہ جب کوئی شخص وحدۃ الوجود کو توحید کا ایک مقام ہے پر فائز ہوتا ہے اور اس کو تجلی ذاتی سے مشرف کر دیا جاتا ہے تو یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں وہ سکر و مستی اور غلبہ حال کی کیفیت سے کیف ہو جاتا ہے اور پھر اس حالت سکر میں کہ جب وہ جلوہ ذات میں گم ہوتا ہے اس سے ظاہر اخلاف شریعت کلام بھی صادر ہو جاتا ہے۔ دیکھیے مکتوب میں مجدد صاحب رحمہ اللہ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ان پر بھی توحید وجودی کی

یہ کیفیت سالوں تک رہی اور ایک ایسا وقت آیا کہ حالت جذب و مستی اور غلبہ سکر میں ان سے بھی خلاف شرع کلام "ہماری ملت تو کفر و بیعت کی ملت ہے اور کفر و ایمان ہماری راہ میں برابر ہیں صادر ہوا۔ تاہم بعد ازاں ان کی یہ کیفیت زائل ہو گئی۔ تو کیا اب مجدد صاحب کے مذکورہ کلام کی بابت ہم ان پر فتویٰ لگائیں گے؟ یقیناً نہیں کیونکہ یہ کلام ان کی "شطیح" قرار پائے گا، کلام کو تو غلط کہیں گے تاہم قائل کو معذور سمجھتے ہوئے اسے فتویٰ سے بچائیں گے۔ تو جس طرح مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حالت سکر و مستی میں خلاف شرع کلام صادر ہونے کے باوجود ان کی ولایت اور روحانیت مسلمہ ہے اسی طرح باقی صوفیاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا اور ان کے خلاف شرع کلام کو حالت سکر و مستی یا مسئلہ وحدۃ الوجود پر محمول کر کے انہیں فتویٰ سے بچایا جائے گا۔

یہی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منصور الحلوانی رحمۃ اللہ علیہ کے شطیحات پر طعنہ زنی کرنے والوں کے رد اور ان حضرات کے دفاع میں لکھتے ہیں:

"وبعضے از اینہا توجیہات آن عبارات را بر نہجے می نمایند کہ بمذاق قائلان بیچ نسبت ومناسبت ندارد۔ صاحب عوارف المعارف می فرماید کہ قول "انا الحق" از منصور و قول "سبحانی ما اعظم شانی" از بایزید بسطامی بر طریق حکایت بودہ است یعنی از حق جل سلطانہ و اگر بہ طریق حکایت نباشد، بلکہ شائبہ حلول واتحاد در میان بود قائلان این اقوال را رد می نمایند چنانچہ نصاریٰ را رد می کنیم کہ بہ حلول واتحاد قائل اند۔ و از تحقیق سابق واضح گشت کہ دریں عبارات شطح نما، بیچ حلول

واتحاد نیست اگر حمل است باعتبار ظهور است، نہ باعتبار وجود چنانچہ فہمیدہ اند و محلول واتحاد بردہ۔^(۱)

"یعنی ان معترضین میں سے بعض حضرات وہ ہیں جنہوں نے ان بزرگوں کے کلام کا مطلب اور مدعا سمجھای نہیں ہے وہ ان کی عبارات کو ایسے معنی پر محمول کرتے ہیں کہ جو قائلین کے ذوق کے مناسب ہی نہیں ہے۔ صاحب عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابن منصور رحمہ اللہ کا قول "انا الحق" اور حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا قول "سبحانی ما اعظم شانی" (میں پاک ہوں اور میری شان کس قدر بلند ہے) حقیقت میں حق تعالیٰ کا کلام ہے نہ کہ ان حضرات کا اپنا، ان کے مقام فنا فی اللہ میں حق تعالیٰ ان کی زبان سے کہہ رہا تھا "انا الحق"، "سبحانی ما اعظم شانی" اگر ان کی زبان پر جاری ہونے والا کلام حکایت کے طریق پر نہ ہوتا بلکہ حلول واتحاد کی آمیزش درمیان ہوتی تو پھر ہم ان اقوال (انا الحق وغیرہ) کے کہنے والوں کا رد کرتے جو حلول واتحاد کے قائل ہیں حالانکہ ہماری تحقیق سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان شطحیات (بظاہر غیر شرعی عبارات) سے کوئی حلول یا اتحاد لازم نہیں آتا۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ کائنات حق تعالیٰ کا ظہور ہے نہ کہ وجود۔"

امام آلوسی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء:

مشہور مفسر حضرت علامہ سید محمود احمد آلوسی رحمہ اللہ اپنی مشہور تفسیر میں آیت "اذھبا الی فرعون انه طغی" (طہ 43) (اے سوئی و بہارون طہ 43 تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ بے شک و سرکش ہو چکا ہے) کے تحت فرماتے ہیں:

"جاوز الحد حتی ادعی الربوبیۃ و ذالک اثر سکر القہر الذی ہو وصف النفس الامارۃ و یقابله سکر اللطف و هو وصف الروح و منہ ینشاء الشطح و دعوی الانانیۃ قالوا: و صاحبہ معذور و الا لم یکن فرق بین الحلاج مثلاً و فرعون" (۱)

فرعون نے حد سے تجاوز کیا یہاں تک کہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا اور یہ اس سکر قہری کی وجہ سے ہوا جو نفس لامارہ کی وصف ہے اور اس سکر قہری کے مقابل سکر لطف ہے اور یہ روح کا وصف ہے اور اس سے "شطح" اور دعویٰ انانیت (خودی) جنم لیتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے اگر اس کو معذور نہ مانیں تو پھر علاج رحمہ اللہ اور فرعون جیسوں میں فرق نہیں رہے گا۔

بچے! صاحب تفسیر روح المعانی رحمہ اللہ نے صراحت فرمادی ہے کہ فرعون کے دعویٰ خدائی اور علاج رحمہ اللہ کے دعویٰ "انا الحق" میں فرق ہے ایک طرف نفس لامارہ کے باعث دعویٰ ہے اور دوسری طرف لطافت روحی ہے اور اس صاحب شطح کو معذور سمجھتے ہوئے اس پر فتویٰ شرعی نہیں دیا جائے گا۔

(۱) تفسیر روح المعانی جلد 16 صفحہ 214

حضرت امام محی الدین نووی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء:

حضرت امام نووی رحمہ اللہ اولیاء کرام کے شطیحات کی بابت فرماتے ہیں:

"الذی عندنا انه يحرم على كل عاقل ان يسيء الظن باحد من اولياء الله عزوجل ويجب على ان يقول اقوالهم وافعالهم مادام لهم يلحق بدرجةهم، ولا يعجز عن ذلك الا قليل التوفيق وقال في شرح المذهب، ثم اذا اول فليؤول كلامهم الى سبعين وجها ولا تقبل عنه تاويلا واحدا ماذا الا تعنت" (۱)

ہمارے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ ہر عقل مند آدمی پر حرام ہے کہ اولیاء اللہ ﷺ میں سے کسی کے بارے میں بھی بدگمانی کرے اور واجب ہے اس پر کہ ان کے اقوال وافعال کی اس وقت تک تاویل کرتا رہے جب تک کہ وہ ان کے درجے کو نہ پہنچ جائے اور قلیل التوفیق شخص ہی اس کام سے عاجز رہتا ہے۔ کہ امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "شرح مذهب" میں فرمایا کہ جب اولیاء ﷺ کے کلام کی تاویل کرے تو ان کے کلام کی ستر وجوہ تک تاویلیں کرے اور اس شخص سے ایک تاویل کو قبول نہیں کریں گے وہ تو صرف ایذا رسانی اور عیب جوئی کرنے والی بات ہے۔ یہاں پر بھی امام نووی رحمہ اللہ صراحت فرما رہے ہیں کہ اولیاء کے ظاہری کلام کو دیکھ کر فوراً فتویٰ بازی نہیں کریں گے بلکہ ان کے کلام کی تاویل

کر کے انہیں فتویٰ سے بچانے کے لئے ان کے کلام کا صحیح عمل تلاش کریں گے اور ان سے بدگمانی نہیں کریں گے۔

محقق محدث دہلوی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء:

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی 1052ھ) صوفیاء کی حالت جذب و مستی میں ان سے صادر ہونے والے خلاف شرع کلام کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"مشائخ کی لغزشیں سکر و حال کے غلبہ کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں غلبہ حال میں جو اقوال و افعال ان سے رونما ہوتے ہیں وہ تقلید و اتباع کیلئے ضروری نہیں اور وہ لوگ ان معاملات میں مجبور و معذور ہیں یا دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بزرگ ان چیزوں میں بے اختیار تھے"۔^(۱)

اور پھر محدث دہلوی رحمہ اللہ دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا اظہار بڑا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کے بجائے یوں گمان کرنا چاہیے کہ یہ امور ظاہر طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر و حال اور وجد میں صادر ہوئے ہیں ان بزرگان دین کی عزت و کمال کا میدان طعن و تشنیع کے گرد و غبار سے صاف و مبرا ہے۔^(۲)

(۱) مرج البحرين صفحہ 82

(۲) مرج البحرين صفحہ 133

اسی طرح محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں شطیح کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"اس (اولیاء کی) جماعت سے غلبہ حال و سکر کی وجہ سے جو ایسی باتیں صادر ہوئی ہیں جو ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو حکایت کی صحت کے بعد مناسب راہ یہ ہے کہ یا تو توجیہ و تطبیق سے کام لیا جائے یا سکوت و تسلیم سے۔" (۱)

اسی طرح دیوبندی عالم عبدالحمیم چشتی شطیحات کے بارے میں شیخ عبدالوہاب تہمتی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ ہیں انہوں نے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کو جو وصیت کی تھی اس وصیت کو اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں:

"اگر تم یہ دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے ہی انکار کر دو اور کبھی ان کی تاویل کرو اور ظاہر شریعت و دین حق سے ان کی مطابقت بیان کر دو پھر اگر تطبیق و تاویل باسانی نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت و خاموشی اختیار کرو۔" (۲)

غور فرمائیے: محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح اور دو ٹوک انداز میں فرما دیا ہے کہ صاحب شطیح اہل اللہ اپنے اس کلام میں معذور ہیں اور ان سے یہ شطیحات سکر و مستی کی حالت میں سہلہ ہوتی ہیں۔ نیز یہ کہ ان کی شطیحات کے باعث ان پر فلولی بازی نہ کریں گے بلکہ ظاہر شریعت کے ساتھ عدم تطبیق کی صورت میں "سکوت" ہی بہتر راستہ ہے۔

(۱) فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ ص 24

(۲) مکتوبات شیخ عبدالحق ص 17

علامہ ابن عجمیہ الناس رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء:

مشہور عالم اور مفسر ابن عجمیہ الناس رحمہ اللہ شطیحات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”المحبة لها ثلاث مراتب، بداية ووسط ونهاية فبدايتها لاهل الخدمات كالعباد والزهاد والصالحين والعلماء المجتهدين ووسطها لاهل الاحوال الذين غلب عليهم الشوق حتى صدرت منهم شطحات ورقصات واحوال غريبة ربما ينكرها اهل ظاير الشريعة فممنهم من يغلب عليه الجذب حتى يصطلم وممنهم من يبقى معه شيء من الصحو وهؤلاء تظهر عليهم كرامات وخوارق العادات ونهايتها لاهل العرفان اهل مقام الشهود والعيان الذين شربوا من يد الوسائط وسكرو بها وصحوا“⁽¹⁾

محبت الہی کے تین مراتب ہیں ابتدائی، درمیانی، انتہائی، ان میں سے مرتبہ ابتدائی اہل خدمت کی محبت کا ہے جیسے کہ عابد، زاہد، صالحین اور علمائے مجتہدین اور درمیانی مرتبہ محبت صاحب حال لوگوں کا ہے وہ لوگ کہ جن پر شوق دیدار الہی کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ جس کے باعث ان سے شطیحات صادر ہونے لگتی ہیں اور وہ رقص کرنے لگتے ہیں اور ان سے ایسے عجیب و غریب حالات کا صدور ہوتا ہے کہ ظاہری شریعت پر عمل کرنے والے علماء ان کی نکیر کرتے ہیں۔ انہی اہل محبت میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن پر جذب کی کیفیت کا غلبہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ

(1) تفسیر بحر المدید جلد 2 صفحہ 180 ابن عجمیہ الناس

(1)

اپنے ناک کان کاٹنے لگتے ہیں اور ان میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں کہ باوجود اس حالت کے ان میں کچھ "صحو" بھی باقی ہوتا ہے اور یہی لوگ ہوتے ہیں کہ جن سے کرامات صادر ہوتی ہیں۔ اور خرق عادات اور محبت کا انتہائی مرتبہ اہل عرفان کو نصیب ہوتا ہے یہ لوگ اہل شہود ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جو جام محبت کو بہترین لوگوں کے ہاتھوں سے پیتے ہیں اور نشہ عشق میں سرمست ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ان پر حالت سکرطاری نہیں ہوتی بلکہ صحو میں رہتے ہیں۔

غور فرمائیں: یہاں پر بھی علامہ ابن عقیبہ اہل شطح کو اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے قرار دے رہے ہیں اور کمال کی بات یہ ہے کہ ان کی اللہ سے محبت کے درجے کو علماء، زاہدین، صالحین، عابدین سے بڑھ کر بتا رہے ہیں اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہل شطح عام اور معمولی لوگ نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ بظاہر ان سے عجیب و غریب حرکات کا صدور ہوتا ہے لیکن ان کی ان حرکات و شطیحات کا باعث ان پر غلبہ جذب کا طاری ہوتا ہے جو کہ محمود ہے، مذموم نہیں۔

علامہ مغربی رحمہ اللہ اور شطیحات اولیاء:

اسی طرح علامہ تقی الدین العلوی المغربی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الہدیۃ الہادی" میں صوفیاء کرام کی چند شطیحات کا ذکر کرنے کے بعد اس بابت ارشاد فرماتے ہیں:

"والجواب عن ہذہ الشطحات ان للعارف وقتا یطراء علیہ الفناء والاستفراق حتی ینخرج بذالک عن دائرة حسہ وشہودہ ویخرج عن جمیع مدارکہ ووجودہ لکن تارۃ یکون فی الذات الحق سبحانہ وتعالیٰ فیتدلیٰ لہ من قدوس

اللاہوت من بعض اسرارہ فیض یقتضی منہ ان یشہد ذاتہ
 عین ذات الحق لمحققہ فیہا واستہلاکہ فیہا ویصرح فی
 ہذا المیدان بقولہ سبحانی لا الہ الا انا وحدی الخ من
 التسمیحات کقولہ جلّت عظمتی وتقّدت کبریائی وموفی
 ذالک معذور لان العقل الذی یمیز بہ الشواہد والعوائد
 ویعطیہ تفصیل المراتب کل بما یتحقّقہ من الصفات
 غاب عنہ وانمحق وتلاشی واضمحل وعند فقد ہذا العقل
 وذبابہ وفیض ذالک السر القدسی علیہ تکلم بما تکلم بہ
 فالکلام الذی وقع فیہ خلقہ الحق فیہ نیابۃ عنہ فہو یتکلم
 بلسان الحق لا بلسانہ ومعربا عن ذات الحق لا عن ذاتہ
 ومن ہذا المیدان قول ابی یزید البسطامی سبحانی ما
 اعظم شائی" (۱)

ان شطیحات کا جواب یہ ہے کہ عارف پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس پر
 فناء واستغراق کی حالت طاری ہو جاتی ہے جس کے باعث وہ دائرہ حس
 و شہود سے اور تمام اور اکات اور وجود سے نکل جاتا ہے لیکن کبھی کبھی وہ
 ذات باری سبحانہ میں اس قدر فناء ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے
 لاہوت کے بعض اسرار کا فیض عطا فرماتا ہے کہ جس کے باعث، وہ اپنی
 ذات کو ذات حق کا عین مشاہدہ کرتا ہے اپنی ذات کے ذات حق میں فناء
 ہونے کے باعث، پھر اس مقام پر وہ بولا ہے سبحانی، لا الہ الا انا
 وغیرہ اور تسمیحات وغیرہ اس کی زبان پر جاری ہوتی ہیں جیسے کہ وہ کہتا

ہے جلت عظمتی و تقدس کبرائی چنانچہ اس حالت میں یہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے اس لئے کہ عقل ہی وہ چیز ہے جس کے ساتھ شواہدات و عادات کی پہچان ہوتی ہے اور عقل ہی وہ چیز ہے جو انسان کو ہر شخص کی صفات کے مراتب کی تفصیل عطا کرتی ہے جب یہ عقل اس سے چلی گئی اور وہ فناء ہو گئی اور ادراکات سے تھک گئی اور نیست و نابود ہو گئی تو عقل کے مقتود ہونے اور اس کے چلے جانے اور سر قدسی کے فیض کے اس پر وارد ہونے کے سبب یہ صاحب شطح جو چاہتا ہے کلام کرتا ہے پس وہ کلام جو اس کی زبان سے نکلا وہ خود اللہ تعالیٰ نے اس میں پیدا کیا اپنی نیابت کے طور پر پس وہ صاحب حال شخص اپنی زبان سے نہیں بولتا بلکہ حق کی زبان سے بولتا ہے اور وہ ذات حق کی طرف سے بولتا ہے اپنی طرف سے نہیں اسی میدان سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

سبحانی ما اعظم شانی۔

علامہ ابن قیم اور شطحیات صوفیاء :

اسی طرح علامہ محمد بن ابی بکر ایوب الزری ابو عبد اللہ المشہور ابن قیم الجوزی (متوفی 751ھ) جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد اور غیر مقلدین وہابی حضرات کے متفقہ ممدوح اور مستند علیہ بزرگ ہیں۔ آپ اپنی کتاب "مدارج السالکین" میں مقام سرور پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بذه الدرجة عنده مختصة بابل المشاهدة والغالب عليهم
الانسياط والسرور فان صاحبها متعلق باسمه الباسط
marfat.com

حذره من شائبة الجرات وهي ما يخرج عن ادب العبودية
ويدخله في الشطح كشطح من قال سبحاني ونحو ذلك
من الشطحات المعروفة المخرجة عن ادب العبودية التي
نهاية صاحبها ان يعذر بزوال عقله وغلبه السكر الحال
عليه فلا بد من مقارنة التعظيم والابدال بسط
المشاهدة" (۱)

یہ درجہ ان کے ہاں اہل مشاہدہ کے ساتھ مختص ہے ان پر انساب و سرور کی
کیفیت غالب ہوتی ہے اس لئے کہ صاحب سرور اللہ کے اسم بامطہ کے
متعلق ہوتا ہے اور اسے شائبہ جرأت سے بچاتا ہے اور یہ جرأت بندے
کو عبودیت کے ادب سے نکالتی ہے اور شطح میں داخل کر دیتی ہے جیسے کہ
بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی شطح سبحانی ما اعظم شانی اور اس کی مثل
اور دوسری مشہور شطیحات جو کہ ادب عبودیت سے نکال دیتی ہیں اور ان
کی انتہا یہ ہے کہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے عقل کے زائل ہونے کے
سبب سے اور اس پر غلبہ سکر کی حالت طاری ہوتی ہے پس اس کی تعظیم
اور بزرگی کا اہتمام ضروری ہے بوجہ اس کے مشاہدہ کے بسط کے۔

یہاں پر علامہ ابن قیم نے صاحب شطح پر بوجہ اس کی شطح کے حکم کفر نہیں دیا بلکہ اسے معذور
بتا کر اس کی تعظیم کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی علامہ ابن قیم نے اپنی اس کتاب
میں کئی جگہ صاحب شطح کو معذور قرار دیا ہے اور ان کا عذر غلبہ حال ہی بتا دیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شطحیات اولیاء :

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ اہل سنت کے علاوہ دیوبند اور غیر مقلدین تمام مسالک کے یکساں قابل قدر و لائق تکریم بزرگ ہیں^(۱)۔ آپ سے منسوب کتاب "تحفة الموحدين" جسے غیر مقلدین و دیوبندی حضرات

(۱) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کی مستحکب سے چند حوالے ذکر کر دیئے جائیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں:

- فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ 412 غیر مقلدین کے مناظر اعظم شاہ اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عی کے سلسلے کے لوگ ہیں نیز جلد ثانی ص 68 پر لکھتے ہیں: جو شخص شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
- "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" مولوی محمد اسماعیل سلفی صفحہ 106 پر لکھتے ہیں، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث تھے نیز صفحہ 170 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم الامت اور بارہویں صدی کا مجدد قرار دے رہے ہیں۔
- کتاب تاریخ اہل حدیث صفحہ 462 پر معنف مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلا نزاع بارہویں صدی کے مجدد تھے نیز امام الانعمہ اور تاج المعجہدین مسمیٰ جاتے۔
- تاریخ التقلید ص 150 پر ہے: شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم کہتے ہوئے ہیں۔
- کتاب اہل حدیث کی خدمات حدیث ص 69 پر ارشاد الحق اثری صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات حدیث پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے اور ان کو اہل حدیث ائمہ میں شمار کیا ہے۔
- تحریک اہل حدیث ص 187 پر قاضی محمد اسلم سیف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حجة اللہ فی الارض قرار دیتے ہوئے ص 207 پر لکھتے ہیں امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہرگز ہرگز مقلد نہ تھے۔

- فتاویٰ اہل حدیث جلد اول صفحہ 108 پر غیر مقلدین حضرات کے مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلد قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ دیکھئے انہوں نے اپنی اولاد کو تقلید سے روکا ہے۔
- کتاب اہل حدیث کی برصغیر آمد میں مصنف محمد اسحاق بمبئی لکھتے ہیں: شاہ صاحب کسی امام فقہ یا مجتہد کے مقلد نہ تھے۔ اور اپنی اس کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث امام لکھتے ہیں۔
- کتاب حقائق مسلک اہل حدیث میں عبدالرحمان منیر راجو دہلوی ص 289 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو ہی اپنا مسلک قرار دے رہے ہیں۔
- صراط مستقیم ص 4 پر شاہ اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: قطب المحققین، فخر العرفاء العکملین اعلمہم باللہ حضرت شیخ ولی اللہ قدس سرہ۔
- فتاویٰ برائے خواتین ص 31 پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث علماء میں شمار کیا ہے۔
- کتاب "سیرت ثنائی" ص 300 پر عبد المجید خادم سوہدروی صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر قرار دیتے ہیں! چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الہی کے احیاء اور کتاب و سنت کے بقاء کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔
- کتاب "ہدایۃ المستفید" کے مقدمہ میں غیر مقلدین کے بلند پایہ عالم بدیع الدین راشدی صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہویں صدی کے امام الہند اور عقیدہ توحید کے محافظ لکھا ہے۔
- کتاب "حقیقات" میں شاہ اسماعیل دہلوی نے جگہ جگہ شاہ ولی اللہ کو اپنے بزرگوں میں لکھا ہے۔
- "فتاویٰ نذیریہ" کے مقدمہ میں ص 5 پر نذیر احمد سبحانی فیضانِ اہل حدیث اکادمی نے نذیر حسین دہلوی کو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ فکر کے کل سرسبز قرار دیا ہے۔

بہر حال شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیف مانتے ہیں اور ہم اہل سنت کے نزدیک اس کتاب کا شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہونا بوجہ "محل نظر" ہے۔

اس کتاب میں لکھا ہے: اگر ان بزرگوں کی کتابوں میں کوئی ایسی بات جو قرآن و حدیث کے موافق نہ ہو پائی جائے تو دفعۃً ان کی بزرگی کے بستر سے اعتقاد کا مہر نہ چننا چاہیے یعنی فوراً بددی ظاہر نہ کرے۔ کیونکہ بزرگوں کی خطا پکڑنا عین خطا ہے بلکہ ان کے کلام کی تادیل کر کے قرآن و حدیث کے موافق کرنا چاہیے یا بے خودی اور حق تعالیٰ کی افراط محبت پر محمول کرے اگر یہ اصحاب طریقت کا کلام ہو۔^(۱)

اس تحریر پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں یہ جملہ کہ "بزرگوں کی خطا پکڑنا عین خطا ہے" آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس لئے کہ شطیحات اولیاء کو سامنے رکھتے ہوئے اولیاء کرام کے خلاف زبان درازی کرنا اور انہیں اپنے "شریفانہ" فتوؤں سے نوازنا یہ امت میں سے سنجیدہ لوگوں کا کام بھی نہیں رہا۔

• غیر مقلدین کے مجدد اعظم نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب "التاج المکمل" کے صفحہ 176 پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "شیخ الاجل" اور "مسند الوقت" قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ غیر مقلدین کی اکثر کتب کو اٹھایا جائے وہاں پر کسی نہ کسی حیثیت سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ضرور خراج عقیدت پیش کیا گیا ہو گا۔

(۱) تحفۃ الموحدین ص 14 (قرآن کل کراچی)

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ حضرت شیخ ابوالخیر صاحب رحمہ اللہ کے ملفوظات کو لکھتے ہوئے ان کے ایک ملفوظ جو کہ دراصل ایک شرح ہے کو نقل فرماتے ہیں:

"فرمایا ایک مرتبہ میں اپنے اسماء و صفات کی طرف متوجہ ہوا تو غلاموں ناموں سے بھی زیادہ پائے کچھ اور توجہ کی توجہ ہزار سے زیادہ پائے پھر اور تجسس کیا تو اپنے اسماء و صفات کی کوئی حد و شمار نہ پائی جب اس مقام پر پہنچا تو اس حالت میں اپنی ذات کو دیکھا کہ میں کائنات کو پیدا بھی کر رہا ہوں اور مار بھی رہا ہوں اریاب ولایت کبریٰ پر ایسی حالتیں اکثر گزرتی رہتی ہیں"۔^(۱)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اس کلام کو رد اور اس پر اعتراض کرنے کے بجائے اس کے تحت لکھتے ہیں:

"کاتب المحرّف (شاہ ولی اللہ) کے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کا وجود تمام استعدادوں اور قابلیتوں کا جامع ہے جس انسان کے اندر نقطہ وجود زندہ و بیدار اور تدبیر کلی جو تمام امور کوئی پر غور و فکر کرنے والی طبیعت کا مقتضی اور خاصہ ہے موجود ہو اور وہ انسان صاحب دل ہونے کی وجہ سے روئے روشن بھی رکھتا ہو تو اس کی زبان سے اس نقطہ وجود کے معارف اور تدبیر کلی کے انکشافات عیاں ہوتے رہیں گے اور وہ اس حائرہ خاص سے تمام کائنات کے حقیقی گوشوں کو دیکھتا رہے گا"۔^(۲)

(۱) انفاس العارفين ص 209

(۲) انفاس العارفين ص 210

اب غور فرمائیں! شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ علیہ نے بطور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرمایا کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوں جہاں زندہ بھی کر رہا ہوں اور مار بھی رہا ہوں۔ جبکہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی بھرپور توجیہ کر کے اس کا حمل بتا رہے ہیں۔

اس پر مستزاد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر بھی پڑھیے۔ آپ افراتجہت اور بے خودی کے عالم میں بزرگوں کی زبان سے نکلنے والے قرآن و حدیث کے مخالف کلام "انا الحق" کی بابت لکھتے ہیں:

"اگر انا الحق کہنے والا امکان کے پردوں میں پوشیدہ ہے تو وہ بھونٹا ہے اور دائرہ فرعونیت میں داخل ہو جاتا ہے اور اگر اس کی جہت امکان مغلوب ہو گئی ہے تو وہ معذور ہے یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ جب ایک شخص کسی کے حسن و جمال کا نظارہ کرتا ہے تو خود کو اور اپنی تمام تر صفات کو فراموش کر بیٹھتا ہے بعینہ یہی حال خواتین مصر کا رخ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔ یہاں سے اندازہ کر لیتا چاہیے کہ نظارہ جمال حقیقی سے کیا حال واقع ہوتا ہو گا"۔^(۱)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ابن حلاج رحمہ اللہ

حسین ابن منصور الحلاج رحمہ اللہ کی بابت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کا نظریہ بھی ملاحظہ فرمائیں آپ انفاس العارفين صفحہ 223 پر لکھتے ہیں:

جہاں تک ابن منصور کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں ابوسعید خرازمی یہ رائے دی ہے کہ:
"كان اوجد زمانه لم يكن في عهده من الشرق الى الغرب
مثله۔"

یعنی وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے توحیدی تھے اور ان کے زمانے میں
ان جیسا مشرق و مغرب میں کوئی نہ تھا۔

پھر شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ صفحہ 242 پر ابن منصور الحلاج رحمہ اللہ کا مقام بیان کرتے ہیں:

"ان کے کلام "انا الحق" کی وجہ سے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے مگر وہ
سکراتے رہے اور ان کی ہر انگلی سے "انا الحق" کی صدا آتی رہی انہیں
دار پر کھینچا گیا تب بھی "انا الحق" پکارتے رہے۔ جلاویا گیا تو رکھ کے ہر
ذرو سے "انا الحق" کا آواز سنائی دیا، یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ توحید
رسمی پر اکتفا کے بجائے وہ توحید عالی سے سرفراز ہوئے تھے۔"

غور فرمائیں! ابن منصور رحمہ اللہ کے "انا الحق" (میں خدا ہوں) کہنے کی بات بظاہر صراحتاً
کفر پر مبنی ہے لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ سب سے بڑے توحیدی
تھے اور وہ "توحید عالی" سے سرفراز ہوئے تھے! اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی
صاحب حال اور جذب و مستی کی کیفیت والے بزرگ سے اس طرح کا معاملہ سرزد ہو جائے تو
اس کو "شطیح" پر ہی محمول کیا جائے گا اور اس پر فتویٰ بازی نہ کی جائے گی۔

اسی طرح کا واقع حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت سکر و مستی کا بھی ہے جب آپ پر حالت جذب طاری ہوتی اور غلبہ شوق الہی سے مغلوب اور اس کی محبت کا جام پی کر نشہ عشق میں مبتلا ہوتے تو آپ کی زبان سے نکلتا "سبحانی ما اعظم شانہ" میں پاک ہوں اور میری سب سے بڑی شان ہے۔

جب آپ اس کیفیت سے نکلے تو لوگوں نے عرض کی کہ بتائیں جو شخص اس طرح کے کلمات زبان پر جاری کرے وہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ واجب القتل ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ باتیں تو آپ نے بھی کی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حاشا میں تو نہیں کہتا۔ لوگوں نے کہا آپ ہی کہتے ہیں آپ نے فرمایا اب اگر میرے منہ سے اس طرح کا جملہ سنو تو مجھے بے دریغ خنجر مار دینا۔ لوگ منتظر رہے یہاں تک کہ آپ پر عشق الہی کا دورہ پڑا اور نشہ عشق الہی میں مدہوش ہوئے تو لوگ خنجر لے کر آگے بڑھے اور حضرت پر وار کیا حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو جس جس جگہ جس جس شخص نے مارا تھا خنجر نے اس شخص کو دوہیں دوہیں سے زخمی کر دیا۔ آپ پر کوئی اثر نہ ہوا جب افادہ ہوا دیکھا لوگ زخمی پڑے ہیں آپ نے دیکھا تو فرمایا کیا میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا۔^(۱)

یہاں پر بھی "سبحانی ما اعظم شانہ" کے کلمات خلاف شریعت ہیں لیکن یہ آپ کی "شیخ" ہے۔

اور اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ جس طرح شاہ اسماعیل صاحب نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ اگر وادی اقدس میں درخت سے اللہ ﷻ بول سکتا ہے تو اہل اللہ کی زبان سے کیوں نہیں بول سکتا تو گویا زبان بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے کلام الہی جاری تھا۔

نواب صدیق حسن بھوپالی اور شطیحات اولیاء :

غیر مقلدین حضرات کے مجدد عصر نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور دیگر صوفیاء کے شطیحات کی بابت اپنا نظریہ تحریر کرتے ہیں:

"والمذہب الراجح فیہ علی ما ذہب الیہ العلماء المحققون الجامعون بین العلم والعمل والشرع والسلوک، "السکوت فی شأنہ" وصرف کلامہ المخالف لظاهر الشرع الی محامل حسنة وكف اللسان عن تکفیرہ وتکفیر غیرہ من المشائخ الذین ثبت تقواہم فی الدین وظهر علمہم فی الدنیا بین المسلمین" (۱)

یعنی مذہب رائج ان شطیحات کے بارے میں وہ ہے جس کو اپنایا ہے محققین علماء نے جو علم و عمل اور شریعت و طریقت کے جامع ہیں ان کا نظریہ یہ ہے کہ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں سکوت کیا جائے گا اور ان کے ایسے کلام کو جو ظاہر خلاف شریعت ہے تاویل کرتے ہوئے اچھائی پر محمول کیا جائے گا اور اپنی زبان کو شیخ ابن عربی رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ ان مشائخ کے جن کا تقویٰ دین میں ثابت ہے اور ان کا علمی مقام دنیا میں مسلمانوں پر ظاہر ہے کی تکفیر (کافر کہنے) سے بھی روکا جائے گا۔

اولیائے کرام کے شطیحات کے بارے میں اپنے مذکورہ نظریے کی بدولت نواب صدیق حسن خان صاحب، حسین بن منصور طاج رحمۃ اللہ علیہ کی شطیح "انا الحق" کی بابت لکھتے ہیں:

"ان قوله انا الحق، انما قال لما غلب عليه شوقه وسكر من كاس محبة حتى عاين قدرته في كل شيء"۔^(۱)

یعنی ابن منصور الطاج نے "انا الحق" اس وقت کہا تھا جب ان پر شوق الہی کا غلبہ ہوا اور اس (اللہ تعالیٰ) کی محبت کا جام پی کر نشہ عشق میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے ہر چیز میں (یہاں تک کہ اپنی ذات میں بھی) اس کی ذات و قدرت کا معائنہ فرمایا تو بول اٹھے "انا الحق"۔

اب غور کریں! غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے مجدد عصر بجائے اس کے کہ ابن منصور الطاج رحمۃ اللہ علیہ پر "انا الحق" کے اعلان پر ظاہر اعمل کرتے ہوئے "کفر" کا فتویٰ لگائیں، ان کے اس کلام کو ان کے غلبہ حال پر محمول کرتے ہوئے اس کی تاویل کر رہے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ بزرگان دین کے اس طرح کے کلام اور ان کے شطیحات کے متعلق سب سے بہترین راستہ یہی ہے۔ کاش کہ غیر مقلد، اہل حدیث عوام و خواص اپنے مجدد بھوپالی کے اس فتویٰ پر عمل پیرا ہو سکیں۔

مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی اور مسئلہ شطیحات:

مشہور غیر مقلد عالم مولوی عبد اللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

ابن عربی رحمہ اللہ اور جامی رحمہ اللہ کے کلمات اس توحید میں مشتبہ ہیں اس لئے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں بعض برا۔ ابن تیمیہ وغیرہ ابن عربی رحمہ اللہ سے بہت بدظن ہیں اسی طرح رومی رحمہ اللہ اور جامی رحمہ اللہ کو کئی علماء برا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربی رحمہ اللہ کا ہے۔ کیونکہ ابن عربی رحمہ اللہ کی کتاب "عوارف المعارف" سے ماخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوہ ظنی ٹھیک نہیں اسی طرح رومی رحمہ اللہ کو خیال کر لینا چاہیے غرض حتیٰ الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے خاص کر جب وہ گزر چکے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟^(۱)

انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی اور شطیحات اولیاء:

دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور عالم غلام انور شاہ صاحب کشمیری کے "ملفوظات" میں ان کا ایک ملحوظ درج ہے:

"صوفیاء کے یہاں ایک باب ہے جس کو شطیحات کہتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ ان پر حالات گزرتے ہیں اور ان "حالات" میں کچھ کلمات ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں جو ظاہری قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے اور بسا اوقات غلط راستے لینے کا سبب بن جاتے ہیں، صوفیاء کی تصریح ہے کہ ان پر کوئی عمل پیرا نہ ہو۔" (1)

دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

"ہم نے اولیاء اللہ علیہ السلام کو ان کی طہارت، تقدس و تقویٰ کی بے شمار خیریں سن کر اور ان کے شواہد افعال و افعال اور اخلاق سے تائید پا کر ان کو دلی مقبول تسلیم کر لیا ہے تو ان کے بعد اگر کوئی کلمہ مغائر یا موہم ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کی توجیہ کریں اور حل نکالیں۔" (2)

(1) ملفوظات انور شاہ کشمیری صفحہ 66

(2) ملحوظات انور شاہ کشمیری صفحہ 66

حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ اور شطیحات اولیاء:

اسی طرح علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ وحدۃ الوجود میں رقمطراز ہیں:

”از خواص امت وی گفت بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی، منصور حلاج انا الحق این ہمہ از این ہمہ باب است باوجود این ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی است از میان عبد و رب مرفوع نہ شد ہر چند در حالت فتنائی شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیرا کہ چون از بے شعورے با ذی شعور درآمد دانست کہ من از خود بے خیر شدہ بودم مثل آن آہن پارہ کہ در آتش سرخ شدہ نعرہ زد کہ من آتشم انکار این قول وے کردہ نمی شود اما واقعی آتش نشدہ است این حالتی ست بر پارہ آہن عارض شدہ و گرنہ آہن آہن ست آتش آتش“۔^(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خواص میں سے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحانی ما اعظم شانی اور منصور نے کہا انا الحق یہ سارے کلام اور باتیں بے خودی ہی کی وجہ سے صادر ہوتی ہیں۔ یہ تمام غریب اعتبار جو کہ اصطلاحی ہیں بندے اور رب کے درمیان سے رفع نہیں ہوتے۔ ہر چند کہ جب فناء کی حالت طاری ہوتی ہے سالک کی نظر میں شعور باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے جب وہ بے شعوری کی کیفیت سے شعور کی کیفیت میں لوٹتا

ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ میں تو اپنے آپ سے بے خبر ہو چکا تھا۔ اس کی مثال وہ لوہے کا ٹکڑا ہے کہ جسے آگ میں سرخ کر دیا جائے تو وہ پتھر اٹھتا ہے کہ میں تو آگ ہوں اس کی اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا اگرچہ وہ واقعاً آگ نہیں ہوتا ایک حالت ہے جو لوہے کے ٹکڑے پر طاری ہوتی ہے ورنہ لوہا لوہا ہے اور آگ آگ ہے۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اور شطیحات اولیاء:

دیوبندی حضرات کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا شطیحات کے معاملے میں نظریہ یہ کچھ یوں ہے:

"بزرگوں کی حکایات اکثر جھلانے غلط بناوی ہیں اور اگر کوئی واقعہ ایسا ہو کہ منہوم نہ ہووے تو شطیحات کہلاتے ہیں جس کے معنی فہم میں کسی کے نہیں آتے اس کو نہ قبول کرے نہ رد کرے، سکوت کرے۔" (۱)

غور فرمائیں: دیوبندیوں کے امام ربانی نے بھی جتنی براعتیاد راستہ نکالا ہے اور وہ ہے "سکوت"۔

دیوبندی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے امام ربانی کے فتوے پر ٹھنڈے دماغ سے غور فرمائیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اور شطحیات اولیاء :

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب جو خود کو چشتی کہلاتے تھے جب اکابر چشتیہ کے غلبہ حال کی وجہ سے ان پر طعن ہوا تو اشرف علی تھانوی صاحب نے ان کے دفاع میں "السنة الجلیہ" نامی رسالہ لکھا۔ موقیاء کے غلبہ حال و حالت سکرو مسی کو سمجھنے کیلئے تھانوی صاحب کا ایک ملاحظہ درج کیا جاتا ہے۔

"واقعہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کا ہے آپ اجیر تشریف فرماتے ایک روز راستہ سے گزر رہے تھے ایک دکان سے موصل سے دھان کوٹنے کی آواز آئی اس آواز کو سن کر وجد طاری ہو گیا اور سڑک پر گر گئے۔ یہ کیفیات اور حالات قلبی ہیں جو غیر اختیاری ہیں اس میں وہ حضرات معذور تھے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں بزرگان طریق خصوصی چشتیہ کی نصرت کی ہے اور ان حضرات کا خود ان کے اقوال و افعال سے قبیح سنت اور قبیح شریعت ہونا ثابت کیا ہے اور غلبہ حال کے وقت ان حضرات کا معذور ہونا بھی ثابت کیا ہے اس رسالہ کا نام ہے "السنة الجلیہ فی الجشتیہ العلیہ" میں نے غالباً اس میں غلبہ حال کی نظیر میں اپنے اوپر گزرا ہوا ایک واقعہ بھی لکھا ہے وہ یہ کہ "ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دوپہر کی گاڑی سے ایک مہمان آگئے ان کی وجہ سے میں دوپہر کو آرام نہ کر سکا بعد نماز ظہر جب ڈاک کے جوابات لکھنے بیٹھا تب نیند کا غلبہ ہوا اور وہ ایسی شان کا تھا کہ اگر گفتگو کرتا ہوں تو کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا تھا اور جہاں خطوط لکھنا شروع کیے نوم کا غلبہ۔ لیکن برابر لکھتا

رہا مگر لکھنے کے بعد نظر ثانی کرنا معلوم ہوتا کہ غلط لکھا گیا پھر اس کو کاٹ کر لکھتا اس روز کتنے ہی خطوط میں یہ گزری ہوئی اور کاٹ چھانٹ کر نئی پڑی تو جب ادنیٰ سے نوم کے غلبہ کی یہ حالت ہو گئی تو جن حضرات پر کسی اعلیٰ درجہ کی حالت کا غلبہ ہو ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ اسی کی تعبیریں ہیں سرور و غیبت و استغراق و محبت۔ اسی غلبہ حال میں ایک درویش نے ریاست راجپور میں خود کشی کر لی تھی۔ ہمارے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بار موجز کے درس میں مشغول تھے اور ہم چند طلبہ حاضر خدمت تھے اثناء درس میں ایک رام پوری طالب علم مظہر الدین نے حضرت سے اس کا قصہ عرض کر کے یہ بھی سوال کیا کہ حضرت اس خود کشی پر ان درویش کو گناہ ہوا یا نہیں حضرت نے فرمایا جابندۂ خدا اس نے تو محبت میں جان دے دی اور تو یہی پوچھ رہا ہے کہ گناہ ہوا یا نہیں۔ ایسے شخص پر کیا فتویٰ دیا جاسکتا ہے پھر اسی معذوری کی تائید میں ایک استدلال کیا وہ یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس قدر خوش ہوتا ہے کہ "ایک شخص اونٹ پر زاد راہ لے کر سفر میں چلا کسی منزل پر پہنچ کر اونٹ کو پاس کھڑا کر کے سو گیا وہ اونٹ مع سامان چلے یا اب رفتہ اس مسافر کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹ غائب، اب حالت اس کو معلوم ہے کہ سفر کا تھکا ماند اچلنا دشوار، سرمایہ اور زاد راہ کچھ پاس نہیں کوئی آس پاس امداد کرنی والا نہیں غرضیکہ زیست کے تمام اسباب مفقود ہیں اس حالت میں وہ مایوس ہو کر

مرنے کے لئے تیار ہو کر پھر سو گیا۔ پھر جو دفعہ آنکھ کھلی تو دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سالان موجود ہے اس شدت فرح میں کہتا ہے "اللہم انت عبدی وانا ربک" اس کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے "اخطأ من شدة الفرح" دیکھیے اس حدیث میں اس کے اس خطاب پر نکیر نہیں فرمایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ شرعاً معذور ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیا گیا۔ نہیں شدت فرح میں لغزش ہو گئی۔ اسی بناء پر ابن القیم اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ فرح اور غضب کے وقت انسان معذور ہوتا ہے۔ لیجئے یہ چشتی بدنام ہیں کہ بدعت کے موجب ہیں اب حدیث اور شارح حدیث کو کیا کوئے اسی طرح حضرت مولانا ردی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت بایزید بطلانی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ فرمایا "سبحانی ما اعظم شانی" مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ آپ نے کیا فرمایا۔ فرمایا کہ اگر میں ایسا کہتا ہوں تو واقعی کفر ہے اگر اب کے ایسا کہوں تو مجھ کو قتل کر دینا۔ اگر دو کاغذ ہوتے تو کیا ایسی بات کی اجازت فرماتے کیا دو کاغذ نقص ایسا کر سکتا ہے مرید بھی ایسے ہوتے تھے کہ بخدا کوئی بات شیخ کی خلاف شریعت دیکھی تو فوراً امر بالمعروف کر دیا آج کل کی سی حالت نہ تھی کہ ایسے الفاظ سے اور مریدین کا اعتقاد بڑھتا ہے غرضیکہ مریدین نے چھریاں تیار کر لیں شیخ پر پھر غلبہ طاری ہوا اور "سبحانی ما اعظم شانی" زبان سے نکلا مریدین نے چند طرف سے چھریاں مارنا شروع کیں اب تلاش یہ ہوا کہ جس مقام پر شیخ

کے جسم پر چھری مارتے ہیں لوٹ کر اسی جگہ اپنے جسم پر چھری لگتی ہیں
تمام مریدین زخمی ہو گئے شیخ کو اتفاقہ ہوا تو دیکھا کہ تمام زمین پر پڑے
ترپ رہے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہوا عرض کیا گیا کہ وہ حضرت اچھی
تذہیر بتلائی ہم کو تو ہلاک ہی کیا ہوتا اور سب قصہ بیان کیا فرمایا کہ اگر یہ
بات ہے تو بس معلوم ہوا کہ میں نہیں کہتا کوئی اور کہتا ہے کہ جس پر کوئی
حملہ نہیں کر سکتا پھر اس کی نظیر ایک آیت سے بیان کی کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام جس وقت اپنی بیوی کو لیکر چلے اور کوہ طور کے قریب منزل پر
ٹھہرے اور آگ کی ضرورت ہوئی تو ایک درخت پر آگ نظر آئی آپ
آگ لینے گئے تو اس درخت میں سے آواز آئی: "ان یا موسیٰ انی انا
الله رب العلمین - الآية" تو کیا وہ خدا درخت کی تھی سو جب اسکی
آواز درخت میں پیدا ہو سکتی ہے سو اگر منصور علیہ السلام اور بایزید علیہ السلام
میں پیدا ہو جاوے جو درخت سے کہیں زیادہ مظہر ہے تو اس میں استبعاد کیا
ہے۔" (۱)

تھانوی صاحب کا یہی ملحوظ افاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ 372 پر بھی ہے اس میں کچھ
الفاظ نامک ہیں تھانوی صاحب فرماتے ہیں: اہل طریق کی حالت بالکل اہل برزخ کے مشابہ
ہوتی ہے کسی پر کوئی کیفیت طاری ہے کسی پر ایک حالت کا غلبہ ہے کسی پر ایک حالت کا غلبہ
مگر عاشق ہونے میں سب ایک ہیں۔

نیز تھانوی صاحب ایک اور غلطی میں فرماتے ہیں:

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر تاویل کیجائے تو پھر کوئی بھی مواخذہ کے قابل نہیں رہتا تاویل میں تو بڑی وسعت ہے فرمایا کہ تاویل اور توجیہ کا بھی ایک معیار ہے۔ ایک وہ شخص ہے جس کی غالب حالت صلاحیت کی ہے، دین کا مطیع ہے، محتاط صحیح ہیں ایسے شخص سے اگر کوئی غلطی ہو جائے وہاں تاویل واجب ہے اور جہاں فسق و بکور کا غلبہ ہے وہاں تاویل نہ کی جاوے گی اور مستحقین تاویل کی شان میں اگر تاویل بھی نہ کی جاوے تب بھی کف لسان واجب ہے گو ان کا معتقد ہونا بھی واجب نہیں جیسے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا یازید رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کا معتقد ہونا واجب نہیں۔ مگر گستاخی بھی محل خطر ہے اور خطر بھی ایسا جس کو امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اہل طریق سے بدگمانی کرنے میں اندیشہ سود خاتمہ کا ہے اور اگر کچھ نہ کہو تو اندیشہ نہیں تو بہتر صورت یہی ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ کچھ نہ کہو گویہ بھی ضروری نہیں کہ معتقد ہو جاؤ پس نہ معتقد ہو اور نہ کچھ بجا کلمہ کہو اسی میں خیر ہے۔" (۱)

شطیاتی کی بابت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی ایک اور جگہ رقمطراز ہیں:

"اگر کسی بزرگ کا کوئی قول و فعل خلاف سنت منقول ہو یا تو سکر اور غلبہ حال میں وہ امر صادر ہو یا وہ حکایت غلط منقول ہیں یا ان سے کسی باریک

مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفیہ دقتیں تھیں خطا اجتہادی ہو گئی جس میں وہ شرعاً معذور ہیں اور خدا تعالیٰ سے ان کو بُعْد نہیں ہوا۔^(۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وہ لوگ جو مغلوب الحال ہیں یا کسی تاویل سے کوئی امر کرتے ہیں جو اس شخص کے نزدیک خلاف سنت ہے ان کو برا بھلا نہ کہے اور خود وہی کرے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہے۔"^(۲)

دیوبندی حضرات کے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

"فرمایا کرتے تھے، اللہ کا شکر ہے میرے قلب میں کسی بزرگ کی طرف محض فردعی اختلافات کی بناء پر بد عقیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ ان میں بزرگی کے آثار غالب ہوں اللہ اللہ کرنے والوں سے حسن ظن ہی رکھتا ہوں گو وہ حضرات بعض غلطیوں میں بھی مبتلاء ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے اقوال و افعال کو شریعت پر منطبق کیا جائے بلکہ مغلوب الحال بزرگوں کے اقوال و افعال کی تاویل کر لیتا ہوں کہ بوجہ مغلوبیت کے معذور ہیں۔"^(۳)

(۱) تعلیم الدین صفحہ 143

(۲) تعلیم الدین صفحہ 170

(۳) اشرف السوانح جلد اول ص 128

اسی طرح اشرف علی تھانوی صاحب کا ایک اور ملحوظ ہے:

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت میں مٹے ہوئے ہیں ان سے اللہ کی بے ادبی کا تو امکان ہی نہیں مگر فرط محبت میں بعض اوقات غلبہ حال سے الفاظ میں وہ رعایت نہیں رہتی جو ہونا چاہیے اس لئے جن بزرگوں پر ایسے حالات طاری ہیں ان کے کچھ کلمات اگر بظاہر ادب کے خلاف بھی معلوم ہوں تو ان سے بدگمانی نہ کرنے چاہیے"۔^(۱)

یہی اشرف علی تھانوی صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں رقمطراز ہیں:

"سو جس طرح مجنون و مستوہ شرعاً معذور ہے اسی طرح صاحب سکر و مغلوب الحال بھی اپنے اقوال شطحیہ اور اپنے افعال ترک واجب یا ارتکاب محرم میں معذور ہے"۔^(۲)

یونہی دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی مزید رقمطراز ہیں:

"الھدیث۔۔۔ ایسے عارفین کو جو میری امت میں ہوں گے (ان کے حال پر) چھوڑ دو جن کے ساتھ عالم غیب کی باتیں کی جاتی ہیں مطلب یہ کہ اسرار غامضہ کشف ہوتے ہیں نہ ان کو اپنے فتویٰ سے جنت میں نازل کرو اور نہ دوزخ میں یعنی نہ ان پر جنتی ہونے کا حکم کرو اور نہ ناری ہونے کا۔ مراد یہ کہ اگر وہ ان اسرار کے ساتھ تکلم کریں اور غموض ان کے سمجھ میں نہ آئیں اور ظاہر اخلاف شرع معلوم ہوں تو بے سمجھے نہ ان کے معتقد

(۱) مجالس حکیم الامت از مفتی شفیع صاحب دیوبندی 213

(۲) التکشف عن مہمات التصوف صفحہ 304

ہو اور نہ ظاہر اخلاف شرع ہونے کے سبب ان کی تسلیل کر دبلکہ ان کا

معاملہ خدائے تعالیٰ کے سپرد کرو"۔^(۱)

اسی طرح اشرف علی تھانوی اپنے زندگی کی آخری کتب میں شطیحات اولیاء کی توجیہات کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"یہ تو توجیہ کی تقریر تھی اگر کسی کے دل کو یہ توجیہات نہ لگیں اس کیلئے

اسلم یہ ہے کہ ان بزرگوں کے غلبہ حال پر ان اقوال کو محمول کرے جس

کو اصطلاح تصوف میں شطیح کہتے ہیں اور معذور سمجھے، نہ ان کا اتباع

کرے نہ ان کے ساتھ گستاخی کرے"۔^(۲)

اسی طرح تھانوی صاحب اسی مذکورہ کتاب میں:

قسم بقبلہ رونے تو یا رسول اللہ روا است سجدہ سوئے تو یا رسول اللہ

(یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کے چہرے کے قبلہ کی قسم آپ کی طرف سجدہ کرنا جائز

ہے)۔

شطیح کی تاویل کرتے ہیں آپ کے روئے مبارک کو قبلہ کہنا اور بسوئے تو کہنا اس میں نص

ہے لفظ قرا نہیں کہا۔ (یعنی اس کی یہ توجیہ ہے کہ حضور ﷺ مسجود لہ نہیں

مسجود الیہ ہیں)۔^(۳)

(۱) التشریف ص 392 مطبوعہ کراچی • بوا در النوادر 439

(۲) بوا در النوادر ص 796

(۳) بوا در النوادر ص 139

یونہی تھانوی صاحب اپنی اسی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

”الحديث — ذروا العارفين المحدثين من امتي لاتنزلوهم الجنة ولا النار حتى يكون الله هو الذي يقضى فيهم يوم القيامة“۔

”ایسے عارفین کو جو کہ میری امت میں ہوں گے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو جن کے ساتھ عالم غیب کی باتیں کی جاتی ہیں۔ مطلب یہ کہ ان کو اسرار غامضہ مکشوف ہوتے ہیں نہ ان کو اپنے فتوے سے جنت میں نازل کرو اور نہ دوزخ میں نہ ان پر جنتی ہونے کا حکم کرو نہ ناری ہونے کا۔ مراد یہ کہ اگر وہ ان اسرار کے ساتھ ظلم کریں اور غموض کے سبب سمجھ نہ آویں اور ظاہر اختلاف شرع معلوم ہوں تو بے سمجھے نہ ان کے معتقد ہو اور نہ ظاہر اختلاف شرع ہونے کے سبب ان کی تسلیل کرو۔ بلکہ ان کا معاملہ خدائے تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز ان کا فیصلہ فرمادے گا۔ اور بعض اوقات ان کے بعض افعال بھی جو ان ہی اسرار مکشوفہ غامضہ پر مبنی ہوتے ہیں اہل ظاہر کی سمجھ میں نہیں آتے جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ گو شرائع میں ایسے مہلکی کے اعتبار و عدم اعتبار میں اختلاف ہو سکتا ہے اور اس غموض کے سبب بعض اوقات وہ اقوال و افعال خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں تو اس حدیث میں ان کے ساتھ معاملہ کرنے کا طریق بتلایا گیا ہے۔“ (۱)

غور فرمائیں! علامہ تھانوی نے صاحبِ حال لوگوں کے شیطیات کے حکم کا استدلال حدیث مبارکہ سے کیا ہے کہ ان کو اللہ کے سپرد کر دو اور ان پر خطی باری نہ کرو۔

حدیث مبارکہ سے استدلال:

”عن عائشة فی حدیث الافک حین نزل برائتها قالت فقالت لی امی قومی الی رسول اللہ ﷺ فقلت واللہ لا اقوم الیہ ولا احمد الا اللہ هو الذی انزل برائتی۔“

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس قصہ میں جبکہ ان پر تہمت لگائی گئی تھی روایت ہے کہ جب ان کی برات قرآن مجید میں نازل ہو گئی تو ان کی والدہ نے کہا اٹھو اور حضور ﷺ کے پاس جاؤ (یعنی بطریقِ اولیٰ شکر و سلام کے، یہ اس وقت جوش میں تھیں) کہنے لگیں کہ اللہ ﷻ کی قسم میں اٹھ کر آپ کے پاس نہ جاؤں گی اور میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا شکر یہ نہ ادا کروں گی اسی نے میری برأت نازل فرمائی ہے۔

اس حدیث کے فائدہ کے تحت اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

”یعنی بزرگوں سے نعمایا سزا بعض ایسے کلمات متحول ہیں جن کا ظاہری عنوان موہم گستاخی ہے اگر یہ غلبہ حال میں ہو تو اسے شطح و ادلال کہتے ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا اسی قبیل سے ہے جس کا خلاصہ ایک خاص سبب سے شدتِ غم ہے اور یہ کہ خود جناب رسول مقبول ﷺ بھی بمقتضائے بشریت و عدمِ علمِ غیب اس معاملہ میں مشوش و متدو تھے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس تردد کی اطلاع تھی پس ان کو یہ حق تھا کہ

افسوس آپ کو بھی شہر ہے پس برات کے نزول سے ان کو جوش آگیا اور یہ جواب ان سے صادر ہوا چونکہ حضور نے اس پر انکار نہیں فرمایا حدیث سے اہل شیعہ و ادلال کا معذور ہونا ثابت ہو گیا۔^(۱)

قاری طیب دیوبندی اور مسئلہ شطیحات:

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب مجددیوں اور صاحب حال بزرگوں کی بابت علمائے دیوبند کا نظریہ واضح کرتے ہیں:

”اس مسلک اعتدال اور سالکانہ احوال میں مشائخ دیوبند کی روش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ وہ مجددیوں یا مظلوب الحال مدہوشوں سے نہ کبھی الجھے اور نہ ان کے پیچھے پڑے بلکہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر ان سے الگ تھلک رہے اور ظاہر ہے کہ اس باب میں اس کے سوا سلامتی اور عافیت کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ علمائے دیوبند کے اس مسلک اعتدال میں عرفاء طریقت کے انکار و افاضل کی عظمت و منزلت خواہ وہ سالکان احوال ہوں یا بے خود۔ ان کے احوال فرق مراتب و درجات کے ساتھ دینی رہی ہے جو علمائے شریعت کی رہی چنانچہ ان کی گنا میں جو عظمت محدث کبیر حافظ ابن تیمیہ کی ہے وہی شیخ محمد بن الدین ابن عربی کی بھی ہے اور جو قدر و منزلت حضرت مجدد الف ثانی جیسی غالب علی

الاحوال و برگزیدہ ذات کی ہے وہی قدر و منزلت فتح عبدالحق دہلوی اور
حضرت صابر کلیری کی بھی ہے جو بر سہارس اپنے احوال کے سکر میں بے
خود رہے۔" (۱)

اسی طرح دیوبندی حضرات کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب شطحیات اولیاء کے
معلق دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے "انا الحق" کہا تو صرف ان کلمات کو دیکھ کر ان
کے حق ہونے میں گستاخی نہیں کی جائے گی، بلکہ ان کی تمام زندگی کو دیکھ
کر ان کے مناسب "انا الحق" کا معنی بیان کیا جائے گا اور اصل یہ ہے کہ
صوفیائے کرام کے نزدیک ایک درجہ فنا فی اللہ کا ہوتا ہے حضرت
منصور رحمۃ اللہ علیہ اس قدر فنا فی اللہ ہو چکے تھے کہ ان سے مراد ذات شکم
نہیں بلکہ ذات حق تھی۔ اس مقام پر پہنچنے کے بعد انا اور انت کا مصداق
ایک ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس فرعون نے "انا الحق" کہا تو اس کا
ظاہری معنی ہی مراد لیا گیا، کیونکہ اس کی زندگی ہی ایسی تھی کہ وہ خدا کی
دعویٰ کرتا تھا۔ تو ایسے الفاظ کتابہ کو پوری زندگی کے احوال کو سامنے رکھ
کر کسی معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اولیاء
اللہ جیسی تھی اور فرعون کی شیطان جیسی، تو اس معنی پر حمل کیا جائے
گا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے: "ملکی
اعظم من ملک اللہ" میرا ملک اللہ کے ملک سے بڑا ہے۔ واقعہ یوں

ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی تو آپ کے منہ سے نکلا "ملکی اعظم من ملک اللہ" جب اتفاق ہوا تو مریدین نے عرض کی کہ حضرت! آپ سے تو آج کلمہ کفر صادر ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے کیسے چھوڑ دیا؟ پھر دوسری دفعہ آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی تو مریدین نے حضرت کو مارنا شروع کر دیا۔ لیکن معاملہ یہ تھا مارتے پیر صاحب کو سٹے اور لگتی ان کو خود تھی چنانچہ وہ بے چارے بد حال ہو گئے جب حضرت بایزید رحمہ اللہ کو اتفاق ہوا تو انہوں نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ مریدین نے عرض کی کہ آج بھی آپ سے وہی کلمہ کفر نکلا تھا اس لئے ہم آپ کو مارنے لگے تو لگتی ہمیں تھی جس سے طاریہ حال ہو گیا ہے۔ حضرت بایزید رحمہ اللہ نے پوچھا بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے؟ مریدین نے بتلادیا آپ نے فرمایا کہ یہ کلمہ تو عین ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ملک تو میں اور بقیہ کائنات ہے اور میرا ملک خود اللہ ہے جس میں، میں ہر وقت سیر کرتا ہوں تو یقیناً میرا ملک اللہ سے بڑا ہے۔^(۱)

غور فرمائیں! دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب نے وضاحت کر دی کہ اولیام اللہ کے شطھیات کو ایسے معنی پر محمول کریں گے کہ جس سے ان کی شخصیت فتوے سے بچ سکے اور ان کے حال کے مطابق ان پر فتویٰ صادر نہ کریں گے۔

اب آہ آہ آنے والے واقعہ کو بھی بغور پڑھیں۔ یہی قاری طیب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”حضرت نظامی بہت بڑے بزرگ تھے چودہ برس کی عمر میں ہی اصلاح کا کام شروع کر دیا تھا۔۔۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ کے ایک مرید نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی تمنا ہے اس کے لئے کوئی وظیفہ بتا دیجئے جس سے اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو جائے، آپ نے فرمایا کہ نماز فرض ترک کر دو، مرید کو بڑا تعجب ہوا کہ نماز فرض کیسے ترک کر دوں؟ تین دن کے بعد حاضر ہوئے اور پوچھا کہ حضرت اللہ کے دیدار کی تمنا ہے کوئی وظیفہ بتا دیں حضرت نے فرمایا تمہیں وظیفہ تو بتلا دیا کہ فرض نماز چھوڑ دو وہ پھر واپس چلا گیا دو تین دن بعد حاضر ہوا اور وہی عرض کی، تو آپ نے پھر وہی جواب دیا آخر وہ مرید چلے گئے فرض چھوڑنے کی ہمت تو نہ ہوئی لیکن سنتیں چھوڑ کر سو گئے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے ہم نے کیا قصور کیا کہ ہماری سنتیں چھوڑیں۔ اسی وقت جلدی اٹھے وضو کر کے توبہ کی اور سنتیں ادا کیں۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت نظامی کو سنایا آپ نے فرمایا کہ اگر فرض چھوڑتے تو اللہ تعالیٰ خود تشریف لاتے اور فرماتے کہ فرض کیوں چھوڑتے ہو۔ یہاں بھی دو صورت نکلتے ہیں ایک یہ کہ اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کی ہر بات کو قرآن و حدیث سے قطع نظر کرتے ہوئے من و عن تسلیم کیا

جائے اور ایک یہ کہ قرآن مجید کے قواعد اپنی جگہ صحیح رہیں اور اولیاء اللہ ﷺ کے کلام کے بھی مناسب معانی بیان کئے جائیں"۔^(۱)

اسی طرح قاری طیب صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"علمائے دیوبند کا مسلک اولیاء اللہ کے شطحیات اور ان کے غلبہ حال کے کلمات و افعال میں بھی اسی نقطہ اعتدال پر ہے وہ نہ تو ان اقوال و افعال کی بناء پر جن کی شیعہ منت و شریعت سے بظاہر ہٹی ہوئی نظر آتی ہے ان حضرات کی شان میں کوئی ادنیٰ بے ادبی اور گستاخی جائز سمجھتے ہیں کہ ان کی ولایت ہی سے منکر ہو جائیں۔ یا اس ولایت کو مشکوک سمجھنے لگیں یا ان پر طعن و تشنیع کرنے لگیں اور ان امور کو خرافات اور دہیات کہہ کر ان پر طعن و ملامت یا سب و شتم ہی کو دین سمجھنے کی مگر اسی میں مبتلا ہو جائیں اور نہ اس کے بالمقابل غلو محبت سے ان مبہم یا مہم کلمات و افعال کو اصلی طریق ہی سمجھتے ہیں کہ اس کی طرف لوگوں کو بلائیں اور جو نہ آئے تو جذباتی رنگ میں اسے اسلام سے خارج کرنے کے درپے ہو جائیں۔۔۔۔۔ اس قسم کی شطحیات اور سکر کے اقوال و افعال کے بارہ میں بہت سے عارف اور مبصر علماء نے مستقل رسائل و کتب تالیف کر دیئے ہیں جن میں توجیہات کے ذریعے ان کا صحیح محل بیان کر دیا گیا ہے جو تاویل محض نہیں حقیقت ہے بلکہ یہ ظاہر کر کے یہ توجیہات کی گئی ہیں کہ جس مقام پر پہنچ کر کسی صاحب حال سے یہ کلمات سرزد ہوئے حقیقتاً اس مقام

کا تقاضہ ہی اس قسم کے احوال و کلمات کا ظہور ہے اس لئے غیر صاحب
حال کو ان امور میں الجھنا بے سود بلکہ مضر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم
کے غیر اختیاری حال حق اور صاحب حال اس کے اظہار میں
معذور۔" (۱)

لہذا شطیحات کے حوالے سے یہ بات ظاہر ہو چکی کہ اگر قائل غلبہ حال سے مغلوب ہو اور
جذب و سستی کی کیفیت میں کوئی خلاف شریعت کلام کر ڈالے تو حتی الامکان اس کلام کا صحیح
محمل تلاش کریں گے اگر مل گیا تو فیہا و گرنہ اس کلام کو توہم درست نہ سمجھیں گے البتہ اس
کے قائلین کو بوجہ ان کے عذر کے فتویٰ سے بچائیں گے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اور شطیحات اولیاء :

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس بابت تحریر ملاحظہ ہو لکھتے ہیں :

"(بندہ مومن) ذکر و فکر میں اس طرح مستغرق ہو جاتا ہے کہ ہر لحظہ
سوائے اللہ کے نام کے اس کی زبان پر کچھ نہیں ہوتا۔ اور سوائے صفات
حق جل شانہ کی فکر کے اور کوئی چیز اس کے دل میں نہیں ہوتی دنیا کے
سارے کام اس کی خبر سے دور ہوتے ہیں ہر نفع و نقصان جو اسے خلق سے
پہنچتا ہے وہ اسی سے جانتا ہے نہ کہ خلق سے۔ نفع بھی اور نقصان بھی اسی
سے جانتا ہے بلکہ ہر چیز کو وہم و خیال سمجھتا ہے سوائے اللہ جل شانہ کی

(۱) علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج از قاری لمیب

صفات کے۔ پس اسے ایک مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ دوزخ اہل بہشت کی نسبت ناجائز ہے اور بہشت بھی اسی مقام کی نسبت اسی طریقہ سے ہے اور مالوہیت کا مقام ہے کہ جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہنچے ہیں انہوں نے ذوق و مستی کا کلام فرمایا ہے صوفیائے کرام ان کو شطح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔^(۱)

دیکھئے یہاں پر بھی صوفیاء کی شطح کی بابت خواجہ غلام فرید صاحب رحمہ اللہ یہی ارقام فرما ہیں کہ جب صاحب اسرار مقام مالوہیت تک پہنچتا ہے تو پھر وہ ذوق و مستی کا کلام کرتا ہے۔ یعنی صوفیاء کی شطحات پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا جائے گا بلکہ اس کو ان کے ذوق و مستی پر ہی محمول کیا جائے گا۔

مر تقیٰ حسن دیوبندی اور شطحات اولیاء:

اسی طرح دیوبندی حضرات کے رئیس المناظرین مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

”اگر کسی مسلم دلی کی طرف ایسا قول منسوب کیا جائے جو کہ خلاف شرع ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس قول کی نفی کریں اور اگر وہ فعل یا قول معتبر ذریعہ سے ثابت ہو جائے تو اس کی کوئی تاویل ایسی کرنی چاہیے جو ان کی شان کے مناسب ہو اور شرع شریف کے خلاف نہ ہو یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات سے جو کلمات شطحیہ صادر ہوئے ہیں علماء نے ان کی بھی

تاویل فرمائی اور صحیح اور موافق شرع معانی بیان کئے اور یہی فرمایا کہ کلام کا کلہ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل پر کفر جاری کرنا امر آخر ہے"۔^(۱)

عبد الشکور دیوبندی اور شطحیات اولیاء :

اسی طرح حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب کے تلمیذ مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب لکھتے ہیں:
 "بعض امور غلبہ محبت و عشق میں نظر انداز کر دیئے جانے کے قابل ہوتے ہیں ایسے امور اکابر اولیاء اللہ سے صادر ہوئے ہیں تو ان کو معذور قرار دے کر ان پر ملامت نہیں کی جاتی"۔^(۲)

(۱) مجموعہ رسائل چاند پوری ص 23

(۲) رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر تحقیق نظر ص 42

مجنوب اللہ کا ولی ہوتا ہے

یہ بات پیش نظر رہے کہ جن اہل اللہ پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور ان کی عقل جلوہ ذات کے باعث مغلوب ہو جاتی ہے ان کو "مجنوب" کہا جاتا ہے اور بالاتفاق مجنوب بھی اولیاء اللہ کی ایک قسم ہے۔

محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مجاذیب" کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں اولیاء کرام کی ایک قسم شمار کیا ہے اور سورہ شوریٰ کی آیت 13:

"اللہ یجتبیٰ الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب۔"

(اللہ اپنے قرب کے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے، اسے جو رجوع لائے)

کے تحت مقام دلالت پر فائز لوگوں کی بابت ارشاد فرماتے ہیں:

"الولیٰ ہو من یتولی اللہ بذاتہ امرہ فلا تصرف لہ اصلاً اذلا وجود لہ ولا ذات ولا فعل ولا وصف فہو الفانی بید الباقی کالعمیت بین یدی الغاسل یفعل بہ ما یشاء حتی یمحو رسمہ واسمہ ویمحو عینہ واثرہ ویحییہ بحیاتہ ویبقیہ ببقاۃ ویوصلہ الی لقاء" (1)

دلی وہ ہوتا ہے جس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ اس طرح جوڑ لیتا ہے کہ اسے اپنے معاملے میں بالکل تصرف نہیں رہتا یہاں تک کہ نہ اس کا اپنا وجود ہوتا ہے نہ اپنی ذات، نہ اپنا فعل اور نہ اپنا کوئی وصف (جو کچھ ہوتا ہے وہ رب کا ہوتا ہے) پس وہ باقی کے ہاتھ میں فانی ہے جیسے کہ میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں۔ اس کے ساتھ وہ جو چاہتا ہے معاملہ فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کی اپنی پہچان اور نام مٹا دیتا ہے اس کا عین اور اس کا اثر مٹا دیتا ہے۔ وہ اسے زندگی دیتا ہے اپنی حیات کے ساتھ اور اسے باقی رکھتا ہے اپنی بقاء کے ساتھ اور اسے اپنی ملاقات سے واصل کر دیتا ہے۔

اسی طرح علامہ تہامی مجازیب کو اولیاء اللہ کی اقسام میں سے ایک قسم شمار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”الاولیاء اربعة سالک محض، مجذوب محض و سالک
مجزوب و هو ما تقدم سلوکه علی جذبته و مجذوب
سالک“^(۱)

یعنی اولیاء کی چار اقسام ہیں۔ (۱) سالک محض (۲) مجذوب محض (۳) سالک مجذوب اور یہ اس ولی اللہ کو کہتے ہیں جس کا سلوک اس کے جذب پر مقدم ہوتا ہے اور (۴) مجذوب سالک۔
اس سے بھی ثابت ہوا مجذوب اولیاء کی ایک قسم ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ فاطر آیت 32 "ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات باذن الله" کے تحت لکھتے ہیں:

"قيل الظالم لنفسه السالك والمقتصد السالك
المجذوب والسابق المجذوب السالك والسالك هو
المتقرب والمجذوب هو المقرب"۔

کہا گیا ہے کہ "ظالم لنفسه" سے مراد سالک ہے اور
"مقتصد" سے مراد سالک مجذوب ہے اور "السابق" سے مراد
مجذوب سالک ہے اور سالک قربت (الہی) کے متلاشی کو کہتے ہیں اور
مجذوب مقام قرب پر فائز ہوتا ہے۔

یہاں پر بھی علامہ آلوسی مجذوب "کو اولیاء کی ایک قسم قرار دیتے ہوئے اسے مقام قرب
پر فائز قرار دے رہے ہیں۔

محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب "اخبار
الاخیار" لکھی ہے۔ اس کے بارے میں تحریک اہل حدیث صفحہ 50 پر ہے کہ: شیخ
عبدالحق صاحب نے علماء و اولیاء کے حالات پر اخبار الاخیار لکھی ہے اس کتاب اخبار
الاخیار جس میں اولیاء کا تذکرہ ہوا اس میں ایک پورا باب "مجاذیب" کے تذکرے میں
باندھا گیا۔ (اس سے بھی ثابت ہوا مجاذیب اللہ کے دلی ہوتے ہیں)۔

جذب کیا ہوتا ہے؟

علامہ ہردی رحمہ اللہ جذب کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

"الجبذبة انه ينجبى المجنوب من امر الملكوت ما يدهش عقله وياخذہ عن نفسه وحرمة حرمت اى محرمات من المصاحی" (۱)

جذب کی کیفیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجنوب سے بات کرتے ہوئے اس کو ملکوت کے معاملات پر مطلع فرمادیتا ہے جس سے وہ (مستی سے) مدہوش ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس کی جان سے بے پرواہ کر دیتا ہے اور اس پر گناہ والے تمام محرمات کو حرام کر دیتا ہے۔ (جس سے وہ حرام کے قریب ہی نہیں جاتا)۔

اسی طرح علامہ احمد بن محمد الحسنی ابن عجیبة الناس رحمہ اللہ (متوفی 1224) اپنی کتاب میں مجذوبین کو اولیاء اللہ کی ایک قسم قرار دے کر "جذب" کی تعریف کرتے ہیں:

"وحقیقة الجذب هو شهود حق بلا خلق" (۲)

یعنی جذب کی حقیقت، حق کا مشاہدہ کرنا ہے بغیر خلق کے واسطے کے۔

اور دوسری جگہ پر یوں رقم طراز ہیں:

"الوارد الالہی هو قوة شوق او اشتیاق او محبة یخلقها اللہ من قلب العبد، وقد تنشأ عن قوة خوف او ہیبة او جلال،

(۱) مرقاة باب الاعتصام بالسنة جلد ۲ صفحہ ۸۸ ملا علی قاری

(۲) ایقاظ الہیم فی شرح الحکم

فتزعجه تلك القوة الى النهوض الى مولاه فيخرج عن
عوائده وشهواته وسوام ويرحل الى معرفة ربه ورضاء وقد
تترادف عليه انوار تلك المحبة والشوق فتغيبه عن حسه
بالكلية وهو الجذب"۔⁽¹⁾

وارد الہیہ اشتیاق و محبت کی وہ قوت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے
دل میں پیدا فرماتا ہے اور یہ قوت اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی عظمت
و جلال کے سبب سے پیدا ہوتی ہے بھر یہ قوت اس بندے کو اپنے مالک
عز و جل کی قربتیں حاصل کرنے کے لئے ابھارتی ہے پس اس کے سبب
بندہ اپنی عادات و خواہشات نفسانی سے نکل جاتا ہے اور یہ قوت اس کو اپنے
رب کی معرفت اور رضا کی جانب مائل کرتی ہے اور اس بندے پر اس
محبت اور شوق الہیہ کے انوار اترتے ہیں جس کے باعث اس کی حس اس
سے جاتی رہتی ہے اور اسی کیفیت کو جذب کہتے ہیں۔

یونہی علامہ ابراہیم مصطفیٰ جذب کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں:

"الجذب فی اصطلاح الصوفیة حال من احوال النفس
یغیب فیہا القلب عن علم ما یجری من احوال الخلق
و یتصل فیہا بالعالم العلوی"۔⁽²⁾

(1) ایقاظ الہم فی شرح الحکم 392 طبع بیروت

(2) المعجم الوسیط جلد اول صفحہ 132

صوفیاء کی اصطلاح میں جذب سے مراد نفس کے احوال میں سے ایک ایسی حالت ہے کہ جس کے باعث قلب احوالِ خلق کے علم سے غائب ہو کر عالمِ علوی میں جا پہنچتا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، جذب کی کیفیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہماری مراد جذب سے یہ ہے کہ وجود کے پردے پھٹ جاویں اور حقیقۃ الحقائق تک پہنچ جاوے اور "انا" کے راستے سے لٹے پیروں لوٹ کر مبداءِ اول تک نفوذ کر جائے اور جذب کا حاصل یہ ہے کہ وجود مجازی کے اجزاء تحلیل ہو جاویں اور اس وجود کا پردہ ہٹ جاوے"۔^(۱)

اور صفحہ 40 پر فرماتے ہیں:

مجنوب کی مجذوبیت فی حد ذاتہ خود ایک کمال ہے۔

مجنوب کسے کہتے ہیں؟

علامہ علی بن محمد بن علی الجرجانی کتاب "التعریفات" میں مجنوب کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"المجنوب من اصطفاہ الحق لنفسہ واصطفاه بحضرة
انہ واطلعه بجناب قدسہ قفاز بجمیع المقامات
والمراتب بلاکلفة المكاسب والمتاعب"۔

مجنذوب وہ ہوتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چنا ہوتا ہے اور جسے اپنی محبت کے لئے خاص کر دیتا ہے اور اسے اپنے معاملات پر مطلع فرما دیتا ہے جس سے وہ جمیع مقامات و مراتب کو بغیر کسی تکلیف و پریشانی کے حاصل کر لیتا ہے۔

علامہ ابراہیم مصطفیٰ مجنذوب کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"المجنذوب فی اصطلاح الصوفیۃ من جذبہ الحق الی حضرته واولاہ ما شاء من المواہب بلا کلفة ولا مجاہدۃ وریاضۃ" (۱)

اصطلاح صوفیاء میں مجنذوب اس شخص کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں چنا ہوتا ہے اور اسے اپنی عطاؤں میں سے جو چاہتا ہے اسے بغیر مشقت و مجاہدہ و ریاضت کے عطا فرما دیتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجنذوب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"مجنذوب وہ ہے کہ جس کی عقل کسی وارد غیبی کے غلبہ سے زائل ہو جائے مگر کبھی احوال و واردات کے غلبہ سے اغلاط میں بھی تغیر ہو جاتا ہے۔ اس لئے علت سے تو ان کی پہچان مشکل ہے مجنذوب کے پاس بیٹھ کر قلب کو آخرت کی طرف کشش ہوتی ہے" (۲)

اسی طرح علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مجنذوب کے متعلق فرماتے ہیں:

"فالمجنذوب من الخواص اجتباہ ربہ سبحانہ فی الازل وسلکہ فی مسلک من یحبہم واصطنعہ سبحانہ لنفسہ

(۱) معجم الوسیط ۱/۱۳۳

(۲) القول الجلی ۳۰

جل شانہ وجذبہ تعالیٰ عن الدارین بجذبہ توازی عمل

الثقلین فهو فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر" (۱)

مجنوب اللہ کے خاص بندوں میں سے ہوتا ہے اللہ نے اسے ازل سے چنا ہوتا ہے اور اسے اپنے محبوبوں کی راہ پر چلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی ذات کے لئے جن لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہانوں سے بے پرواہ کر دیتا ہے پس وہ مجلس حق میں بیٹھنے والے ہیں قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

اسی طرح مشہور دیوبندی عالم روح اللہ نقشبندی صاحب، صاحب حال لوگوں کی بابت رقمطراز ہیں:

"مغلوب الحال لوگوں کی تین بڑی شاخیں ہیں مست، مجنوب اور قلندر جو شخص ان میں جس گردہ میں چلا گیا نہ آگے ترقی کر سکا ہے نہ دوسرے گردہ میں خصل ہو سکا ہے بوجہ غلبہ حال کے ان کو کسی وقت بھی ہوش نہیں آتا۔ پہلی قسم مست: مست کی یہ کیفیت بلا واسطہ ہوتی ہے بروقت اپنے آپ کو سرکارِ دو عالم کے سامنے دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو بچہ تصور کرتا ہے۔ حکومت کا کام ان کے سپرد ہوتا ہے وقت کے کامل اولیاء سے سکنا لیتے ہیں اور احکام پہنچاتے ہیں عبادت سے بوجہ غلبہ حال معذور ہیں۔ ان کے اصرار ان کی کم عقلی کی وجہ سے پورے کر دیئے جاتے ہیں۔ ان کا تعلق اس طرح ہوتا ہے جیسے نابالغ بچے کا والدین کے

ساتھ ہوتا ہے۔ سمجھدار بچے کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے لوگ مستوں کا مقام بلند سمجھتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں۔"

رازدروں پرودہ زربندان مست پرس

کیں حال نیست صوفیا عالی مقام را

یعنی امور تکوینی کو مست لوگوں سے دریافت کرو کیونکہ یہ باتیں عالی منصب صوفی کے حال کے مناسب نہیں ہیں۔

لیکن ہمہ وقت مشاہدہ کی وجہ سے زبان سیف ہوتی ہے۔ کشف و کرامات اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ جس پر نگاہ کی فوراً اپنے مقام تک لے گئے قوت ایسی ہوتی ہے کہ جس پر نگاہ پڑی اس نے اسی وقت کپڑے پھاڑے اور دیوانہ ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کامل مست چھپ کر نماز پڑھتے ہیں بعض کہتے ہیں چونکہ ہر وقت تعلق مشاہدہ ارواح سے ہوتا ہے اور ارواح عبادت کی مکلف نہیں ہوتیں اس لئے یہ بھی نماز نہیں پڑھتے، عورتیں مست نہیں ہوتیں مجذوب ہوتی ہیں۔ دوسری قسم مجذوب، مجذوب اللہ پاک کو دیکھتا نہیں بلکہ جمال الہی کی چمکی میں ہر وقت محو رہتا ہے ادائیگی فرض کے وقت ہوش آجاتا ہے۔ تو یہ آبادی سے ہٹ کر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ شادی نہیں کرتے پہلے یہ "فنا فی الرسول" ہوتے ہیں پھر فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہزار مجذوب ایک سالک نہیں بنا سکتے اور ایک سالک ہزار مجذوب بنا سکتا ہے۔ تیسری قسم قلندر اس کو بھی اکثر طریق سلوک کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ اس

خیال میں مستغرق ہوتا ہے کہ اللہ پاک کی ذات سے فیض
آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک میں پھر آپ سے میرے سینہ میں آرہا
ہے اس کی یہ حالت ٹکلی ہوتی ہے اس لئے یہ زیادہ تر بے ہوش ہوتے ہیں
یعنی یہ مندرجہ بالا دونوں گردہوں کی پہلی حالت ہے۔^(۱)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مجذوب اللہ کے مقرب اور چنے ہوئے لوگ ہوتے ہیں اور یہ
اللہ کے ولی ہیں۔ اور مجذوب کی کیفیت جذب ایک کمال ہے جو اسے منجانب اللہ میسر آتا
ہے۔

کرامات اہل حدیث صفحہ 20 پر غیر مقلدین وہابی حضرات کے علامہ عبد الجبید سوہدروی
قاضی سلیمان منصور پوری کی کرامات کے تحت لکھتے ہیں:

"بہتہ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل تنگ دھڑنگ رہتا تھا، اور مجذوب
تھا، کسی نے قاضی صاحب سے اس کا ذکر کیا، آپ نے اس سے ملنے کا
ارادہ کیا اور فرمایا کہ کل چلیں گے اور اس کے لئے کچھ کھانا بھی لے جائیں
گے، چنانچہ جب آپ گئے اور ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے
کہنا شروع کیا کپڑے لاؤ، کپڑے لاؤ ایک بزرگ آرہا ہے اور مجھے اس سے
حیا آتی ہے چنانچہ قاضی جی کے چہنچہ سے پہلے ہی اس نے کپڑا اوڑھ لیا،
جب آپ پہنچے تو نہایت محرم سے پیش آیا، اور دیر تک آپ سے سلوک
اور علم کی باتیں کرتا رہا، کھانا بھی کھایا اور کہا کہ جو آج کھانے کا مزہ آیا

ہے، عمر بھر میں کبھی نہیں آیا پھر جب آپ تشریف لے گئے تو اس نے کپڑے اتار پھینکے اور اسی طرح دیوانہ ہو گیا۔

بیان کر رہ کر امت سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

1. مجذوب بھی کوئی شخصیت ہوتی ہے۔
 2. اس مجذوب کی نظر کا یہ کمال ہوتا ہے کہ قاضی صاحب اسٹیشن پر اترے تو اسے اپنے آستانے پر پتہ چل گیا۔
 3. مجذوب تھا، فقیر، ننگ و ہزنگ رہتا تھا اس کے باوجود، علم و سلوک کی باتیں کرتا رہا ظاہر ہے کہ قاضی صاحب کسی معمولی شخصیت سے باتیں کرنے سے تور ہے۔
- اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جو لوگ نشہ عشق الہی میں مستغرق رہتے ہیں ان کی نظریں بڑے دور تک دیکھ لیتی ہیں اور جب نشہ عشق میں ہوں تو اپنی ذات کی فکر نہیں ہوتی اور جب کبھی کیفیت میں افاقہ ہو تو کھانے کا مزہ بھی لے لیتے ہیں اور علم و سلوک کی باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ اسی طرح مشہور غیر مقلد عالم مولوی ابو بکر غزنوی اپنی کتاب میں مجاذیب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"دوستو! میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ مجذوب بے چارہ معذور ہوتا ہے اس کی لوح دماغ جھج گئی ہوتی ہے وہ معذور آدمی ہے وہ کسی کی تربیت کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ اس لئے تمام اولیاء اللہ کا اتفاق ہوا ہے کہ مجذوب کے پاس مت بیٹھو۔ وہ غیر ذمہ دار ہے مرفوع القلم ہے، اس سے کوئی باز پرس نہیں ہے۔ جیسے ایک پاگل سے باز پرس نہیں۔ حدیث میں آتا

ہے کہ جو نبی ایک انسان مجنون ہوتا ہے فرشتے اس کا نام اعمال وہاں سے اٹھا کر لے جاتے ہیں ان کی ڈیوٹی ختم ہو جاتی ہے یہی معنی ہیں مرفوع القلم ہونے کے۔ اس نظریہ میں کسی شخص کو کوئی اختلاف نہیں کہ مجاہدِ اللہ کے ولی ہوتے ہیں اور قائلِ عزت، ہاں چونکہ وہ مرفوع القلم ہوتے ہیں اس لئے ان کی تقلید اطاعت جائز نہیں۔^(۱)

غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی غلام رسول قلعہ میاں سنگھ کی "سوانح حیات" میں ان کے سوانح نگار مولوی عبدالقادر صاحب، مولانا صاحب کے طالب علمی دور کے ایک واقعہ کو لکھ رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

"(مولوی غلام رسول قلعہ میاں سنگھ اور مولوی عبد اللہ غزنوی) چند روز دونوں صاحبان کو شہر شریف ٹھہر کر قلعہ میاں سنگھ (اپنے مسکن) کو روانہ ہوئے جب گجرات کے قریب پہنچے تو مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمایا مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔ رستہ میں ہی ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا اور یہ قصد بھی تھا کہ دہلی جا کر حدیث پڑھی جاوے سو اسی خیال کو دل میں لئے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تاکہ ان سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں۔ اس مجذوب بزرگ کا نام جنگو شاہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا کہ دیکھو! دو شخص محمدی و نمونہ صحابہ کرام چلے آتے ہیں مجھے کوئی کپڑا پہنا دو اور ان دونوں کے لئے فرش کر دو جب

آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جنگل شاہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بٹھالیا۔ دھلی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جنت اس طرف ہے یہ سن کر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا آج ہوش و حواس کی باتیں کرتا ہے جب مولوی عبد اللہ صاحب اور مولوی صاحب واپس آنے لگے تو کہنے لگا کہ لباس دیکھ کر بھول نہ جانا وہ شخص مسکین صورت ہے اور اس کا نام سید نذیر حسین ہے یہ سن کر پوری تسلی ہو گئی۔" (۱)

یہی واقعہ غیر مقلد عالم دین مولوی ارشاد الحق اثری صاحب نے اپنی کتاب "اہل حدیث کی خدمات حدیث" ص 30 پر نقل کیا ہے لیکن وہاں بمصلحت انہوں نے لفظ مجذوب کی جگہ فقیر منش بزرگ لکھا ہے اور یہ ہمارے موقف کی اور بھی زیادہ تائید ہے کہ ارشاد الحق اثری صاحب بھی مجاذیب کو بزرگ سمجھتے ہیں۔ اب اس واقعہ کو بغور پڑھا جائے کہ مولوی عبد اللہ صاحب کو مجذوب کی خوشبو محسوس ہوئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ملنے کے قابل ہے یہ بات تو غیر مقلد حضرات ہی بتا سکتے ہیں کہ "مجذوب کی خوشبو" کیسے محسوس کی جاتی ہے تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ ادھر ان حضرات نے دہلی جا کر پڑھنے کا ارادہ کیا اور ادھر گھر سے روانہ ہوئے ادھر مجذوب کو پتہ چل گیا کہ کون حضرات کس ارادے سے چلے آ رہے ہیں اور پھر ان کے دلی قصد پر مطلع ہو کر دہلی کا پتہ بھی بتا دیا اور نذیر حسین دہلوی کا حلیہ بھی، وہابیہ کے نزدیک بھی بہر صورت یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجاذیب بھی اللہ کے مقررین کی ایک جماعت ہے جو اگرچہ بظاہر نگ دھڑنگ ہوتے ہیں لیکن ان کا یہ نگ

(۱) سوانح حیات از مولوی عبد القادر اہل حدیث صفحہ 71

دھڑنگ کا ظاہر، عارضہ فناء کی وجہ سے رونما ہوتا ہے اور پھر مولوی عبد اللہ غزنوی اور مولوی غلام رسول صاحبان کا مجذوب کی بات سن کر "تسلی" پانا اور اس سے راہنمائی حاصل کرنا ان کے باطن کے جذبات کا عکاس ہے کہ یہ غیر مقلدین حضرات کے بزرگ علماء بھی مجازیہ کو صاحب نظر اور کامل الباطن ہستیاں سمجھتے رہے ہیں۔

اور پھر مجازیہ کی پراسرار شخصیت کا اندازہ "تذکرۃ الرشید" میں مذکور اس واقعے سے فرمائیں دیوبندی حضرات کے امام ربانی رشید احمد گنگوہی صاحب کا سوانح نگار لکھتا ہے:

"ایک روز فرمایا قصبہ لوہاری میں جس جگہ حضرت میاں جیو نور محمد صاحب تشریف رکھتے تھے وہاں ایک مجذوب پنجابی رہتے تھے اور اتفاقاً اس جگہ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب تشریف رکھتے تھے وہ مجذوب اکثر حضرت حاجی صاحب شہید کے خدام سے یوں کہا کرتے تھے کہ او تمہارا حاجی بڑا بزرگ ہے حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ جب بغرض زیارت حرمین شریفین عرب کو گئے تو ایک دن جہاز میں حضرت کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا ذرا سی دیر گزری تھی کہ ایک ہاتھ سمندر میں سے لوٹا تھا مے ہوئے نکلا اور لوٹا حضرت حاجی صاحب کے ہاتھ میں پکڑا کر غائب ہو گیا ادھر لوہاری میں ان مجذوب صاحب نے حضرت کے خدام سے فرمایا کہ تمہارے حاجی کے ہاتھ میں سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا تھا میں نے ان کو لوٹا پکڑا لیا۔ حضرت کے خدام نے سمجھا کہ بڑا حاکم رہے ہیں جب حضرت حاجی صاحب حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور لوہاری میں تشریف لائے تو کسی کو مجذوب کی یہ بات یاد

آگنی انہوں نے حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا سچ ہے بے شک یہ واقعہ جہاز میں پیش آیا مگر اس وقت وہ ہاتھ میری شناخت میں نہیں آیا کہ کس کا ہے۔" (۱)

اس سے ثابت ہوا کہ مجذوب بھی اللہ کا ولی ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا خاص قرب عطا ہوتا ہے جیسی تو لوہاری میں جینے کر سمندر میں لوٹا پکڑا یا جا رہا ہے اور پھر یہاں ان مجاذیب کی قوت علم و نظر کا اعتراف بھی کرنا پڑے گا کہ انہیں لوٹا کرنے کا پتہ کیسے چل گیا؟ اور ساتھ ان کی طاقت تصرف مافی پڑے گی کہ وہ مافوق الاسباب مدد بھی کر سکتے ہیں۔

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب مجذوبوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"تکوینی کارخانہ مجذوبین سے متعلق کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان میں عقل نہیں ہوتی اس لئے تشریع کے مکلف نہیں ہوتے اور ان کی بعض خد متیں شرع پر منطبق نہیں ہوتیں مثلاً اگر مسلمانوں اور کافروں میں مقابلہ ہو تو مسلمانوں کا غلبہ مقصود تشریعی ہے اور ایسا ہونا بعض اوقات خلاف مصلحت اور حکمت ہوتا ہے اس لئے ایسی جماعت کے سپرد کیا گیا ہے جس کو اس سے کچھ بحث نہیں اور ایسا کام سالک کب کر سکتا ہے اور اس کو کیسے جائز ہوتا؟" (۲)

لیجئے! تھانوی صاحب نے بات ہی ختم کر دی آپ فرماتے ہیں کہ "کارخانہ تکوینی" مجذوبوں کے سپرد ہوتا ہے۔ معلوم ہوا مجذوب کوئی معمولی لوگ نہیں۔ اسی طرح کی باتیں

(۱) تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۵۶

(۲) افاضات الیومیہ جلد اول ص ۱۱۰

افاضات الیومیہ، التکشف اور دیگر کتابوں میں کئی جگہ پر موجود ہیں کہ کارخانہ ٹکونین
مخدوب کے سپرد ہوتا ہے۔

پھر مخدوب ولی کی شان کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔ مولوی اشرف علی تھانوی رقطراز
ہیں:

"یہ جو میری طبیعت کا رنگ ہے کہ بکمیڑوں سے گھبراتی ہے اس کی بڑی
وجہ یہ بھی ہے کہ میں ایک مخدوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں۔ جن کا نام
حافظ غلام مرتضیٰ ہے ان سے کہا گیا کہ اس لڑکی یعنی میری والدہ کی اولاد
زندہ نہیں رہتی تو فرمایا کہ عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو
اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔ اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ جن کی
نسبت سنا ہے کہ صاحب ذوق تھیں سمجھ گئیں اور کہنے لگیں کہ باپ
فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں
اب جو اولاد ہو ماں کے نام پر رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ خوش ہوئے
اور فرمایا یہ لڑکی بڑی ذہین ہے، یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے عرض کیا
کہ پھر آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا کہ دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف
علی خاں رکھنا اور دوسرے کا اکبر علی عرض کیا گیا کہ کیا پشمان ہیں فرمایا ہاں
ایک اشرف علی اور ایک اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہو گا وہ حافظ اور مولوی
ہو گا اور ایک دیندار ہو گا۔ پھر (مخدوب) کے کہنے کے مطابق ہم دو بھائی
پیدا ہوئے"۔^(۱)

اسی واقعہ کو اشرف علی تھانوی صاحب کے سوانح نگار نے "اشرف السوانح" جلد اول ص 20 پر قدرے تفصیل سے لکھا ہے اور وہاں پر مذکورہ مجذوب کے متعلق تھانوی صاحب کا یہ قول بھی درج ہے کہ "یہ ایک مجذوب مگر پاکیزہ بزرگ تھے جن کی مدح شیوخ طریقت بلکہ خود حضرت مرشدی حاجی صاحب قدس اللہ سرہ نے بھی فرمائی ہے۔"

اب غور فرمائیں! مجذوب کس قدر صاحب علم یا صاحب تصرف ہوتا ہے کہ اس کے کہنے کے مطابق دو بچے پیدا ہو جاتے ہیں اور تھانوی صاحب کی پیدائش سے قبل ان کے حافظہ اور مولوی ہونے کی خبر دے دی جاتی ہے اسے مجذوب کا علم غیب کہیں یا اس کا کوئی اور نام رکھیں یہ بات بہر حال ثابت ہو چکی ہے کہ مجذوب عام لوگ نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے ولی ہوتے ہیں، اور اللہ والوں کے علم کی وسعت پر تھانوی صاحب کی یہ تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں آپ لکھتے ہیں:

فرمایا (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک فیہات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے۔
آں حضرت علیؑ کو حدیبیہ و حضرت عائشہؓ بنی ثعلبہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس بات کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔^(۱)

اسی طرح مولانا تھانوی ایک مجذوب کا واقعہ لکھتے ہیں:

ہم مولوی قلندر صاحب کو ہر روز زیارت رسول اللہ ﷺ کی ہوتی تھی ایک دن کسی حمال کے لڑکے کو کہ وہ سید تھا طمانچہ مارا اس دن سے زیارت منقطع ہو گئی مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا انہوں نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کا حوالہ فرمایا۔ جب وہ عورت مسجد نبوی میں آئی مولانا نے عرض کیا، سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا شرف بذا رسول اللہ (دیکھ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ) پس مولانا نے بیداری میں چشم ظاہر سے حضور ﷺ کی زیارت کی اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا تھا۔^(۱)

اس واقعہ میں بھی ایک مجذوب کی طاقت تصرف کو بیان کیا گیا ہے جس سے مجاذیب کی شان واضح ہو جاتی ہے اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ آل رسول، سادات گرامی کو تکلیف دینا نبی پاک ﷺ کی ناراضگی اور قطع برکات کا سبب بنتا ہے۔

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ایک مجذوب کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے:

"رام پور میں ایک اور مجذوب رہتے تھے جو اپنے آپ کو "رب العالمین" کہتے تھے انہوں نے حالت جذب میں خود کشی کر لی تھی چنانچہ علاقے دیوبند میں سے مولوی ارشاد حسین صاحب اور رام پور کے قاضی جو بدایوں کے رہنے والے تھے انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ مغلوب

اور غیر مکلف ہیں لہذا ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔ چنانچہ فتویٰ پر عمل ہوا اور ان کی نماز جنازہ شان و شوکت سے ادا کی گئی۔" (۱)

یہاں پر بھی مجذوب کے الفاظ "میں رب العالمین ہوں" بظاہر کفریہ ہیں لیکن اس کے باوجود علمائے دیوبند نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی اور اسے غیر مکلف بھی قرار دیا۔

اسی طرح سید مناظر احسن گیلانی دیوبندی ایک مجذوب کا واقعہ لکھتے ہیں:

"خصوصاً غدر کی عام خوں ریزی سے مہینہ سوا مہینہ پہلے مولانا گنگوہی فرماتے تھے کہ میں حافظ عبدالقادر مجذوب کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا کہ اچانک پیچھے مڑے اور مڑ کر مجھ سے پوچھنے لگے کہ کون ہے قدرت اللہ ہے مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ حضرت رشید احمد ہے اس کے بعد مولانا گنگوہی کا بیان ہے کہ حافظ صاحب اٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور کہتے جاتے تھے کہ ہٹو ہٹو پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے بولنے لگے کہ۔۔۔ یہ میرے گولی لگی، یہ میرے گولی لگی اور یہی کہتے ہوئے بھاگ گئے مولانا فرماتے تھے کہ اسی کے مہینہ سوا مہینہ بعد غدر کا ہنگامہ شروع ہوا اور حافظ عبدالقادر مجذوب بے چارے کو گولی لگی اسی سے شہید ہو گئے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ گولی سینہ میں ہی لگی۔" (۲)

(۱) ارواح ثلاثہ حکایت نمبر 442 صفحہ 387

(۲) "سوانح قاسمی جلد اول ص 255 • ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی ص 315

یونہی مجاذیب کی پر اسرار دنیا کی ایک کہانی ایک اور دیوبندی عالم روح اللہ نقشبندی کی زبانی سنئیے آپ لکھتے ہیں:

"ہندوستان کے کسی شہر میں ایک شخص زنانہ لباس پہن کر گھومتا لوگ اسے بیچوہ سمجھتے تھے۔ کہاں رہتا ہے؟ کیا نام ہے؟ کسی کو معلوم نہ تھا۔ پوچھو تو کہتا میں اللہ کے گھروالی ہوں، اس لئے اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ جب کبھی وہ بازار نکلتا، اوباش نوجوان اس پر آوازیں کستے، مذاق اڑاتے، دوپٹہ کھینچتے، فحش قسم کی حرکات کرتے، وہ مبر سے سہ لیتا، زیادہ تنگ کرتے تو اتنا کہہ دیتا۔ اچی چھوڑو! اللہ کے گھروالی سے مذاق اچھا نہیں۔ ایک دفعہ صورت حال یہ ہوئی کہ گرمی شدید پڑی بارش نہیں ہو رہی تھی فصلیں تباہ ہو گئیں کنویں خشک ہو گئے، جانور تک بلبلا اٹھے لوگ دعائیں مانگتے، نماز استسقاء پڑھتے مگر سارا نہ بدلا۔ آخر شہر کے کچھ نیک نمازی علاقہ کے عالم دین اور متقی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ حضرت کیا بنے گا، گرمی اور قحط کی آفت کیسے ٹلے گی۔ آپ بزرگ ہیں دعا فرمائیں۔ کچھ تدبیر بتائیں۔ ان لوگوں کی فریاد سن کر انہوں نے مہر خاموشی توڑی اور فرمایا۔ تمہیں یقین نہیں آئے گا مگر میں اصل بات بتا دیتا ہوں۔ جب تک اوباش نوجوان اللہ کے گھروالی کو ستانا نہیں چھوڑیں گے اور تم معززین اس سے معافی نہیں مانگو گے یہ مصیبت دور ہونے کی نہیں۔ چاہے سارا علاقہ بھسم ہو جائے اور تمام لوگ مر ہی کیوں

نہ جائیں۔ اللہ میاں ناراض ہیں، ان کی ناراضی اللہ کے گھر والی کو راضی کر کے ہی دور ہو سکتی ہے۔

ایک ثقہ اور عالم دین بزرگ کے منہ کی یہ بات سن کر وہ لوگ حیرت میں گم ہو گئے۔ ان کا ارشاد سن کر وہ لوگ اللہ کے گھر والی کی تلاش میں لگ گئے۔ بات مشہور ہو گئی ایک ہجوم ساتھ ہو لیا کسی کے گھر گھاٹ کا پتہ نہ تھا۔ ایک شخص نے بتایا کہ میں نے اسے کئی دفعہ علی الصبح فلاں بوزھی مغنیہ کے گھر سے نکلے دیکھا ہے۔ ہجوم اس مغنیہ کے پاس پہنچا۔ اس سے پوچھا تو اس نے کہا حقیقت یہ ہے کہ میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ ہر روز منہ اندھیری وہ سیرے ہاں آتی ہے جھانڈ دیتی ہے گھڑوں میں پانی بھر دیتی ہے نہ تو کبھی اس نے مجھ سے کوئی پیسہ لیا نہ کبھی کچھ کھایا پیا۔ بس اتنا کام کر کے غائب ہو جاتی ہے۔

وہ معززین اور ان کے ہمراہ ہجوم مزید حیرت میں گم ہو گیا۔ کسی نے کہا میں نے اسے فلاں راستے سے شہر کے باہر جاتے کئی بار دیکھا ہے وہ ہجوم اسی راستے سے شہر کے باہر نکلے۔ دور ایک میدان میں اس کی جھلک نظر آئی۔ وہ تنہا بیٹھی تھی۔ ہجوم بھاگا اور اسے جالیا۔ چند معززین آگے ہوئے تو اس نے کہا آج بڑے بڑے لوگ ایک ہجوم لے کر یہاں مجھے ستانے پہنچے گئے۔ معززین نے کہا نہیں نہیں اللہ کے گھر والی! یہ بات نہیں ہم تو تمہیں تلاش کرتے کرتے یہاں پہنچے تم سے معافی مانگیں۔ آئندہ کوئی نوجوان تمہیں نہ چھیڑے گا نہ مذاق کرے گا تو اللہ کے گھر والی ہے اللہ

کی مخلوق پر رحم کر، سب کو معاف کر دے کہنے لگے ہائے ہائے! آپ بھی میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ میں راندھی باندھی معاف کرنے والی کون؟ بزرگو! آپ کیا کہہ رہے ہیں آخر انہیں بات کہنی پڑی کہ فلاں بزرگ کو جانتی ہو اس نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے اور اسی کے ارشاد کے مطابق معافی مانگنے آئے ہیں۔ یہ سن کر اس نے ایک دل سوز آہ بھری اور کہا، ہائے ظالم نے میرا از قاش کر دیا۔ پھر چیخ چیخ کر روئی۔ اے اللہ انہیں معاف کر دے اور بارش برسا نہیں تو اپنا دوپٹہ اتار دوں گی، مانگ اجاڑ دوں گی، چوڑیاں توڑ دوں گی اور کہہ دوں گی میرے سائیں نے مجھے جھوڑ دیا یہ کہہ کر لرز گئی آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی پیہ نہیں۔ اتنے میں بادل کہاں سے امنڈ امنڈ کر آگئے اور گر بنے لگ گئے۔ اللہ کے گھر والی جلدی سے اٹھی بھاگی اور زمین میں دھنس گئی۔ چند قدم پر پھر باہر نکلی پھر دھنس گئی، جب ساتویں بار دھنس تو پھر نہ نکل سکی۔ وہیں اس کی قبر بنادی گئی پھر وہاں آبادی ہو گئی اور اس آبادی کا نام "ست گھوہ" رکھ دیا گیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک مجلس میں "ست گمرہ" نام رکھنے کی وجہ تسمیہ یہ بتائی۔^(۱)

اسی طرح مجاذیب کے بے شمار واقعات ہیں جو مخالفین حضرات کی معتبر کتب میں موجود ہیں۔ تفصیل کے لئے دیوبندی عالم محمد روح اللہ نقشبندی کی کتاب "مجازیب کی پُراسرار دنیا" کو دیکھا جاسکتا ہے۔

اسی طرح کے لوگوں کے لئے حدیث شریف میں وارد ہوا:

"رُبَّ اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم على الله لا يره" (1)

"کتنے بکھرے بالوں والے چیتھڑا پوش لوگ ایسے ہیں کہ دروازوں سے دھکے دے کر انہیں دور کر دیا جاتا ہے وہ کسی بات کے پورا ہونے پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی ضرور راج رکھتا ہے" (2)

۔ ہمارے چاک گریباں سے کھینے والو

ہمیں بہار کا سورج سلام کہتا ہے

اس تفصیل کے بعد جب ثابت ہوا کہ مجذوب بھی اولیاء کی ایک قسم ہے تو اب مجاذیب کی حالت سکر و جذب و مستی کے عالم میں صادر ہونے والے شطیحات پر فتویٰ بازی اور انہیں کافر و مشرک کہنا کیا عداوت دلی نہیں ہے؟

اہل اللہ کی عداوت سے بچو:

جب یہ ثابت ہوا کہ غلبہ حال والے صوفیاء و مجاذیب اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں تو ان سے عداوت رکھنا، ان پر زبان طعن دراز کرنا، ان پر فتویٰ بازی کرنا یقیناً اپنی عاقبت خراب کرنا ہے کیونکہ عداوت دلی اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی بابت ارشاد ہوتا ہے:

"ان الله قال من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب" (3)

(1) مسلم شریف جلد 2 صفحہ 329

(2) ملخص از نووی

(3) بخاری جلد 2 صفحہ 963

جس نے دشمنی کی مجھ سے میرے دلی کے حوالے سے تحقیق میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

حضرت شیخ الاسلام سراج الدین غزوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شام میں شیخ الاسلام تھے۔ آپ اولیاء کی دشمنی سے ڈراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان لحوم الاولیاء مسمومة و ہلاک ادیان مبغضہم معلومة ومن ابغضہم تنصرو مات علی ذالک" ^(۱)

بے شک اولیاء اللہ کے گوشت زہر آلود ہیں (تو ان کے بغض سے بچو) ان سے بغض رکھنے والوں کی بربادی یقینی ہے اور جس نے ان سے بغض کیا وہ لعناتی ہو اور اسی حال پر مرا۔

اسی طرح حضرت ابو عبد اللہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"من غص من ولی اللہ عزوجل ضرب فی قلبہ بسہم مسموم، ولم یعمیت حتی تفسد عقیدتہ ویخاف علیہ من سوء الخاتمة" ^(۲)

یعنی جس نے بھی اللہ کے ولی کی توہین کی اس کے دل میں زہر آلود تیر ہوست کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مارتا حتیٰ کہ اس کا عقیدہ فساد کی نذر ہو جاتا ہے اور اس پر برے خاتمے کا خوف ہوتا ہے۔

(۱) البیواقیت ص ۱۱

(۲) البیواقیت والجواہر ص ۱۱

یونہی حضرت ابو تراب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اذا الف القلب الاعراض عن الله صحبتہ الوقیقة فی اولیاء"۔^(۱)

یعنی جب دل اللہ تعالیٰ سے بے رخی کا خوگر ہو جائے تو اسے اولیاء اللہ کی شان میں بد گوئی لاحق ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ صاحب ایسے ہی اولیاء کے بے ادب لوگوں کے بارے میں کچھ یوں لکھتے ہیں:

"طائفة ذمت الصوفیة والتصوف (مطلقا) وقالوا انهم مبتدعون خارجون عن السنة"۔

یعنی ایک گروہ نے مطلق صوفیاء کی برائی بیان کی ہے اور انہیں بدعتیوں کا ٹولہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں۔

"والصواب انهم مجتہدون فی طاعة الله کما اجتهد غیرهم من اهل طاعة الله، ففیہم السابق المقرب بحسب اجتہاده و فیہم المقتصد الذی هو من اهل الیمین"۔^(۲)

حالانکہ صحیح اور درست بات تو یہ ہے کہ صوفیاء کرام اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرنے والے دوسرے لوگوں کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوشش کرنے والے ہیں اور ان ہی میں سے "سابق" ہیں جو اپنی اس کوشش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں اور ان ہی میں سے "مقتصد" اور مقتصد اہل الیمین میں سے ہوتا ہے۔

(۱) البراہیت ص 11

(۲) فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 6 ص 14

اہل یمن کا ایک معنی ہے اللہ کے عرش کے دائیں طرف جلوہ گر ہونے والے جنہیں قرآن نے اہل یمن قرار دیا اور یمن کا ایک معنی ہے قسم اب اہل یمن سے مراد ہوگی وہ لوگ کہ جو اللہ کے نام پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

شیخ مجدد کے شطحیات:

طبقہ اولیاء و صوفیاء میں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایسا نام ہے کہ جسے سن کر تمام مسالک کا سراپ سے جھک جاتا ہے، اس لئے کہ یہ وہ شخصیت ہے جس نے صحیح معنوں میں تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اہل سنت و جماعت ہوں یا دیوبندی وہابی حضرات تمام لوگ یکساں ان کی عظمتوں کے معترف ہیں۔ اور بالخصوص مؤخر الذکر حضرات، چونکہ ان کے اکابرین کے جارحانہ انداز تحریر اور باغیانہ انداز فکر سے عامۃ المسلمین انہیں اولیاء و صوفیاء کا دشمن ہی سمجھتے ہیں۔ لہذا خود کو "غلامان اولیاء" کی صفوں میں شامل کرنے کے لئے یہ حضرات اولیائے کرام کے طبقے میں سے سب سے زیادہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی شخصیت کا سہارا لیتے ہیں اور اپنے "شجرے" ان سے جوڑتے دکھائی دیتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین کو ایک "خاص" بنا دینے میں کامیاب ہو سکیں کہ دیکھیں ہم لوگ بھی اولیاء کرام کے چاہنے والے ہیں، جبکہ دوسری طرف یہی حضرات صاحب سکر و حال ہستیوں کو جی بھر کر گالیاں دیتے نظر آتے ہیں ہمارا موقف گذشتہ صفحات میں بڑا واضح اور دو ٹوک ہے تاہم میں اپنی تحریر کے اختتام پر ان حضرات کو دعوت فکر دینے کے لئے حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی عبارات پیش کرنا چاہتا ہوں اور اردو کے ساتھ فارسی عبارت بھی ذیل میں دی جا رہی ہے

تاکہ کہیں ترجمے میں "وڈی" کا الزام نہ لگایا جاسکے۔ میں ان حضرات کی طرف سے حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا مطلب سمجھنا چاہوں گا کہ مہربانی فرما کر مجدد صاحب کی عبارات کا مطلب سمجھا دیں حالانکہ "ظاہراً" کلام کا مفہوم کچھ اور ہے۔ میں انتظار کروں گا کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کی تاویل کی جائے گی یا پھر حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ، بایزید برطانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مقدس ہستیوں کی طرح انہیں بھی اپنے پسندیدہ "فتاویٰ" سے نوازا جائے گا۔ دوسری طرف یہ خیال لازم رہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق مجدد الف ثانی ہیں۔ اور مجدد کی شان کے لائق ہی تاویل کی جانی چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ہمیشہ کیفیت محو میں رہتے تھے تاہم آپ کی تحریروں کے بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھی آپ "حالت سکر" سے بھی گزرے ہیں۔

مولانا محمد صالح صاحب کے نام ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

"من ہم مرید اللہ ام وہم مراد اللہ عز شانہ سلسلہ ارادت من بی توسط بہ اللہ متصل است وید من، نائب مناب ید اللہ است۔ ارادت من بہ محمد رسول اللہ ﷺ بہ وسائط کثیرہ است در طریقہ نقشبندیہ، بیست و یک واسطہ در میان است ودر طریقہ قادریہ بیست و پنج ودر طریقہ چشتیہ بیست و ہفت و ارادت من بہ اللہ تعالیٰ قبول وساطت نمی نماید چنانچہ گذشت پس من ہم مرید محمد رسول اللہ ام وہم ہم پیرہ پیرو او۔ برخوان این دولت بر چند طفیلی ام، اما ناخواندہ نیامدہ ام و بر چند تابع ام، اما از اصالت بی بہرہ نیم و بر چند امتم اما شریک دولتم، نہ شرکتی کہ از آن دعوی ہم سری خیزد کہ آن کفر است بلکہ شرکت خادم است بامخدوم تا نطلبیدہ اند بر سفرہ

ایں دولت حاضر نشدہ ام قانخواستہ اند، دست بہ این دول
دراز نکردہ ام" (۱)

میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی میں اللہ تعالیٰ کا براہ راست
مرید ہوں بغیر کسی واسطہ کے۔ اور میرا ہاتھ خدا کے ہاتھ کا قائم مقام ہے
اور محمد رسول اللہ ﷺ سے میری ارادت بہت سارے واسطوں
سے ہے۔ میرے طریقہ تشبند یہ میں اکیس اور قادر یہ میں پچیس اور
چشتیہ میں ستائیس واسطے درمیان میں ہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا براہ راست
مرید ہوں کہ درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ پس
میں محمد رسول اللہ ﷺ کا مرید بھی ہوں اور ان کا پس رو پیر بھائی
بھی۔ پس اس نعمت کے دسترخوان پر ہر چند کہ میں طفلی ہوں لیکن بن
بلائے تو نہیں آیا ہوں اور اگرچہ میں تابع ہوں لیکن اصالت سے محروم
نہیں ہوں اگرچہ میں امتی ہوں لیکن میں اس اعزاز و دولت میں ان کا
شریک بھی ہوں ہاں وہ شرکت نہیں جس سے ہمسری اور برابری کا
دعوئی پیدا ہوتا ہو کیونکہ یہ تو کفر ہے بلکہ یہ وہ شرکت ہے جو خادم کو اپنے
مخدوم کے ساتھ ہوا کرتی ہے جب تک بلایا نہ گیا میں اس وقت تک اس
دسترخوان نعمت پر حاضر نہ ہوا اور جب تک انہوں نے نہ چاہا اس دولت
کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔

اسی طرح مجدد صاحب رحمہ اللہ ایک مکتوب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے نام لکھتے ہیں:

“معروض آنکه در اثناء ملاحظه آن مقام مرة ثانیة مقامات دیگر بعضها فوق بعض ظاهر شدند بعد از توجه به نیاز و شکستگی، چون به مقام فوق آن مقام سابق رسیده شده، معلوم شد که این مقام حضرت ذی النورین است و خلفاء دیگر را هم در آن مقام، عبوری واقع شده است و این مقام هم، مقام تکمیل و ارشاد است و هم چنین دو مقام فوق هم که اکنون مذکور می شوند و بالائی آن مقام، مقام دیگر در نظر آمد چون به آن مقام رسیده شد معلوم گشت که آن مقام حضرت فاروق است و خلفاء دیگر را هم در آنجا عبوری واقع شده است و فوق آن مقام حضرت صدیق اکبر ظاهر شد به آن مقام نیز رسیده شد و از مشائخ خود حضرت خواجه نقشبند را در هر مقامی با خود همراه می یافت و خلفائی دیگر را هم در آن مقام، عبوری واقع شده است، تفاوت نیست الا در عبور و مقام و مرور و ثبات

و بالائی آن مقام هیچ مقامی مفهوم نمی شود الا مقام حضرت رسالت خاتمیت و محاذ مقام حضرت صدیق مقامی دیگر نورانی بس شگرف که هرگز مثل آن در نظر نیامده بود، ظاهر شد و اندکی از آن مقام ارتفاع داشت - چنانکه صفا را از روی زمین بلند می سازند و معلوم شد که آن مقام، مقام محبوبیت است و آن مقام رنگین و منقش بود خود را هم به انعکاس آن مقام رنگین و منقش یافت بعد از آن به همان کیفیت خود را لطیف

یافت و در رنگ ہوا یا قطعہ ابر، در آفاق منتشر دید و بعضے
اطراف را در گرفت" (۱)

عرض یہ ہے کہ دوسری دفعہ اس مقام کے ملاحظہ کے وقت اور بہت سے
مقام ایک دوسرے کے اوپر ظاہر ہوئے عجز و نیاز سے توجہ کرنے کے بعد
جب میں اس سے پہلے والے مقام سے اوپر والے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا
کہ یہ تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء رضی اللہ عنہم
اس مقام کو عبور کر چکے ہیں اور یہ مقام تکمیل و ارشاد کا مقام ہے اور ایسے
ہی اس مقام سے اوپر کے دو مقام بھی کہ جن کا ذکر ہوا ہے تکمیل و ارشاد
کے مقامات ہیں۔ اب اس مقام سے اوپر مجھے ایک اور مقام نظر آیا جب
میں اس مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت فاروق اعظم کا مقام ہے
اور دوسرے خلفاء بھی اس کو عبور کر چکے ہیں اور اس مقام سے اوپر
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا بندہ اس مقام پر بھی پہنچا اور
اپنے مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند کو ہر مقام میں اپنے ساتھ ہمراہ
پاتا رہا اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام سے عبور واقع ہوا ہے۔ سوائے
عبور اور مقام اور مرد اور ثبات کے کچھ فرق نہیں ہے اور اس مقام کے
اوپر سوائے حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے اور کوئی مقام بھی معلوم
نہیں ہوتا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے بالکل مقابل ایک
اور عمدہ نورانی مقام ہے کہ اس جیسا مقام کبھی بھی نظر نہ آیا وہ بھی ظاہر
ہوا اور وہ مقام اس مقام سے تمہوڑا سا بلند تھا کہ جس طرح کہ چہرہ کو سطح
زمین سے ذرا سا بلند بناتے ہیں اور معلوم ہوا کہ یہ مقام محبوبیت ہے اور وہ

مقام بڑا ہی رنگین اور نقش و نگار میں نے اپنے آپ کو بھی اس مقام کے
نکس سے رنگین محسوس کیا اور پھر میں نے اپنے آپ کو لطیف پایا اور ہوا یا
بادل کے ٹکڑے کی طرح میں اطراف میں پھیل گیا اور بعض اطراف
کو گھیر لیا۔

اسی طرح حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ صوفی کے نام ایک کتب لکھا ہے اس پر
ایک نظر ہو:

"مخدوماً مکرمأ معتقد فقیر از خوردی بار مشرب اہل
توحید بود۔ والد فقیر۔ قدس سرہ بہ ظاہر ہمین مشرب
بودہ اند و بر سبیل دوام بہ ہمین طریق اشتغال داشتہ اند۔
باوجود حصول نگرانی تمام در باطن کہ بہ جانب مرتبہ بی
کیفی داشتہ اند و بہ حکم ابن الفقیہ نصف الفقیہ فقیر را از
این مشرب از روی علم، حظ وافر بود و لذت عظیم داشت۔
تا آنکہ حق۔ سبحانہ و تعالیٰ بہ محض کرم خویش بہ خدمت
ارشاد پناہی حقایق و معارف آگاہی، مؤید الدین الرضی
شیخنا و مولانا و قبلتنا محمد الباقر۔ قدسنا اللہ تعالیٰ
بسرمد رسانید و ایشان بہ فقیر طریقۃ علیہ نقشبندیہ
تعلیم فرمودند و توجہ بلیغ بہ حال این مسکین مرعی
داشتند۔ بعد از ممارست این طریقہ علیہ، در اندک مدت
توحید وجودی منکشف گشت و غلوی در این کشف
پیدا شد۔ علوم و معارف این مقام فراوان ظاہر گشتند و کم
دقیقہ از دقائق این مرتبہ مانده باشد کہ آن را منکشف نہ
گردانیدند۔ دقائق معارف (شیخ محی الدین ابن العربی) را
کما ینبغی، لائح ساختند و تجلی ذاتی کہ صاحب فصوص

آن را بیان فرموده است و نہایت عروج جز آن را نمی داند و در شأن آن تجلی می گوید و ما بعد ہذا انا العدم المحض بہ آن تجلی ذاتی مشرف گشت و علوم و معارف آن تجلی را کہ شیخ مخصوص بہ خاتم الولاية می داند، نیز بہ تفصیل معلوم شدند و سر وقت و غلبہ حال در این توحید بہ حدی رسید کہ در بعضی عریضہ ہا کہ بہ حضرت خواجہ نوشتہ بود، این دوبیت را کہ سراسر سکرست، نوشتہ بود۔

ای دریغا کین شریعت ملت اعمالی است
ملت ما کافی و ملت ترسانی است
کفر و ایمان، زلف و روی آن پری زیبایی است
کفر و ایمان ہر دو اندر راہ مایکتائی است

و این حال تا مدت مدید کشید و از شہود، بہ سنین انجامید۔ ناگاہ عنایت بی غایت حضرت اللہ جل سلطانہ۔ از درجہ غیب در عرصہ ظہور آمد و پردہ روپوش بن چوئی و بی چگونئی را برانداخت۔ علوم سابق کہ منہی از اتحاد و وحدت بودہ اند، رو بہ زوال آوردند و احاطہ و سریان و گشت کہ صانع راجل شانہ با عالم، از این نسبت ہای مذکورہ بیچ ثابت نیست۔" (۱)

مخدوم و کرم کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید و جودِ والوں کے شرب جیسا تھا۔ فقیر کے والد قدس سرہ بھی بظاہر اس مشرب پر تھے اور باطن کی پوری نگرانی کے باوجود جو بے کیفی کے مرتبہ پر رکھتے

تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے اور فقیر کا بیٹا بھی نصف
 فقیہ کے مطابق فقیر بھی اس شرب سے اذروئے علم حظ وافر اور لذت
 عظیم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم
 سے ارشاد پناہ و حقائق و معارف آگاہ دین کے مؤید ہمارے شیخ و مولا اور
 قبلہ محمد الباقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے فقیر
 کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس فقیر کے حال کی طرف توجہ
 بلیغ فرمائی۔ اس طریقہ عالیہ میں منت کرنے کے بعد تھوڑی مدت میں
 توحید و جود کی منکشف ہو گئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہو گیا اور اس مقام
 کے علوم و معارف کثرت سے ظاہر فرمائے گئے اور اس مرحلے کی
 باریکیوں میں سے کوئی کم ہی باریکی ہو گی جو منکشف نہ کی گئی ہو شیخ محی
 الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے معارف کے دقائق پورے طور پر ظاہر کئے
 گئے اور تجلی ذاتی جسے صاحب فصوص نے بیان فرمایا ہے اور نہایت عروج
 اسی کو قرار دیا ہے اور اس تجلی کی شان میں فرماتے ہیں: ”وما بعد ہذا عدم
 المحض“ مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے
 علوم و معارف جنہیں ابن عربی نے خاتم الولاہیہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے
 وہ تفصیل سے معلوم ہو گئے اور سر و وقت اور غلبہ حال اس توحید و جود
 (وحدت الوجود) میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض خطوط میں جو حضرت

خواجہ کی خدمت میں لکھے گئے یہ دو بیت بھی جو سراسر سکر ہیں۔ لکھ

ڈالے:

افسوس یہ شریعت نابینوں کی شریعت ہے، ہماری ملت تو کفر و عیسائیت کی
ملت ہے، کفر کیا ہے اس زیبا شکل پری کی زلفیں ہیں اور ایمان اس کا چہرہ
ہے کفر و ایمان ہماری راہ میں برابر ہیں۔

یہ حال مدت دراز تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک
حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظاہر
ہوئی اور بے چوں و بے چگون کی روپوشی کے پردہ کو اٹھا دیا پہلے علوم جو
اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے زائل ہونا شروع ہو گئے اور احاطہ اور
ذات حق کا قلب میں سما جانا اور قرب و معیت ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام
میں منکشف ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور پورے یقیں سے معلوم ہو گیا
کہ صانع عالم جل شانہ کے لئے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے
کوئی نسبت بھی ثابت نہیں۔

چند شطحیات اور ان کے محامل

گزشتہ صفحات میں صوفیائے کرام کی کچھ شطحیات کے مختلف محامل مختلف لوگوں کی طرف سے آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب چند اولیاء کرام کی شطحیات کہ بظاہر جن کی تاویل مشکل ہے لیکن اکابرین امت نے ان کے کلام کے محامل پیش کئے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی شطح کا صحیح محمل:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک شطح منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا: "سبحانی ما اعظم شانی" اس کا صحیح محمل یہ ہے کہ آپ کا یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور حکایت تھا۔ بدلیل حدیث قدسی "كنت سمعه الذی — الحدیث" کے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص قرآن کی سورۃ انبیاء کی آیت نمبر 25 کی تلاوت کر رہا ہو۔ "لا الہ الا انا فاعبدون" میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا میری عبادت کرو۔ اب اس کے دو معانی ہیں:

- 1۔ کہ یہ شخص الوہیت کا دعویٰ کر کے اپنی عبادت کا حکم دے رہا ہے اور یہ معنی اس شخص کی تعبیر ہوگی جو کہ قرآن سے ناواقف ہو اور عربی عبارت کے ظاہری معنی کو جانتا ہو۔ وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ شخص اپنی عبادت کا حکم دے رہا ہے۔
- 2۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ شخص اللہ کی صفات بیان کر رہا ہے جو اس نے خود اپنے متعلق بیان کی ہیں۔ اور یہ تعبیر وہ شخص کرے گا جس کو معلوم ہے کہ یہ قرآن کی آیت

ہے۔

اب اسی طرح جو لوگ اہل باطن کے مقام و شان اور ان کی عظمت کے واقف اور ان کے احوال کے عارف ہیں ان کا ذہن "سبحانی ما اعظم شانی" جیسے کلام کو سن کر ہرگز معنی اول کے قبیل کی طرف نہیں جاتا اور جو لوگ محض ظاہر بین اور احوال حقیقت کے باشناس ہیں اور صوفیاء کی روحانی منازل و واردات کی پیچیدگیوں سے جاہل ہیں ان کا ذہن مذکورہ کلمات کو سن کر معنی ثانی کی طرف راہ نہیں پاتا اور معنی اول کے قبیل سے سمجھ کر وہ اس طرح کے کلام پر صوفیاء کو طعن و طنز کا نشانہ بناتے ہیں۔

اسی طرح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شطیہ بھی ہے کہ آپ مسلمانوں کے قبرستان سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور کافروں کے قبرستان سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ معذور ہیں۔ اس پر بھی آپ کی تکبیر کی گئی ابو نصر سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ (م 378) اس کا صحیح حمل یوں بیان فرماتے ہیں:

کہ دراصل اس کا معنی یہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نے دیکھا کہ عام مسلمانوں کا یہی دستور ہے کہ ان کی نگاہ اپنے اعمال پر ہوتی ہے اور اسی بات کی امید لگائے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نجات کا ساماں اپنی کوشش و کاوش سے کریں گے تو حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ شاید ہی کوئی شخص ہو کہ جو اس طرح کے خیال سے بچا ہو تو آپ نے ان مسلمانوں کے قبرستان سے گزرے ہوئے فرمایا کہ یہ دھوکا کھائے ہوئے ہیں کیونکہ تمام مخلوق کے اعمال و افعال کو اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں رکھا جائے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کی ہیں جیسے انہیں ایمان کی دولت سے نوازا تو اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں ان کے اعمال و افعال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی تو اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ بغیر رحمت الہی کے فقط اپنی کاوش و کوشش اعمال کے ذریعے سے وہ بخشا جائے گا تو وہ دھوکا کھائے ہوئے ہے۔ اس لئے آپ نے قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے فرمایا یہ دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور یہودیوں کے قبرستان کے قریب سے گزرتے ہوئے آپ نے "معذور ہیں" فرمایا۔ اس سے آپ کی مراد "گویا" معذور ہیں۔ اس لئے کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے جب اللہ تعالیٰ کے

حکم ازل کی جانب نظر ڈالی جس میں ان کے لئے ازل بد بختی لکھی ہوئی تھی اور یہودیت کا فیصلہ تھا حالانکہ ابھی تک ازل میں ان کی طرف سے کوئی فعل سرزد نہ ہوا تھا کہ اللہ نے ان کی قسمت میں اپنی ناراضگی لکھ دی تھی لہذا جب مبغوض لکھ دیئے گئے تو ان سے اعمال بھی مبغوض والے سرزد ہوئے تو اس لئے فرمایا کہ گویا یہ معذور ہیں حالانکہ وہ لوگ اپنے "عزیر بن اللہ" کہنے میں ہرگز معذور نہ تھے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا زہد، ورع، تقویٰ اور آپ کا صاحب کرمات بزرگ ہونا مشہور ہے حضرت امام جامی لکھتے ہیں کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو سوائے عید کے ایام کے کبھی کسی نے بغیر روزے کے نہیں دیکھا۔

اور حضرت ابو نصر سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ علم، زہد، عبادت اور معرفت میں بے مثال شخصیت تھے۔^(۱)

شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی شطیحات کے محامل:

اسی طرح حضرت شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب حال اور صاحب کرمات بزرگ گزرے ہیں آپ کی شطیحات بھی منکرین اولیاء زیر بحث لاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ جیسے اور کئی کبار کی طرف منسوب بہت ساری شطیحات ان بزرگوں کے معاندین، معاصرین کا دجل ہیں اور اس طرح کی باتوں سے ان بزرگوں کا دامن پاک ہے اور اگر بالفرض ان حضرات سے اس طرح کی باتیں سرزد ہوئی ہیں تو ان کا صحیح عمل تلاش کرنا ضروری ہے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک شطیہ ہے کہ آپ نے ایک دن ایک قاری کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا "اخسأوا فیہا ولا تکلمون" مجھ سے بات مت کر دور ہو جاؤ

اور جہنم میں چلے جاؤ۔ یہ سن کر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بولے! کاش میں ان لوگوں میں سے ہوتا بظاہر یہ بات غیر شرعی ہے کہ جہنم میں جانے اور کفار کے زمرے میں ہونے کا ارمان کیا جائے لیکن چونکہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے اور ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جہنمیوں کو جواب دے کر ان سے بات تو کی ہے۔ لہذا اس وجہ سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آرزو کی کہ کاش میں ان لوگوں میں سے ہوتا جنہیں اللہ کی طرف سے جواب تو دیا گیا خواہ وہ آگ ہی میں کیوں نہ ہو۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی اس آرزو سے آپ کی محبت کی گہرائی اور درد و آدمی ہی سمجھ سکتا ہے جو اس راہ کا مسافر ہو، کورے اور خشک لوگ اس درد کی لذت اور گہرائی سے کب واقف ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک اور شعلہ یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ میں جہنم پر تموک دوں تو اسے بجا دوں۔ لوگوں نے آپ کی اس بات کو بہت سخت سمجھا حالانکہ حدیث شریف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ہلے مراطے گزرتے دوزخ اہل ایمان سے کہے گا: "جزیامن ان نعوک قد اخطا لہبسی" اے مومن جلدی گزر کہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے۔ تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ دعویٰ میں اپنے ایمان کی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مومن کے گزرنے سے آگ کے شعلے بجھ سکتے ہیں تو اس کی تموک سے کیوں نہیں۔

اسی طرح حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور شطح عام طور پر مشہور ہے کہ آپ نے اپنے مرید سے فرمایا کہ تو کہہ کہ "لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" تو مرید نے کہہ دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس شطح کے حوالے سے جواب یہ ہے کہ (۱) ہم مانتے ہیں ہی نہیں کہ اس طرح کی کوئی بات شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہوئی ہے اس لئے کہ کثیر علماء نے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے شطحیات کو موضوع سخن بنایا ہے جس طرح علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابو نصر السراج

طوسی رحمہ اللہ، علامہ ذہبی رحمہ اللہ، امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لیکن حقد میں سے کسی نے بھی ان کی اس شیطانی کا ذکر نہیں کیا بہت بعد کی بعض انتہائی غیر معتبر کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ لہذا ہم مانتے ہی نہیں کہ یہ شیخ شبلی رحمہ اللہ کا کلام ہے بر سبیل تسلیم ہم کہتے ہیں کہ یہ شیخ ابو بکر شبلی رحمہ اللہ کی شیطانی ہے اور گزشتہ صفحات میں یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ صاحب حال صوفی کو شیطانی کی بناء پر مطعون نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی اس کی دلالت اور قرب خاص میں شیطانیات کی وجہ سے کوئی فرق پڑتا ہے شیخ شبلی رحمہ اللہ کے بارے میں علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ، تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں: "قال جعفر الخليلي احسن احوال الشبلي ان يقال فيه مجنون يريد انه كثير الشطح والمجنون رفع عنه القلم" (۱)۔

یعنی حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ کے حالات میں سب سے احسن بات یہ ہے کہ کہا جائے وہ مجنون تھے اور یہاں مجنون سے مراد ہے کہ آپ سے بہت سی شیطانیات صادر ہوتی تھیں اور مجنون کا حکم یہ ہے کہ اس سے شریعت کا حکم اٹھ چکا ہے۔

شیخ شبلی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے کامل ولی تھے، علامہ ابن قیم نے "جلاء الافہام" میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے آپ لکھتے ہیں:

حافظ ابو موسیٰ المدینی نے یہ واقعہ عبد الغنی بن سعید کے طریق سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے اسماعیل بن احمد اسماعیل الحاسب سے سنا وہ فرماتے ہیں مجھے ابو بکر محمد بن عمر نے خبر دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمہ اللہ د کے پاس تھا کہ اچانک ابو بکر شبلی رحمہ اللہ آگئے انہیں دیکھ کر ابو بکر بن مجاہد رحمہ اللہ ان کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے اور پھر ان سے معاف فرمایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا جس پر میں نے ان سے عرض کی حضرت آپ نے اس شبلی کے ساتھ یہ سلوک کیا جبکہ آپ اور سارے بغداد

والے کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا میں نے شیخ شبلی کے ساتھ وہ کام کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کیا اور وہ واقعہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اوپر شیخ شبلی رحمہ اللہ حاضر ہوئے تو ان کے آنے پر رسول اللہ ﷺ آپ کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اس پر میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے یہ سلوک شبلی سے فرمایا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ شبلی اپنی ہر نماز کے بعد "لقد جاءکم رسول من انفسکم (آخر تک)" پڑھتا ہے اور پھر مجھ پر تین مرتبہ درود پڑھتے ہوئے کہتا ہے "صلی اللہ علیک یا محمد" آپ فرماتے ہیں کہ پھر جب شبلی میرے پاس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے وہی بتلایا جو سرکار نے خواب میں بتلایا تھا۔^(۱)

ایک طرف علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے کہنے کے مطابق لوگ آپ کو مجنون یعنی "مرفوع القلم" کہتے تھے اور دوسری طرف ان کی بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں قبولیت کی گواہی علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن قیم نے دے دی، تو جو شخص خود مجنون ہو اگر اس سے اس طرح کا کلام صادر ہو بھی جائے تو قابل گرفت نہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ مجنون سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔

آپ کی اس شیطانی بابت حضرت شیخ عبدالکریم اکیلی رحمہ اللہ نے "انسان کامل" میں صحیح محمل بیان فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ پر رسول اللہ ﷺ نے تجلی فرمائی جس کے باعث آپ "فناء فی الرسول" ہو گئے تو اس حالت میں رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی زبان اقدس سے ایک مرید کے لئے کہلوا دیا۔

میں رسول اللہ ہوں تو آپ کا مرید بھی صاحب نظر تھا اس نے آپ کی ذات میں جس وقت سرکارِ مہدیؑ کی جلوہ گری کو دیکھا تو تصدیق کی کہاں آپ اللہ کے رسول ہیں اس صورت میں زبانِ شکی سے رسول اللہؑ بول رہے تھے۔ مگر روایت بالمعنی میں اس کو (شبلی رسول اللہ) بنا دیا گیا۔

شیخ ابوالحسن نوری رحمہ اللہ کی شطح کا محمل:

اسی طرح حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ ایک صوفی بزرگ گزرے ہیں آپ کی شطحات بھی مشہور ہیں: ایک دن آپ نے مؤذن کو آذان دیتے ہوئے سنا تو کہا یہ تو نیزے کا زخم اور موت کا زہر ہے۔ مگر جب کہنے کو بھول گئے ہوئے سنا تو فرمایا "لبیک" جب بعد میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا جب میں نے مؤذن کو خدا سے غافل ہو کر آذان دیتے ہوئے سنا تو مجھے غیرت آئی کہ باوجود اس کے کہ اس کی اجرت لیتا ہے پھر بھی خدا سے غافل ہو کر آذان دیتا ہے اگر اسے دنیا کی یہ معمولی تنخواہ ملتی تو یہ کبھی نام نہ لیتا۔

اس لئے کہا کہ یہ نیزے کا زخم اور موت کا زہر ہے دوسری طرف اللہ نے فرمایا کہ "وان من شیء الا یسیح بحمده ولكن لا تفقہون تسبیحہم" دنیا کی ہر چیز اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتی ہے مگر تم اسے سمجھ نہیں سکتے۔ چنانچہ کتا اور اس طرح ہر چیز بخیر و بیا اور دکھلا دے کے اور بخیر معاوضے کے اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ اس لئے میں نے لبیک کہا۔ اسی طرح ایک دن انہوں نے فرمایا آج رات میں اللہ کے ساتھ تھا کچھ لوگوں نے ان کے اس جملے پر تکبر کی لیکن جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "ونحن اقرب الیہ من جبل الوریث" قرآن کا اعلان ہے میں رات کو بھی اللہ کے ساتھ اور اب بھی اللہ کے ساتھ ہوں۔

شیخ ابو حمزہ خراسانی کی شیطانی شیطانی کا محمل:

اسی طرح حضرت ابو حمزہ کے متعلق بہت سی شیطانیات منسوب ہیں ان میں سے ایک یہ کہ آپ کو کسی پر عے، کوئے بولنے یا کسی ہوا کے چلنے کی آواز آتی یا پانی کے چلنے کی آواز آتی تو آپ فرماتے: "لبیک جل شانہ"۔ آپ کی اس اداسے بظاہر حلول کا شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب صاحب مقام لوگ جو مقام حضوری رکھتے ہیں اور جن کا دل ہر وقت بارگاہ رب العزت میں حاضر رہتا ہے اور وہ ہر دم اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں وہ تمام بیشیہ کو باللہ، من اللہ اور الی اللہ سمجھتے ہیں ان کی طبیعتیں اس قدر حساس ہوتی ہیں کہ ان کے کان ہر وقت بارگاہ رب العزت کی طرف متوجہ رہتے ہیں لہذا جب کوئی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہے تو وہ اس کو محبوب ازلی کی آواز سمجھتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہمہ تن اللہ کی ذات کیلئے ہوتے ہیں لہذا وہ ہر آواز پر لبیک جل شانہ کا آواز بلند کرتے ہیں۔

شیخ محمد بن موسیٰ فرغانی رحمہ اللہ کی شیطانی شیطانی کا محمل:

اسی طرح ایک بزرگ صوفی حضرت محمد بن موسیٰ فرغانی رحمہ اللہ ہیں آپ سے منسوب ایک شطح ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کا ذکر کیا اس نے افترا باندھا جس نے مہر کیا اس نے گستاخی کی اور جس نے شکر کیا وہ اللہ سے کٹ گیا۔ بظاہر یہ کلام قبیح ہے لیکن اس کا صحیح محمل یہ بتا ہے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ جس نے کما حقہ اللہ کا ذکر نہ کیا اس نے بہتان باندھا اگرچہ بظاہر اللہ کا ذکر ہے یا اس سے ان کی یہ مراد ہے کہ جس نے صرف زبان سے اللہ کا ذکر کیا اور دل سے نہ کیا تو دل و زبان آپس میں باہم خلاف ہیں متفق نہیں اور دل و زبان متفق نہ ہوں تو یہ منافقت اور کذب ہے اس لئے آپ نے اسے بہتان فرمایا۔ پھر جس نے مہر کیا اس نے گستاخی کی اس کا صحیح محمل یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "واصبر وما صبرک

الا باللہ "مہر کرد مگر اللہ کی مدد کے بغیر تم مہر نہیں کر سکتے۔ اب اگر کوئی شخص مہر کرتا ہے تو یہ اس نے بذات خود مہر نہیں کیا بلکہ اللہ کی عطا کردہ طاقت کے بغیر ذرہ برابر بھی طاقت کوئی نہیں رکھتا اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے مہر کیا ہے تو یہ گویا اس نے گستاخی کی ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ جس نے شکر کیا وہ اللہ سے کٹ گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر کما حقہ کوئی شکر ادا ہی نہیں کر سکتا کیونکہ شکر نعمت کے مقابلے میں کیا جاتا ہے تو جب کسی نے یہ کہا کہ میں نے کما حقہ شکر ادا کر لیا ہے تو گویا اس نے اللہ کی نعمت کو محدود کر لیا اس لئے کہ ہر سانس ایک نعمت ہے اور اس پر شکر واجب تو ایسا ممکن ہی نہیں کیونکہ شکر پر جو سانس خرچ ہوگی یہ ایک اور نعمت ہوگی تو فی الحقیقت ہر نعمت پر شکر ہو نہیں سکتا تو اگر کسی نے اس کا دعویٰ کیا تو وہ اللہ کی قربت سے کٹ گیا۔ اس کا یہ محل ہو سکتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ



مسئلہ وحدۃ الوجود اور محی الدین ابن عربی و علامہ ابن قیم

کچھ مناظر اسلام
حضرت علامہ مولانا محمد حنیف قریشی

مدنی جامعہ ضریفہ فیاض العلوم ہمارا پڑھائی و پلٹائی شباب اسلام، پاکستان

marfat.com



الحمد لله المقدس عن الحاجات والمنزه عن العاہات وعن وجوه النقص والآفات المتعال عن ان یوصف بالجوارح والآلات، والادوات والسكون والحركات لا یلیق به الحدود والنهايات، ولا تحویہ الارضون ولا السموات ولا یجوز علیہ الالوان والمماسات، ولا یجری علیہ زمان ولا اوقات، ولا یلحقہ نقص ولا زیادات ولا تحویہ الجهات الست کسائر المبتدعات الموجود بلاحد والموصوف بلاکیف، لا تتصورہ الاویام ولا تقدرہ الافہام ولا یشبہ الانام بل هو الموجود الذی لا یشبہ الموجودات واحد فی ملک فلا شریک له الموجود قبل الخلق لیس له قبل ولا بعد ولا فوق ولا تحت ولا یمین ولا شمال ولا امام ولا خلف ولا کل ولا بعض ولا طول وعرض کان ولا مکان، کون الاکوان ودبر الزمان لا یتخصص بالمکان ولا یتقید بالزمان لیس بمحدود فیحد و لیس بمحسوس فیحس لا یحبس ولا یمس ولا یجس والصلوة والسلام علی حبیبہ محمد الذی علمنا انه تعالیٰ من معانی الاجسام وصفات الاجرام وهو موجود بقدرتہ وعلمہ فی کل زمان وعلیٰ آلہ واصحابہ اولیٰ الصدق والاحسان۔ اما بعد!

مسئلہ وحدۃ الوجود انتہائی نازک مسئلہ ہے اور اس کا تعلق غلبہ محویت کی کیفیت سے ہے۔ یہ مسئلہ کوئی منطوق کلام الہی نہیں ہے کہ جس کا اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کے لئے لازم و ضروری ہو کہ جس کے بغیر نجات ممکن نہیں، بلکہ یہ نظریہ الہ اللہ میں سے ان ہستیوں کا ہے جو مخلوق

کے آئینہ میں خالق کا جلوہ دیکھتے ہیں، اور ان کا یہ نظریہ بھی کفر والحاد یا قرآن وحدیث سے متضاد نہیں بلکہ نظریہ وحدۃ الوجود، توحید کے اعلیٰ مقام پر فائز لوگوں کا نظریہ ہے۔ نظریہ "وحدۃ الوجود" یہ ہے کہ سالک کے علم و نظر سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا شعور ختم ہو جاتا ہے اور وہ اسی کو موجود حقیقی مانتا ہے اور اس کے وجود کے سوا ہر چیز اس کے علم و نظر سے معدوم ہو جاتی ہے جس پر وہ نعرہ بلند کرتا ہے:

"لا موجود الا اللہ"۔ اللہ کے سوا کوئی بھی موجود نہیں ہے۔

اس کی تشریح یوں ہے کہ اسلامی عقائد کی رو سے اللہ تعالیٰ واحد ولا شریک ہے، نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں۔ وہ جہت و کیفیت سے پاک ہے، اس کا نہ کوئی جسم ہے نہ عضو۔ وہ ہر جگہ موجود ہے، نہ وہ کسی مکان میں سا سکتا ہے اور نہ کسی ذات میں۔ اس کا وجود لامحدود ہے۔ اور اس کا وجود حقیقی ہے اور باقی کل کائنات کا وجود اس کے بغیر محض و صمی، اعتباری، اضافی ہے۔ اس کا وجود حقیقی ہے اور کائنات کا وجود ظلی ہے، حقیقت میں موجود وہی ہے اس کے بغیر کل کائنات معدوم ہے کیونکہ وہ خالق ہے اور یہ کائنات اس کی صفت تخلیق کا ظہور ہے، اور صفت کا وجود محتاج ہے موصوف کا۔ لہذا اکل عالم اپنے وجود میں اللہ کے وجود کا محتاج ہے اور اس کا وجود محض اعتباری ہے۔ تو جب کل عالم کا وجود ظلی اور اعتباری ہو تو موجود حقیقی صرف ایک ذات ٹھہری جس کا نام اللہ ہے لہذا اہل حقیقت و نظر پر جب یہ راز عیاں ہوتا ہے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ موجود صرف اللہ ہے۔ اس کا نام "وحدۃ الوجود" ہے اور اس کو ہمہ اوست کا نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگ "وحدۃ الوجود" کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ ہر موجود اللہ ہے۔ یعنی سب کچھ خدا ہے یا کائنات میں موجودات یا اشیاء کا وجود ہے یہ ذات باری تعالیٰ کا وجود ہے اور ہر چیز عین خدا ہے، یا ذات باری تعالیٰ کائنات کے اندر روح اور جان

کی طرح جاری و ساری ہے۔ حالانکہ وحدۃ الوجود یہ نہیں بلکہ وحدۃ الوجود یہ ہے کہ خدا کے سوا کچھ نہیں اگر وہ نہ ہو تو یہ کل کائنات محض وہم۔ امام جامی رحمۃ اللہ علیہ لوائح میں ارشاد فرماتے ہیں

"موجود حقیقی یکے بیش نیست و آن عین وجود حق

و ہستی مطلق است" حقیقت میں موجود وہی ایک وجود ہے جو

وجود حق اور ہستی مطلق ہے۔^(۱)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"مراد از اندراج کثرت در وحدت ذات نہ اندراج جزو است در کل، نہ اندراج مظلوف در ظرف بلکہ مراد اندراج اوصاف و لوازم است در موصوف و لازم۔ چون اندراج نصفیت و ثلثیت الی ما لانہایۃ در ذات واحد عددی — ازین جامع معلوم می شود احاطہء حق سبحانہ تعالیٰ بجمع موجودات ہمعجو احاطہ ملزوم است باللوازم و موصوف باوصاف نہ ہمعجو احاطہ کل بہ جزو یا ظرف بہ مظلوف۔"

یعنی کثرتِ اشیاء عالم کا ذات حق میں شامل ہونا ایسا نہیں ہے جیسا کہ ایک جزو، کل میں شامل ہوتا ہے یا جیسا کہ کوئی چیز برتن کے اندر شامل ہوتی ہے بلکہ ذات حق میں اشیاء عالم کا شمول اس نوعیت کا ہے کہ جیسے صفت کا موصوف میں اور لازم کا ملزوم میں جیسا کہ نصف اور تہائی ایک میں شامل ہے۔۔۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا تمام

کائنات پر احاطہ ایسا احاطہ ہے جیسے کہ ملزوم کا لوازم پر اور موصوف کا
ادصاف پر ہے۔⁽¹⁾

"وحدۃ الوجود" صدیوں سے ہزاروں، علماء، مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کا نظریہ رہا ہے اور اس کے ماننے والے آسمان علم و فضل کے تیر تاباں ہیں۔ وحدۃ الوجود کی اصطلاح اگرچہ عہد رسالت اور اختلافت راشدہ میں سننے میں نہیں آتی لیکن فی نفسہ یہ علم موجود تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے علم حدیث میں صحیح، مرفوع، شاذ، معطل، منکر، ضعیف کی اصطلاحیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یا دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہیں تھیں لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ علوم محمود ہیں۔ اسی طرح قرآن وحدیث کے نچوڑ کا نام فقہ ہے، لیکن اس کی اصطلاحیں قرن اولیٰ میں نہیں ہیں۔ اسی طرح مروجہ علوم اسلامیہ کی مروجہ اصطلاحیں عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہیں تھیں اور تمام مسالک ماننے ہیں کہ یہ علوم فی نفسہ موجود تھے۔ یونہی وحدۃ الوجود کی اصطلاح تو عہد رسالت میں نہ سہی لیکن اس کا معنی موجود تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اصدق کلمۃ قالہا لبید الا کل شیء ما خلا اللہ
باطل"۔⁽²⁾

کہ سب سے سچا کلمہ اور بات وہ ہے جو لبید شاعر نے کہی تھی کہ آگاہ رہو
اللہ کے سوا ہر شے معدوم ہے۔

(1) لوائح لانحہ صفحہ 62

(2) بخاری ج 1 ص 541

وحدۃ الوجود کی تشریح بھی یہی ہے کہ کل کائنات کا وجود اللہ کے وجود کا مرہون منت ہے اس کا وجود حقیقی، کائنات کا وجود عارضی۔ جب حقیقت بین نگاہ اس راز کو پاتی ہے تو پھر وہ یہی کہتی ہے کہ وجود صرف اللہ کا ہے۔ لا موجود الا اللہ۔

یونہی سورۃ حدید آیت 3 میں ہے:

"کل شیء بالک الا وجہہ"۔ ہر شیء معدوم ہے سوائے اس اللہ کی ذات کے۔ جب ہر چیز معدوم ہوئی تو موجود صرف ذات حق ہی ہوگی۔

اسی طرح "ہو الاول والآخر والظاهر والباطن" سے بھی وحدۃ الوجود کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کیونکہ اس آیت کی تشریح نبی پاک ﷺ نے کچھ یوں فرمائی: "انت الاول ولا قبلک شیء" اے اللہ تو اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔

"انت الآخر ولا بعدک شیء" تو آخر ہے اور تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ "انت الظاہر ولا فوقک شیء" تو ظاہر ہے اور تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے۔ "وانت الباطن ولا دونک شیء" تو باطن ہے اور تیرے سوا کوئی چیز نہیں۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ سوائے خالق کے کوئی چیز نہیں ہے تو لامحالہ ہر چیز معدوم ٹھہری اور ذات حق موجود۔ اسی طرح ارشاد ہوتا ہے: "کان اللہ ولم یکن معہ شیئا" اللہ ہی ہے اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اب جبکہ اللہ کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں ہے تو یہی وحدۃ الوجود ہے۔ اور پھر اسی طرح سورۃ قصص آیت نمبر 30 میں ارشاد ہوتا ہے:

"فلما اتاہا نودی من شاطیء الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یاموسیٰ انی ان اللہ رب العلمین"

اب وادی ایمن کے درخت سے اللہ کا بولنا اور پھر اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سورج، چاند، ستاروں کو دیکھ کر "ہذا ربی" کہنا (سورۃ انعام آیت 75 تا 79) واضح اشارات ہیں کہ کائنات میں موجود حقیقی صرف اللہ ہے اور صاحب کمال کی نظر جب مجاز کے پردوں کے پار

حقیقت میں جماعتی ہے تو مخلوق کے آئینے میں وہ تصور خالق کو دیکھتا ہے تو پھر آواز آتی ہے "لا موجود الا اللہ" اسی کا نام وحدۃ الوجود ہے۔ وحدۃ الوجود کی اصطلاح پچیس ابتدائے قرن اول میں نہ سنی تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کہ وحدۃ الوجود کا اصلی تصور کہ "موجود ایک ہی ہے اور وہ اللہ ہے" یہ خالص اسلامی ہے اور قرآن وحدیث پر نظر رکھنے والا اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ نظریہ وحدۃ الوجود کی نسبت حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے کہ وہ اس کے بانی ہیں جبکہ یہ بات محل نظر ہے، تاہم محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کو اس کا مدون اول قرار دیں کہ انہوں نے اس کو ایک علم کی حیثیت سے صراحت کے ساتھ پیش کیا اور اس کی تدوین کی ہے تو اسے درست مانا جاسکتا ہے، کیونکہ وحدۃ الوجود کا یہ تصور محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ سے قبل جلیل القدر ہستیوں کے کلام میں واضح طور پر موجود ہے جیسے حضرت ابو یوسف بن مغربل رحمہ اللہ متوفی 590ھ حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ، حضرت شیخ مخدومی مرشد جناب عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ جیسی ہستیاں جو ابن عربی رحمہ اللہ سے پہلے گذر چکی ہیں ان کے کلام میں واضح طور پر "لا موجود الا اللہ" کا تصور ہے حضرت جابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ متوفی 245 نے اسے تحریر فرمایا اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی م رحمہ اللہ متوفی 297 نے اس کو بطور علم ترتیب دیا اور حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ متوفی 334 نے ان اسرار کو بیان کیا۔

الغرض: نظریہ وحدۃ الوجود کی شہرت حضرت محی الدین شیخ اکبر ابن عربی رحمہ اللہ کی ذات سے بڑی ہوئی ہے۔ حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ نے جس رنگ سے "وحدۃ الوجود" کا نظریہ پیش کیا، فی الحقیقت اس نچ پر جائے بغیر ہی اس نظریے کو باطل اور برہنیل ترقی "شرک" تک کہل دیا جاتا ہے۔ اور کچھ متصوف حقیقت جانے بغیر ہی محض لفظوں کے ظاہر کو دیکھ کر "ہر چیز کو خدا کہہ کر" فی الحقیقت اتحاد کو وحدۃ کہہ رہے ہوتے ہیں جس کے باعث ہر دور میں یہ نظریہ

پہچیدہ سے پہچیدہ صورتحال اختیار کرتا رہا اور لوگ عدم علم کی بنیاد پر نظریہ وحدۃ الوجود کے خلاف زہر اگلنے رہے اور یہ سلسلہ اب آج تک جاری ہے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے اسی لئے اس نظریہ کو بطور علم مدون کیا تاکہ کوئی شخص غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے چنانچہ آپ کی تعلیمات کا جو مختصر سے مختصر نچوڑ و بارہ وحدۃ الوجود اگر نکالا جائے تو وہ یہ جتنا ہے کہ وجود حقیقی صرف وحدۃ کا ہے اور وحدۃ کے سوا کسی شے کا وجود ہی نہیں لیکن کائنات اور اس کی بے شمار اشیاء ہر وقت انسان کے مشاہدہ اور استعمال میں رہتی ہیں وہ اعتباری طور پر موجود نظر آتی ہیں لیکن ان کا وجود حقیقی نہیں ہے یہ وجود حقیقی کا پر تو ہے اور چونکہ ذات باری تعالیٰ وحدۃ مطلقہ ہے اس لئے وجود وحدۃ ہی وحدۃ کا ہے اور یہی نظریہ وحدۃ الوجود یا ہمہ اوست ہے۔

چونکہ نظریہ وحدۃ الوجود کے پیش کئے جانے میں قابل سے زیادہ حال اور ظاہر سے زیادہ باطن کا معاملہ تھا اس لئے ہر دور میں اس مسئلہ کو پہچیدہ سمجھا گیا اور ہر دور میں علمائے امت نے اس بارے میں کلام فرمایا!

جو لوگ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے نقطہ نظر سے صحیح معنوں میں واقف ہوئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس نظریہ کو اپنایا بلکہ اس کا بھرپور دفاع بھی کیا اور جو لوگ ان کے نقطہ نظر اور کلام حال و باطن اور درادات قلبیہ کی گہرائیوں سے واقف نہ ہو سکے انہوں نے اس نظریے کا شدید الفاظ میں رد کیا۔ تاہم امت کے اکابرین اور ہزاروں اولیاء متعظیم کی تائید و توثیق کے بعد اس بات کو ماننے کے علاوہ کوئی دوسرا سبیل نہیں کہ نظریہ وحدۃ الوجود عین اسلامی نظریہ و عقیدہ ہے اور اس کا مفہوم بھی قرآن وحدیث سے مستنبط ہے اور اس کا محض ظاہر دیکھ کر انکار کرنے والے حضرات کو شدید غلطی لگی ہے۔ اس لئے کہ "وحدۃ الوجود" کے زیادہ تر منکرین کی

ابہ انکار پر غور کیا جائے تو وہ وحدۃ الوجود کو "حلول و اتحاد" پر محمول کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ "حلول" سے مراد ہے کہ ایک چیز کا دوسری میں مکمل مل جانا جس طرح دودھ کا تر میں یا پانی کا دودھ میں مل جانا یا کوئلے کے اندر آگ یا اندر کے اندر بجلی یہ "حلول" ہے۔ "اتحاد" سے مراد ہے کہ دو چیزوں کا یکجا ہو جانا۔ اب طول کا یہ معنی بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا، ہر وجود میں اتر آیا ہے اور اتحاد کا یہ معنی بنتا ہے کہ ہر چیز خدا میں گئی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں "وحدۃ الوجود" کے بالکل متضاد ہیں اس لئے کہ طول اور اتحاد میں دو وجود ماننے جاتے ہیں اور وحدۃ الوجود کا تو معنی ہی یہ ہے کہ کائنات میں وجود حقیقی صرف ایک ذات کا ہے جس کا نامہ رب العالمین ہے۔ باقی ہر چیز اپنے وجود میں اس کی محکم ہے اور معدوم ہے۔ نیز اس مختصر تقریر کے بعد قارئین سے گزارش ہے کہ آمدہ حوالہ جات پر نظر کریں اور انہیں کہ نظریہ وحدۃ الوجود کی بابت کیا نقطہ نظر رکھا گیا ہے۔

پیر جیلانی رحمہ اللہ کے مرشد رحمہ اللہ اور وحدۃ الوجود

حضرت شیخ الشیخ ابو سعید مبارک رحمہ اللہ جو کہ پیر و مرشد ہیں حضور غوث پاک رحمہ اللہ کے آپ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

اور تحقیق وجود واحد ہے اور لباس (صورتیں) مختلف رنگارنگ ہیں اور وہ وجود تمام موجودات کی حقیقت اور ان کا باطن ہے اور تمام کائنات اس وجود سے خالی نہیں ہے۔^(۱)

نظریہ وحدۃ الوجود اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ سوائے شیعہ کے تمام مسالک کی متفقہ شخصیت ہیں۔ دیوبندی حضرات میں سے کسی فرد واحد کو بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی جلالت علمی و عملی کا انکار نہیں ہے، جبکہ غیر مقلدین حضرات کے اکابرین بھی شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔^(۲)

(۱) تحفہ مرسلہ صفحہ ۱۴

(۲) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کی مستند کتب سے چند حوالے ذکر کر دیئے جائیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان کے بھی سلسلہ بزرگ ہیں:

فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۴۱۲ غیر مقلدین کے مناظر اعظم شاہ اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ہی کے سلسلے کے لوگ ہیں نیز جلد ثانی ص ۶۸ پر لکھتے ہیں: ج. نقص شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو برا بھلا کہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

- "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" مولوی محمد اسماعیل سلفی صفحہ 106 پر لکھتے ہیں، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اہل حدیث تھے نیز صفحہ 170 پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو حکیم الامت اور بارہویں صدی کا مجدد قرار دے رہے ہیں۔
- کتاب تاریخ اہل حدیث صفحہ 462 پر مصنف مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: آپ بلا نزاع بارہویں صدی کے مجدد تھے نیز امام الامتہ اور تاج المجتہدین مئے جاتے۔
- تاریخ التعلیہ ص 150 پر ہے شاہ ولی اللہ کو مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم سمجھے ہوئے ہیں۔
- کتاب اہل حدیث کی خدمات حدیث ص 69 پر ارشاد الحق اثری صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی خدمات حدیث پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے اور ان کو اہل حدیث امتہ میں شمار کیا ہے۔
- تحریک اہل حدیث ص 181 پر قاضی محمد اسلم سیف شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو جزیہ اللہ فی الارض قرار دیتے ہوئے ص 207 پر لکھتے ہیں امام شاہ ولی اللہ ہر گز ہرگز مقلد نہ تھے۔
- فتاویٰ اہل حدیث جلد اول صفحہ 108 پر فقیر مقلدین حضرات کے مجتہد العصر حافظ عبد اللہ محدث روپڑی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کو غیر مقلد قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا وصیت نامہ دیکھنے انہوں نے اپنی اولاد کو تقلید سے روکا ہے۔
- کتاب اہل حدیث کی برصغیر آمد میں مصنف محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں: شاہ صاحب کسی امام فقہ یا مجتہد کے مقلد نہ تھے۔ اور اپنی اس کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو اہل حدیث امام لکھتے ہیں۔
- کتاب حقانیت مسلک اہل حدیث میں عبدالرحمان منیر راجہ دہلوی ص 289 پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے مسلک کو ہی اپنا مسلک قرار دے رہے ہیں۔
- مراحل مستقیم ص 4 پر شاہ اسماعیل دہلوی، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں قطب المحققین، فخر العرفاء، علمہم باللہ حضرت شیخ ولی اللہ قدس سرہ۔
- فتاویٰ برائے خواتین ص 31 پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو اہل حدیث علماء میں شمار کیا ہے۔
- کتاب "سیرت ثنائی" ص 300 پر عبد المجید خادم سہروردی صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کو اکابر قرار دیتے ہیں! چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، مولانا سید احمد بریلوی، شاہ ولی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ وحدۃ الوجود کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"اکابرین کے نزدیک مسلم بات ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں ہے۔" (۱)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب تفسیر ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۱۷۲ پر لکھتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو ثابت کرنا چاہوں تو قرآن وحدیث کے تمام نصوص و دعوایہ اس کا اثبات کر سکتا ہوں۔"

اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید ایسے اکابر امت نے توحید الہی کے احیاء اور کتاب وسنت کے بقا کی طرف توجہ مبذول فرمائی تھی۔

- کتاب "ہدایۃ المستقیم" کے مقدمہ میں غیر مقلدین کے بلند پایہ عالم بدیع الدین راشدی صاحب نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو پندرہویں صدی کے امام الہند اور عقیدہ توحید کے محافظ لکھا ہے۔
- کتاب "عقائد" میں شاہ اسماعیل دہلوی نے جبکہ جبکہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو اپنے بزرگوں میں لکھا ہے۔

- "فتاویٰ نذیریہ" کے مقدمہ میں ص ۵ پر نذیر احمد سبحانی فخر علی حدیث اکادمی نے نذیر حسین دہلوی کو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے سلسلہ فکر کے گل سرسبد قرار دیا ہے۔
- غیر مقلدین کے مجدد اعظم نوب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب "التاج المکمل" کے صفحہ ۱۷۶ پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو "شیخ الاجل" اور "مسند الوقت" قرار دیا ہے۔
- اس کے علاوہ غیر مقلدین کی اکثر کتب کو اٹھایا جائے وہاں پر کسی نہ کسی حیثیت سے شاہ صاحب کو ضرور خراج عقیدت پیش کیا گیا ہو گا۔

(۱) انھاس العارفین صفحہ ۲۲۱

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"لوگوں کا صوفیاء کو کافر کہنے کا سبب یہ ہے کہ وہ ان سے یہ من لیتے ہیں کہ حق تعالیٰ وجود مطلق ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ صوفیاء کی اصطلاح میں وجود سے مراد موجود ہے"۔^(۱)

اور پھر انھیں اس میں ہی آگے لکھتے ہیں:

"وجود تیرے اس وجدان کا نام ہے کہ حق اپنے اسامہ و صفات کے ساتھ تیری ذات میں جلوہ گر ہو اور تو تو نہ رہے اور وہی ہو بس بندہ ایسا ہو جائے جیسا کہ نہیں اور حق کہ جیسا لم یزل سے تھا"۔

پھر وحدۃ الوجود کا مفہوم چونکہ مخلوق کے آئینے میں خالق کا جلوہ دیکھنا ہے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"مرشد کی ظاہری صورت دیکھنا اور حقیقت آب و گل کے پردے میں حق سبحانہ و تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے اور خلوت میں اس کی صورت کا نمودار ہونا آب و گل کے پردے کے بغیر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے: "ان اللہ خلق آدم علی صورة الرحمن ومن رانی فقد رآ الحق"۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کو صورت رحمان پر پیدا کیا اور جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کا مشاہدہ کیا، اسی کے حق میں آیا ہے۔^(۲)

(۱) انھاس الحدیث منہ 253

(۲) الانتباه فی سلاسل اولیاء اللہ منہ 200

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ ہمعات میں لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہ وہ اپنی انا میں جو عبارت ہے ان کی ہویت سے توحید صفاتی کا جلوہ دیکھیں اور ان کیلئے انا آئینہ بنا ہے پس اصل جس نے مختلف مظاہر کائنات میں ظہور فرمایا چنانچہ ہوتا ہے کہ جب سالک اپنے انا پر نظر کرتا ہے تو اس کی نظر انا پر زک نہیں جاتی بلکہ وہ اس انا کے واسطے سے اصل وجود تک جو سب اناؤں کا مبداء اول ہے پہنچ جاتی ہے جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی نظر میں صرف اصل وجود ہی رہ جاتا ہے اور تمام کے تمام مظاہر و اشکال درمیان سے غائب ہو جاتے ہیں یہ توحید ذاتی کا مقام ہے۔" (۱)

اسی طرح شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ دوسری جگہ پر چند اشعار بلا تکثیر تحریر فرماتے ہیں:

رق الزجاج و رقت الخمر
فتشابهها وتشاكل الامر
شراب اور پیالہ دونوں شفاف و لطیف ہیں اور دونوں میں ایسی مشابہت ہے کہ جس کا پہچانا مشکل ہے۔

فكانما خمر لا قدح
وانما قدح ولا خمر
یوں لگتا ہے جیسے شراب ہے پیالہ نہیں یا پیالہ ہے اور شراب نہیں۔

ان شئت قلت حق ولا خلق
وان شئت قلت خلق ولا حق
اگر تو چاہے تو کہہ دے کہ حق موجود ہے خلق نہیں یا چاہے تو یہ کہے خلق ہے حق نہیں ہے۔ (۲)

(۱) ہمعات صفحہ 40

(۲) انفاس العارفين صفحہ 135

ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں:

"چونکہ آنحضرت ﷺ حضرت وجود (اللہ تعالیٰ) کا آئینہ اور مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدیہ تعین اول و جامع تعینات و مظاہر ہے اور تمام کا ظہور آپ کے نور سے ہوا اس اعتبار سے عین القضاۃ ہدائی رحمہ اللہ نے مذکورہ بات (آں را کہ شما خدا می دانید نزدیک ما محمد است و آن را کہ شما محمد میدانید نزدیک ما خدا است) کہی ورنہ حضرت وجود تو ہر ذرے میں یکساں جلوہ گر ہے اور وحدت معنی کے باوجود تکرار لفظ تو محض تفضیل عبارت ہے۔^(۱)

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بیٹے حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجود کے دفاع میں "دمغ الباطل" نامی کتاب لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے پیش کردہ نظریہ وحدۃ الوجود کی صحیح تشریح کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نظریہ بے شمار اکابر اولیاء اللہ کا نظریہ ہے اور درست ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور وحدۃ الوجود

اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ہندوستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام کیا اور صحیح معنوں میں "عقیدہ توحید" کی ترویج کی۔ کچھ حضرات جو کہ صرف قال اور ظاہر پر نظر رکھتے ہیں وہ وحدۃ الوجود اور شیخ مجدد رحمہ اللہ کے حوالے سے اتنا ہی

کہہ دینے پر اکتفاء کرتے ہیں کہ وحدۃ الوجود ایک کفریہ اور شرکیہ نظریہ تھا جس کو حضرت محمد ﷺ نے ہندوستان سے مٹانے کے لئے وقت کی تند و تیز ہواؤں سے ٹکرائی اور اس کفریہ و شرکیہ نظریے کے خلاف "وحدۃ الشہود" کا نظریہ پیش کیا۔ حالانکہ ان حضرات کا یہ خیال بالکل باطل ہے۔

اس لئے کہ مجدد صاحب رحمہ اللہ کی تعلیمات پر غور کرنے اور آپ کی "تحریرات" کو پڑھنے کے بعد یہ عقدہ کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ شیخ مجدد رحمہ اللہ "وحدۃ الوجود" اور "وحدۃ الشہود" میں صرف "علم الیقین" اور "عین الیقین" کے فرق کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک وحدۃ الوجود کا تعلق علم الیقین سے ہے اور وحدۃ الشہود کا تعلق عین الیقین سے۔ یعنی آپ کے نزدیک وحدۃ الوجود ہو یا وحدۃ الشہود دونوں "توحید ذات" کے نظریے ہیں تاہم وحدۃ الوجود علم الیقین کا فائدہ دیتا ہے اور وحدۃ الشہود عین الیقین کا۔ تاہم علم الیقین پہلا درجہ ہے اور عین الیقین دوسرا درجہ۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ خود بھی "وحدۃ الوجود" کے قائل رہے تاہم آپ کے بقول جب آپ عین الیقین کے مقام پر فائز ہوئے تو آپ نے وحدۃ الوجود سے وحدۃ الشہود میں ترقی کی۔ یاد رہے وحدۃ الوجود کی طرح وحدۃ الشہود کا دار و مدار بھی کشف و حال اور وارذات قلبیہ پر ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ نے شیخ صوفی رحمہ اللہ کے نام ایک مکتوب لکھا ہے جس میں "وحدۃ الوجود" کی بابت انکشاف حقیقت ہے:

"مخدوماً مکرمماً معتقداً فقیر از خوردی بار مشرب اہل
توحید بود۔ والد فقیر۔ قدس سرہ بہ ظاہر ہمین مشرب بودہ
اند وبر سبیل دوام بہ ہمین طریق اشتغال داشته اند۔
باوجود حصول نگرانی تمام در باطن کہ بہ جانب مرتبہ بی

کیفی داشته اند و به حکم ابن الفقیه نصف الفقیه فقیر را از این مشرب از روی علم، حظ وافر بود و لذت عظیم داشت. تا آنکه حق - سبحانه و تعالی به محض کرم خویش به خدمت ارشاد پناهی حقایق و معارف آگاهی، مؤید الدین الرضی شیخنا و مولانا و قبلتنا محمد الباقر قدسنا الله تعالی بسره رسانید و ایشان به فقیر طریقه علیه نقشبندیہ تعلیم فرمودند و توجه بلیغ به حال این مسکین مرعی داشتند. بعد از ممارست این طریقه علیه، در اندک مدت توحید وجودی منکشف گشت و غلوی در این کشف پیدا شد. علوم و معارف این مقام فراوان ظاهر گشتند و کم دقیقه از دقائق این مرتبه مانده باشد که آن را منکشف نه گردانیدند.

دقائق معارف (شیخ محی الدین ابن العربی) را کما ینبغی، لائح ساختند و تجلی ذاتی که صاحب فصوص آن را بیان فرموده است و نهایت عروج جز آن رانمی داند و در شان آن تجلی می گوید و ما بعد هذا انا العدم المحض به آن تجلی ذاتی مشرف گشت و علوم و معارف آن تجلی را که شیخ مخصوص به خاتم الولاية می داند، نیز به تفصیل معلوم شدند. و سر وقت و غلبه حال در این توحید به حدی رسید که در بعضی عریضه ها که به حضرت خواجه نوشته بود، این دوبیت را که سراسر سکرست، نوشته بود.

ای دریا کین شریعت ملت اعمالی است
ملت ما کافی و ملت ترسانی است
کفر و ایمان، زلف و روی آن پری زبانی است
کفر و ایمان بردو اندر راه ما یکتانی است

واین حال تامدت مدید کشید و از شہود، بہ سنین انجامید۔
ناگاہ عنایت بی غایت حضرت اللہ جل سلطانہ از درِ چہ
غیب در عرصہ ظہور آمد و پردہ روپوش بن چونی وہی
چگونگی را برآنداخت۔

علوم سابق کہ منہی از اتحاد و وحدت بودہ اند، روبہ زوال
آوردند و احاطہ و سریان و گشت کہ صنایع را جل شانہ
با عالم، از این نسبت ہای مذکورہ بیچ ثابت نیست۔" (۱)

"مخدوم و مکرم اکم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید و جودی
والوں کے مشرب جیسا تھا۔ فقیر کے والد قدس سرہ بھی بظاہر اس مشرب
پر تھے اور باطن کی پوری نگرانی کے باوجود جو بے کنفی کے مرتبہ پر رکھتے
تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے اور فقیہ کا بیٹا بھی نصف
فقیہ کے مطابق فقیر بھی اس مشرب سے از روئے علم حظ وافر اور لذت
عظیم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم
سے ارشاد پناہ و حقائق و معارف آگاہ دین کے مؤید ہمارے شیخ و مولا اور
قبلہ محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے فقیر کو طریقہ
عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس فقیر کے حال کی طرف توجہ بلخی
فرمائی۔ اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد تھوڑی مدت میں توحید
و جودی منکشف ہو گئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہو گیا اور اس مقام کے
علوم و معارف کثرت سے ظاہر فرمائے گئے اور اس مرتبے کی باریکیوں

(۱) مکتوبات دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر 31

میں سے کوئی کم ہی باریکی ہوگی جو مشکفہ کی مکنی ہو شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے معارف کے دقائق پورے طور پر ظاہر کئے گئے اور تجلی ذاتی جسے صاحبِ قصوم رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے اور نہایت عروج اسی کو قرار دیا ہے اور اس تجلی کی شان میں فرماتے ہیں: "وما بعد ہذا عدم المحض" مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے علوم و معارف جنہیں ابن عربی رحمہ اللہ نے خاتم الولاية کے ساتھ مخصوص کیا ہے وہ تفصیل سے معلوم ہو گئے اور سکر وقت اور غلبہ حال اس توحید وجودی (وحدت الوجود) میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض خطوط میں جو حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھے گئے یہ دو بیت بھی جو سرا سر سکر ہیں۔ لکھ ڈالے:

افسوس یہ شریعت نابینوں کی شریعت ہے، ہماری ملت تو کفر و عیسائیت کی ملت ہے، کفر کیا ہے اس زیبا شکل پری کی زلفیں ہیں اور ایمان اس کا چہرہ ہے کفر و ایمان ہماری راہ میں برابر ہیں۔" یہ حال مدت دراز تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک پہنچ گیا۔ اچانک حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت بے نہایت غیب کی کھڑکی سے ظاہر ہوئی اور بے چوں و بے چگون کی روپوشی کے پردہ کو اٹھا دیا پہلے علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے زائل ہونا شروع ہو گئے اور احاطہ اور ذات حق کا قلب میں سما جانا اور قرب و معیت ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام میں مشکفہ ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور پورے یقیں سے معلوم ہو گیا کہ مائع عالم جل شانہ

کے لئے عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں۔"

یونہی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر حاجی محمد مومن اور محمد صادق صاحبان کی طرف سے "وحدۃ الوجود" کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں طویل کلام فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"پرسیدہ بودند کہ صوفیہ بہ وحدت قائل اند و علماء آن را کفر و زندقہ می دانند و ہر دو طائفہ از فرقہ ناجیہ اند۔ حقیقت این معاملہ نزد تو چیست؟"

محبت آثارا: بدانند کہ از صوفیہ علیہ ہر کہ بہ وحدت وجود قائل است و اشیاء را عین حق می بیند و حکم بہ ہمہ اوست می کنند، مرادش آن نیست کہ اشیاء با حق جل و علا متحد اند و از او تنزیہ تنزل نمودہ، تشبیہ گشتہ است و واجب، لکن شدہ است ویسے چون بہ چون آمدہ باشد، کہ این ہمہ کفر و الحاد است و ضلالت و زندقہ آنجانہ اتحاد است، نہ عینیت، نہ تنزل است، نہ تشبیہ، فہو سبحانہ آلان کما کان فسبحان من لا یتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ و لافی اسماء بحدوث الاکوان او سبحانہ و تعالیٰ برہمان صرافت اطلاق خود است از اوج وجوب بہ حسیض امکان میل نقرمودہ، بلکہ معنی ہمہ اوست، آن است کہ اشیاء نیستند و موجود فقط اوست (بخوف طوالت اصل فارسی عبارت کو چھوڑا جا رہا ہے)۔"^(۱)

آپ نے پوچھا تھا کہ صوفیاء کہ جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور (بعض) علمائے کرام اس وحدۃ الوجود کے نظریے کو کفر و زندقہ جانتے ہیں اور دونوں گروہ فرقہ ناجیہ سے ہیں، بتائیں اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔

اے محبت کی نشانی! جاننا چاہیے کہ صوفیائے کرام میں سے جو لوگ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور اشیاء کو عین حق جانتے ہیں اور ہمہ دوست کی بات کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ یہ اشیاء حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور تنزیہ تنزل کر کے یہ تشبیہ بن گئی ہے اور واجب ممکن ہو گیا ہے اور بے چون چوں میں آگیا ہے جو کہ کفر و الحاد و زندقہ و گمراہی ہے۔ وہاں (صوفیاء کے وحدۃ الوجود کے نظریے میں) نہ اتحاد ہے نہ غیبت نہ تنزل ہے نہ تشبیہ۔ اللہ تعالیٰ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا پاک ہے وہ مالک جو موجودات کے حدوث سے ذات و صفات و اسماء میں متغیر نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ اپنی اس صرافتِ اطلاق پر ہے۔ وجوب کی بلندیوں سے امکان کی پستیوں کی طرف نہیں آیا۔ بلکہ ہمہ دوست کے معنی تو یہ ہیں کہ یہ اشیاء (کے وجود) نہیں ہیں اور حق تعالیٰ موجود ہے۔ منصور نے جو انا الحق کہا تو اس سے اس کی مراد یہ نہیں کہ میں خدا ہوں اور خدا کے ساتھ متحد ہوں یہ کہنا تو کفر ہے اور گردن زنی کا موجب بلکہ منصور کے قول انا الحق کے معنی تو یہ ہیں کہ میں نہیں ہوں اور حق تعالیٰ موجود ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ صوفیاء اشیاء کو حق تعالیٰ کے ظہورات جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کے اس صفات کے آئینے خیال کرتے ہیں قطع نظر اس بات کے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی تنزل ہو تغیر و تبدل ہو۔ جس طرح کسی شخص کا سایہ دراز ہو جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ سایہ اس شخص کے ساتھ متحد ہے اور عینیت کی نسبت رکھتا ہے یا وہ شخص تنزل کر کے ظل کی صورت میں ظاہر ہوا ہے بلکہ وہ شخص اپنی صرافت و اصالت پر ہے اور تنزل و تغیر کی آمیزش کے بغیر ظل سے وجود میں آیا ہے۔ ہاں بعض اوقات ان لوگوں کی نظر میں جن کو اس شخص سے محبت ہوتی ہے کمال محبت کے باعث سایہ کا وجود مخفی ہو جاتا ہے اور شخص کے بغیر ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اس وقت اگر یہ کہہ دیں کہ ظل عین شخص ہے یعنی ظل معدوم ہے اور موجود وہی شخص ہے تو ایسا ہو سکتا ہے۔ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ صوفیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حق تعالیٰ جل جلالہ کے ظہورات ہیں۔۔۔۔۔ نہ کہ حق تعالیٰ جل جلالہ کا عین۔ پس اشیاء حق تعالیٰ جل جلالہ سے ہیں خود حق تعالیٰ جل جلالہ نہیں ہیں۔ پس صوفیاء کے کلام ہمہ دوست کے معنی ہمہ از دست ہوں گے جو کہ علماء کے نزدیک مسلمہ و مختار ہیں اور دراصل علماء کرام اور صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان کسی قسم کا کوئی نزاع ثابت نہ ہو گا (اور اس تشریح کے بعد) دونوں قولوں کا مطلب ایک ہی ہو گا۔ البتہ فرق صرف اتنا ہو گا کہ صوفیاء اشیاء کو حق تعالیٰ جل جلالہ کے ظہورات کہتے ہیں اور علماء اس لفظ سے بھی بچتے ہیں تاکہ حلول اور اتحاد کا وہم و خیال بھی نہ پایا جائے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر سے جہاں آپ کی صوفیاء کے نظریہ وحدۃ الوجود کی طرف داری ثابت ہوتی ہے وہیں پر صوفیاء کے طرف سے اشیاء کے لئے "عین حق" کی اصطلاح کی حقیقت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ صوفیاء کے اشیاء کو عین حق کہنے کی وجہ ان کے نظر سے بوجہ محبت الہی اشیاء کی صورتیں معدوم ہو جانا ہے اور ان کی نظر جب مجاز کے پردوں کے پار حقیقت

کے راز کو پالیتی ہے تو وہ کائنات کو آئینہ جمال یار سمجھتے ہوئے صرف صورت محبوب پر نظر رکھتے ہیں اور کلام کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ کائنات میں سوائے حق تعالیٰ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت سے کچھ یوں پردہ اٹھاتے ہیں:

"جانتا چاہیے کہ عالم سارے کا سارا حق تعالیٰ جل جلالہ کے اسماء و صفات کا مظہر ہے اگر ممکن میں حیات ہے تو اس واجب تعالیٰ جل جلالہ کی حیات کا آئینہ ہے اور اگر علم ہے تو اسی کے علم کا آئینہ ہے اور اگر قدرت ہے تو اس کی قدرت کا آئینہ ہے علیٰ هذا القیاس۔۔۔۔۔ تمام ممکنات کا قیوم حق تعالیٰ جل جلالہ ہی ہے پس ممکن کی حقیقت میں کوئی ذات نہیں جس کے ساتھ اس کی صفات قائم ہوں بلکہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس کے ساتھ حق تعالیٰ جل جلالہ کی صفات اور تمام ممکنات قائم ہیں اور وہ اشارہ جو ہر ایک شخص اپنی ذات کی طرف لفظ انا سے کرتا ہے وہ حقیقت میں اسی ایک ذات کی طرف راجع ہے جس کے ساتھ سب کا قیام ہے۔ اشارہ کرنے والا جانے یا نہ جانے اگرچہ حق تعالیٰ کی ذات کسی اشارہ کے ساتھ مشار الیہ نہیں ہے اور کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں کو تاہ نظر ان پوشیدہ معارف کو توحید و جود کی کے ساتھ نہ ملائیں اور اس بات کو ایک دوسرے کا دست و گریبان ہونا نہ جانیں کیونکہ وحدۃ الوجود والے ایک ذات کے سوا کچھ موجود نہیں جانتے اور حق تعالیٰ جل جلالہ کے اسماء و صفات کو بھی اعتبارات علی خیال کرتے ہیں اور کہتے کہ حقائق ممکنات کو جود کی بونہی

آن میں معدوم ہو جاتا ہے اور اس جیسا اور موجود ہو جاتا ہے۔ اس فقیر کے نزدیک پر معاملہ شہودی ہے نہ وجودی جیسے کہ شرح رباعیات کے حاشیوں میں اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ سالک احوال کے درمیان بیشتر اس کے کہ ماسوا اس کی نظر سے بالکل دور ہو جائے۔ ایک آن میں ایسا دیکھتا ہے کہ عالم معدوم ہو گیا ہے اور دوسری آن میں پاتا ہے کہ عالم موجود ہے اور تیسری آن میں پھر معدوم سمجھتا ہے اور چوتھی آن میں پھر موجود سمجھتا ہے کہ یہاں تک کہ فناء مطلق کے ساتھ مشرف ہو جاتا ہے اور ہمیشہ ماسوا کو معدوم پاتا ہے۔ اس وقت اس کی شہود میں عالم ہمیشہ کے لئے معدوم ہے اسی طرح بقاء کے حاصل ہونے اور عالم کی طرف رجوع کرنے کے درمیان عالم کبھی نظر میں آ جاتا ہے اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے۔" (۱)

اب غور فرمائیں: مجدد صاحب رحمہ اللہ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ ہی کے نظریہ وحدۃ الوجود کو صرف لفظ بدل کر وحدۃ الشہود کا نظریہ قرار دے رہے ہیں۔ اور بڑی وضاحت سے ثابت فرما رہے ہیں کہ ممکن کی نظر سے عالم کا معدوم ہونا اور مخلوق کے آئینہ میں جلوہ ذات کا دیکھنا یہ بندے کو فناء و بقاء کی بلندیوں تک لے جاتا ہے۔ نظریہ وحدۃ الوجود کے خلاف زہر اگلنے والے جذباتی اور جو شیے مصنفین بشرط منصفین سے میری گزارش ہے کہ "گیدڑ نے اٹھائی اور ک اور پنساری بن بیٹھا" کے مصداق صرف اصحاب الظواہر کے چند مغالطوں اور مسطوطوں کے بل بوتے پر نظریہ وحدۃ الوجود جو کہ خالصتاً اسلامی نظریہ ہے کے خلاف

زہرا گنتے سے پہلے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات کی تشریحات و تعلیمات پر بھی نظر ڈال لیں تو یہ مناسب ہو گا۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وحدۃ الوجود کے قائلین کے حق میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں:

"اس فقیر کے والد بزرگوار قدس سرہ العزیز جو کہ علماء محققین میں سے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ قاضی جلال الدین آگری نے جو بڑے بزرگ عالموں میں سے تھے مجھ سے پوچھا کہ نفس الامر وحدت ہے یا کثرت۔ اگر وحدت ہے تو شریعت جس کی بنیاد مختلف اور جدا جدا احکام پر ہے باطل ہو جاتی ہے اور اگر نفس الامر کثرت ہے تو وحدۃ الوجود کے صوفیاء کا قول باطل ہو جاتا ہے۔ قبلہ والد گرامی نے جواب میں فرمایا کہ دونوں نفس امر اور مفصل طور پر بیان کر دیا فقیر کو وہ سب یاد نہیں رہا۔

پس صوفیہ کہ بہ وحدت الوجود قائل اند محق اند
وعلماء کہ بہ کثرت وجود حاکم اند نیز محق اند مناسب
احوال صوفیہ وحدت است ومناسب احوال علماء
کثرت۔"

پس صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم جو کہ وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ حق پر ہیں اور علماء جو کثرت وجود کا حکم کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں صوفیاء رحمۃ اللہ علیہم کے احوال کے مناسب وحدت ہے اور علماء کے حال کے مناسب کثرت ہے کیونکہ شریعت کی بناء کثرت پر ہے اور احکام کا جدا جدا ہونا کثرت پر

موقوف ہے اور انبیاء علیہ السلام کی دعوت اور آخرت کا ثواب و عذاب اسی کثرت سے متعلق رکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ "فاحسبت ان اعرف" کے موافق کثرت کو چاہتا ہے اور ظہور کو پسند رکھتا ہے تو اس مرتبہ کا بانی رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس مرتبہ کی ترتیب حق تعالیٰ ﷻ کو محبوب اور پسندیدہ ہے، سلطان ذی شان کے لئے نوکروں چاکروں کا ہونا ضروری ہے اور اس کی عظمت و کبریائی کے لئے ذلت اور احتیاط اور انکساری کی حاجت ہے۔ وحدت وجود کا معاملہ اگرچہ حقیقت کی طرح ہے اور کثرت کا معاملہ اس کے مقابلے میں مجاز کی طرح اسی واسطے اس عالم کو عالم حقیقت کہتے ہیں اور اس عالم کو عالم مجاز لیکن چونکہ ظہورات حق تعالیٰ ﷻ کی محبوب اور پسندیدہ ہیں اور دائمی اور ابدی بقاء اشیاء کو عطا فرمائی ہے اور قدرت کو حکمت کے لباس میں ظاہر کیا ہے اور سبب کو اپنے فعل کا ردپوش بنایا ہے اس لئے وہ حقیقت گویا متروک ہے اور مجاز تعارف و مشہور ہے۔ نقطہ جوالہ اگرچہ حقیقت کی طرح ہے اور وہ دائرہ جو اس نقطہ سے پیدا ہوا ہے مجاز کی مانند ہے لیکن اس کی حقیقت متروک ہے اور جو تعارف ہے وہ مجاز ہی ہے" (۱)۔

مجدد صاحب رحمہ اللہ کی اس تقریر کے بعد "وحدۃ الوجود" کی حقیقت پر کلام کرنے کی ہر چند ضرورت نہیں رہتی۔ غور فرمائیں مجدد صاحب رحمہ اللہ نے کس حسین پیرائے میں حقیقت و مجاز اور شریعت و طریقت کو سمجھا دیا ہے اور بتلادیا ہے کہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی

حقیقت ایک ہے ان میں اختلاف محض اعتباری، لفظی ہے نہ کہ یقینی حقیقی۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود دونوں کو حق سمجھتے تھے لیکن بعض مصلحتوں کے تحت آپ لفظ "وحدۃ الوجود" کو استعمال میں نہیں لاتے البتہ وحدۃ الوجود کے معنی کا بھرپور دفاع آپ کی تحریروں مکتوبات شریف، شرح مشنوی، مکاشفات غیبیہ اور رسالہ مبدا و معاد میں جگہ جگہ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"سب تعریف اللہ جہاں کے لئے جس نے مجھے دو گروہوں کے درمیان جو آپس میں اختلاف رکھتے ہیں اصلاح اور صلح کا ایک ذریعہ اور واسطہ بنایا اور ان کے کلام کے درمیان موافقت و مطابقت پیدا کرنے کی استعداد دی۔ نیز ان پر جو اعتراض وارد ہوتے ہیں ان کو رد کرنے کی قدرت عطا کی۔ دونوں گروہوں کے مقصد کا علم عنایت فرمایا۔ مجھے دو دریاؤں کے درمیان برزخ کی حیثیت ودیعت فرمائی اور دونوں گروہوں کے راستہ پر گامزن کیا۔ نیز دونوں کے طریق پر مجھ کو رہبر اور راہنما بنایا۔"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود دونوں کو درست سمجھتے تھے۔ اور ان دونوں میں اختلاف کو محض لفظی اختلاف سمجھتے تھے۔ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود کی حقیقت کی انتہا تک پہنچنے کا دعویٰ بھی فرما چکے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے آپ اپنے ایک مکتوب بنام ملا ہاشم رحمۃ اللہ علیہ میں رقم طراز ہیں:

"اے عزیز اگر قلم کو تفصیل احوال اور شرح معارف میں جاری کروں تو معاملہ دراز اور بات طویل ہو جائے گی۔ خاص کر توحید و جود (وحدۃ

الوجود کے معارف اور اشیاء کی ظلیت کے بیان میں لائے جائیں تو وہ جماعت جس نے اپنی ساری عمر توحید و جود حاصل کرنے میں گزاری ہے یوں معلوم کریں کہ انہوں نے تو دریا سے ایک قطرہ بھی حاصل نہیں کیا۔ تعجب کی بات ہے کہ یہی جماعت اس درویش کو توحید و جود والوں میں شمار نہیں کرتی۔ بلکہ توحید و جود کے منکرین میں شمار کرتی ہے۔" (۱)

قارئین غور فرمائیں! حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس قدر واضح و کفایہ الفاظ میں وحدۃ الوجود کے نظریے کا اقرار کرتے ہیں اور نظریہ وحدۃ الوجود والوں کی تکفیر و تفضیل تو دور، آپ تو ان لوگوں پر اظہار تعجب فرما رہے ہیں جو آپ کو وحدۃ الوجود کا منکر سمجھتے ہیں۔

یونہی مولانا شاہ دہاج الدین مجددی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھتے ہیں:

"میں نے مولانا شاہ فضل الرحمن مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت پوچھا کہ حضرت کو سیرافقی و آفاقی میں توحید شہودی کس مقام پر حاصل ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شہودی نہیں تھے بلکہ جود ہی تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں تو برابر توحید شہودی تحریر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کی وجہ سے کیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا وحدۃ الشہود میں وحدۃ الوجود سے زیادہ شریعت ہو سکتی ہے۔ اس پر آپ کو جوش آگیا جس کی لذت مجھ کو بہت دنوں تک رہی اور آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ "وحدۃ

وجود عین شریعت ہے، وحدۃ وجود عین شریعت ہے، وحدۃ وجود عین شریعت ہے اور کوئی دو منٹ تک آپ یہی فرماتے رہے اور میں محفوظ ہوتا رہا۔^(۱)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اور نظریہ وحدۃ الوجود

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کا نام علمی دنیا سے تعلق رکھنے والوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ چونکہ نظریہ وحدۃ الوجود کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز معدوم ہے اور وجود حقیقی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے باقی ہر چیز کا وجود محض اعتباری ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ جو کہ عالم اسلام کی عظیم اور قابل قدر شخصیت ہیں آپ کی تصانیف میں بھی جگہ جگہ اس نظریہ کا پرچار ملتا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

”والممكن لذاته معدوم بالنظر الى ذاته وموجود بايجاد الحق
واذا كان كذلك فما سوا الحق فلا وجود له الا ايجاد الحق،
وعلى هذا التقدير فلا نافع الا الحق ولا ضار الا الحق كل شيء
بالك الا وجهه واذا كان كذلك فلا حكم الا الله ولا رجوع
في الدارين الا الى الله“^(۲)

(۱) شرح کتاب الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم از مولانا دہان الدین

صفحہ ۱۱۱

(۲) تفسیر کبیر از امام رازی جلد ۸ صفحہ ۳۵۸

اللہ کی ذات کے لئے ممکن معدوم ہے اس کی ذات کی طرف نظر کرتے ہوئے، اور حق تعالیٰ کی ایجاد کے باوصف موجود ہے۔ تو جب یہ بات ثابت ہوئی تو حق تعالیٰ ﷻ کے سوا کسی شیء کا وجود نہیں ہے مگر حق تعالیٰ کی ایجاد کے سبب اور اس تقدیر پر حق تعالیٰ کے سوا کوئی نافع و ضار نہیں ہے۔ اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور جب یہ ثابت ہو تو حکم اللہ ﷻ کے لئے ہے۔ اور دونوں جہانوں میں اللہ ﷻ ہی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

اہم ذکر اور محضلے دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

”لأن ماسوی الله باطل لانه هالك بقوله تعالى كل شيء هالك الا وجهه وكل ما هلك فقد بطل فكل هالك باطل وكل ماسوی الله باطل“ (۱)

اس لئے کہ اللہ ﷻ کے سوا جو کچھ ہے وہ معدوم ہے کیونکہ وہ اللہ ﷻ کے فرمان، ہر شیء ہلاک ہونے والی ہے اللہ ﷻ کے سوا، کے مطابق ہلاک ہونے والی ہے اور ہر وہ جو ہلاک ہو وہ معدوم ہوتا ہے۔ پس ہر ہلاک ہونے والی چیز باطل ہے اور اللہ تعالیٰ ﷻ کے علاوہ ہر چیز معدوم ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ اور نظریہ وحدۃ الوجود

علامہ امام محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ (المتوفی 505ھ) کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کی تصانیف میں بھی جگہ جگہ وحدۃ الوجود کا نظریہ مترشح ہوتا ہے۔ آپ حقیقت توحید پر گفتگو کرتے ہوئے ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

”للتوحيد اربع مراتب وينقسم الى لب والى لب اللب والى قشر والى قشر القشر ولتمثل ذلك تقريباً الى الافهام الضعيفة بالجوز في قشرته العليا فان له قشرتين وله لب وللب دهن هو لب اللب فالرتبة الاولى من التوحيد هي ان يقول الانسان بلسانه لا اله الا الله وقلبه غافل عنه او منكوله كتوحيد المصافقين - والثانية ان يصدق بمعنى اللفظ قلبه كما صدق به عموم المسلمين وهو اعتقاد العوام والثالثة: ان يشاهد ذلك بطريق الكشف بواسطة نور الحق وهو مقام المقربين وذلك بأن يرى اشياء كثيرة ولكن يراها على كثرتها صادر عن الواحد القهار والرابعة: ان لا يرى في الوجود الا واحدا وهي مشاهدة الصديقين وتسمية الصوفية الفناء في التوحيد لانه من حيث لا يرى الا واحدا فلا يرى نفسه ايضاً واذا لم يرتفعه لكون مستغرقا بالتوحيد كان فانيا عن نفسه في توحيدده بمعنى انه في عن رؤية نفسه والخلق _____“ (1)

توحید کے چار مراتب ہیں اور ان کی تقسیم اس طرح ہے (1) مغز (2) مغز کا مغز (3) چھلکا (4) چھلکے کا چھلکا۔ کم فہم لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہم اس کی ایک مثال دیتے ہیں کہ توحید کی مثال ایسا اخروٹ جو اوپر والے چھلکے میں ہو۔ کہ اس پر دو چھلکے ہوتے ہیں اور اندر ایک مغز (گری) ہوتا ہے پھر مغز کے اندر تل ہوتا ہے۔ پس توحید کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اپنی زبان سے تو لا الہ الا اللہ کہے مگر اس کا دل اس سے غافل اور منکر ہو یہ منافقوں کی توحید ہے۔ اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ کا دل بھی اس لفظ کے معنی کو سچا جانتا ہو۔ عام مسلمان اس کی تصدیق کرتے ہیں یہ عوام کی توحید ہے اور توحید کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ کو نور حق کے ذریعے اس لفظ کے معانی کشف کے طور پر مشاہدہ ہو جائیں اور یہ مقررین کا مقام ہے اور یہ بایں طور کہ بندہ اشیاء کو تو کثیر جانتا ہے مگر ان کی کثرت کے باوجود ان کو واحد قہار سے ہی صادر سمجھتا ہے اور چوتھا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ وجود صرف ایک ہی نظر آئے یعنی اللہ ﷻ کا۔ اور یہ صدیقین کا مشاہدہ ہے اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے اس کا نام "فناء فی التوحید" رکھا ہے یعنی اس مقام پر اس مرتبہ والا آدمی سوائے ایک وجود کے کسی اور کو نہیں دیکھتا یہاں تک کہ اپنے نفس کو بھی نہیں دیکھتا تو جب توحید میں غرق ہونے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھتا تو توحید میں اپنے نفس سے قاتی ہو گا یعنی اپنے نفس اور مخلوق کو دیکھنے سے وہ عاجز ہے۔۔۔۔۔ ان میں پہلے مرتبہ والا شخص صرف زبانی موحد ہے جس کے

باعث وہ دنیا میں قتل ہونے سے بچ جاتا ہے۔۔۔ اور چوتھا شخص اس نظر سے موحد ہے کہ اس کے مشاہدے میں سوائے واحد یکتا کے کوئی اور آیا ہی نہیں ہے۔ وہ سب کو کثرت کی راہ سے نہیں دیکھتا بلکہ وحدۃ کی راہ سے دیکھتا ہے۔ یہ مرتبہ توحید میں سب سے اعلیٰ ہے پس پہلے مرتبہ توحید کی مثال اخروٹ کا چھلکا ہے اور دوسرے مرتبہ کی مثال اخروٹ کے دوسرے چھلکے کی ہے اور تیسرا مرتبہ اخروٹ کے مغز (گری) کے مانند ہے اور چوتھا مرتبہ تیل کی مانند ہے جو کہ مغز میں سے نکلتا ہے۔"

غور فرمائیں! امام غزالی رحمہ اللہ کائنات میں وجود واحد پر نظر رکھنے والوں کی توحید کو الغایۃ القصویٰ فی التوحید، توحید کا اعلیٰ و آخری مقام قرار دیتے ہوئے اس کو صدیقین کی توحید قرار دیتے ہیں اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ سے پہلے گزرے ہیں۔ یہاں ہمارے مذکورۃ الصدر دعویٰ کی بھی بھرپور تائید ہوتی ہے کہ معنی وحدۃ الوجود حضرت ابن عربی رحمہ اللہ سے پہلے بھی موجود تھا تاہم اس نظریہ کی تدوین حضرت ابن عربی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

یونہی امام غزالی رحمہ اللہ اپنی ایک اور تصنیف میں رقمطراز ہیں:

"من هنا ترقی العارفون من حضيض المجاز الی رفاع الحقیقة واستكملوا معراجہم فراؤا بالمشاہدۃ العیانیۃ ان لیس فی الوجود الا الله تعالیٰ وان کل شیء هالک الا وجہہ لا انه یصیر هالکا فی وقت من الاوقات بل هو هالک ازلا

وَابْدَا لَا يَتَصَوَّرُ إِلَّا كَذَلِكَ قَانَ كُلُّ شَيْءٍ سِوَاهُ إِذَا أُعْتَبِرَ ذَاتَهُ
مِنْ حَيْثُ ذَاتَهُ فَهُوَ عَدَمٌ مُحْضٌ" (۱)

یہی وہ مقام ہے کہ جہاں پر عارف لوگ مجاز کی پستیوں سے حقیقت کی
بلندیوں تک ترقی کر گئے اور اپنی معراج کی تکمیل میں لگ گئے یہاں تک
کہ انہوں نے معنی مشاہدہ سے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی وجود نہیں
ہے۔ اور یہ کہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز معدوم ہونے والی ہے (کل
شیء ہالک الا وجہہ) اور یہ نہیں کہ ہر چیز کسی نہ کسی وقت حلاک
ہونے والی ہے بلکہ ازلی، ابدی طور پر حلاک ہونے والی ہے اس لئے کہ
جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی چیز کی ذات کا اعتبار اس کی ذات کے لحاظ
سے کریں گے تو وہ عدم محض ہوگی۔

امام مذکور مزید لکھتے ہیں:

"العارفون بعد العروج الى سماء الحقيقة اتفقوا على انهم لم
يروا في الوجود الا الواحد الحق. لكن منهم من كان له هذه
الحال عرفانا علميا ومنهم من صار له ذلك حالا ذوقا
وانتفت عنهم الكثرة بالكلية واستغرقوا بالفردانية المحضة
والستوفيت فيها عقولهم فصاروا كالمبهوتين فيه ولم يبق
فيهم متسع للذكر غير الله ولالذكر القسم ايضا فلم يكن
عندهم الا الله، فسكروا سكرًا دفع دونه سلطان عقولهم،

فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَنَا الْحَقُّ وَقَالَ الْآخَرُ سُبْحَانِي مَا أَعْظَمَ شَأْنِي
وَقَالَ آخَرُ مَا فِي الْجَبَةِ إِلَّا اللَّهُ" (۱)

عارفان الہی حقیقت کے بلندیوں کی طرف عروج پانے کے بعد اس بات پر متفق ہیں کہ انہوں نے وجود میں سوائے ذات حق کے اور کوئی نہیں دیکھا۔ لیکن ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہیں اس حالت میں عرفانی علی حاصل ہوتا ہے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کی حالت ذوقی و حالی ہوتی ہے۔ ان سے کثرت بالکل ختم ہو جاتی ہے اور وہ فردانیت محضہ میں غرق ہو جاتے ہیں اور ان کی اس حالت میں ان کی عقلیں فوت ہو جاتی ہیں تو وہ مبہوت لوگوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس حالت میں ان کے ہاں نہ تو اللہ ﷻ کے سوا کسی چیز کے ذکر کی گنجائش رہتی ہے اور نہ ہی اپنا آپ یاد رہتا ہے۔ ان کے ہاں اللہ ﷻ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا تو اس حالت میں وہ نشہ عشق (حالت سکر) میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس سے ان کی عقلیں ساتھ چھوڑ دیتی ہیں تو پھر ان میں سے ایک "أَنَا الْحَقُّ" کہتا ہے تو دوسرا "سُبْحَانِي مَا أَعْظَمَ شَأْنِي" اور ایک اور بولتا ہے "مَا فِي الْجَبَةِ إِلَّا اللَّهُ" (جب میں اللہ ﷻ کے سوا اور کوئی نہیں)۔

شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن بن مالک رحمہ اللہ اور وحدۃ الوجود حضرت شیخ قشیری رحمہ اللہ (متوفی 465ھ) علم و عمل کی دنیا کا ایک انٹ نام ہے آپ علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ دیوبندی وہابی حضرات کے بھی ممدوح ہیں۔ آپ اپنے مشہور رسالہ قشیریہ میں وحدۃ الوجود کے متعلق رقمطراز ہیں:

"جس طرف بھی نظر ڈالیں ان کو ہر طرف توحید ہی توحید نظر آتی ہے اور انہیں اپنے نظریے میں لئے ہوئے ہے پھر ان کو مخلوق میں سے کوئی ایک بھی نظر نہیں آئے گا اس لئے کہ مخلوق کا تو وجود ہی نہیں ہے اور جب وجود ہی نہیں تو پھر ایسی چیز کا اثبات شرک فی التوحید ہو گا"۔^(۱)

آپ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"جو شخص تفرقے کا پردہ چاک کر دے گا۔ اس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اللہ جل جلالہ کو کوئی غیر نہیں ہے (یعنی اللہ جل جلالہ کے غیر کا وجود ہی نہیں ہے)"۔^(۲)

آپ "الحی القيوم" کے تحت رقمطراز ہیں:

"جس کو اس حقیقت کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے غیر کا اثبات (وجود) کہیں نظر نہ آئے"۔^(۳)

(۱) رسالہ قشیریہ صفحہ 128

(۲) رسالہ قشیریہ صفحہ 213

(۳) رسالہ قشیریہ صفحہ 140

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور نظریہ وحدۃ الوجود
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور عند الغریقین مسل
شخصیت ہیں آپ کی تعلیمات سے بھی "وحدۃ الوجود" کے نظریے کی تائید و توثیق ملتی ہے
آپ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"فی الحقیقت صحیح صوفی وہ ہے جو توحید کے اس مقام پر فائز ہو کہ

اللہ تعالیٰ سبحانہ کی ذات کے علاوہ تمام اشیاء کو قافی مانے۔" (1)

نیز آپ کی کتاب عوارف المعارف میں کئی مقامات پر وحدۃ الوجود کی تشریحات ملتی ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدۃ الوجود

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ماسوائے شیعہ تمام مسالک کی متفقہ شخصیت تھے۔
دیوبندی و غیر مقلدین حضرات کے ممدوح ہیں۔ بعض موجودہ غیر مقلدین شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ غیر مقلدین اہل حدیث حضرات
کے ائمہ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا اکابر تسلیم کیا ہے۔ (2)

(1) عوارف المعارف صفحہ 135

(2) کتاب تاریخ اہل حدیث میں علامہ ابراہیم میر سیالکوٹی صفحہ 464 پر شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھتے ہیں: آپ ہندوستان بھر میں استاذ الاساتذہ خاتم المفسرین والحدیثین
تھے۔۔۔۔۔ آپ اپنے زمانہ میں مرجع علماء و مشائخ تھے۔۔۔۔۔ آپ کالات باطنی بھی رکھتے تھے۔۔۔۔۔

- زمین ہند میں عمل بالحدیث کا صحیح حقیقت میں آپ کے والد بزرگوار نے بویا تھا اور آپ نے اسے برگ و بار بخشا اور نہ بلاد ہند میں کوئی شخص علاوہ فقہ حنفی کے علم حدیث سے حشک نہیں کرتا تھا۔
- کتاب تحریک آزادی فکر صفحہ 106 پر مولوی اسماعیل مللی صاحب لکھتے ہیں: کہ شاہ عبد العزیز عقیدہ اہل حدیث تھے۔
 - کتاب "تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں" صفحہ 228 پر قاضی محمد اسلم سیف صاحب لکھتے ہیں: موصوف (شاہ عبد العزیز) لکھنؤی اللہی کے ترجمان تھے۔ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی علمی تحریک فقہ الحدیث کے علمبردار تھے۔ تقلید جامعہ اور تقلید شخصی میں حق منحصر نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے علاوہ شاہ رفیع الدین، شاہ اسماعیل دہلوی، عبدالحی بڑھانوی ہیں۔
 - مشہور غیر مقلد عالم ہر ایم میر سیالکوٹی اپنی کتاب "سراجا منیرا" صفحہ 30 پر لکھتے ہیں کہ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کو مقام حضوری حاصل تھا۔
 - شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" صفحہ 189 پر شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کو "ملازمت جناب ہدایت مآب، قنوہ ارباب صدق و صفا، زیدہ اصحاب فنا و بقا، سید العلماء، سند اولیاء، رحمۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین" جیسے القابات سے نوازا ہے۔
 - اس کے علاوہ اہل حدیث اکابر کی سینکڑوں کتب میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کو انتہائی مودبانہ انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔ نیز آپ کی تحریرات کو بطور مستدل اپنی اپنی کتب کی زینت بنایا گیا ہے۔
 - "تذکرۃ المناظرین" میں مولانا محمد مقتدی اثری صفحہ 128 پر لکھتے ہیں کہ نواب صدیق حسن بھوپالی کے والد سید اولاد حسن، شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔

مشہور محدث عالم ربانی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق فرماتے ہیں:

"اول معنی این دو کلمہ باید فہمید باز حقیقت حال باید شنید معنی وحدت الوجود آنست کہ وجود حقیقی بمعنی مابہ الموجودیۃ نہ بمعنی مصدری اعتباری ایک چیز است کہ در واجب واجب و در ممکن ممکن و در جوہر جوہر و در عرض عرض و این اختلافات موجب اختلافات در ذات نمی شوند مثل شعاع آفتاب کہ پر پر پاک و ناپاک می افتد و فی ذاتہ پاک است ناپاک نمی شود و این مسئلہ فی نفسہ حق است و بیچ گونه مخالف شرع نیست زیرا است کہ ہر مرتبہ از مراتب این وجود حقیقی حکمے جداگانہ دارد و شرع شریف بیان حکم ہر مرتبہ می کنند بعضے را ہادی و بعضے را مضل و بعضے را واجب الاطاعۃ و بعضے را واجب العصیان و بعضے را حلال و بعضے را حرام و بعضے را پاک و بعضے را ناپاک می فرمائید مردم کوتاہ بین میدانند کہ این ہمہ اختلاف ذات است حاشا و کلا این ہمہ اختلاف شیون و اعتبارات است" (۱)

- "پاک و ہند میں علمائے حدیث "صفحہ 24 پر مولوی ارشاد الحق اثری صاحب نے حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور انہیں اپنے بڑوں میں شمار کیا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے کتاب کا نام ہی کافی ہے۔

عبارت مذکور کا مفہوم و خلاصہ یہ ہے کہ:

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ وحدت وجود و شہود کا معنی کیا ہے؟ وحدت الوجود کا معنی یہ ہے کہ وجود حقیقی بمعنی باب الوجودیت ایک چیز ہے وہی ایک چیز واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن ہے جو ہر میں جو ہر اور عرض میں عرض اس اختلاف سے لازم نہیں آتا کہ ذات میں اختلاف ہو مثلاً سورج کی کرنیں پاک چیز پر بھی پڑتی ہیں اور ناپاک پر بھی لیکن کرنیں ناپاک نہیں ہوتیں یہ مسئلہ بالکل حق و درست ہے اور اس میں شریعت کی کوئی مخالفت نہیں اس لئے کہ شریعت نے ہر ہر مرتبے کے الگ الگ احکام مقرر فرمائے ہیں بعض کو ہدایت دینے والا بنایا بعض کو گمراہ کرنے والا۔ بعض کی اطاعت ضروری بعض کی اطاعت گناہ بعض چیزیں حلال بعض حرام ہیں بعض پاک بعض ناپاک تنگ نظر آدمی کو یہ ذات میں اختلاف نظر آتا ہے حالانکہ یہ سب اعتبارات میں اختلاف ہے۔^(۱)

نیز لکھتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود کی بناء حضرات صوفیاء کے کشف و شہود پر ہے اہل تصوف نے اس غرض سے کہ ان کے کشف و شہود کی تائید میں جو ثابت

کیا ہے کہ مسئلہ وحدت الوجود کا قرآن شریف اور حدیث شریف سے مفہوم ہوتا ہے"۔^(۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"تحقیق یہ ہے کہ وحدۃ وجود مرتبہ ذات غلو میں اطلاق میں حق ہے اور توحید شہودی کہ اس سے غیریت ظاہر ہوتی ہے مرآب تعینات میں صحیح اور واجب التسليم ہے فی الواقع دونوں اس صحیح ہیں"۔^(۲)

پھر ایک اور مقام پر مسئلہ کی تحقیق میں مزید رقم طراز ہیں:

"اسی فرق کی بناء پر ظاہری شریعت کے احکام میں مومن کے بارے میں رہائی و نجات کا حکم ہے کافر کے بارے میں قتل و قید کا، زن منکوحہ حلال ہے اور زن اجنبیہ حرام، باپ کی تعظیم واجب ہے اور سرکش کافر کی توہین واجب ہے اس جماعت صوفیہ کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ وجود عین ذات حق ہے اور وجود کا ظہور مظاہر مختلفہ میں ہے لیکن اس کے باوجود، وجود مرتبہ احدیت میں پاک ہے اور نقائص سے منزہ ہے اور کمالات سے متصف ہے یہی مذہب اکثر صوفیاء اور علمائے نامدار کا ہے ان میں معتبر ہستیاں مثلاً قادریہ میں سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ، شیخ صدر الدین قونوی رحمہ اللہ، شیخ عبدالکریم جمیل رحمہ اللہ، شیخ عبدالرزاق جہانوی رحمہ اللہ، شیخ امام پانی پتی رحمہ اللہ اور کبردیہ میں سے مولانا جدال

(۱) فتاویٰ مریزی صفحہ ۱۴۳

(۲) فتاویٰ مریزی صفحہ ۱۴۴

الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، سہروردیہ میں سے شیخ
 فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، چشتیہ میں سے سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ
 اور سید جعفر کی رحمۃ اللہ علیہ اور نقشبندیہ میں سے خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ،
 مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ملا عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی
 باللہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ شمس الدین مغازی قیصری
رحمۃ اللہ علیہ اور سعید الدین فرغانائی رحمۃ اللہ علیہ سب وحدت الوجود کے قائل ہیں۔
 حضرات صوفیاء رحمۃ اللہ علیہم کی دوسری جماعت کا کہنا یہ ہے کہ وحدت الوجود کسی
 حقیقت کا نام نہیں بلکہ ایک کیفیت ہے جو سالک کو بعض اوقات نظر آتی
 ہے جیسے سورج کی روشنی میں ستارے بے نور ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں
 آتے حالانکہ وہ موجود تو ہوتے ہیں صرف سورج کی روشنی کے غلبہ کی وجہ
 سے ان کا وجود نظر نہیں آتا۔ یہ مذہب شیخ علاؤ الدین سنائی رحمۃ اللہ علیہ کا
 ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیروکاروں کا۔ یہی
 مذہب ہے۔^(۱)

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید ایک جگہ وحدۃ الوجود کی بابت سوال کے جواب میں لکھتے

ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود حق ہے اور مطابق واقع ہے اس واسطے کہ دلائل عقلیہ
 و نقلیہ سے یہ ثابت ہے۔"^(۲)

(۱) فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ 141

(۲) فتاویٰ عزیزیہ صفحہ 166

پھر وحدۃ الوجود ہی کے بارے میں سوال کا جواب ایک اور جگہ ان لفظوں میں دیتے ہیں:

"وحدت وجود کا قائل ہونا ایسے طور پر کہ احکام شرع کے خلاف نہ ہو
یعنی ایمان و اسلام ہے اس میں کفر کا شائبہ نہیں، یعنی سب موجودات کو
مظاہر حق جانے اور یہ سمجھنے کہ وجود ایک ہے۔" (۱)

اور پھر جگہ جگہ پر "وحدۃ الوجود" کا نظریہ رکھنے والوں کی بابت توحید و جدی کا لفظ استعمال
کر کے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے واضح کر دیا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود خلاف توحید نہیں ہے،
آپ لکھتے ہیں:

"اولیاء اللہ جو قائل توحید و جدی گزرے ہیں ان کی تحقیر و اہانت و تکفیر
و تذلیل نہ کرنا چاہیے اور عوام کے حق میں بہتر ہے کہ اس مسئلہ میں نفی،
اثبات سے سکوت اختیار کریں اور اس میں بحث و مکرار نہ کریں اس
واسطے کہ ہر شخص کی عقل میں یہ مسئلہ نہیں آتا۔" (۲)

(۱) فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۵۲

(۲) فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۲۶

شاہ اسماعیل دہلوی اور وحدۃ الوجود

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کی متفقہ اور مسلمہ شخصیت شاہ اسماعیل دہلوی صاحب^(۱) نے تو مسئلہ وحدۃ الوجود اور صوفیاء کے مسلک کے دفاع پر پوری 432 صفحات پر مشتمل کتاب "عقیقات" تحریر کی ہے۔

(۱) شاہ اسماعیل دہلوی غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کی مسلمہ شخصیت ہیں۔ اس پر چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

■ پہلا حوالہ: کتاب فتاویٰ ثنائیہ جلد نمبر ۱ صفحہ 382 پر دہلی اہل حدیث کے بہت بڑے مفتی و عالم مولانا شاہ اسماعیل اہل قسری سے سوال ہوتا ہے کہ حقیقی لوگ یہ کہتے ہیں کہ مولانا نذیر حسین، شاہ اسماعیل شہید، نواب صدیقی حسن خان صاحب حقیقی تھے، کیا یہ حق ہے۔ جواب: یہ تینوں صاحب کچے اہل حدیث (دہلی) تھے۔

اسی کتاب کے صفحہ 99 پر ہے: حضرت اسماعیل شہید اعتقاداً و عملاً اہل حدیث تھے۔ نیز اسی جلد کے صفحہ 34 پر ہے: کہ شہید ملت امیر المومنین شاہ اسماعیل دہلوی سے آپ شاہ اسماعیل اہل قسری کو خامس عقیدت تھی شہید کا جب ذکر آتا تو واللہ انداز میں فرماتے، اسماعیل و ما ادراک اسماعیل۔

■ دوسرا حوالہ: "کتاب تحریک اہل حدیث" اس کتاب کے مصنف تاجی محمد اسلم سیف صفحہ 231 پر لکھتے ہیں: "شاہ اسماعیل نے حدیث کا وہ فیضان عام کیا کہ بے حجابانہ، بے ہولانہ طور پر عمل بالحدیث کا پرچم سر بلند کیا اور کاروان عمل بالحدیث کی حدی خواتی شروع کی" اس کتاب میں چار صفحات پر شاہ اسماعیل کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے کہ وہ اہل حدیث و اہل حق کے اکابرین میں سے ہے۔

- تیسرا حوالہ: کتاب "خطبات روپڑی" اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ان کے بڑے عالم تھے، اہل حدیث کے بہت بڑے مناظر اور عالم عبد اللہ روپڑی اس میں لکھتے ہیں: "جماعت اہل حدیث میں ایسے ایسے خطیب پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی خطابت کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید دہلوی اسی طرح کے پائے کے خطیب تھے۔"
- چوتھا حوالہ: مسیرۃ ثنائی یہ شاہ اللہ امرتسری کی سوانح حیات عبد المجید خادم سہدروی اس کے مرتب ہیں اس کے صفحہ 300 پر مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، سید احمد بریلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ اسماعیل شہید کو اکابر امت لکھا ہے۔
- پانچواں حوالہ: فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ 90 سے لیکر 104 تک شاہ اسماعیل کی تقریبن لکھی ہیں اور اس کے غیر مقلد ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں اور شاہ اسماعیل کی کتابوں پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔
- چھٹا حوالہ: کتاب "اثبتے ہیں حجاب آخر" مصنف پروفیسر زاکر حسین مرزا نے شاہ اسماعیل کو اپنے بزرگوں میں لکھا اور خراج تحسین پیش کیا۔
- ساتواں حوالہ: کتاب "تاریخ اہل حدیث" مصنف ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب نے صفحہ 466 سے 470 تک شاہ اسماعیل کی شان بیان کی ہے اور انہیں اپنا بزرگ شمار کیا۔
- آٹھواں حوالہ: کتاب "الہدیۃ" کا اردو ترجمہ "بریلویت" دہلیوں اہل حدیث کے سرخیل امام العصر احسان الہی ظہیر نے اس کے صفحہ 215 پر لکھا ہے کہ "شاہ اسماعیل شہید دہلوی تحریک کے سرخیل تھے۔"
- نواں حوالہ: "فتاویٰ برائے خواتین" اس کے مقدمے میں صفحہ 8 پر انہوں نے شاہ اسماعیل دہلوی کو اپنے علماء صالحین میں لکھا ہے۔

- دوسرے حوالہ: سرفنا حیرت دہلوی نے شاہ اسماعیل کے مناقب پر پوری 385 صفحات کی کتاب "حیات طیبہ" لکھ دی جس میں واضح طور پر انہیں اہل حدیث کا سرخیل اور بانی مہمانی لکھا ہے۔
- گیارہویں حوالہ: "قتلوی سلفیہ" مصنف اسماعیل سلفی صاحب نے اس میں شاہ اسماعیل کو اپنا پیشوا لکھے ہوئے ہیں کی کتب پر لکھنے والے اعتراضات کا تفصیل جواب دیا ہے۔
- بارہویں حوالہ: "قتلوی ذخیرہ" غیر مقلدوں کے شیخ الکمل فی الکمل نذیر حسین دہلوی جلد اول صفحہ 107 پر لکھے ہیں: مولانا (اسماعیل) کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا اور عالم دیندار، متقی اور پرہیزگار اور محدث اور حافظ قرآن ہونا آفتاب کی مانند ثابت ہے۔ دہلوی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں قریباً دو درجن سے زائد مقالات پر شاہ اسماعیل کی وکالت کرتے ہوئے انہیں اپنے اکابر میں شمار کیا اور فتاویٰ غیریہ جلد اول ص 46 پر شاہ اسماعیل کو مجدد لکھا ہے۔
- تیرہویں حوالہ: "تذکرۃ المناظرین" مصنف مولانا محمد مقتدی اثری عمری، شاہ اسماعیل کو اہل حدیث و اپنی جماعت کے مناظرین میں شمار کرتے ہوئے صفحہ 96 سے 99 تک ان کے مناظروں کا ذکر کرتے ہوئے ابراہیم میریالگوئی کے حوالے سے لکھتے ہیں: اگر شاہ اسماعیل شہید جیسا ایک اور اہل حدیث محدث، مجاہد ہو جاتا تو ہندوستانی مسلمانوں کی قسمت میں بھی ذلت نہ ہوتی صفحہ 99۔
- چودھویں حوالہ: "حقانیت مسلک اہل حدیث" مصنف ابو معاویہ عبدالرحمن منیر راجو دہلوی صفحہ 134 پر صراط مستقیم کی عبارت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: صراط مستقیم پر شاہ اسماعیل کا نام ہونے اور آپ کے اہل حدیث ہونے کی وجہ سے جماعت اہل حدیث بدنام ہو گئی۔
- پندرہویں حوالہ: "تحریک آزادی فکر" مصنف مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب، آپ نے بھی صفحہ 504 پر مذکورہ بالا عبارت لکھی اور دو ٹوک انداز میں لکھتے ہیں مولانا شاہ اسماعیل صاحب اہل حدیث تھے۔

- سولہواں حوالہ: دور حاضر کے مشہور اہل حدیث محقق اور کثیر التصانیف مولانا ارشاد الحق اثری صاحب اپنی کتاب "خدمات حدیث" صفحہ 27 میں لکھتے ہیں: شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل نے اہل حدیث کی عملاً تکمیل کی۔
- ستار ہواں حوالہ: "مقدمہ ہدایۃ المستفید" صفحہ 70 کا ہے اور اہل حدیثوں کے مشہور عالم مولانا بدیع الدین راشدی صاحب شاہ اسماعیل کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں: امام الحق، فرید العصر، وحید الدھر، المجاہد لاعلاء کلمۃ اللہ والشہید فی سبیل اللہ، السید اسماعیل بن عبد الغنی۔
- اٹھارہواں حوالہ: مسلک اہل حدیث کے شیخ الكل فی الكل میں غزیر حسین دہلوی صاحب اپنی کتاب "معیار الحق" کے صفحہ 120 پر شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: شہید فی سبیل اللہ الجلیل، محیی الدین۔ (دین کو زعمہ کرنے والے) مولانا محمد اسماعیل نے ایسے ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شیعہ کا رفض ٹھہرایا ہے۔
- انیسواں حوالہ: کتاب "تاریخی حقائق" مصنف احسن اللہ ڈیابوی عظیم آبادی یہ کتب مصدقہ ہے ارشاد الحق اثری صاحب کی اس کا صفحہ 41 ہے اس پر موجود ہے کہ شاہ اسماعیل اور سید احمد، اہل حدیث تھے اس پر لکھتے ہیں: شاہ اسماعیل کی تصانیف تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، خور العینین۔ اور منصب امانت کا اگر کھلے دل سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث بلکہ عامل بالمحدیث بلکہ تقلید کے سخت مخالف تھے۔
- بیسواں حوالہ: "حضیرۃ القدس" مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی جن کے بارے میں "تخریک اہل حدیث" صفحہ 176 پر ہے کہ وہ مجدد وقت تھے یہ بھی شاہ اسماعیل کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔
- اکیسواں حوالہ: "تواریخ عجیبہ" مصنف، جعفر قنایسری صفحہ 142-150F میں لکھا ہے جس کا خلاصہ ہے کہ شاہ اسماعیل نے تقلید کے خلاف مناظرے کیے اور رفیع الدین کے اثبات پر کتب

لکھی، نماز میں مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا اولیٰ قرار دیا، آمین بالجہر افضل قرار دی (اور بچے بچے جانتا ہے کہ یہ غیر مقلدین علی کا طریقہ ہے مقلدین کا نہیں)۔

بائیسواں حوالہ: "برصغیر میں اہل حدیث کی آمد" صفحہ 342 پر معنف لکھتے ہیں: اہل حدیث عوام و خواص نے برصغیر کی سیاست میں ہمیشہ پر جوش انداز سے حصہ لیا۔ 6 مئی 1831 کو بالاکوٹ کے میدان میں حضرت سید احمد بریلوی، مولانا اسماعیل دہلوی اور ان کے رفقاء نے جام شہادت نوش کیا۔ (یہاں واضح طور پر اسماعیل دہلوی اور سید احمد کو اہل حدیث شمار کیا ہے)۔

تیسواں حوالہ: کتاب "ہدیۃ المہدی" ص 36 پر نواب وحید الزمان صاحب شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں: "قال الشیخ اسماعیل من اصحابنا لو تصور الشیخ الخ"۔ یعنی ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ شاہ اسماعیل نے کہا ہے۔

چوبیسواں حوالہ: کتاب "مسلمانوں کا روشن مستقبل" صفحہ 28 مسٹر سر جیمس اسکاٹ لکھتے ہیں: سید احمد بریلوی کی جماعت دو مختلف اور متضاد گروہوں سے مرکب تھی۔۔۔ دوسرے گروہ کے سردار مولوی اسماعیل تھے جو چاروں اماموں کی تقلید سے آزاد تھے اور براہ راست حدیث کو اپنا ماخذ قرار دیتے تھے۔

پچیسواں حوالہ: کتاب "حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی" معنف حکیم محمود احمد برکاتی ص 161 رقمطراز ہیں: شاہ نے علی الاعلان مخالف احناف ترک تقلید اور عمل بالحدیث نہ صرف خود شروع کیا بلکہ اس کی ہم چلائی (ظاہر ہے پھر غیر مقلد ہوا)۔

چھبیسواں حوالہ کتاب "بریلوی علماء اور انگریز" معنف غیر مقلد عالم عبد اللہ ایم اے نے صفحہ 197 پر شاہ اسماعیل کو کٹر اور متعصب دہلی لکھا ہے۔

ستائیسواں حوالہ: کتاب "موج کوثر" معنف شیخ محمد اکرم ال حدیث ص 103 پر لکھتے ہیں: دہلی عقائد میں ایک اہم عقیدہ عدم وجوب تقلید شخصی کا ہے اس مسئلہ پر شاہ اسماعیل شہید نے سفر حج کے بعد اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔

آپ اپنی کتاب عیقات صفحہ 65 پر لکھتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہو گیا ہے کہ اس عقیدے کے ماننے والے کہتے ہیں کہ خالق ہی مخلوق ہے اور مخلوق ہی خالق ہے یعنی ذات دونوں ایک ہی ہیں یہ غلط ہے۔"

- اٹھائیسواں حوالہ: "تراجم علی حاشیہ حدیث ہند" مصنف ابو یحییٰ امام خان نوشہروی نے 67 حصہ اول سے لے کر 112 تک شاہ اسماعیل دہلوی کے مناقب لکھے ہیں اور جگہ جگہ تصریح ہے کہ یہ اکابرین اہل حدیث میں سے ہیں اور کتاب کا نام ہی مطلب سمجھنے کے لئے کافی ہے۔
- اسیسواں حوالہ: "خطبات بہاولپوری" جلد اول 327 پر مصنف حافظ عبد اللہ بہاولپوری جسے اہل حدیث مجدد بہاولپوری کے نام سے یاد کرتے ہیں، نے شاہ اسماعیل کو اہل حدیث قرار دیا ہے۔
- تیسواں حوالہ: ابوالحسن علی ندوی کے والد سید عبد الحمی "عوارف المعارف فی انواع العلوم والمعارف" میں لکھتے ہیں: پھر اس زمانے میں ان کے اندر ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی جس نے مذاہب اربعہ کی تقلید کو چھوڑ دیا اور کتاب و سنت کو پکڑا، پھر ان میں بعض ایسے ہوئے جنہوں نے اغراض و تغریط کے درمیان توسط کی راہ اختیار کی اور وہ اس طرف گئے کہ مقلد کو اپنے امام کے قول کے خلاف روایات تک رسائی کی قدرت ہو تو اسے کسی خاص امام کی تقلید روا نہیں ہے اور مطلق تقلید جائز ہے ورنہ ہر عالمی کو اجتہاد کا مکلف قرار دینا لازم آئے گا یہ شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی ان کے پوتے اسماعیل بن عبد الغنی بن ولی اللہ اور سیدنا امام احمد بن عرفان بن نور شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر پیروؤں کا بھی مسلک ہے۔

96 پر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا موقف تحریر کرتے ہیں:

"میرا آخری انکشاف یہ ہے کہ صورتیں جیسے آئینہ میں نظر آتی ہیں اسی طرح حق پرستوں کے آئینہ میں وجود منسبط کو میں پارہا ہوں۔"

شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی اسی کتاب میں مختلف حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ وحدۃ الوجود کا نظریہ بھی حق ہے اور وحدۃ الشہود کا نظریہ بھی حق ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد صفحہ 87 پر لکھتے ہیں:

"حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا ایک ہی مسلک ہے۔"

شاہ اسماعیل دہلوی لا موجود الا اللہ میں وحدۃ الوجود والوں کے نظریہ کی حمایت میں اتنا لکھ چکے کہ یہاں تک لکھ دیا:

"پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان و زمین، شجر و حجر، درخت، پتھر آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنم خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عین ہیں یا غیر ہیں ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر و حجر سے تمہاری کیا مراد ہے شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں، ان آثار کا مبداء اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنم اللہ اور عین خدا ہیں۔" (۱)

شاہ اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"پھر جب کوئی اور لطیفہ غیبی اور جذبہ لار میں اس طالب کو پہنچتا ہے تو اس کے ادراک کو نہایت بڑی وسعت اور بے حساب فراخی حاصل ہو جاتی ہے جس کے سبب سے تمام حقائق کو نیہ اور موجودات امکانیہ ذات بچوں کے سامنے نیست و نابود نظر آنے لگتے ہیں اور جو نسبت پہلے مقام میں اس طالب کے اپنے نفس اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کے درمیان ظاہر ہوئی تھی اب اس مقام پر جو چیز عرصہ وجود میں ظہور پذیر ہے اس کے اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کے درمیان ظاہر ہونے لگتی ہے غرض بساط وجود پر حضرت حق کی قیومت کا انبساط اور ان حقائق مشکوٰۃ کا قیام اس ذات واحد یکما کے ساتھ اس کی سمجھ میں آ جاتا ہے اور آیت "ہو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم" کے ساتھ دم مارنے لگتا ہے۔۔۔۔۔ اور اس مقام کے لوازم سے ہے وحدۃ الوجود سے دم مارنا اور معارف الہیہ کے ساتھ لب کھولنا"۔^(۱)

وحدة الوجود اور اہل حدیث مناظرہ اعظم

وحدة الوجود کے نظریہ کے متعلق غیر مقلدین کے مناظرہ اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

وجود کے اصل معنی ہیں ماہ الوجودیہ یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے اس کی تشریح یہ ہے کہ معنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی ماہ الوجودیت صرف ایک ہی چیز ہے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک بامعنی رباعی لکھی ہے:

لا آدم فی الکون ولا ابلیس لا ملک سلیمان ولا ہلقیس
فالکل عبارة وانت المعنی یا من هو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں۔

یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے:

نظر آتا ہے جو کچھ نور وحدت کی جلی ہے

یہ نقش اہل بصیرت کے لئے وجہ تسلی ہے

اس تشریح کے مطابق وحدة الوجود کی مثال یہ ہے کہ کسی مکان کی کوٹریوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ ان کے پیچھے ایک پس رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر ہر ایک نظر والا پس کی

وحدۃ کو ملحوظ رکھے گا، قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: "اللہ نور السموات والارض" اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الوجود کے ہوں گے جو بالکل ٹھیک ہے۔ اور اسماعیل سلفی سیالکوٹی صاحب سے مسئلہ وحدۃ الوجود کے حلقہ پوچھا گیا تو کہا کہ "وحدۃ الوجود کے سوا چارہ نہیں ہے"۔^(۱)

اب وحید الزمان خان اور نظریہ وحدۃ الوجود

مقلدین کے متحد علیہ عالم دین نواب وحید الزمان صاحب^(۱) وحدۃ الوجود

(۱) نواب وحید الزمان غیر مقلدین حضرات کی مسلمہ شخصیت ہیں۔ اس پر غیر مقلدین علماء کی بحر کتب سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

کتاب "چالیس علمائے اہل حدیث"، معنف عبدالرشید عراقی صفحہ 103 تا 109 تک آپ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا، عبدالرشید عراقی لکھتے ہیں: مولانا وحید الزمان کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ایک نئے رنگ میں خدمت حدیث کی ہے آگے لکھتے ہیں: مولانا ایک بلند پایہ عالم دین مفسر قرآن، محدث، فقیہ، مورخ، شکم، معلم، مترجم، نقاد، دانشور، مبصر، مصنف اور عربی قاری اور اردو کے بلند مرتبہ ادیب تھے اور انہیں سند فراغت و سند حدیث سید حمزہ حسین دہلوی سے ملی آپ نے اپنے بھائی سے متاثر ہو کر اہل حدیث مسلک قبول کیا، کتاب کے مقدمہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانی لکھتے ہیں کہ: مولانا وحید الزمان کی خدمات حدیث کا کلی فراسوش ہیں۔

اہل حدیث کے چوٹی کے عالم بدیع الدین الراشدی صاحب جن کے والد میاں نذیر حسین دہلوی کے صحابی تھے اور بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ امرتسری کے شاگرد ہیں (چالیس علمائے حدیث صفحہ 403)، آپ "ہدایۃ المستفید" کے مقدمے میں اہل حدیث علماء کی خدمات دینیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ وحید الزمان کو ان میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "نواب عالی جاہ، عالم باعمل، فقیہ وقت، محب السنۃ، وحید الزمان"۔

تحریک اہل حدیث "صفحہ 330 پر ہے: وحید الزمان رحمہ اللہ شیخ النکل نذیر حسین کے شاگرد تھے۔ یاد رہے کتاب ہدیۃ الہدی 1906 میں شائع ہوئی (مقدمہ لغات الحدیث جلد 2

کی بابت لکھتے ہیں :

"بہر حال وحدۃ الوجود والے صوفیاء اور انہیں میں سے ایک محی الدین ابن عربی ہیں پس وہ ذات حق کا اشیاء میں حلول اور اتحاد کا نہیں کہتے بلکہ وہ تو ذات حق کو مخلوق سے جدا عرش پر جلوہ گر ثابت کرتے ہیں وہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ من وجہ ذات حق میں خلق ہے اور وہ جہت وجود

صفحہ 2) 1906 کے بعد اہل حدیث کے حافظ عبد اللہ غازی پوری، مولانا احمد حسن، مولانا شمس الدین امر تسری، محمد بن ابراہیم جوٹا گڑھی، قاضی سلیمان منصور پوری، ابراہیم میر سیالکوٹی، عبدالحیہ سوہدروی جیسے 34 چوٹی کے علماء گزرے اور ان کی 1395 تصانیف ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ آج تک اہل حدیث اہل علم، مولانا وحید الزمان کو اپنا اکابر سمجھتے ہیں اور جبکہ ان کے نام کے ساتھ دیگر القابات کے ساتھ ساتھ رحمۃ اللہ جیسے دعائیہ کلمات بھی لکھ رہے ہیں جیسے

- کتاب اہل حدیث کی خدمات حدیث معنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 80 .
- اہل حدیث کی علمی خدمات معنف نو شیر دی صاحب صفحہ 59
- احادیث ہدایہ معنف ارشاد الحق اثری صاحب صفحہ 17.
- تحفہ حنفیہ معنف داؤد ارشد صاحب صفحہ 389 پر لکھتے ہیں مولانا وحید الزمان بلاشبہ ایک فاضل شخص تھے.
- تاریخ اہل حدیث، معنف مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صفحہ 482 نام اکل نذر حسین دہلوی کے شاگردوں میں شمار کیا.
- عقیدہ مسلم معنف یحییٰ گوٹوی صاحب صفحہ 13 تا 15 علامہ وحید الزمان کی خراج تحسین

پیش کیا۔

کی بات پر ایسا کہتے ہیں بے شک وجود ایک ہی ہے اور وہ ذات حق کا ہے باقی تمام اشیاء محض اسی وجود کے سبب سے موجود ہیں ان تمام اشیاء کا کوئی منتقلی وجود نہیں ہے۔" (۱)

علماء اہل حدیث و نظریہ وحدۃ الوجود

مسئلہ وحدۃ الوجود کی بابت بہت سارے لوگ فتویٰ بازی میں جلدی کرتے ہیں بالخصوص اہل حدیث حضرات اس معاملے میں بڑی پھرتی دکھاتے ہیں۔ ان حضرات سے گزارش ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کے خلاف زہرا گلنے سے پہلے ذرا دوسرے بھی نظر فرمائیں۔ مشہور زمانہ غیر مقلد مناظر عبد اللہ روپڑی صاحب سے سوال ہوتا ہے۔

سوال: مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی صوفیاء کے نزدیک کیا تعریف ہے؟ اور محققین علماء اس کے کیا معنی مراولیتے ہیں؟ اور یہ توحید وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی زمانہ سلف میں تھی یا نہیں؟

جواب: مولانا جاجی علیہ السلام نے اپنی کتاب "نفحات الانس من حضرات القدس" فارسی کے صفحہ 17 لغایت صفحہ 20 میں بحوالہ ترجمہ العوارف باب اول توحید کے چار مراتب لکھے ہیں اصل عبارت نقل کر کے اس کا ترجمہ کرنے سے تو بات بہت طویل ہو جائے گی اس

لئے کسی قدر توضیح کے ساتھ اردو خلاصہ پر اکتفاء کی جاتی ہے جس کو زیادہ تفصیل کا شوق ہو وہ اصل کتاب ملاحظہ کرے:

اول: توحید ایمانی دوم: توحید علمی
سوم: توحید حالی چہارم: توحید الہی

توحید ایمانی:

عوام کی توحید ہے یعنی کتاب و سنت کے مطابق خدا کو وحدہ لا شریک سمجھنا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ دل میں اس کا اعتقاد رکھنا اور زبان سے اقرار کرنا اور یہ توحید مخبر صادق کی خبر کے تصدیق کرنے کا نتیجہ ہے اور ظاہری علم سے حاصل ہے اور صوفیاء کرام اس توحید میں عام مومنوں کے ساتھ شریک ہیں اور باقی قسموں میں ممتاز ہیں۔

توحید علمی:

باطنی علم سے حاصل ہوتی ہے جس کو "علم الیقین" کہتے ہیں اور وہ اس طرح ہوتی ہے کہ انسان کا یقین اس حد تک پہنچ جائے کہ موجود حقیقی اور موثر مطلق بجز خدا کسی کو نہ جانے تمام ذوات صفات اور افعال کو خدا کی ذات، صفات اور افعال کے سامنے بیچ سکے۔ ہر ذات کو اس کی ذات کا اثر خیال کرے اور ہر صفت کو اس کی صفت کا پر تو جانے۔ مثلاً جہاں علم، قدرت، ارادہ، سننا دیکھنا پائے ان سب کو خدا تعالیٰ ہی سمجھنے کے علم، قدرت، ارادہ، سننے دیکھنے کے آثار سے سمجھے اسی طرح باقی صفات

و انفعال کو خیال کرے گویا ظاہری اسباب کا پردہ درمیان نہ دیکھے اور سب کچھ مؤثر حقیقی کی طرف سے سمجھے یہاں تک کہ ظاہری اسباب سے متاثر نہ ہو مگر چونکہ اس مرتبہ میں حجاب باقی رہتا ہے اس لئے اکثر اوقات نظر ظاہری اسباب کی طرف چلی جاتی ہے جو شرک خفی کی قسم ہے۔

توحید حالی :

یہ ہے کہ قریب قریب تمام حجابات درمیان سے اٹھ جاتے ہیں اور موجد مشاہدہ جمال وجود واحد کا کرتا ہے، جیسے ستاروں کا لور آفتاب کے نور میں غائب ہو جاتا ہے اسی قریب قریب تمام موجودات موجد کی نظر سے غائب ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ توحید کی صفت کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے اور اپنے مشاہدہ کو بھی اسی وجود واحد کی صفت دیکھتا ہے غرض اس کی نظر میں وحدت ہوتی ہے، دوئی کا وہاں دخل نہیں رہتا۔ اس طریقہ سے موجد کی ہستی بحر توحید کا ایک قطرہ ہو کر اس میں مضمحل ہو جاتی ہے اور ایسی مکمل مل جاتی ہے کہ وہاں انتشار نہیں رہتا۔ اسی بناء پر جدید بغدادی (سرتاج صوفیاء) نے کہا ہے:

"التوحید معنی یضمحل فیہ الرسوم ویندرج فیہ العلوم
یکون اللہ کمالہ یزل۔"

یعنی توحید ایک معنی جس میں رکی وجود حقیقی وجود میں مکمل مل جاتے ہیں اور علوم اس میں مندرج ہو جاتے ہیں گویا خدا ایسے کا ویسا ہے کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی۔

یہ توحید مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے اور توحید علمی مراقبہ سے۔ مراقبہ ظاہر کی طرف سے توجہ ہٹا کر جمال محبوب کا انتظار ہے اور مشاہدہ محبوب کا دیدار ہے۔ توحید علمی میں اکثر لوازم بشریہ باقی رہتے ہیں اور توحید حالی میں تموڑے باقی رہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کے ساتھ مکلف ہے اور مکلف اسی صورت میں رہ سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ لوازم بشریہ رہیں جن کا اس کو مقابلہ کرنا پڑے اسی بناء پر ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

"التوحید غریم لایقضى دينه وغریب لایؤدی حقه۔"

یعنی توحید ایسا قرض خواہ ہے کہ اس کا قرض پورا نہیں ہو سکتا اور ایسا مسافر ہے کہ اس (کی مہمانی) کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

دنیا کی کبھی کبھی خالص حقیقت توحید جس میں یکبارگی آثار اور رسمی وجود کم ہو جاتے ہیں بجلی کی چمک کی طرح نمودار ہوتی ہے اور فی الغور سمجھ جاتی ہے اور رسمی وجودات کا اثر دوبارہ لوٹ آتا ہے اور اس حالت میں شرک خفی کا نام و نشان نہیں رہتا انسان کے لئے توحید میں اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں۔

توحید الہی:

یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنی ذات میں بغیر اس کے کہ دوسرا اس کی طرف وحدت کی نسبت کرے ازل میں ہمیشہ "وحدت" سے موصوف رہا۔ چنانچہ حدیث میں ہے "کان اللہ ولم یکن معہ شیء" یعنی خدا

تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شے نہ تھی اور اب بھی اسی طرح ہے اور ابد الابد تک اسی طرح رہے گا چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔
 "کل شیء ہالک الا وجہہ" یعنی ہر شیء ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شیء ہلاک ہو جائے گی بلکہ "ہالک" کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلادی جائے تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے اور اس حالت کے مشاہدہ کے لئے قیامت کا حوالہ دینا یہ مجبوبات کے لئے ہے ورنہ اگر باب بصیرت اور اصحاب مشاہدہ جو زمان و مکان کے تنگ کوچہ سے گذر کر خلاصی پا گئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادا ہوا نہیں بلکہ نقد ہے یعنی مجبوبات کے لئے جو مشاہدہ قیامت کو ہو گا اگر باب بصیرت کے لئے اس وقت ہو رہا ہے۔

یہ توحید الہی نقص و عیب سے بری ہے برخلاف توحید مخلوق کے وہ بوجہ نقص وجود کے ناقص ہے، یہ چار قسمیں توحید کی صوفیاء کے ہاں مشہور ہیں۔ اخیر کی دو دعویٰ ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے یعنی توحید حالی وحدۃ الشہود ہے اور توحید الہی وحدۃ الوجود ہے یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیاء (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں حنفیہ میں

کی کتب میں نہیں۔ ہاں مراد ان کی صحیح ہے توحید ایمانی اور توحید علمی تو

ظاہر ہے توحید حالی کا ذکر اس حدیث میں ہے:

"ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك۔"

یعنی خدا کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو نہ

دیکھے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

یہ حالت چونکہ اکثر طور پر ریاضت اور مجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے اس

لئے یہ عقل سے سمجھنے کی شے نہیں ہاں اس کی مثال عاشق و معشوق سے

دی جاتی ہے عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء

اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں اگر دوسری شے کا نقشہ اس کے سامنے

آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہو جاتا ہے گویا ہر جگہ

اس کو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے۔ خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو

عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس

لئے خدا کی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شے

سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شے نظر نہیں آتی ہے جیسے شیشہ دیکھنے کے

وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔

شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش جن کا لاہور میں مزار مشہور

ہے انہوں نے اپنی کتاب کشف المحجوب باب مشاہدہ میں صوفیاء

کے اقوال اس قسم کے بہت لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے جو بیان ہوا ہے

کہ غلبہ محبت اور کمال یقین کی وجہ سے ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ غیر خدا

پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ اسی طرح دوسرے بزرگوں نے اپنی تصانیف میں

لکھا ہے مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خواص کی دو حالتیں ہیں جلوت اور خلوت۔ جلوت لوگوں سے اختلاط اور میل جول کی حالت ہے اور خلوت علیحدگی اور تنہائی کی حالت ہے جس میں ظاہر باطناً خدا کی طرف توجہ ہوتی ہے جلوت میں تبلیغ کا کام ہوتا ہے اور خلوت میں نفس کی اصلاح اور دل کی صفائی ہوتی ہے قرآن مجید میں سورۃ سزل کے شروع میں ان دونوں حالتوں کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے:

"ان ناشئة الليل هي اشد وطنا واقوم قبيلا ه ان لك في النهار سبحا طويلا"۔

یعنی رات کا قیام نفس کے تڑپنے کے لئے سخت ہے اور زبان کو بہت درست رکھنے والا ہے بے شک تجھے دین میں طویل شغل ہے۔

ان دونوں آیتوں میں ان دونوں حالتوں کا ذکر ہے جن کی یہ دونوں حالتیں قائم ہیں ان کی توریس ہی نہ رہی اول نمبر ان میں انبیاء علیہم السلام کا ہے پھر درجہ بدرجہ ان کے جانشینوں کا ہے جو لوگ ساری عمر خلوت میں گزارتے ہیں اگرچہ ان کی حالت مشاہدہ زیادہ ہوتی ہے مگر چونکہ یہ چیز صرف ان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے اس میں متعدی نہیں اس لئے وہ علماء ربانین کا مقابلہ نہیں کر سکتے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔ اور دوسری حدیث میں ہے جیسی میری تمہارے ادنیٰ پر۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل 2)

ایسے انسان کو چاہیے کہ توحید حالی حاصل کرتے ہوئے افضل مرتبہ ہاتھ سے نہ جانے دے جو محض گوشہ نشینی کو بڑا کمال سمجھے ہوئے ہیں اور اپنی عمر اسی میں گزار دیتے ہیں وہ علمائے ربانی کی نسبت بڑے خسارہ میں ہیں اگرچہ ذاتی طور پر ان کی طبیعت کو اطمینان و سکون زیادہ ہو اور ذوق عبادت اور عبادت ذکر میں خواہ کتنے بڑھے ہوئے ہوں مگر علمائے ربانی کا متعبدی فائدہ اس سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ شیطان کا اصل مقابلہ کرنے والی یہی (علمائے ربانی) کی جماعت ہے عابد ریاضت اور مجاہدہ سے صرف اپنی خواہشات کو دباتا ہے اور یہ جماعت ہزاروں کی اصلاح کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "ہزار عابد سے شیطان اتنا نہیں ڈرتا جتنا ایک عالم سے (ڈرتا ہے)۔" (مشکوٰۃ)

خدا ہمیں بھی ربانی علماء سے کرے اور انہی کے زمرہ میں اٹھائے۔
(آمین)

اب رہی توحید الہی سو اس کے متعلق بہت دنیا بہکی ہوئی ہے بعض تو اس کا مطلب ہمہ اوست سمجھتے ہیں یعنی ہر شے عین خدا ہے جیسے برف اور پانی بظاہر دو معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت ایک ہے اسی طرح خدا اور دیگر موجودات ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ تمام موجودات وحدت حقیقی کا عکس ہیں جیسے ایک شخص کے ارد گرد کئی شیشے رکھ دیئے جائیں تو سب میں اس کا عکس پڑتا ہے ایسے ہی خدا اصل ہے اور باقی اشیاء اس کا عکس ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کلی جزئی کی مثال ہے جیسے انسان اور زید عمر بکر ہیں

حقیقت سب کی خدا ہے اور یہ تعینات حوادث ہیں غرض دنیا عجیب
کو رکھ دھندے میں پڑی ہوئی ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔

صحیح راستہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ سوا خدا
کے کوئی شے حقیقہً موجود نہیں اور یہ جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ محض توہمات
ہیں جیسے سوفسطائے فرقہ کہتا ہے کہ آگ کی گرمی اور پانی کی برودت وہی
اور خیالی چیز ہے تو یہ سراسر گمراہی ہے اور اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ
موجودات انسانی ایجادات کی طرح نہیں کہ انسان کے فناء ہونے کے بعد
بھی باقی رہتی ہیں بلکہ یہ ان کا وجود خدا کے سہارے پر ہے اگر ادمحور
قطع تعلق کیا جائے تو ان کا کوئی وجود نہیں تو یہ مطلب صحیح ہے اس کی
مثال ایسی ہے جیسے بجلی کا کرنٹ (برقی رو)۔۔۔ کے لئے ہے گویا حقیقت
میں اس وقت بھی ہر شے وفانی ہے مگر ایک علمی رنگ میں اس کو سمجھنا ہے
ایک حقیقت کا سامنے آنا ہے علمی رنگ میں تو سمجھنے والے بہت ہیں مگر
حقیقت کا اس طرح سامنے آنا جیسے آنکھوں سے کوئی شے دیکھی جاتی ہے
یہ خاص ارباب بصیرت کا حصہ ہے گویا قیامت والی فنا اس وقت ان کے
سامنے ہے پس آیہ کریمہ "کل شیء ہالک الا وجہہ" ان کے حق
میں نقد ہے نہ ادھار۔

نوٹ: ابن عربی ردی اور جامی رحمۃ اللہ علیہما کے کلمات اس توحید میں
مشتبہ ہیں اس لئے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں بعض
برا۔ ابن تیمیہ وغیرہ ابن عربی سے بہت بدظن ہیں اسی طرح ردی اور

جائی کو کئی علماء برا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جائی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربی کا ہے کیونکہ ابن عربی کی کتاب "عوارف المعارف" سے ماخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوہ ظنی ٹھیک نہیں اسی طرح رومی کو خیال کر لینا چاہیے غرض حتی الوسع فتاویٰ میں احتیاط چاہیے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتاویٰ نہ لگانا چاہیے خاص کر جب وہ گزر چکے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر کفایت کرنی چاہیے۔^(۱)

قارئین! گزشتہ مضمون پر اگر حاشیہ نشینی کی جائے تو اس مضمون کو بہت پھیلا یا جاسکتا ہے لیکن ہم طوالت سے بچتے ہوئے اتنا ہی کہتے ہیں کہ فتاویٰ اہل حدیث کے مذکورہ جواب میں وحدت الوجود کو توحید الہی قرار دینا اور اس کی وضاحت کر دینا ہی مسئلہ کے سمجھنے کیلئے کافی ہے۔

اور پھر حضرات علمائے اہل حدیث، فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ 147 پر بھی توجہ فرمائیں شاء اللہ امر تسری صاحب لکھتے ہیں:

قادیانی آواز:

مرزا صاحب قادیانی نے بھی ایک ٹریکٹ "وحدۃ الوجود" کے متعلق لکھا تھا اس میں آپ لکھتے ہیں کہ وجودی ہرزہ کو خدا مانتا ہے پھر بڑے مزے کی بات لکھتے ہیں وجودی سے گفتگو کرتے ہوئے اس کو زور سے کانٹا چاہے

اگر وہ سی کرے تو کہنا چاہیے کیا خدا بھی "سی" کرتا ہے، (کیا ہی عامیانہ طریق گفتگو ہے)۔

مقام حیرت:

حیدر آباد دکن سے ایک کتاب نکلی تھی جس میں وحدۃ الوجود پر تشریح ثانی کی تائید کی گئی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی کو اس میں وحدۃ الوجود کے قائلین میں لکھا تھا (یا للعجب)۔

اطلاع:

ناظرین کی آگاہی کے لئے میں بتاتا ہوں کہ اس مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق حضرت مجدد صاحب سرہندی کا ایک مکتوب اور مولانا اسماعیل شہید کا بھی ایک عربی مکتوب شائع شدہ ہے۔ ناظرین اس سے مزید فائدہ اٹھائیں، مولانا حالی نے اس کے متعلق ایک رباعی لکھی ہے:

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا	ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دہری نے کیا دھر سے تجھے تعبیر	انکار کسی سے نہ بن آیا تیرا ^(۱)

حاجی امداد اللہ مہاجر کی ونظریہ وحدۃ الوجود

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ست دریں مسئلہ شک و شبہ نیست"

یعنی مسئلہ وحدۃ الوجود حق اور صحیح ہے اور اس مسئلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔^(۱)

پھر حاجی صاحب اپنے اور اپنے دیوبندی مریدوں کے بارے میں نظریہ وحدۃ الوجود کے حوالے سے فیصلہ کن بات کہتے ہیں:

"فقیر و مشائخ اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے مولوی محمد قاسم صاحب (نانوتوی) مولوی محمد یعقوب صاحب (نانوتوی) اور مولوی احمد حسن صاحب وغیرہم فقیر کے عزیز ہیں اور فقیر سے تعلق رکھتے ہیں کبھی خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مسلک مشائخ طریقت خود مسلک اختیار نہ کریں گے۔"^(۲)

اسی نظریہ کے مطابق حاجی صاحب اپنے رسالہ میں بصورت نظم رقمطراز ہیں:

غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال چشم دل سے پھر دیکھ حق کا جمال

(۱) رسالہ بیان وحدۃ الوجود صفحہ نمبر ۲۰ شام امدادیہ صفحہ 32

(۲) شام امدادیہ 60

دوسرا ہے کون یہاں حق کے سوا کس لئے احوال بنا ہے بے حیا۔^(۱)
 پھر اسی نظریہ وحدۃ الوجود کو حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے کچھ یوں بیان فرمایا جسے مولوی اشرف علی تھانوی احاطہ تحریر میں لائے ہیں:

"بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور ظاہر بندہ، کنت کنزاً مخفیاً اس پر دلیل ہے مثلاً اللہ کی مثال ختم کی اور مخلوق کی مثال درخت کی سی ہے درخت مع تمام شاخوں اور پتوں و پھل و پھول کے اس میں چھپا تھا جب ختم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا جو کوئی دیکھتا ہے درخت ہے ختم دکھائی نہیں دیتا۔"^(۲)

پھر اشرف علی تھانوی صاحب کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب نظریہ وحدۃ الوجود ہی کے رنگ میں اپنے مرشد کی مرقد کی بابت فرماتے ہیں:

جس کو ہووے شوق دیدار خدا مرقد کی کرے زیارت وہ جا دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقین اس کو ہو دیدار رب العالمین۔^(۳)
 اور پھر تمام علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے ان جملوں پر غور ہو نظریہ وحدۃ الوجود کی وکالت ان لفظوں میں فرماتے ہیں:

"جس وقت نظر سالک تہیات و ہستی ماسوا سے اٹھ گئی سوا خدا کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ اس معنی کا شعور بھی جاتا رہتا

(۱) رسالہ غذائے روح صفحہ 32

(۲) شحائم امدادیہ صفحہ 38

(۳) کلیات امداد صفحہ 150

ہے سب خدای خدا نظر آتا ہے جو جو کہنے کا کیا ذکر انا انا کہنے لگتا ہے۔" (۱)

پھر حاجی صاحب کا وحدۃ الوجود میں ڈوبا ہوا یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں:

اگرچہ بے خود و ستم ولے ہو شیاری گردم باطن شاہ کو نین ام بظاہر خواری گردم
یعنی اگرچہ میں بے خود و ستم ہوں لیکن پھر ہوش قائم رکھا ہوا ہے میں باطن میں کائنات کا
مالک و بادشاہ ہوں لیکن بظاہر خواری پھر رہا ہوں۔

انور شاہ صاحب کشمیری اور وحدۃ الوجود

جناب انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس، مدرسہ دارالعلوم دیوبند آپ حدیث کنت سمعہ الذی یسمع بہ (الحديث) پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وفی الحديث لمعة الى وحدة الوجود وكان مشافخنا مولعون بتلك المسألة الى زمن الشاه عبدالعزیز اما انا فلسنا بمتشدد فیہا" (۲)

یعنی حدیث میں مسئلہ وحدۃ الوجود کی طرف ایک روشن اشارہ ہے اور ہمارے مشائخ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے زمانے تک اس مسئلہ میں بڑے متشدد اور حریص تھے جبکہ میں بھی اس مسئلہ کو ماننا ہوں تاہم اس میں متشدد نہیں ہوں۔

(۱) شائع امدادیہ صفحہ 50

(۲) فیض الباری جلد 4 صفحہ 428

اشرف علی تھانوی دیوبندی اور نظریہ وحدۃ الوجود

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نظریہ وحدۃ الوجود کی بابت لکھتے ہیں:

"لا الہ الا ھو الاسماء الحسنیٰ اس آیت میں راز کنون ہے پہلے نفی غیر کی فرما کر پھر اثبات وحدۃ الوجود کا فرمایا اور بعدہ فرمایا کہ سوائے میرے جو کچھ ہے وہ میرے اسماء و صفات ہیں یعنی جو کچھ غیر ذات اس کے معلوم ہو وہ سب مظاہر ہیں اسماء و صفات کے"۔^(۱)

یہی اشرف علی تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"فرمایا حاجی صاحب نے کہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" کے باعتبار مراتب مردمان تین معنی ہیں "لا معبود، لا مطلوب، لا موجود الا اللہ" یہ سب مراتب سے اعلیٰ ہے یعنی "لا موجود الا اللہ" یا وحدت الوجود"۔^(۲)

اس عبارت میں اشرف علی تھانوی صاحب وحدت الوجود کو توحید کا اعلیٰ مقام قرار دے رہے ہیں۔

(۱) امداد المشتاق ص 91

(۲) امداد المشتاق ص 43

امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ اور

نظریہ وحدۃ الوجود

امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ سے وحدۃ الوجود کے متعلق ایک سوال ہوا ہے
سائل کا سوال اور اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا جواب اس مسئلہ کو سمجھنے کیلئے بہترین معاون ہوگا۔

سوال: اس جگہ دوبارہ مسئلہ وحدۃ الوجود علماء میں سخت اختلاف ہے زید
کہتا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود حق ہے اور صحیح ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام اور
اولیاء عظام علیہم السلام کا مشرب ہے بکرا اس کے برخلاف ہے اور فتویٰ دیتا ہے
کہ مشرب وحدۃ الوجود والے تمام کافر ہیں جواب سے سرفرازی بخشیں
تاکہ معلوم ہو ان میں سے حق پر کون ہے۔

الجواب: یہاں پر تین چیزیں ہیں۔ توحید، وحدت، اتحاد

توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر اور "وحدت وجود" حق ہے
قرآن عظیم واحادیث وارشادات اکابر دین سے ثابت اور اس کے
قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمہ کفر ہے، رہا اتحاد، بے شک زندقہ
والحاد اور اس کا قائل ضرور کافر۔ اتحاد یہ ہے کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا
سب خدا، حاشا للہ الہ، الہ ہے اور عید عید۔ ہر گز نہ عید، اللہ ہو سکتا ہے
نہ اللہ، عید۔ اور وحدت وجود یہ، کہ وہ صرف موجود واحد، باقی سب
ظلال و عکوس ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

"کل شیء ہالک الا وجہ" یہ چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم، ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اصدق کلمۃ قالہا الشاعر کلمۃ لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل"۔ سب میں سے زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی لبید کی بات ہے کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔

اقول: یہاں فرتے تین ہیں:

- اول: خشک اہل ظاہر کہ حق و حقیقت سے بے نصیب محض ہیں یہ

وجود کو اللہ جل جلالہ

و مخلوق میں مشترک سمجھتے ہیں۔

- دوم: اہل حق و حقیقت کہ مذکورہ قائل وحدت وجود ہیں۔

- سوم: اہل زندقہ و ضلالت کہ الہ و مخلوق میں فرق کے منکر اور یہ

فحش و شے کی الوہیت کے مقرر ہیں ان کے خیال و اقوال اس تقریبی

مثال سے روشن ہوں گے۔

ایک بادشاہ اعلیٰ جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے جس میں تمام مختلف اقسام

و اوصاف کے آئینے نصب ہیں آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتا ہے کہ ان

میں ایک ہی شیء کا عکس کس قدر مختلف طوروں پر متجلی ہوتا ہے بعض میں

صاف نظر آتی ہے بعض میں دھندلی، کسی میں سیدھی کسی میں الٹی، ایک

میں بڑی ایک میں چھوٹی، بعض میں پتلی بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما

کسی میں بھونڈی، یہ اختلاف ان کی قابلیت کا ہوتا ہے۔ ورنہ وہ صورت

جس کا اس میں عکس ہے خود واحد ہے، ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں مثلاً
ان سے منزہ ہے ان کے لئے، بھونڈے دھندلے ہونے سے اس میں
کوئی قصور نہیں ہوتا۔ "لله المثل الاعلیٰ" اب اس آئینہ خانے
کو دیکھنے والے تین قسم ہوئے۔

اول: نا سمجھ بچے، انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے
یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آرہے ہیں جسے
وہ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب
کھڑے ہو جاتے ہیں وہ چلتا ہے یہ سب چلتے گتے ہیں وہ بیٹھتا ہے یہ سب
بیٹھ جاتے ہیں، تو عین یہ بھی اور وہ بھی مگر وہ حاکم یہ محکوم اور اپنی نادانی
سے نہ سمجھا کہ وہاں تو بادشاہ ہے یہ سب اسی کے عکس ہیں اگر اس سے
حجاب ہو جائے تو یہ سب صفحہ ہستی سے معدوم محض ہو جائیں گے ہو کیا
جائیں گے اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں حقیقہ بادشاہ
ہی موجود ہے باقی سب پر تو کی نمود ہے۔

دوم: اہل نظر و عقل کامل، وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد بنائے کہ
بے شک وجود ایک بادشاہ کے لئے ہے موجود ایک وہی ہے سب ظل
و عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود نہیں رکھتے اس جلی سے قطع نظر
کر کے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے حاشا عدم محض کے سوا کچھ نہیں
اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم قافی ہیں اور بادشاہ موجود یہ اس نمود
وجود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی یہ ناقص ہیں وہ تام یہ ایک

ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک یہ کوئی کمال نہیں رکھتے، حیاۃ، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع، تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں لاجرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود ہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود۔

سوم: عقل کے اندھے سمجھ کے اندھے ان ناسمجھ بچوں سے بھی گزر گئے، انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی ان کی، جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب بھی تاج جیسا کہ اس کے سر پر ہے بعینہ ان کے سروں پر بھی انہوں نے عقل و دانش کو پیٹھ دے کر بکنا شروع کیا کہ یہ سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص نقصان قوایل کے باعث ان میں تھی خود بادشاہ کو ان کا مورد کر دیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص عاجز محتاج، الٹے، بھونڈے، بدلنا دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انہیں ذمائم سے متصف ہے

”تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیراً“۔

انسان عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجود حقیقی احتیاج سے پاک وہاں جسے آئینہ کہے وہ خود بھی ایک ظل ہے پھر آئینے میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس پڑتا ہے جس میں انسان کی صفات مثل کلام سمع و بصر و علم و ارادہ و حیات سے اصلاً نام کو بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجود حقیقی عز جلالہ کی تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفس ہستی کے سوا ان صفات کا بھی

پر تو ڈالا یہ وجوہ اور بھی ان بچوں کی نا فہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کی

باعث ہوئیں اور جن کو ہدایت حق ہوئی وہ سمجھ لئے کہ:

ایک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں

ہر کجائی نگری انجمنے ساختہ اند

اس گھر میں ایک چراغ ہے اس کی روشنی سے ہر جا بارونق ہے۔ انہوں

نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں۔

حقیقی، ذاتی کہ متجلی کے لئے خاص ہے اور ظلی عطائی کہ ظلال کے لئے ہے

اور حاشا یہ تقسیم، اشتراک معنی بلکہ محض موافقت فی اللفظ یہ ہے حق

حقیقت و عین معرفت۔^(۱)

نظریہ وحدۃ الوجود کے ناشر اول حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ ہیں اور یہ نظریہ ان کے واردات قلبیہ کا نتیجہ ہے اور یہ نظریہ شروع سے ہی مختلف فیہ رہا ہے اور شروع سے ہی اس میں بحث و تمحیص جاری ہے اسی وجہ سے علامہ بقائی، علامہ ابن تیمیہ، صاحب شرح عقیدہ الطحاویہ رحمہ اللہ اور ان کے تابعین نے اس نظریہ کی سخت مخالفت کی جبکہ بہت سارے علماء و مشائخ نے اس نظریہ کے حامیوں کی تائید و توثیق کی ہے۔

تاہم امام احمد رضا قاضی بریلوی رحمہ اللہ کے بیان وحدۃ الوجود کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں رہا کہ جن لوگوں نے اس نظریہ پر تنقید و تکفیر کی وہ اتحاد و حلول کو وحدۃ الوجود پر محمول کرتے رہے حالانکہ وحدۃ الوجود، اتحاد نہیں اور اتحاد، وحدۃ الوجود نہیں۔ اسی طرح حلول، وحدۃ الوجود نہیں اور وحدۃ الوجود، حلول نہیں اور مسئلہ وحدۃ الوجود کی تکفیر کے بارے میں ان حضرات کو غلطی تھی ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور علمائے امت

نظریہ وحدۃ الوجود کے مدون، ناشر اول شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ ہیں آپ کا نام ابو بکر بن علی بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن حاتم طائی رحمہ اللہ ہے آپ رمضان المبارک 558 ہجری (جولائی 1165ء) یا 560 ہجری میں اندلس کے شہر "مرسیہ" میں پیدا ہوئے آپ ابن افلاطون اور ابن سراقہ کی کنیت سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔^(۱)

محی الدین، الشیخ الاکبر، نادرہ دور، سلطان العارفین، العارف المحقق، قطب الاخر، بحر المعارف الالہیہ، خاتم الولاية، قطب الموحدين جیسے القاب آپ کو دیئے گئے۔ آپ ایک عظیم متقی گھرانے میں پیدا ہوئے، 8 برس کی عمر میں ہجرت کر کے اشبیلیہ آگئے اور وہاں پر علوم و فنون کے حصول میں مگن ہوئے اور علوم و فنون کے ایسے ماہر ہوئے کہ "سند العلماء" کے درجہ پر فائز ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشف و شہود کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا آپ کو حضرت ابو العباس بن عمر رحمہ اللہ، حضرت ابو عمران موئی بن عمران میر تقی رحمہ اللہ، حضرت ابو محمد عبد الحق بن عبد اللہ الشبلی المعروف ابن خراط رحمہ اللہ، حضرت ابو المجاہد شبریلی رحمہ اللہ، حضرت ابو یوسف بن یخلف الکلوئی رحمہ اللہ، حضرت موئی ابو عمران سدرانی رحمہ اللہ، ابو یحییٰ صنیہاجی ضریر رحمہ اللہ، حضرت صالح

(۱) کتاب ابن عربی ص 6

عدوی رحمہ اللہ، حضرت ابو علی حسن شکار آئی رحمہ اللہ، جیسے لوگوں سے اکتساب علم و فیض کا موقع ملا۔ ابن عربی رحمہ اللہ نے حیرت انگیز طور پر مرشادہ، قرطبہ، بجایہ، سیبہ، تونس، تلمسان، جزیرہ طریف، شیر فاس، مرسیہ، مرسینہ، عزناطہ، مراکش، مصر جیسے دور دراز بلاد کا سفر اختیار کیا اور بے شمار اہل اللہ رحمہم سے ملاقاتیں کیں اور اکتساب فیض کیا پھر مکہ مکرمہ، مدینۃ النورہ زادہما اللہ شرفاً کی زیارت کی اور پھر بیت المقدس کا سفر بھی کیا، بغداد، قاہرہ، اسکندریہ، ایٹائے کوچک، حلب، دمشق کی طرف بھی سفر کیا اور فیوض باطنیہ کی تقسیم اور اکتساب مزید کے شوق میں کی نہ آئی یہی وجہ ہے کہ آپ کے شیوخ اور اساتذہ میں سو سے زائد عظیم ترین ہستیوں کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ابن عربی رحمہ اللہ تصنیف و تالیف کے بھی مرد میدان ہیں اور بے شمار اسفار اور روحانی خلوت گزینیوں کے باوجود تفسیر و حدیث اور تصوف کے علاوہ دیگر مروجہ علوم میں پانچ صد سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔^(۱)

جن میں فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم سب سے زیادہ مشہور ہیں آپ آخر عمر میں شام میں قیام فرما ہوئے اور 638 ہجری میں 75 برس کی عمر میں وصال فرمایا آپ کا مزار پاک دمشق میں مرجع خلافت ہے۔ آپ نے روحانی کشف و شہود میں وہ مقام حاصل کیا اور محویت کے اس درجہ پر فائز ہوئے کہ کائنات میں صرف اللہ عزوجل کے موجود حقیقی اور ہر چیز کے لاموجود ہونے کا نعرہ بلند کیا اور "نظریہ وحدۃ الوجود" کی تدوین و تشریح کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آپ کا یہ نظریہ آپ کے داروات قلبیہ کا نتیجہ تھا اور کشف اسرار کا ایک اعلیٰ مقام۔

(۱) نفحات الانس از علامہ جلی

حضرت شیخ محمد بن الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے کامل ولی اور سلوک کی دنیا کے بادشاہ تھے۔

تاہم آپ کے اس نظریہ کے اظہار کے باعث کچھ اہل علم نے آپ کا تقاب کیا اور آپ کی تصانیف کی تردید و تکفیر بلکہ تکفیر تک کی گئی۔

ان مشاہیر میں ایک ابن عربی رحمہ اللہ کے مشہور ناقد، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ ہیں۔ ابن تیمیہ نے ابن عربی رحمہ اللہ کو ضال، مضل اور بعد ازاں انہیں یہودیوں، عیسائیوں اور بت پرستوں سے بڑھ کر کافر قرار دیا۔⁽¹⁾

• ان کے علاوہ مشہور متکلم و محدث ابن ابدال (779-855) بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے سخت مخالفین میں سے تھے۔ انہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔⁽²⁾

• امام شرف الدین اسماعیل بن مقرئ آپ نے لکھا ہے کہ جو ابن عربی رحمہ اللہ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔⁽³⁾

ان کے علاوہ شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد ملا محسن فیض کاشانی، محمد بن ظاہر بن حسن الشہور ملا ظاہر قی، محمد باقر بن محمد تقی المعروف ملا باقر مجلسی جیسے لوگوں نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر و تکفیر کی۔⁽⁴⁾

(1) مجموعہ رسائل و مسائل صفحہ 41 • فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 5، 106

(2) کشف الغطاء از شیخ الاسلام مخدومی صفحہ 184

(3) الرد، کتاب الرد

(4) تحفة الاخباء بحار الانوار

اور ان کے علاوہ علامہ برہان الدین بٹائی (809-885) ابن عربی رحمہ اللہ کے مخالفین کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں انہوں نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ پر تنقید کرتے ہوئے انہیں جاہل گمراہ اور بالآخر کافر قرار دیا۔^(۱)

اس کے علاوہ کچھ اور بھی بہت سارے فقہاء و علماء تھے کہ جنہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ کی تحقیر و تضلیل کی ہے۔ اور ابن عربی رحمہ اللہ کے رد میں کچھ لوگوں نے کتابیں بھی لکھی ہیں۔ تاہم دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو علماء، متکلمین، مفسرین، محدثین، صوفیاء، مفتیان عظام کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جو ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع پر کھڑی ہے اور آپ کو شیخ اکبر، خاتم الولایۃ اور امام الصوفیاء کا درجہ دیتے ہوئے آپ کے مقام علمی، مرتبہ ایمانی اور آپ کے تقویٰ و پارہ سائی میں نہایت درجہ رطب اللسان ہے اور آپ رحمہ اللہ کے مخالفین و معترضین کے خلاف صف آراء ہے۔ یوں تو ان حضرات علماء و مشاہیر امت محمدیہ کی تعداد ہزاروں میں ہے تاہم ان میں سے کچھ مشہور ہستیاں درج ذیل ہیں کہ جنہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ کا نہ صرف دفاع کیا بلکہ ان کی حمایت میں طویل کلام کیا ہے۔

۱۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (544-604) مشہور مفسر، محقق اور منطق و فلسفہ کے امام ہیں آپ کی شخصیت سے اہل اسلام میں کون شخص ہے جو واقف نہیں، آپ ابن عربی رحمہ اللہ کے ہم عصر تھے، آپ ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "کان الشیخ محی الدین ولیا عظیمیا" حضرت شیخ ابن عربی عظیم ولی اللہ تھے۔^(۲)

(۱) تنبیہ الغیبی بتبرۃ ابن عربی صفحہ ۱۸

(۲) البواقیت والجواہر صفحہ ۱۲

2. حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (539-632) آپ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور شیخ سعدی کے مرشد ہیں آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو "حقائق کا سمندر" قرار دیتے ہیں۔⁽¹⁾

3. حضرت ابو عبد اللہ محب الدین محمد بن محمود الشافعی المعروف بابن نجار رحمۃ اللہ علیہ (537-643) مشہور محدث ہیں آپ شیخ اکبر کے ہم عصر تھے، آپ کہتے ہیں "ابن عربی، علوم میں بحر ہے کراں اور حقائق میں راسخ ہے"۔⁽²⁾

4. حضرت سعد الدین محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (587-650) آپ سے پوچھا گیا کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے کیسا پایا تو فرمایا "میں نے علم و وحد و معرفت کا بحر ذخار اور دریائے ناپیدا کفار پایا ہے"۔⁽³⁾

5. حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر المعروف ابن ابار رحمۃ اللہ علیہ (595-658) آپ مشہور فقیہ، مورخ، محدث اور ادیب ہیں، آپ نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف کے بلند مقام پر فائز لکھا ہے۔⁽⁴⁾

6. قاضی عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ (577-660) مشہور قاضی آپ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو ولی، قطب، غوث اور جامع کمالات لکھا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا تھا

(1) شذرات الذهب از علامہ ابن العمار الخلیل (م 1089) صفحہ 194

(2) تنبیہ الغیبی بتبرء ابن عویسی ص 6 • نفخ الطیب از امام احمد بن محمد المقرئ (1041 م) صفحہ 362 • الدر الثمین صفحہ 31

(3) الیواقیت والجواہر جلد اول صفحہ 9 اتفق شعری

(4) التکملة الكتاب الصلة لابن الابار • شذرات الذهب 5/295

کہ قاضی عز الدین محی الدین رحمہ اللہ ابن عربی رحمہ اللہ کے مخالف تھے تو علامہ شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ صراحت کذب اور افتراء ہے بلکہ قاضی عز الدین رحمہ اللہ تو شیخ اکبر رحمہ اللہ کی دل و جان سے قدر کرتے تھے۔ نیز وہ آپ کو قطب سمجھتے تھے۔^(۱)

7. مشہور عالم عماد الدین ابویحییٰ زکریا بن محمود انصاری آنسی رحمہ اللہ (605-682) آپ اپنے دور کے قاضی القضاۃ تھے۔ آپ نامور مؤرخ ہیں، آپ کی مشہور کتب میں "عجائب المخلوقات" نامی کتاب بہت مشہور ہے، آپ نے اپنی کتاب "آثار البلاد و اخبار العباد" میں شہر اشبیلیہ کا ذکر کیا اور آپ نے اپنی اس کتاب میں ابن عربی رحمہ اللہ کو، شیخ دوراں، علوم شریعہ اور حقیقت کے قیصر عالم اور منزلات اور رفعت میں لاثانی، فاضل یگانہ، عالم اجل، سلطان العارفین، محی الحق والدین قرار دیا۔^(۲)

8. حضرت قاضی القضاۃ، صاحب قاموس الحیط مجدد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ (727-811) آپ کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ آپ بھی اپنے وقت کے قاضی القضاۃ تھے۔ آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف سے "ابن الخياط" کے خلاف کتاب لکھی۔ آپ حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے ساتھ بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ آپ ابن عربی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"لم يبلغنا من احد من القوم انه بلغ في علم الشريعة والحقيقة ما بلغ الشيخ محي الدين ابدأ"۔^(۳)

(۱) شذرات 5/193 • البواقیت 13 • الدر الثمین ص 28 • تنبیہ القی ص 2

(۲) آثار البلاد صفحہ 497

(۳) البواقیت ص 10

یعنی جماعت صوفیاء میں سے کسی کے متعلق ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ وہ کبھی علم شریعت و حقیقت میں اس مقام تک پہنچا ہو جہاں تک محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ پہنچے ہیں۔
نیز فرماتے ہیں:

"والذی اقولہ واثبثہ وادین اللہ تعالیٰ بہ ان الشیخ محی الدین کان شیخ الطریقة حالا وعلما وامام التحقيق وحقیقة ورسما، فکر المرء فی طرف من مجده غرقت فیہ خواطره لانه بحر لا تکره الدلاء وسحاب لا یتقاصی عنه الانواء کانت دعواته تخرق السبع الطباق وتغترف برکاته فتملأ الآفاق وهو یقینا فوق ما وصفته وناطق بما کتبتہ وغالب ظنی اننی ما انصفته"۔^(۱)

یعنی جو کچھ میں کہتا ہوں اور جو میری تحقیق ہے اور اس کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ حال اور طریقت کے طور پر شیخ طریقت ہیں اور حقیقت و رسم کے طور پر امام التحقیق ہیں اور فعل و عظمت کے لحاظ سے وہ عارفین کے علوم کو زندہ کرنے والے ہیں۔ جب کسی شخص کی سوچ اور فکر ان کی بزرگی کے کنارے پر داخل ہو جائے تو اس کی سوچیں اس میں غرق ہو جائیں۔ اس لئے کہ وہ ایسا سمندر ہے جسے ڈول مکدر نہیں کرتے اور ایسا بادل ہے جس سے ستارے دور نہیں ہوتے۔ ان کی دعائیں ساتوں طبق چیر دیتی ہیں اور ان کی برکات آفاق کو معمور کر دیتی ہیں۔ حضرت محی الدین ابن

عربی رحمہ اللہ یقیناً اس سے بالاتر ہیں کہ جو میں نے ان کی توصیف کی ہے اور آپ وہی کچھ بیان کرتے ہیں جو میں نے لکھا ہے اور میرا غالب گمان ہے کہ میں نے اس بیان میں آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔

آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع میں کتاب لکھی اور آپ کے بارے میں لکھا کہ آپ عظیم ولی اللہ، امام المحققین، صدیق اکبر اور شیخ طریقت ہیں۔^(۱)

9. حضرت ابوالحسن بن ابراہیم بن عبد اللہ قاری بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی 821) آپ نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع میں کتاب "الدر الثمین فی مناقب شیخ محی الدین" لکھی اور آپ کو یکتائے روزگار، فراخ دل فاضل، ولی اللہ، علوم شرعی پہ حاوی، معارف حقیقی میں راسخ، اکسیر اودار و زمان، مستجاب الدعوات، قرار دیتے ہوئے آپ کی بے حد تعریف کی ہے۔^(۲)

10. عظیم فلسفی اور محقق بن مظفر الدین المعروف شیخ بکی رحمہ اللہ (متوفی 926) آپ دسویں صدی کے عظیم فلسفی گزرے ہیں، آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع میں "الجانب الغربی فی مشکلات ابن عربی" نامی کتاب لکھی اور آپ کو خاتم اصغر خاتم الاولیاء شیخ اکبر، نور و رخشاں قرار دیا۔^(۳)

11. حضرت شیخ المشائخ عبد الوہاب بن احمد الشرنوبی رحمہ اللہ (متوفی 973) آپ کی شخصیت سے کون واقف نہیں ہے آپ ابن عربی رحمہ اللہ کے پیروکار اور محافظ ہیں، آپ نے

(۱) نفخ الطیب 2/374 • در الثمین 66 • شذرات الذهب 2/194

(۲) الدر الثمین صفحہ 24-14

(۳) الجانب الغربی فی مشکلات ابن عربی ص 12

حضرت ابن عربی رحمہ اللہ کو عارفوں کا سر تاج لکھا ہے۔ آپ شیخ اکبر رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فلقد كان الشيخ والله في زمنه صاحب الولاية العظمى والصدقية الكبرى"۔

اللہ کی قسم! تحقیق حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اپنے زمانے میں صاحب ولایت عظمیٰ اور صاحب صدیقیت کبریٰ تھے۔⁽¹⁾

آپ نے اپنی کتاب الیواقیت کے شروع میں ہی شیخ اکبر کے متعلق بڑی طویل بحث فرمائی ہے اور آپ کے مشکل کلام کی تشریح کی ہے۔

12. ابو الفضائل محمد بن حسین المعروف شیخ بہائی (المتوفی 1030)۔

13. محمد بن ابراہیم قزاقی سبزہری صاحب کتاب "اسفار" (متوفی 1050)

14. محمد بن علی دہلی لائیبی (1075) جیسے شیعہ علماء نے بھی آپ کو شیخ الخلیل العارف المحقق، شیخ العارف جیسے القاب سے یاد کیا ہے اور آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔⁽²⁾

15. ابوالاحمد محمد بن عبد اللہ محدث نیشاپوری المعروف عالم اخباری رحمہ اللہ (1233 م) آپ

نے تفسیر رجال حدیث پر متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں، آپ نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کو صاحب کشف و کرامات اور امام العارفین لکھا ہے۔⁽³⁾

(1) الیواقیت والجواہر ص 11، الطبقات الکبریٰ ص 163

(2) اربعین بہائی محمد بن حسین عالمی صفحہ 29، صفحہ 157

(3) احادیث ص 8/56

16. حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "طبقات الصوفیاء"

(طبقات الکبریٰ) میں ابن عربی کو تفصیلاً خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

17. سید صالح موسوی خاں آپ علم الکلام اور فلسفہ کے بڑے عالم ہیں آپ نے ابن عربی

رحمۃ اللہ علیہ کو تادیرہ دھر، عجبہ روزگار، اہل کشف و شہود کا سرتاج معانی کا خلاق لکھا ہے۔⁽¹⁾

اس کے علاوہ امام برہان الدین البقائی (متوفی 885) جو ابن فارض اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

کے نظریہ وحدۃ الوجود کے سخت مخالف اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین کے

سرخیل اور آپ کی تکفیر و تضلیل میں انتہائی متحرک تھے، کے خلاف اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

کی حمایت میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔

18. حضرت امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "احسن المساعی فی ایضاح حوادث

البقاعی" - "الاصل الاصل فی تحریم العقل من التوراة والانجیل" - اور

"القول المألوف فی رد علی منکر المعروف" نامی کتابیں لکھیں جن میں علامہ بقائی

کا شدید رد اور امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا۔

19. امام شہاب الدین احمد بن موسیٰ المثنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الرد علی البقاعی فی انکار

قول یا دائم المعروف، المد الفاضل، فی الذب عن ابن الفارض" نامی کتابوں میں

امام بقائی کا رد کیا اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کیا۔

20. امام شمس الدین البلاطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقبیہ قواعد الارکان بان لیس فی

الامکان ابداع معاکان" کتاب لکھی اور ابن عربی کے نظریہ کا دفاع اور امام بقائی کا رد

کیا۔

21. امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبیہ الغی فی قبریۃ ابن عربی اور تشہید الارکان" اور "جمع المعارض فی نضرۃ ابن الفارض" نامی کتابیں ابن عربی اور ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع اور امام بقائی کے رد میں لکھیں۔ اور تنبیہ الغی نامی کتاب میں اعیان امت کی کثیر تعداد کا تعارف کروایا ہے جو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں کھڑے ہیں۔^(۱)

22. امام محدث محمد بن حامد الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدلیل والبرہان علی انہ لیس فی الامکان ابداع معاکان" نامی مستقل کتاب میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع اور امام بقائی کا رد کیا۔

23. امام محمد بن جمعة الحصفکی الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تزیاق الافاعی فی الرد علی الخارجی البقاعی" میں امام بقائی کا رد کیا۔ اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے کا دفاع کیا۔

24. محدث عبدالرحمان بن محمد الزطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "السیف الحسام" نامی کتاب لکھی۔

25. محدث بدر الدین محمد بن العرس رحمۃ اللہ علیہ نے امام بقائی کے رد میں "کتاب فی دفاع ابن الفارض" نامی کتاب لکھی۔ اور محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع کیا۔

26. حضرت الشیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مناقب پر مبنی کتاب لکھی ہے: "السر المختبی فی صریح ابن عربی" نیز آپ کے نظریے کے دفاع پر ایک اور کتاب "الرد

المعتین علی منتقص العارف محی الدین" لکھی۔ اس کے علاوہ "جواب
النصوص" نامی کتاب فصوص الحکم کی شرح میں لکھی ہے۔^(۱)

27. امام شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 748) صاحب میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ
بھی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ قرار دیتے
ہیں۔⁽²⁾

اس کے علاوہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں:

"ولابن العربی توسع فی الکلام وذكاء وقوة حافظه وتدقيق
فی التصوف وتواليفه جمه فی العرفان ولولا شطحات فی
کلامه وشعره لکان کلمة اجماع ولعل ذالک وقع منه فی
حال سکره وغیبه فنرجو له الخیر"۔⁽³⁾

یعنی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بہت وسعت ہے، ان میں ذکاوت ہے،
قوت حافظہ ہے اور تصوف میں گہرائی نصیب ہوئی ہے۔ ان کی کتب علم
و عرفان کا خزانہ ہیں۔ اگر ان کے کلام اور اشعار میں شطحیات نہ
ہوتیں تو آپ کی عظمت پر اجماع ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ سے یہ شغل والا
عمل حالت سکر و غیبت میں واقع ہوا ہو۔ ہم تو ان کی بھلائی اور خیر کی امید
ہی رکھتے ہیں۔

(1) الجواب والنصوص 1/35 التاج الحکمل از نواب مدتی حسن خان بھوپالی غیر مقلد

صفحہ 175

(2) التاج صفحہ 173

(3) تاریخ الاسلام 10/262

28. حضرت شیخ خراج الدین البلقینی رحمۃ اللہ علیہ (م 804ھ) آپ حضرت شیخ الاسلام شیخ عزودی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ اور عظیم المرتبت عالم، شیخ کامل اور مشہور محدث ہیں آپ کے سامنے جب ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت طول و اتحاہ کی بات کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ایاکم والانکار علی شیء من کلام الشیخ محی الدین فانه رحمه الله لما خاض في بحار المعرفة وتحقيق الحقائق عبر في اواخر عمره في الفصوص والفتوحات والتنزلات الموصلة وفي غيرها بما لا يخفى على من هو في درجته من اهل الاشارات وقال في مقام آخر: انما هو من اعظم الانعمة وممن سبج في بحار علوم الكتاب والسنة وله اليد العظيمة عند الله وعند القوم وقدم صدق عنده" (۱)

یعنی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کلام کے ذرا سے انکار سے بھی بچو کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بحار معرفت اور تحقیق حقائق میں غوطہ زن ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں، فصوص، فتوحات اور تنزلات موصلة وغیرہا کتب میں وہ عبارات تحریر فرمائیں جو کہ آپ کے ہم مرتبہ اہل اشارات حضرات پر مخفی نہیں ہیں۔ پھر ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ عظیم المرتبت آئمہ میں سے اور ان حضرات میں سے ہیں کہ جنہوں نے علوم کتاب و سنت میں دسترس حاصل کی

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں اور اہل اللہ کے ہاں آپ کا مقام بلند ہے اور اس کے حضور آپ کے لئے سچائی کا قدم ہے۔

29. حضرت شیخ المشائخ محمد المغربي الشاذلی رحمہ اللہ یہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے بھی شیخ ہیں امام سیوطی رحمہ اللہ ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ حضرت شاذلی رحمہ اللہ عارفوں کے دلی ہیں جس طرح کہ شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ، مریدین کے مربی ہیں۔ آپ شیخ اکبر کے بارے میں فرماتے ہیں:

”ان الشيخ محي الدين روح التنزيلات والامداد والاف الوجود و
عين الشهود وهاء المشهود الناهج منهاج النبي العربي“⁽¹⁾
بے شک ابن عربی رحمہ اللہ تنزیلات واداد کی روح ہیں۔ وجود کا الف، شہود
کی عین اور مشہود کی ہاء ہیں اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلنے والے
ہیں۔

30. حضرت شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (756ھ) آپ مشہور محدث اور عالم ربانی ہیں، آپ کی بے شمار تصانیف ہیں آپ کے بارے میں مشہور کیا گیا کہ آپ ابن عربی رحمہ اللہ کے مخالفین میں سے ہیں حالانکہ آپ ابن عربی رحمہ اللہ کے پیروکاروں میں سے ہیں اگرچہ ابتداء میں کچھ ناخلف لوگوں کے پروپیگنڈہ کی وجہ سے آپ نے کلام کیا لیکن جب شیخ اکبر کی کتب کو دیکھا تو کہہ اٹھے:

”كان الشيخ محي الدين آية من آيات الله تعالى وإن الفضل
في زمانه رمى بمقاليدہ اليه وقال لا عرف اياه“⁽¹⁾

یعنی حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے اور بے شک آپ کے زمانے میں فضیلت نے لہنی کنجیاں آپ کی طرف ڈال دی تھیں اور کہا کہ میں تو صرف انہی کو پہچانتا ہوں۔

31. حضرت شیخ کمال الدین الزمکانی رحمہ (م 737) آپ شام کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ابن عربی رحمہ کو کیسا پایا تو آپ رحمہ نے فرمایا: "وجدته في العلم والزند والمعارف بحرا زاخرا لا ساحل له" (2) یعنی میں نے آپ کو علم، زہد اور معارف میں بحر بے کراں پایا ہے۔

32. شیخ قطب الدین الحموی آپ ابن عربی رحمہ کے ہم عصر ہیں، آپ بھی ابن عربی رحمہ کی حمایت میں پر جوش انسان ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ابن عربی رحمہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو علم، زہد و معارف کا ایسا مٹھا نہیں مارا ہوا سمندر پایا ہے جس کا کوئی کنارہ نہ ہو۔ (3)

33. حضرت شیخ بدر الدین بن جلاء رحمہ آپ مشہور عالم دین اور محدث ہیں آپ شافعی المسلک تھے آپ نے حضرت شیخ اکبر رحمہ کی کتاب فصوص الحکم کی شرح لکھی اور حضرت کو دل کھول کر خراج عقیدت پیش کیا۔ (4)

(1) البیواقیت ص 13

(2) لسان المیزان 2/451 • البیواقیت 11

(3) البیواقیت 13

(4) البیواقیت

34. حضرت شیخ شمس الدین الخوافی الشافعی رحمہ اللہ آپ قاضی القضاۃ تھے، آپ حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ کی خدمت میں غلاموں کی طرح کھڑے رہتے تھے۔ اور آپ کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے اور برملا اعلان کرتے تھے کہ شیخ اکبر رحمہ اللہ اہل تحقیق و توحید کے امام ہیں۔^(۱)

35. اسی طرح شیخ ناصر الدین مالکی رحمہ اللہ آپ بھی حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ کے معتقد اور چاہنے والے تھے۔ آپ کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ آپ ابن عربی رحمہ اللہ کے مخالف ہیں تو آپ نے دو ٹوک اعلان کیا کہ میں ابن عربی رحمہ اللہ کو اللہ کا ولی سمجھتا ہوں اور ان کی تحریروں کو درست سمجھتا ہوں۔^(۲)

36. حضرت عارف کبیر حافظ امام شیخ عبدالغفار القوسی رحمہ اللہ آپ بہت بڑے عارف اور امام تھے آپ نے اپنی کتاب "الوحید فی سلوک اہل التوحید" میں ابن عربی رحمہ اللہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے اور ان کی کئی کرامات ذکر کی ہیں۔^(۳)

37. حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ آپ جامع شریعت و طریقت تھے۔ وقت کے محدث کبیر اور دلی کامل تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں بے شمار مقامات پر حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ کو امکانی حد تک خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کئی ایک مقامات پر حضرت ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف سے

(۱) ایضاً ۱۱

(۲) ایضاً

(۳) تنبیہ الغیبی فی تبرء ابن عربی 3

ناقدرین کو منہ توڑ جواب دیئے ہیں اور شیخ اکبر رحمہ اللہ کے کلام کی خود بھی تاویل کی ہے اور دیگر کو بھی یہی تلقین کی ہے۔

38. شیخ نجم الدین اصیہانی رحمہ اللہ

39. شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمہ اللہ

40. حضرت شیخ حریری رحمہ اللہ جیسے لوگ بھی ابن ربیع رحمہ اللہ کے حمایتی تھے۔⁽¹⁾

41. علامہ قاضی القضاۃ شرف الدین الباززی رحمہ اللہ

42. قاضی القضاۃ العلامہ سراج الدین الہندی الحنفی رحمہ اللہ جیسی شخصیات نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کا بھرپور دفاع کیا ہے۔⁽²⁾

43. نام دار قطنی رحمہ اللہ کے شاگرد حضرت عبدالرحمان سلمیٰ رحمہ اللہ نے "طبقات الصوفیاء" میں محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

44. مشہور محدث حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "لسان المیزان" میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی بابت طویل کلام کرتے ہوئے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور آپ کو کبار مشائخ اور عارف قرار دیا ہے۔⁽³⁾

45. علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعید یحییٰ بن ابی بنی رحمہ اللہ (متوفی 658) عظیم مؤرخ اور حدیث کے نامور عالم گزرے ہیں۔ آپ نے تاریخ دمشق میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کو

(1) تنبیہ الغیبی ص 5

(2) تنبیہ الغیبی ص 6

(3) لسان المیزان 2/451

نقد قرار دیا ہے۔ اور فرماتے ہیں میں نے ابن عربی کو ہر تعریف و توصیف سے بالاتر پایا ہے۔^(۱)

46. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انقاس العارفین صفحہ 181 پر لکھتے ہیں کہ شاہ عبد الرحیم (والد شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی ابن عربی کو شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ قرار دیتے ہیں۔^(۲)

اور کتاب "القول الجلی فی ذکر آثار الولی" میں مولوی محمد عاشق پھلی صفحہ 111 پر لکھتے ہیں: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر تھے۔

47. حضرت شیخ بدر الدین سرہندی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگ سمجھتے تھے۔^(۳)

48. حضرت صفی الدین حسین بن الامام عاقل الازدی رحمۃ اللہ علیہ جو ابن عربی کے ہم عصر ہیں آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور آپ کو صاحب کمال لکھتے ہیں۔^(۴)

49. شیخ محمد بن عبد اللہ شیخ الاسلام غزوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 817ھ) تبحر عالم اور صاحب کمال بزرگ گزرے ہیں آپ نے محی الدین ابن عربی کی شان میں ایک کتاب لکھی ہے

(۱) الدر الشمین ص 31

(۲) انقاس العارفین صفحہ 220، 245، 208، 230

(۳) حضرات القدس صفحہ 73

(۴) نفخ الطیب 2/367

"كشف الغطاء عن اسرار كلام الشيخ محي الدين" اس میں وہ حضرت شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"لا ارى القطب في زماننا هذا الا الشيخ محي الدين بن العربي"۔⁽¹⁾
نیز شیخ الاسلام مخدومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اياكم والانكار على شيء من كلام الشيخ محي الدين فان
لحم الاولياء مسمومة وهلاك اديان مبغضهم معلومة ومن
ابغضهم تنصرومات على ذالك"۔⁽²⁾

یعنی شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے کلام میں کسی چیز پر بھی انکار کرنے
سے بچو۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے گوشت زہر آلود ہیں اور ان سے بغض
رکھنے والوں کا دین ان سے چلا جاتا ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ عیسائی
ہو کر مرنے لگتا ہے۔

50. شیخ محمد بن عبد اللہ بن اسعد بن سلیمان یافعی رحمہ اللہ آپ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ
کے مداحین میں سے تھے آپ نے اپنی کتاب "شرح روض" میں شیخ الاسلام زکریا سے
نقل کرتے ہوئے حضرت ابن عربی رحمہ اللہ کو صاحب ولایت عظمیٰ لکھا ہے۔ اور شیخ
شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا کہ ابن عربی رحمہ اللہ حقائق کا سمندر
تھے۔⁽³⁾

(1) كشف الغطاء 69

(2) البواقیت والجواهر ص 11

(3) تنبيه الغبی ص 5 • التذکری ص 338 • البواقیت 10 / 1

51. امام احمد بن محمد مقرئ تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نفح الطیب (1041 م) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انتہائی عمدہ خیالات کا اظہار فرماتے ہیں۔⁽¹⁾

52. شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے اور مدح خواہ تھے۔⁽²⁾

53. نیز صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 673) جو بہت بڑے بزرگ اور حق آگاہ انسان، صاحب کشف و کرمات اور ولی اللہ تھے آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ کے بیٹے ہیں آپ جیسے لوگ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے سپاہی تھے۔ اور آپ نے "الفکوک فی مستندات حکم الفصوص" نامی کتاب فصوص الحکم کی شرح میں لکھی۔⁽³⁾

54. علامہ فخر الدین ابراہیم ہمدانی المعروف علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 688) نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ وجدة الوجود کے فروغ پر کتاب "المعات" تحریر کی۔⁽⁴⁾
(اور یہ وہی کتاب لمعات ہے کہ جس کی شرح مشہور عالم وصوفی علامہ عبد الرحمن جانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی)

55. پھر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان وحدت اور فیضان محبت کے بحر بے کنار میں غوطہ زن لوگوں میں سے ایک نام علامہ الدھر سلیمان بن علی المعروف عقیف الدین تلمسانی

(1) نفح الطیب 2/362

(2) التذکاری از علامہ عباس عزازی صفحہ 339

(3) نفحات الانس صفحہ 556

(4) تذکرہ میخانہ لملاعبداللہی قزوینی 37 • نفحات الانس از علامہ جانی صفحہ 605

عظیمی متوفی 690 ہجری کا بھی ہے آپ فقہ شافعی کے ائمہ میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ آپ نے ابن عربی عظیمی کی بہت تعریف کی ہے اور آپ نے ابن عربی عظیمی کی کتاب "فصوص الحکم" کی شرح بھی لکھی ہے۔⁽¹⁾

56. پھر انہی لوگوں میں ایک نام سید الدین بن محمد الجندی عظیمی (متوفی 700) کا ہے آپ ابن عربی عظیمی کے نظریہ کے پرچار میں بڑے سرگرم رہے اور ابن عربی عظیمی کی کتابوں "مواقع النجوم" اور "فصوص الحکم" کی شرح لکھیں اور آپ نے شیخ ابن عربی عظیمی کی امکانی حد تک تعریف و توصیف کی اور آپ کو خاتم ولایۃ محمدیہ، محضر مجمع کمالات، ارباب تحقیق کا پیشوا، اصحاب طریق کا امام، صدر الاسلام والمسلمین اور محی الدین قرار دیا۔⁽²⁾

نیز آپ فرماتے ہیں:

"ما سمعنا باحد من اهل الطريق اطلع على ما اطلع عليه الشيخ محي الدين"۔⁽³⁾

یعنی ہم نے اہل طریقت میں سے کسی کے بارے میں نہیں سنا کہ اس کو ان حقائق پر اطلاع ہوئی ہو جن پر شیخ محی الدین عظیمی مطلع ہوئے ہیں۔

(1) کشف الظنون 2/1263

(2) نفحات الانس از علامہ عبدالرحمن جلی صفحہ 347

(3) البیواقیات ص 12

57. اور پھر انہی لوگوں میں سے ایک ہستی سعید الدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 700) بھی ہیں

علامہ فرغانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے نامور بزرگ اور مفسر تھے، انہوں نے بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کی خوب خدمت کی اور اس کی تشریح میں کتابیں لکھیں۔⁽¹⁾

58. امام کمال الدین عبد الرزاق کاشانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 736) نے شرح فصوص الحکم لکھی اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کو فروغ دیا۔⁽²⁾
آپ لکھتے ہیں:

"أنه الكامل المحقق صاحب الكمالات والكرامات"۔⁽³⁾

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کامل، محقق، صاحب کمالات اور صاحب کرامات ہیں۔

59. شیخ داؤد بن محمود بن محمد رومی قیسری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 751) بھی نظریہ وحدۃ الوجود کے

حامیان اور ابن عربی کے پیروکاروں میں سے تھے۔ آپ نے فصوص الحکم کی شرح

"مطلع خصوص الکلم فی معانی فصوص الحکم" کے نام سے لکھی۔⁽⁴⁾

60. امام بلغائین عبد اللہ السالمی القاہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وكان يبالي في حب ابن عربي وغيره من اهل طريفته

ولا يؤذي من ينكر عليه"۔⁽¹⁾

(1) نفحات الانس از علامہ ہاجی صفحہ 559

(2) نفحات صفحہ 482

(3) البیواقیات ص 12

(4) الذریعہ 6/126

آپ حضرت ابن عربی رحمہ اللہ اور دوسرے اہل طریقت سے مبالغہ کی حد تک محبت کرتے تھے۔ اور آپ اس شخص کو تکلیف نہ دیتے تھے جو آپ کا رد کرتا تھا۔

61. شیخ عبد العزیز بن ابی الفاراس رحمہ اللہ آپ مشہور عالم اور محدث ہیں:
"فتنقل عن الرضی الشاطبی ان عبد العزیز ہکذا کان من اتباع ابن عربی"۔⁽²⁾

رضی شاطبی سے منقول ہے کہ عبد العزیز بن ابی الفاراس رحمہ اللہ بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے پیروکاروں میں سے تھے۔

62. امام علی بن احمد بن علی بن احمد البندی کی حنفی رحمہ اللہ بہت بڑے فقیہ اور محدث گزرے ہیں، آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کی حمات میں ایک کتاب "امحاض النصیحة عن امراض باطل النصیحة النطیحة" لکھی ہے۔⁽³⁾

63. امام سراج عمر بن موسیٰ الحمصی الشافعی رحمہ اللہ آپ نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع میں ایک کتاب "کشف الغطاء بالنور الوسی عن اسرار جواہر ابن العربی" لکھی ہے۔⁽⁴⁾

64. خاتمہ المحققین السید ابن عابدین الشافعی رحمہ اللہ صاحب رد المحتار آپ بہت بڑے فقیہ ہیں آپ نے بھی محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کو "العارف الکبیر" قرار دیا ہے۔⁽¹⁾

(1) انباء القمر باہناء العمر 1/354

(2) الدرر الكامنه لابن حجر عسقلانی 1/314

(3) القول المنبئ ص 53

(4) القول المنبئ ص 53

65. حضرت الشیخ جمال الدین آفندی رحمہ اللہ اپنے وقت کے مشہور فقیہ تھے، آپ نے حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ کے دفاع میں اور اسحاق الحکیم الطیب کے رد میں "رسالہ اشراقیہ فی دفع ظلمات الاسحاقیہ" تصنیف فرمایا۔⁽²⁾

66. حضرت سید علی بن میمون المغربی رحمہ اللہ (متوفی 917) آپ بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے خوشہ چینوں میں سے تھے اور آپ نے شیخ اکبر رحمہ اللہ کے بارے میں "مناقب ابن عربی" کے نام سے کتاب لکھی اور اس میں حضرت رحمہ اللہ کو خوب خراج عقیدت پیش فرمایا ہے۔⁽³⁾

67. حضرت شیخ قطب الدین سعدی شیرازی المشہور شیخ سعدی رحمہ اللہ آپ بھی حضرت ابن عربی رحمہ اللہ کے مسلک پر کاربند تھے اور اپنے مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی پیروی میں آپ بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے مداح ہیں آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کو علوم شرعیہ و حقیقیہ میں کامل شخص قرار دیا ہے۔⁽⁴⁾

68. حضرت شیخ احمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ الشہاب البرنسی المالکی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے آپ بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے حمایتی اور چاہنے والے تھے۔⁽⁵⁾

(1) رد المحتار 6/378

(2) کشف القنون 1/486

(3) البیواقیت والجواب 1/12

(4) الضوء اللامع لزامام سخاوی 1/141

(5) تنبیہ الغیبی * البیواقیت والجواب 1/1

69. الشیخ الامام صلاح الدین الصفدی رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر

تھے آپ "تاریخ مصر" میں فرماتے ہیں:

"من اراد ان ينظر الى كلام اهل العلوم اللدنيہ فليتنظر في كتب الشيخ

محي الدين بن العربي رحمه الله"۔⁽¹⁾

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ علوم لدنیہ والوں کا کلام دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت محی

الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی کتابوں کی زیارت کرے۔

70. ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ المغربي رحمہ اللہ

71. شیخ شمس الدین محمد بن احمد الصوفی المعروف بن لبن غم رحمہ اللہ

72. الشیخ اسماعیل بن ابراہیم الجبرتی الزبیدی رحمہ اللہ

73. الشیخ زین الدین الحنفی رحمہ اللہ جیسے جید علماء و محدثین ابن عربی رحمہ اللہ کے حامی ہیں۔⁽²⁾

74. اس کے علاوہ سید حیدر آملی (متوفی 787)

75. شیخ محمد شیرین مغربی تبریزی (متوفی 809ھ)

76. صائن الدین علی بن محمد ترکہ اصفہانی (متوفی 835) جیسے لوگ بھی محی الدین ابن عربی

رحمہ اللہ کے معتقدین اور ان کے سلسلہ ولایت میں مریدین تھے۔

77. اسی نظریہ وحدۃ الوجود کے بھرپور حامیوں میں ایک نام شیخ کامل، عاشق خیر الوری علامہ

نور الدین عبد الرحمن جامی رحمہ اللہ (متوفی 898) کا بھی ہے۔ امام جامی رحمہ اللہ ابن عربی

(1) تنبيه الغبی فی تبرئة ابن عربی 18 از علامہ سید علی

(2) نقد النصوص صفحہ 18 از عارف جامی

رحمۃ اللہ علیہ کو امام المحققین، دقیقہ سنج اور عارفوں کا امام اور موحدوں کا قطب قرار دیتے ہیں۔^(۱)

78. اور پھر حسین بن معین الدین المیبدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 780) جو کہ، شرح کافیہ ابن حاجب شرح شمسیہ، شرح ہدایہ رشیدیہ جیسی کتابوں کے معنی ہیں آپ بھی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے دفاع میں معروف عمل نظر آتے ہیں۔^(۲)

79. پھر حامیان ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک نام عزیز الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آپ بھی وحدۃ الوجود کے نظریہ کے قائل اور اس کے زبردست حامی تھے۔

80. علی ابن ابراہیم احسانی المعروف ابن ابی الجہور رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 878) اپنی کتاب کتاب المحجلی صفحہ 6 میں ابن عربی کو "شیخ الاعظم" قرار دیتے ہیں۔

81. مولانا جلال الدین مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 672) جیسے نابغہ روزگار اور صاحب علم و فضل لوگ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ہیں۔ آپ کی مثنوی میں جگہ جگہ وحدۃ الوجود کی جھلک ملتی ہے۔

(1) فواتح شرح دیوان حضرت امیر علیہ السلام لعملا معین الدین

(2) المیبدی صفحہ 15
marfat.com

82. شیخ عارف منی الدین بن ابی منصور رحمۃ اللہ علیہ جو کہ عظیم المرتبت شخصیت گزرے ہیں،

آپ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"زایت بدمشق الشیخ الامام الوحید العالم العامل محی
الدین الدین بن عربی وکان من اکبر علماء الطرق جمع

بین سائر العلوم الکسبیه وماقرء من العلوم الوہبیه" (1)

یعنی میں نے دمشق میں امام وحید، عالم باعمل، دین کو زندہ کرنے والے شیخ

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ آپ علمائے طریقت میں سے سب سے بڑے

عالم تھے اور آپ نے تمام علوم کسب اور وہیہ کو جمع کر دیا تھا۔

83. حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ محی

الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھتے ہیں:

"وچوں نوبت شیخ بزرگوار محی الدین ابن عربی قدس سرہ

رسید از کمال معرفت این مسئلہ دقیقہ را مستخرج و مبین

ساخت و محبوب و مفصل گردانید و در رنگ صرف و نحو

تدوین آورد مع ذالک جمع ازین طائفہ مراد او نفہمید

و تخطیہ او نمودند و مطمئن و ملام ساختند و درین مسئلہ

اکثر تحقیقات شیخ محقق است و طاعنان او دور از صواب

بزرگی و دفور علم شیخ را از تحقیق این مسئلہ باید دریافت

نہ رد و طعن باید کرد و این مسئلہ ہر چیز می ورد بتلاحق

افکار متاخران واضح و منقح گشتہ است" (2)

(1) تنبیہ الغیبی ص 3

(2) کتبات ص 413

جب معاملہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تک پہنچا تو آپ نے کمال معرفت سے اس ادنیٰ مسئلہ وحدت الوجود کی تشریح فرمائی اور واضح بیان کیا اور اس کو ابواب اور فصول میں منقسم فرما کر صرف و نحو کے رنگ میں مدون فرمایا لیکن بعض لوگوں نے آپ کے مطلب کو نہ سمجھا اور آپ کو خطا دار ٹھہراتے ہوئے آپ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ اس مسئلہ (وحدۃ الوجود) میں شیخ اکبر رحمہ اللہ کی اکثر تحقیقات صحیح ہیں اور ان کو علامت کرنے والے حق سے دور ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ کی عظمت اور تبحر علمی کو اس مسئلہ کی تحقیق سے سمجھنا چاہیے اور ان پر طعن و تشنیع سے باز رہنا چاہیے کیونکہ جوں جوں وقت گزر رہا ہے یہ مسئلہ وحدۃ الوجود واضح تر ہوتا جاتا ہے۔

۴۔

84. محدث کبیر حضرت امام ابن حجر کی رحمہ اللہ نے جگہ جگہ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے

نظریات کا دفاع کیا ہے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”الشیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ عنہ امام جمع بین العلم والعمل کما اتفق علی ذالک من یعتقد بہ کیف وقد ذکر بعض المنکرین فی ترجمته انه کان وصل لمرتبة الاجتهاد وحینئذ فاسلامہ متیقن وکذا لک علمہ وعملہ، وزیادته، وورعہ، ووصولہ فی الاجتهاد فی العبادة الی ما لم یصل الیہ اکابر اہل الطريق“۔^(۱)

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل کے جمع کرنے والوں کے امام ہیں اور اس بات پر ان کے معتقدین کا اتفاق ہے۔ اور آپ کی کیا شان ہوگی جبکہ آپ کے بعض منکرین نے بھی آپ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ آپ مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے پس اس صورت میں آپ کا اسلام یقینی امر ہے اور اسی طرح آپ کا علم و عمل اور آپ کا زہد و ورع بھی یقینی امر ہے۔ آپ عبادت میں کوشش کی اس منزل پر فائز تھے کہ اہل طریقت میں سے بڑے بڑے لوگ وہاں نہ پہنچ سکے۔

85. غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست حامیوں میں سے تھے آپ لکھتے ہیں:

"متاخرین علماء مثل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور امام رازی اور شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، جیسے لوگوں نے دفع شرک اور بدعت میں اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طرح طرح کے مضامین رنگارنگ بیان فرمائے ہیں۔" (۱)

اور پھر ابو یحییٰ امام خان نوشیروی کا تحریر کردہ یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ کریں کہ میاں نذیر حسین دہلوی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے کس قدر حامی تھے۔

"میاں صاحب مرحوم علمائے حنفیہ کی بہت عزت کرتے تھے، شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نام شیخ اکبر اور اکثر "خاتم الولایۃ

المحمدیہ" کے خطاب کے ساتھ نکالتے تھے اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی (استاد جناب صدیق حسن خان صاحب دہلی بھوپال) کہ ابن عربی کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے، میاں صاحب سے صرف "شیخ اکبر" پر مناظرہ کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے دو دفعہ متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا احترام ہاتھ سے نہ جانے دیا اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے۔ اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیوانوی نے بھی کئی روز شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو میں فصوص الحکم پیش کرتے رہے میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں ملتے تو فرمایا کہ فتوحات مکیہ شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناخ ہے اس پر مولانا شمس الحق صاحب حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔^(۱)

اسی طرح میاں نذیر حسین دہلوی نے اپنی کتاب میں ابن عربی کو "خاتم الولاية المحمدیہ" قرار دیا ہے۔^(۲)

(۱) حیات بعد الممات صفحہ ۱۲۳ ☆ تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ ۱۴۶

ابوحنی امام خان نوشیروی

(۲) معیار الحق صفحہ ۳۷۷

86. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شیخ اکبر، یاقوت احمر، میدان ولایت کے اول و آخر، گوہر ہائے معرفت کے جامع و ناشر، راہ ہدایت کے داعی و مبلغ، بحر عنایت کے خواص، صاحب کرامات (حضرت عی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ)"۔^(۱)

87. غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے مناظرہ اعظم شاہ اللہ امرتسری صاحب، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسئلہ تکفیر ابن العربی بہت نازک ہے مولانا نواب صاحب بھوپالی مرحوم "تکثار" میں علامہ شوکانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا، نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو شیخ اکبر لکھتے ہیں، حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ موصوف کو مقربان الہی سے لکھتے ہیں، اس لئے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ"۔^(۲)

(۱) دمع الباطل ص 99

(۲) فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ 332

88. امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب بھی حضرت ابن عربی رحمہ اللہ کو صاحب کشف و کرامت اور اللہ کا ولی سمجھتے تھے اور آپ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے آپ شیخ اکبر رحمہ اللہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

مجدد صاحب رحمہ اللہ اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے مذہب میں کوئی فرق نہیں۔^(۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

کوئی شبہ نہیں کہ ارباب عرفان و صفا کے نزدیک یہ حضرات شیوخ دائرہ ہیں۔^(۲) نیز لکھتے ہیں:

یہی حضرات در حقیقت اسلام کے ربانی حکماء ہیں۔۔۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے یہی لوگ جانشین اور خلفاء ہیں۔^(۳) پھر یہ بھی پڑھیں۔۔۔ لکھتے ہیں:

عارف جامی رحمہ اللہ اور شیخ الصدر الدین قنوی رحمہ اللہ کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ لوگ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے حامیوں میں ہیں لیکن اس وحدۃ الوجود کا واقعی مطلب ان حضرات نے خود بیان کیا ہے اس میں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ جو

(۱) عبقات صفحہ 91

(۲) ایضاً صفحہ 87

(۳) ایضاً صفحہ 89

کچھ فرماتے ہیں ان میں انصاف سے بجاؤ کیا اختلاف ہے دونوں مسلکوں میں کیا فرق ہے۔^(۱)

89. حضرت شیخ شاہ نعمت اللہ دلی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 834) اللہ عزوجلہ کے بہت بڑے دلی تھے آپ باوجودیکہ خود بھی صاحب طریقت تھے پھر بھی ابن عرب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فصوص الحکم کی شرح لکھی اور انہیں قطب المحققین، امام الموحدین اور محی الملت والدين کے القاب سے یاد کیا۔

90. پھر غیر مقلدین کے مجدد عمر نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب "التاج المکمل" میں محی الدین ابن عربی کی "حجة الله الظاہرہ وآیتہ الباہرہ" قرار دے رہے ہیں اور وہ لکھتے ہیں:

"وله من محاسن ما لا يستوفى بالجملة فهو حجة الله

الظاہرہ آیتہ الباہرہ اما کراماتہ فلا تحصرها مجلدات"۔^(۲)

یعنی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ میں اتنی خوبیاں ہیں کہ جن کا احاطہ ممکن نہیں اور وہ اللہ عزوجلہ کی جین دلیل اور کھلی نشانی ہیں اور ان کی اتنی کرامات ہیں کہ جنہیں کئی جلدوں میں بھی بیان نہیں کیا جاسکتا۔

یہی بھوپالی صاحب ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کے مسئلہ میں لکھتے ہیں:

"والمذهب الراجح فيه على ما ذهب اليه العلماء المحققون الجامعون بين العلم والعمل والشرع والسلوك السكوت في شأنه وصرف كلامه المخالف لظاهر الشرع الى

(۱) عیقات از شاہ اسماعیل دہلوی صفحہ 91

(۲) التاج المکمل صفحہ 172

محامل حسنة وكف اللسان عن تكفيره وتكفير غيره من المشائخ الذين ثبت تقواهم في الدين وظهر علمهم في الدنيا بين المسلمين" (۱)

اور مذہب رائج جس کی طرف علم و عمل شرع و سلوک کے جامع علماء گئے ہیں وہ یہ ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں زبان کو روکا جائے گا اور ان کے اس کلام کو جو ظاہر اُشرع شریف کے خلاف ہے اچھے معنی پر محمول کیا جائے گا اور لہٰذا زبان کو ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر سے بھی روکا جائے گا اور ان بزرگان دین رحمہم اللہ کی تکفیر سے بھی کہ جن کا تقویٰ ثابت ہے اور جن کا علم مسلمانوں کے ہاں دنیا میں ظاہر ہے۔

91. غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان صاحب حضرت شیخ اکبر کی بابت اپنا عقیدہ لکھتے ہیں:
"اعتقادنا في الشيخ الاجل محي الدين ابن العربي والشيخ احمد السرهندي انهما من صفوة عباد الله ولانلذتفت الي ما قيل فيهما" (۲)

یعنی ہمارا شیخ اجل محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ وہ دونوں اللہ سبحانہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں اور ان کی بابت کئی باتوں کی طرف ہم دھیان نہیں دیں گے۔

(۱) التاج المکمل صفحہ ۱۷۴

(۲) بدیۃ المہدی صفحہ ۵۱

92. مشہور ندوی عالم علامہ سید ابوالحسن ندوی صاحب نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"وہ غایت درجہ قبیح سنت، مجاہد، زاہد اور نفس کا شدید محاسبہ کرنے والے،

مکائد شیطان اور فواہل نفس سے بدرجہ تمام واقف تھے۔" (۱)

93. علمائے دیوبند کے بیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے کے زبردست حامی اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کے سپاہی تھے۔ آپ نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع اور نظریہ وحدۃ الوجود پر رسالہ "وحدۃ الوجود" لکھا ہے۔ (۲)

94. اس کے علاوہ اکابرین علمائے دیوبند میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے اپنی کسی تحریر میں حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہو۔ قاسم نانوتوی صاحب ہوں یا گنگوہی صاحب، خلیل احمد سہارنپوری ہوں یا محمود الحسن صاحب، انور شاہ صاحب کشمیری ہوں یا قاری طیب صاحب، حسین احمد مدنی صاحب ہوں یا منظور احمد نعمانی صاحب تمام لوگ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور ان کے دفاع پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ اور علمائے دیوبند میں سے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سب سے زیادہ تصوف سے شغف رکھنے والے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تصوف اسلامی میں بے شمار کتب و رسائل تحریر کئے ہیں۔ آپ نے اپنی کتب شریعت و طریقت، مبادی

(۱) تاریخ دعوت و عزیمت حصہ چہارم ص 282

(۲) کلیات امدادیہ ص 218

التصوف، التکشف، السنة الجلیله، التشریف اور افاضات الیومیہ کے علاوہ بے شمار کتب میں تصوف اسلامی کو موضوع بنایا ہے۔

اور پھر "خصوص الحکم فی حل فصوص الحکم" کے نام سے شیخ اکبر کی کتاب کی شرح لکھی اور "التنبیہ الطریقی فی تنزیة ابن العربی" کے نام سے بھی ایک کتاب لکھی جس میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کا بھرپور دفاع اور ان کے کلام کی تاویل کی ہے۔ اس کے علاوہ تھانوی صاحب کی درجنوں کتب میں شیخ اکبر رحمہ اللہ کا مختلف حوالوں سے تذکرہ جمیلہ اور ان کا دفاع کیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر مسئلہ وحدۃ الوجود اور شیخ اکبر رحمہ اللہ کے تسلیم کے حوالے سے علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند میں کوئی اختلاف نہیں۔

شذوہ

چونکہ علمائے دیوبند عقائد میں ابن عبد الوہاب مجددی اور اس کے قبیحین کے ہمنوا ہیں تو اس وجہ سے موجودہ دیوبندی عوام، طلباء اور علماء "مسئلہ وحدۃ الوجود" اور شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی عدم علم کی بناء پر یہی سمجھتے ہیں کہ دیوبندیوں کا نظریہ اس بابت بھی "مجدبیوں والا ہے۔ اور اس بدولت وہ صاحب حال بزرگوں کے شطحیات اور نظریہ وحدۃ الوجود کے خلاف جی بھر کر بول اور لکھ رہے ہیں۔ جس طرح آج کل حضرت خواجہ یار محمد فریدی رحمہ اللہ گڑھی شریف کی کتاب "دیوان محمدی" اور خواجہ غلام فرید صاحب کی کتاب "فوائد فریدیہ" کو خوب نشانہ بنایا جا رہا ہے حالانکہ دیوان محمدی کا کلام وحدۃ الوجود کی بناء پر ہے اور فوائد فریدیہ میں تو "شطحات اولیاء" کو بطور حکایت ذکر کیا گیا ہے۔

لہذا دیوبندی عوام اور جو شیخ علماء سے گزارش ہے کہ صوفیاء کے "شطحات" اور "وحدۃ الوجود" پر اعتراض سے پہلے اپنے اکابر کی تحریریں ضرور پڑھ لیں اور دیکھیں کہ انہوں نے ان مسائل کا کس قدر دفاع کیا ہے۔^(۱)

اس کے علاوہ اہل حدیث و مجددی علماء کی کتب میں بھی شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ، قدس سرہ العزیز جیسے دعائیہ کلمات بے شمار مقامات پر تحریر کئے گئے ہیں۔

(۱) شطحیات اولیاء کے حوالے سے تحقیق، فقیر کے رسالہ "شطحات اولیاء" میں ملاحظہ

نظریہ وحدۃ الوجود کے قائلین مشہور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم جو در حقیقت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حمایتی ہیں:

95. حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ
96. حضرت شیخ عبدالرزاق جہانوی رحمۃ اللہ علیہ
97. حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
98. حضرت شیخ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
99. حضرت سید الطائفہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
100. حضرت شیخ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ
101. حضرت شیخ سید جعفر کی رحمۃ اللہ علیہ
102. حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
103. حضرت خواجہ بانی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
104. حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ
105. حضرت شیخ شمس الدین قفاری رحمۃ اللہ علیہ
106. حضرت شیخ سعید الدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہ
107. حضرت شیخ ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
108. حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
109. حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
110. حضرت شیخ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ
111. حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑی رحمۃ اللہ علیہ
112. حضرت قبلہ سید غلام محی الدین قبلہ بابوی گولڑی رحمۃ اللہ علیہ

کیا یہ انصاف ہے

نظریہ وحدۃ الوجود پر کام ہوئی رہا تھا کہ اہل حدیث حضرات کے مشہور مناظر اور مصنف خانیف کثیرہ مولوی زبیر علی زئی صاحب کا ایک مضمون نظر سے گزرا جس میں انہوں نے اشکاف الفاظ میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر کی ہے۔ اور اہل حدیث کے ایک راشر ارشاد اللہ امان صاحب کی کتاب "تلاش حق" اور مشہور غیر مقلد مناظر پر و فیسر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب کی کتاب "دیوبندیت" نظر سے گزری

ان دونوں کتابوں کو پڑھ کر ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب اور مصنف "تلاش حق" نے دیوبندیوں کے خلاف زیادہ تر مواد علامہ ارشد القادری صاحب کی معرکہ آراء تصنیف "زلزلہ" سے سرقت کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں نظریہ وحدۃ الوجود کو شرکیہ نظریہ قرار دیا گیا ہے اور ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر و تسلیل کے ساتھ ساتھ اس عقیدہ وحدۃ الوجود کی بناء پر اکابرین اہل سنت و اکابرین علماء دیوبند کو مشرک ثابت کیا گیا ہے۔ تلاش حق کے مولف ارشاد اللہ امان صاحب جو کہ نظریہ وحدۃ الوجود کو اتحاد پر محمول کر رہے ہیں اور جنہیں توفیق ہی نہیں ہوئی کہ وہ نظریہ وحدۃ الوجود کو گہری نظر سے مطالعہ فرمائیں، کتاب کے صفحہ 315 پر لکھتے ہیں:

"اتحاد ثلاثہ کا دوسرا جزو جس نے قرآن و حدیث کے بتلائے ہوئے خالق و مخلوق کے فرق کو بدل ڈالا ہے "وحدۃ الوجود" کا نظریہ ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز ایک ذات کے پھیلے ہوئے حصوں میں سے ایک حصہ ہے کسی ایک چیز میں دوسرے سے غیریت نہیں یعنی خالق و مخلوق

میں وحدت ہے اور دونوں ایک ہیں اس نظریہ کے لحاظ سے کافر و مشرک
کافاسق و فاجر، مومن و مسلم، شیطان و جن، کتا و بلی، نجاست و غلاعت یہ
سب اللہ کے عین وجود ہیں انہیں ذات الہی سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور
نہ ہی ان میں اور ذات الہی میں کوئی غیریت ہے۔۔۔"

پروفیسر ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب اپنی کتاب دیوبندیت کے صفحہ 195 پر لکھتے ہیں:
"در اصل عقیدہ وحدۃ الوجود جس کو دیوبندی اور بریلوی علماء تسلیم کرتے
ہیں ان کو ان کے صوفیاء کی طرف سے در اشتباہ ہے اور یہ قسم شرک فی
الذات کی ہے۔"

اور آگے لکھتے ہیں:

"افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بریلویوں کی طرح دیوبندیوں کا بھی عقیدہ
وحدۃ الوجود پر کامل ایمان ہے اور عقیدہ وحدۃ الوجود کے اس معنی میں
کسی کو اختلاف نہیں کہ کائنات میں دراصل ایک ہی وجود ہے اور مخلوق
انسان و حیوان اس وجود کی مختلف شکلیں ہیں۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"مخلوق کا وجود دراصل خالق کا وجود ہے گدھا، گھوڑا، کتا، سور، انسان،
حیوان، نبی، ولی دراصل سب خدا ہی کا وجود ہے۔"

اس بارے میں اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ اگر جناب ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب ارشاد اللہ امان
صاحب اور ذبیر علی زئی صاحب واقعی توحید کے علمبردار تھے تو پھر جہاں انہوں نے نظریہ
وحدۃ الوجود کی بناء پر اکابرین اہل سنت و اکابرین علمائے دیوبند کی تعزیل کی ہے وہیں انہیں

اپنے اکابرین، شام اللہ امر تسری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، شاہ اسماعیل دہلوی، علامہ شوکانی اور بالخصوص شیخ اکل فی اکل میاں نذیر حسین دہلوی کے بارے میں بھی ہاتھ رکھنا چاہے تھا جو دوسرے قائلین وحدۃ الوجود کے لئے رکھا گیا ہے۔ مذکورہ شخصیات کے لئے ہاتھ "ہولا" رکھنا کیا واضح طور پر مسلکی تفاوت، تعصب کو آشکارا نہیں کر رہا؟ اگر مسلکی تفاوت کی رکاوٹ حائل نہیں تو پھر "شیخ اکبر" کے دفاع میں ایک ہفتہ تک مناظرہ کرنے والے شیخ اکل فی اکل نذیر حسین دہلوی اور انہیں یاقوت احمر، راہ ہدایت کے داعی و مبلغ، مقرب بارگاہ الہی، ربانی حکماء انبیاء کے خلفاء، حجة اللہ الظاہرة، من صفوة عباد اللہ، قدس سرہ العزیز جیسے القابات دینے اور انہیں قابل عزت کہنے والے اکابرین جماعت اہل حدیث کے خلاف مبارک "تکفیر" کب منہر شہود پر آئے گا؟ اور زبیر علی زئی صاحب اہل حدیث کے مناظر ہیں اور وہ اس اصول سے یقیناً بے خبر نہیں ہوں گے کہ ایک کافر و مشرک کی کفریہ شرکیہ عقیدہ میں تائید کرنے والا، اسے کلمات تحسین سے نوازنے والا، اس کو رحمة اللہ علیہ، قدس سرہ العزیز جیسے دعائیہ کلمات سے نوازنے والا۔ آخر کس زمرے میں آتا ہے؟ جناب زبیر علی زئی صاحب مجھے آپ کے مبارک فیصلے کا انتظار رہے گا۔

اور پھر ڈاکٹر طالب الرحمن اور ارشاد اللہ امان صاحبان نے گدھے، گھوڑے اور کتے کے وجود کو خدا کا وجود قرار دے کر اس کو نظریہ وحدۃ الوجود قرار دیا ہے تو غالباً اہل صاحبان نے شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب "عبقات" کو پڑھا ہو گا جو لکھتے ہیں:

"پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان و زمین، شجر،

جبر، درخت، پتھر، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بمنہ خدا ہیں یعنی

اللہ تعالیٰ کے عین ہیں یا غیر ہیں۔ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر و حجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں، ان آثار کا مبداء اور ان احکام کی جو چیز غشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنس اللہ اور عین خدا ہیں۔" (۱)

جناب ڈاکٹر صاحب اور ارشاد اللہ صاحب اپنے اکابرین کی کتب کے مطالعے کا لمبہ اہل سنت پر نہ ڈالیے، نظریہ وحدۃ الوجود ہر گز یہ نہیں کہ تمام اشیاء خدا ہیں بلکہ وحدۃ الوجود یہ ہے کہ حقیقی وجود اللہ ﷻ کا ہے باقی ہر چیز کا وجود ظلی ہے حقیقی نہیں۔ اور ہر چیز اپنے وجود میں اللہ ﷻ کے وجود کی محتاج ہے۔

الہیہ:

قارئین موجودہ اہل حدیث، غیر مقلدین حضرات نظریہ وحدۃ الوجود کو کفریہ شرکیہ عقیدہ قرار دیتے ہیں لیکن ان حضرات نے کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اگر قائلین وحدۃ الوجود کو ان کی "سند حدیث" سے نکال دیا جائے تو پھر ان کے پلے "سند متصل" نام کی شے، بختی عی نہیں کیونکہ برصغیر پاک و ہند میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے خاندان اور حضرت محقق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بغیر چارہ عی نہیں ہے اور غیر مقلدین کے امام اہل کی سند حدیث خاندان دلی الہی کی محتاج ہے اور پھر طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ میاں صاحب خود بھی

قائلین وحدۃ الوجود میں سے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ علامہ شوکانی بھی وحدۃ الوجود کے قائلین میں سے ہیں۔ کیا اہل حدیث حضرات کے لئے یہ الیہ نہیں ہے؟

غور فرمائیں:

کیا مولانا رشاد اللہ امان صاحب اور ڈاکٹر طالب الرحمان صاحب کا وحدۃ الوجود کے متعلق وہی نظریہ نہیں جو امر تسری صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب سے نقل کیا ہے؟۔ اور اسی خود ساختہ نظریہ وحدۃ الوجود کی بنا پر وہ ہزاروں اولیائے کرام کو فتویٰ شرک و کفر میں شامل کر رہے ہیں۔ حالانکہ صوفیاء کا نظریہ وحدۃ الوجود آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں وہ اتحاد کا نظریہ نہیں ہے۔ اور پھر قادیانی کو وحدۃ الوجود کے نظریہ کا قائل کہنے پر امر تسری صاحب تعجب و حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کیا آپ کا استعجاب یہ سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ وحدۃ الوجود جو کہ عشق و نظر والے لوگوں کا نظریہ ہے اس سے قادیانیوں کا کیا لین دین؟ یہ مقام عشق و نظر کو کامل مسلمان کی شان ہے اور پھر وحدۃ الوجود کے حوالے سے مولانا حالی جو کہ ممدوح و ہادیہ ہیں کا شعر تو بھولنا ہی نہیں چاہیے۔

علامہ ابن تیمیہ اور اکابرین امت

شاید مولانا علی زئی اور ان کے ہم مشرب حضرات ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر کا یہ جواز پیش کریں کہ دیکھیں جی فلاں فلاں محدث اور ابن تیمیہ صاحب جیسے لوگوں نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر کی ہے تو اگر ہم نے کر لی تو کیا حرج ہے۔ حالانکہ مولانا زبیر علی زئی اور ان کے ہم نوا اس حقیقت سے یقیناً بے خبر نہ ہوں گے کہ درجنوں محدثین اور علماء نے علامہ ابن تیمیہ کی بھی تو تکفیر و تاضیل کی ہے۔ پھر زبیر علی زئی صاحب اور دیگر حضرات کا علامہ ابن تیمیہ کی تکفیر کی بابت کیا خیال ہے؟ جس طرح یہ حضرات علامہ ابن تیمیہ کی تکفیر کو درست نہیں سمجھتے اسی طرح چھٹی صدی ہجری سے نہ سچان تک ہزاروں علماء و محدثین، اوفیاء، مفسرین، متکلمین اور خود غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے بہت گسارے اکابرین بھی حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر کو درست نہیں سمجھتے۔

علامہ ابن تیمیہ کے عقائد اور ان کی بابت علماء کی آراء

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ علامہ ابن تیمیہ اپنے تفردات کے باعث عالم اسلام کی ایک متنازعہ ترین شخصیت مگزی ہے اور ان کے تفردات و عقائد کے پیش نظر بے شمار سنجیدہ ترین شخصیتوں نے ان کی تاضیل و تکفیر کی ہے اور بے شمار محدثین متکلمین نے ان کے عقائد و نظریات کی کھلی تردید بھی کی ہے۔

حافظ داماد حدیث حافظ العلاء الشافعی صلاح الدین ابوسعید خلیل بن سیکدی رحمہ اللہ (م 761ھ) اپنے وقت کے علامہ الدھر تھے آپ مشہور محدث ہیں تذکرۃ الحفاظ میں ان کی بابت علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (متوفی 748ھ) لکھتے ہیں:

کہ وہ حافظ المشرق والمغرب تھے۔ انہوں نے علامہ ابن تیمیہ پر مفصل نقد کیا ہے۔

حافظ محمد بن علی بن احمد ابن طولون رحمہ اللہ (متوفی 953ھ) نے "ذخائر القصر فی تراجم نبلاء العصر" میں ان کے نقد ورد اور ابن تیمیہ کے اصولی و فروعی تفردات کو ذکر کیا جن میں چند یہ ہیں:

- اللہ تعالیٰ کل حوادث ہے۔
- قرآن محدث ہے۔
- عالم قدیم بالوہد ہے اور ہمیشہ سے کوئی نہ کوئی مخلوق ضرور اللہ تعالیٰ کے سامنے رہی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے لئے جسم، جہت اور انتقال کو ثابت کیا۔
- اللہ تعالیٰ بقدر عرش ہے۔
- انبیاء غیر معصوم تھے۔
- توسل نبی جائز نہیں ہے۔
- نبی پاک رحمہ اللہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا گناہ ہے اور اس سفر کے دوران نماز کی قصر نہ کی جائے گی (اور یہ بات ان سے پہلے کسی مسلمان نے نہیں کہی)۔
- اصل النار کا عذاب منقطع ہو جائے گا ہمیشہ نہ رہے گا۔

• تورات و انجیل میں تحریف لفظی نہیں ہوئی (حالانکہ یہ واضح طور پر قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ یہودی اور عیسائی کتاب کو اپنے ہاتھوں سے بدل دیتے تھے)۔

• انبیاء کی قبروں میں سے جو آواز آئے شیطان کی ہوتی ہے۔^(۱)

• تین طلاق دے کر بھی بندہ رجوع کر سکتا ہے۔

• حضور ﷺ کی حیات برزخی کے معاملہ میں ٹھوکر کھائی اور حیات حقیقیہ کاملہ کا انکار کیا۔

اس کے علاوہ علامہ ابن حجر نے ابن تیمیہ کے تفردات کو ذکر کیا ہے۔

• حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سو سے زیادہ مقالات پر خطا کی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کئی ایک صریح غلطیاں اور خرابیاں کی ہیں۔

• حیض والی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

• اگر جان بوجھ کر نماز ترک کر دی جائے تو اس کی قضاء نہیں ہے۔

• مائعات پانی وغیرہ میں اگر چوہا یا اس جیسا حیوان گر کر مر جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتے۔

• حالت جنابت میں منی غسل کرنے سے پہلے رات کو نفل نماز پڑھ سکتا ہے۔

• اجماع کی مخالفت کرنے والا نہ کافر ہوتا ہے نہ گنہگار۔

• انبیاء غیر معصوم ہیں۔^(۲)

(۱) کتاب الوسیلہ 114

(۲) فتاویٰ حنبلیہ 158

نوٹ: علامہ ابن تیمیہ کے مختلف تفردات کا ذکر، دفع الشبه لابن الجوزی، السیف الصیقل لسبکی، براہین الكتاب والسنة للقضاة الدرر الكامنه لابن حجر العسقلانی، منتهی المقال فی شرح حدیث لا تشدو الرجال: لصدرالدين الدہلوی میں بھی ہے۔

ان کے ان تفردات کے باعث علامہ ابن تیمیہ سے علمائے وقت، فقہائے اسلام اور قاضی صاحبان نے دو قافو قافو مناظرے کئے انہیں ان قبیح مسائل سے رجوع کرانے کی خاطر کوششیں کیں لیکن علامہ ابن تیمیہ اپنی طبیعت کے لایا بالی بن کی وجہ سے رجوع پر تیار نہ ہوئے چنانچہ سلطان ناصر کے حکم پر ان کے مسائل قبیحہ کو علمائے وقت کی مجلس میں پیش کیا گیا جس میں ائمہ فقہ، قاضی، محدث تھے اور ان کے صدر قاضی القضاۃ قاضی تقی الدین محمد بن ابی بکر الاخوانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس مجلس قضاء نے متفقہ فیعلہ دیا کہ ابن تیمیہ کافر ہے۔ ابن تیمیہ اپنے ان تفردات کے باعث پہلے بھی دو دفعہ قید میں رہ چکے تھے لیکن اب کی بار سلطان ناصر نے انہیں قید کا حکم دیا تو اسی قید کے دوران وہ انتقال کر گئے۔^(۱)

علامہ ابن تیمیہ کے تفردات کے باعث علمائے اسلام نے ان کا تحریری و تقریری رد کیا ذیل میں ملاحظہ فرمائیں وقت کے محدثین، فقہاء، مفسرین، قضاۃ، علامہ ابن تیمیہ کے متعلق کن آراء کا اظہار فرماتے ہیں:

(۱) محدث کبیر حضرت امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے ہم عصر اور ان کے بہت مداح تھے علامہ ابن تیمیہ کے فضائل اور کمالات کو بیان کرتے کرتے تھک کر یہاں تک کہہ دیا: "واللہ لو حلفت بین الرکنین والمقام انی ما رأیت بعینی مثله وانہ مارای مثل نفسه لما خشت۔"

اللہ کی قسم اگر میں خانہ کعبہ میں دونوں رکنوں اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر قسم کھاؤں کہ نہ تو میری آنکھوں نے ان کا مثل دیکھا اور نہ خود انہوں نے اپنے جیسا دیکھا تو میری قسم سچی ہوگی اور میرے لئے کفارہ یحییٰ نہیں آئے گا۔ علامہ ذہبی جیسے آپ کے محب اور مدائح شخص نے جب علامہ ابن تیمیہ کی آخری عمر میں ان کے تفردات اور ان کی طبیعت کے لابیالی پن کو دیکھا تو پھر اپنی کتاب "زغلل العلم والطلب" جو کہ دینی طالب علموں کے لئے تصنیف فرمائی اس میں یہاں تک لکھ دیا:

"فواللہ ما رمقت عینی اوسع علما ولا اقوی ذكاء من رجل یقال له ابن تیمیہ مع الزہد فی الاکل والملبس والنساء مع القيام فی الحق والجهاد بكل ممکن وقد تعبت فی وزنه وفتشه حتی مللت فی سنین متطاولة فی وجدت آخره بین اهل مصر والشام ومقتته نفوسهم وازروابه وكذبوه وكفروه الا للكبر والعجب وفرط الغرام فی ریاسة المشیخة والازدراء بالكبار فانظر کیف وبال دعاوی ومحبتہ الظہور نسال اللہ الماسحة" (۱)

خدا کی قسم میری آنکھ نے اس شخص سے جس کو ابن تیمیہ کہتے ہیں، کسی کو زیادہ علم اور سمجھ والا نہیں دیکھا اور پھر کھانے میں لباس میں اور عورتوں کے معاملہ میں ان کا جو زہد تھا اور پھر قیام حق اور ہر وقت جہاد کے واسطے

ہر ممکن ذرائع کے ساتھ کمر بستہ رہنا۔ میں کئی سالوں تک ان کے پرکھنے اور سمجھنے میں مصروف رہا اور آخر کار میں تھک گیا۔ میں نے غرور و گھمنڈ اور ریاست مشیخت کی بے پناہ ہوس اور اکابر کی تحقیر کرنے کی بدولت اس کا یہ انجام مصروف و شام میں دیکھا کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہو گئی اور انہوں نے انہیں جھوٹا اور کافر کہنا شروع کر دیا۔ دیکھو اپنے آپ کو چمکانے اور بلند بانگ دعوے کرنے کا کیسا دباہل ہوتا ہے ہم اللہ سے نظر بخشش کے طلب گار ہیں۔

پھر یہی علامہ ذہبی ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”وقد رأيت ما آل امره اليه من الحط عليه والهجرة والتضليل والتكفير والتكذيب بحق وبباطل فقد كان قبل ان يدخل في هذه الصناعة متورا مضياً على محياه سيما السلف ثم صار مظلماً مكشوفاً عليه قتمة عند خلانق من الناس ودجالاً افافاً كافراً عند اعداء ومبتدعاً فاضلاً محققاً بارعاً عند طوائف من عقلاء والفضلاء“ (۱)

میں نے اس تسمیہ کا انجام اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا کہ (ان کے تفردات کے پیش نظر) ان کی بے عزتی کی گئی ان کو برا کہا گیا اور ان کو گمراہ کہا گیا اور ان کو کافر اور جھوٹا کہا گیا حق و ناحق۔ ان تفردات کے اختیار کرنے سے قبل ان کا چہرہ نورانی اور روشن تھا۔ اس پر سلف صالحین کے آثار نظر آتے تھے پھر وہی چہرہ سیاہ اور بے نور ہو گیا مخلوق کی

نظروں میں۔ پھر ان کے مخالفین نے انہیں جہاں، الزام تراشی اور کافر کہا اور سمجھ دار اہل علم کے نزدیک وہ محقق ماہر پر بدعتی ٹھہرے۔

اس کے علاوہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ کو ایک خط لکھا۔ یہ خط علامہ سبکی رحمہ اللہ کی کتاب السیف الصیقل کے آخر میں "النصيحة الذهبية" کے عنوان سے موجود ہے اور اس کے علاوہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ متوفی 903ھ کی کتاب "الاعلان بالتوبيخ" میں بھی اسکا ذکر موجود ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ خط میں بطور نصیحت علامہ ابن تیمیہ کی طرف لکھتے ہیں:

"والله في القلوب شكوك ان سلم لك ايمانك بالشهادتين
فانت سعيد يا خيبة من اتبعك فانه معرض للزندقة
والانحلال لاسيما اذا كان قليل العلم والدين باطوليا
شهوانيا"

اللہ کی قسم اے ابن تیمیہ ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر (اندریں حالات) تمہارا خاتمہ ایمان پر دو حملوں کی شہادت پر ہو جائے تو یہ تمہاری بڑی سعادت ہوگی۔ بربادی اس شخص پر کہ جو تمہاری پیروی کرے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو زندقہ اور بے دینی کے لئے پیش کر دیا ہے خاص کر وہ شخص کہ جو کم علم، بے دین، خواہشات کا پیجاری اور خود نمائی کا شائق ہو۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"يارجل بالله عليك كف عنا فانك محجاج عليهم
اللسان لاتقروا لاتنام اياكم والاغلو طات في الدين"

اے بندہ خدا! خدا کے لئے اپنی زبان کو ہماری طرف سے لگام دو، بے شک تم جرب زبان اور باتونی ہو۔ نہ تمہیں کوئی چین ہے نہ آرام، اپنے دین کو مخالف بازی سے بچاؤ۔

پھر علامہ ذہبی رحمہ اللہ علامہ ابن تیمیہ کو آخرت کی یاد دلاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اما آن لك ان ترعوى اما حان لك ان تتوب وتنيب اما انت في عشر السبعين وقد قرب الرحيل".

اے ابن تیمیہ! تمہارا (گندے مسائل سے) رجوع کا وقت ابھی نہیں آیا؟ کیا توبہ و انابت کی گھڑی ابھی تک نہیں آئی۔ بندہ خدا! تم ستر کی دھائی میں ہو موت کا وقت سر پر آں پہنچا ہے کچھ خیال کرو۔

اور صوفیاء اور اولیاء رحمہم اللہ کی دشمنی پر علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اے مسلمان! تیری خواہشات کا گدھا تیرے نفس کی تعریف کے لئے آگے آگیا ہے تم کب تک اس کو سچا سمجھتے ہوئے سلف صالحین کی تحقیر کرتے رہو گے اور کب تک اس گدھے کو بڑھاتے اور اللہ کے دلیوں کو گھٹاتے رہو گے اور کب تک اس کو دوست رکھتے ہوئے زاہدین سے نفرت کرتے رہو گے اور کب تک اپنے کلام کی بے جا تعریفیں کرتے رہو گے" (۱)

(۲) حضرت علامہ محدث کبیر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ) صاحب فتح الباری نے فتح الباری میں کئی جگہ علامہ ابن تیمیہ کے نظریات کا رد کیا اور اپنی کتاب "الدور

الکامنہ" میں علامہ ابن تیمیہ کے حالات لکھے ہیں اور خوب دیانت داری سے ایک طرف علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں ان کے حمایتی لوگوں کے جذبات کا ذکر کیا ہے تو دوسری طرف حقائق سے پردہ بھی اٹھایا ہے۔
ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

"ومن ثم نسب اصحابه الى الغلو فيه واقتضى له ذالك العجب بنفسه حتى زسى على ابناء جنسه واستشعر انه مجتهد فصار يرد على صغير العلماء وكبيرهم قديمهم وحديثهم حتى انتهى الى عمر فخطا شئ فبلغ الشيخ ابراهيم الرقي فانكر عليه فذهب اليه واعتذر واستغفر وقال في حق علي اخطا في سبعة عشر شيئا ثم خالف فيها نص الكتاب منها اعتداد المتوفى عنها زوجها اطول الاجلين وكان لتعصبه لمذهب الحنابلة يقع في الاشاعة حتى انه سب الغزالي فقام عليه قوم كادوا يقتلونه"⁽¹⁾

علامہ ابن تیمیہ کے حاشیہ نشینوں نے ان کے بارے میں غلو سے کام لے کر ان کی تعریفیں کیں تو ابن تیمیہ میں گھمٹ پیدا ہو گیا وہ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر سمجھنے لگے اور وہ اپنے نامی خود کو مجتہد سمجھنے لگے۔ انہوں نے علماء کرام پر کیا چھوٹے کیا بڑے، کیا اگلے کیا پچھلے، سبھی پر، رد کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے اور کسی بات پر انہیں بھی غلطی کہہ گئے یہ بات شیخ ابوالحسن ابراہیم بن احمد الرقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 703ھ) تک پہنچی اور انہوں نے ابن تیمیہ

پر گرفت کی۔ اس پر ابن تیمیہ ان کے پاس گئے اور معذرت کی اور توبہ کی۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہہ دیا کہ ان سے سترہ مقامات پر خطا ہوئی ہے اور حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی مخالفت کر گئے ہیں اور مرنے والے کی عدت الیعد الاطین عدت قرار دی ہے، پھر ضلیلت کے تعصب میں آکر اشاعرہ پر اعتراضات کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو کالی تک دے بیٹھے چنانچہ کچھ لوگ بھر گئے اور ان کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وذكروا انه ذكر حديث النزول فنزل عن المنبر درجيتين فقال كنزولي هذا فتسبب الي التجسيم وردوه على من توسل بالنبي صلی اللہ علیہ وسلم او استغاث فاشخص من دمشق" ^(۱)

اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابن تیمیہ نے حدیث نزول کا ذکر کیا اور وہ منبر سے دو سیز حیاں اترے اور کہا کہ (اللہ تعالیٰ کا نزول) میرے اس اترنے کی طرح ہے اس بناء پر انہیں مجسمہ قرار دیا گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل اور استعانت کا بھی رد ابن تیمیہ نے کیا ان عقائد کی بناء پر انہیں دمشق سے نکال دیا گیا۔

ایک اور مقام پر علامہ لکھتے ہیں:

"انا لا اعتقد فيه عصمة بل انا مخالف له في مسائل اصلية وفرعية" ^(۱)

میں کوئی ابن تیمیہ کی عصمت کا معتقد نہیں ہوں بلکہ مجھے ان سے اصولی اور فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کی جب تکفیر کی گئی تو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تکفیر سے اتفاق نہ کیا البتہ انہوں نے ابن تیمیہ کے بیان کردہ مسائل کو "ابشع" انتہائی بدبودار قرار دیا ہے۔⁽²⁾ علامہ ابن حجر مسئلہ زیارت قبر رسول کے حوالے سے ابن تیمیہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وان مشروعیۃ محل اجماع بلا نزاع۔"

سرکار مدینہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی طرف سفر کرنا بلا نزاع اجماعی طور پر مشروع امر ہے۔⁽³⁾

اسی طرح علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابن تیمیہ کے ایک اور نظریہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وہی اصرح فی الرد علی من اثبت حوادث لا اول لہا من روایت الباب وہی من مستشنع المسائل المنسوبة لابن تیمیہ"⁽⁴⁾

مذکورہ باب میں آنے والی روایت اس شخص کے رد میں مرتب ہے کہ جس نے "حوادث" کو ثابت کیا ہے اور ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہونے والے مسائل میں سے یہ مسئلہ شنیع ترین ہے۔

(1) الدرر الكامنه 151

(2) فتح الباری 3/53

(3) فتح الباری ج 3 ص 66

(4) فتح الباری جلد 13 صفحہ 410

اسی طرح فتح الباری جلد 13 میں ابن تیمیہ کے تفرّد "توراۃ و انجیل میں تحریف لفظی نہیں ہوئی" پر علامہ نے نکیر صریح و رد و بلوغ فرمایا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ نے حالت حیض میں دی گئی طلاق کے حوالے سے لکھا کہ ایسی طلاق کو تسلیم کرنے کے لئے احادیث میں کوئی تصریح نہیں اس کے رد میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں "غفل رحمہ اللہ عما ثبت فی صحیح مسلم" اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے وہ صحیح مسلم کی روایات سے غافل رہ گئے ہیں۔

(3) مشہور مفسر و لغوی علامہ ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ (متوفی 745ھ) شروع میں علامہ ابن تیمیہ کے بڑے مداح تھے اور ان کی تعریف میں یہاں تک کہا تھا کہ "ما رأت عینہا ی مثل ہذا الرجل" کہ میری آنکھوں نے اس شخص جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ تاہم جب ان کی کتاب "کتاب العرش" میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کرسی پر بیٹھتا ہے اور کچھ جگہ خالی چھوڑ دی ہے جس میں اپنے رسول ﷺ کو بیٹھائے گا اور اس کے علاوہ ابن تیمیہ کے دیگر عقائد و نظریات پر مطلع ہوئے تو اپنی "تفسیر بحر المحيط" میں ابن تیمیہ کا شدید رد کیا⁽¹⁾

(4) شیخ قاضی کمال الدین زملکانی رحمہ اللہ (م 737) اپنے دور کے عظیم المرتبت محدث، فقیہ تھے۔ آپ نے بھی ابتداً علامہ ابن تیمیہ کی بے پناہ تعریفیں کی اور انہیں مجتہد کے درجے پر فائز شخص مانا⁽²⁾ لیکن بعد ازاں یہی زملکانی رحمہ اللہ ہیں کہ جو علامہ ابن تیمیہ کے مخالف دھڑے میں کھڑے ہیں اور ان کے رد اور تفصیل کرنے والوں میں نمایاں ہیں۔

(1) الدور الکامن، 308/3 علامہ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ 853

(2) البدایہ والنہایہ، 137/14

(5) قاضی القضاۃ شیخ تقی الدین سبکی کبیر رحمہ اللہ (متوفی 756ھ) معنف "شفاء السقام" جیسے لوگوں نے ابن تیمیہ کی تردید و تغلیل و تکفیر فرمائی۔ اور ان کے رد میں کتب لکھیں۔ یاد رہے کہ علامہ سبکی رحمہ اللہ ابتداً ابن تیمیہ کے انتہائی مداح تھے اور آپ کی تبدیلی ان کے تفردات کے باعث پیش آئی۔ آپ نے شفاء السقام میں ابن تیمیہ کے تفردات کا بھرپور رد کیا ہے۔⁽¹⁾

(6) شیخ الاسلام ابوالمحسن علی بن اسماعیل قونوی رحمہ اللہ آپ بھی ابن تیمیہ کے مخالفین کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں آپ کہا کرتے تھے:

"ان ابن تیمیہ من الجہلۃ بحیث لا یعقل ما یقول۔"

ابن تیمیہ پاگلوں میں سے ایک پاگل ہے اسے خود پتہ نہیں ہوتا وہ کیا کہہ رہا ہے۔⁽²⁾

(7) علامہ محدث کبیر امام زرکانی رحمہ اللہ (متوفی 1122ھ) آپ نے علامہ قسطلانی رحمہ اللہ کی مواہب اللدنیہ کی شرح لکھی ہے اور مسئلہ زیارت پر علامہ ابن تیمیہ کا رد کیا ہے اور ان کے تفرد کو ہار گاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسارت قرار دیا ہے اور ایک موقع پر صحیح روایت کو رد کرنے کی بناء پر ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا کہ اس شخص کو شرم بھی نہ آئی کہ بلا علم و دلیل اس نے اس کی تکذیب کی ہے۔⁽³⁾

(8) حضرت شیخ زین الدین بن رجب حنبلی رحمہ اللہ (795ھ) آپ کا ہاتھ میں سے اور مشہور محدث تھے اور آپ ابن تیمیہ کو اس کے غلط نظریات کے باعث کافر سمجھتے تھے۔⁽⁴⁾

(1) دفع الشبه لتقی الدین الحصنی صفحہ 114

(2) براہین الكتاب والسنة ص 182

(3) منتہی المقال ص 52

(4) دفع الشبه لتقی الدین الحصنی صفحہ 123

(9) علامہ ابن حجر کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 974ھ) نے ابن تیمیہ کی تفصیل و تردید کی اور انتہائی سخت الفاظ میں نقد کیا۔ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہ عبد خذلہ اللہ واضلہ واعماہ واصمہ وأذلہ"۔⁽¹⁾

ابن تیمیہ ایسا آدمی ہے اللہ اسے تباہ کرے اور اسے گمراہ کرے اور اسے

اندھا اور بہرہ کرے اور اسے ذلیل کرے۔

آگے لکھتے ہیں:

"ويعتقد فيه انه مبتدع ضال مضل"۔⁽²⁾

ابن تیمیہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے گا کہ وہ بدعتی، گمراہ اور گمراہ کرنے والا شخص ہے۔

(10) مشہور محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے نظریہ "روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر معصیت و گناہ ہے" کو قریب بہ کفر قرار دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ حافظ ابن حجر کے حوالے سے لکھا کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم، اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جہت اور جسم ثابت کرنے والے ہیں۔⁽³⁾

(11) سند الحمد ثین محمد البرکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اتخاف اهل فرمان برونية الانبياء والملائكة والجان" میں ابن تیمیہ کو اللہ جل جلالہ کے لئے جہت "جسم" ثابت کرنے والا لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اس شخص نے خلفائے راشدین کے خلاف بھی لہجہ قسم کے

(1) فتاویٰ حدیثیہ ص 156

(2) فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 159 • الجوبہ العنظم فی زیارة القبر المکرم

(3) مرقاۃ جلد 13/87

اعتراضات کئے ہیں۔ جس کے باعث ان کا شدید رد کیا گیا ہے اور ان کے نظریات کو انتہائی قبیح اور نفرت انگیز قرار دیا۔^(۱)

(12) قاضی القضاۃ شیخ تقی الدین ابو عبد اللہ محمد الاخوانی رحمہ اللہ (متوفی 750ھ) آپ نے ابن تیمیہ کے رد میں پوری کتاب "در العقوال المرضیہ فی الرد علی من ینکر الزیارة المحمدیہ" لکھی اور ابن تیمیہ کو بے دین و گمراہ و زندیق قرار دیا۔

(13) شیخ شہاب الدین احمد بن یحییٰ الکلابی رحمہ اللہ (متوفی 733ھ) نے ابن تیمیہ کے رد میں پورا رسالہ لکھا اور اسے گمراہ قرار دیا۔ یہ رسالہ طبقات الشافعیہ میں موجود ہے۔⁽²⁾

(14) شیخ نور الدین بکری رحمہ اللہ ابن تیمیہ کے ہم عصر تھے انہوں نے بھی علامہ ابن تیمیہ کے خلاف "الرد علی الکبیری" نامی رسالہ لکھا۔

(15) مشہور محدث و مؤلف "دراسات اللیبیب" شیخ محمد معین سندس رحمہ اللہ نے بھی ابن تیمیہ کو گمراہ اور بے دین قرار دیا۔

(16) شیخ برہان الدین فزاری رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ کی تکفیر کا فتویٰ لکھا اور اس سے علامہ قاضی شہاب الدین ابن جہل رحمہ اللہ نے اتفاق کیا پھر مالکی فقہاء اور قاضی القضاۃ بدر الدین جماعہ رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ کو ضال اور مبتدع قرار دیا۔⁽³⁾

(17) حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے اپنی طبقات میں امام زہبی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

"حافظ ابن تیمیہ وہ عیار تھے لکھ گئے کہ جن کو لکھنے کی اولین و آخرین میں سے کسی نے جرات

(1) منہج المقال 50

(2) طبقات الشافعیہ از شیخ تاج الدین سبکی

(3) دفع الشیخ الحق الدین الحصنی م 829

نہیں کی ہے وہ سب تو ان تعبیرات سے خوفزدہ ہوئے لیکن ابن تیمیہ نے جسارت کی حد کر دی کہ وہ ان کو لکھ گئے۔^(۱)

(18) حافظ ابن دقین العیدمالکی رحمہ اللہ (702ھ) کا دور علامہ ابن تیمیہ کے تفردات کا ابتدائی دور تھا آپ ان کے ہم عصر تھے آپ نے بھی ابن تیمیہ کا رد کیا۔⁽²⁾

(19-20) قاضی القضاۃ شیخ نجم الدین شافعی رحمہ اللہ (متوفی 721ھ)، شیخ شمس الدین محمد بن عدلان شافعی رحمہ اللہ (متوفی 740ھ) جیسے لوگوں نے ابن تیمیہ کی تفصیل کی۔⁽³⁾

(21) شیخ صدر الدین ابن الوکیل رحمہ اللہ (متوفی 741ھ) اپنے دور کے عظیم محقق اور مناظر تھے آپ نے بھی علامہ ابن تیمیہ سے مسائل متفرکہ میں شدید اختلاف کیا اور پھر ان سے مناظرہ بھی کیا۔⁽⁴⁾

(22) مشہور مناظر شیخ محمد بن عبد الرزیم بن محمد صفی الدین ہندی شافعی رحمہ اللہ (متوفی 715ھ) نے ابن تیمیہ سے مسائل متفرکہ پر مناظرہ کیا اور انہیں گمراہ قرار دیا۔⁽⁵⁾

(23) علامہ فخر الدین قرطبی شافعی رحمہ اللہ نے "نجم المہتدی ورجم المعتدی" نامی کتاب میں حافظ ابن تیمیہ کا رد لکھا اور اس میں علامہ ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات اور ان کی بابت ان کے مخالفین کی مکمل آراء درج کی ہیں۔^(۱)

(1) السیف الصیقل ص 63

(2) براہین الكتاب والسنة للشيخ سلامہ بن محمد قضاعی ص 231

(3) الدرر الكامنه جلد اول • السیف الصیقل فی الرد علی ابن زقیل لامام تقی

الذین السبکی صفحہ 55

(4) الدرر الكامنه فی اعیان الانعمہ الثامنہ 2/56 لابن حجر

(5) الدرر الكامنه 2/19 لابن حجر العسقلانی

(24) علامہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ السرواف ابن جہیل شافعی رحمہ اللہ

(م 733) آپ اپنے وقت کے شافعی علماء کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ کے نظریہ، نزول باری تعالیٰ اور "استویٰ علی العرش" کا شدید رد کیا اور علامہ ابن تیمیہ کے خلاف "الرد علی ابن تیمیہ فی خبر الجہۃ" نامی رسالہ لکھا۔

(25) علامہ شیخ علاء الدین بخاری رحمہ اللہ (متوفی 741ھ) نے فتویٰ دیا کہ جو شخص ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہے وہ کافر ہے۔⁽²⁾

(26) علامہ شیخ تقی الدین حسنی دمشقی رحمہ اللہ (م 829) نے ابن تیمیہ کے خلاف کتابیں لکھیں اور تکفیر کا فتویٰ دیا۔⁽³⁾

(27) مشہور محدث شیخ محمد بن سلامہ قضاہی شافعی رحمہ اللہ (متوفی 1270ھ) نے ضمیمہ

کتاب "براہین الکتاب والسنة" ابن تیمیہ کے تفردات و عقائد باطلہ کے رد میں لکھی ہے۔

(28) حضرت مولانا مفتی محمد صدر الدین دہلوی حنفی رحمہ اللہ آپ نے علامہ ابن تیمیہ کے

تفردات و نظریات سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ایک کتاب "منتہی العقال فی

شرح حدیث لا تشد والرجال" تحریر فرمائی اور اس میں علامہ ابن تیمیہ کا رد کیا۔

(29) شیخ ابوصامد بن مرزوق رحمہ اللہ آپ نے برآۃ الاشعریین، العتب المفید

علی ہدی الزرعی الشدید، النقد المحکم وغیرہ کتابوں میں علامہ ابن تیمیہ کا رد کیا

ہے۔

(1) براہین الکتاب صفحہ 186

(2) الدرر الكامنة از ابن حجر۔ الرد والافر

(3) طبقات الشافعیہ 9/16

(30) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کی تفصیل کی حکایت اور ان کے عقائد و نظریات کے حق و ناحق ہونے کا قول کیا۔⁽¹⁾

(31) مشہور محدث علامہ ابراہیم بن احمد بن عیسیٰ بن یعقوب الشیبلی الاشعری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 741ھ) بھی ابن تیمیہ کے مخالفین میں سے تھے اور ہمیشہ ابن تیمیہ کا رد کرتے رہے۔⁽²⁾

(32) شیخ احمد بن ابراہیم السردجی رحمۃ اللہ علیہ (م 710ھ) بھی ابن تیمیہ کے شدید مخالفین میں تھے اور ابن تیمیہ کی کتب کا رد کیا۔⁽³⁾

(33) علامہ علی بن محمد بن خطاب الباجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 714ھ)۔

(34) علامہ شیخ حسن بن احمد بن محمد حنین رحمۃ اللہ علیہ

(35) علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 865ھ)

(36) علامہ شیخ محمد عثمان البورجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 2168)

(37) علامہ شیخ قاضی زین الدین بن مخلوف مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 718ھ

جیسے لوگوں نے بھی ابن تیمیہ کے رد میں کتابیں لکھیں اور ان کی تفصیل کی اور ان کی تکفیر کی حکایت کی۔⁽⁴⁾

(38-39) شیخ عبد العزیز النہراوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علامہ ابن رافع رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرات

بھی ابن تیمیہ کی تردید کرنے والے تھے۔⁽¹⁾

(1) ابن تیمیہ لابن زہرہ مصری

(2) الدرر الكامنه 1/4

(3) الدرر الكامنه 1/28

(4) منتهی المقال صفحہ 54

(40) مشہور محدث اور فقیہ شیخ ابن جملہ رحمۃ اللہ علیہ آپ نے بھی حافظ ابن تیمیہ کا رد کیا اور کتاب لکھی۔⁽²⁾

(41) علامہ محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی نے بھی ابن تیمیہ کے عقیدہ تجسیم واستقراء علی العرش کا زبردست رد کیا ہے۔⁽³⁾

(42) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے عقیدہ کہ "زیارت رسول کے لئے سفر کرنا حرام اور ممنوع ہے" کے بارے میں لکھا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور توہین کا مرتکب ٹھہرے گا۔ اور لکھا کہ ابن تیمیہ نے یہ ایسی گندی بات لکھی ہے کہ جس کی گندگی سات سمندروں کے پانی سے بھی نہیں دھوئی جاسکتی۔⁽⁴⁾

(43-45) قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحمان قزوینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م 735ھ) علامہ علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی رحمۃ اللہ علیہ (م 729ھ) اور سیف الدین ابوبکر بن عبد اللہ الحریری رحمۃ اللہ علیہ (م 747ھ) جیسے لوگ جو کہ علامہ ابن تیمیہ کے حمایتی، ان کی تعظیم کرنے والے اور ان کی طرف سے رد کرنے والے تھے۔ لیکن بعد ازاں یہ لوگ ان کی تردید میں کمر بستہ ہو گئے۔⁽⁵⁾

(46) شیخ محمد عہدہ مشہور مفسر اور عالم ہیں آپ نے علامہ ابن تیمیہ کے تفرد "عرش کو قدم نوعی حاصل ہے" پر ان کا رد کیا ہے۔

(1) منتہی المقال ص 53

(2) منتہی المقال ص 54

(3) روح المعانی 16/152

(4) منتہی المقال صفحہ 52

(5) الدرر الكامنه 3/26

(47) علامہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ کے نظریات کو مردود قرار

دیا۔ اور ان کے تفردات کا رد بھی کیا۔^(۱)

(48) علامہ مفتی محمد سعید رحمہ اللہ آپ نے "التنبیہ بالتنزیہ" نامی کتاب علامہ ابن

تیمیہ کے رد میں لکھی ہے۔

(49) علامہ شوکانی، غیر مقلدین حضرات کے مدوح و ممتوح ہیں انہوں نے اپنی کتاب

"الدور النضید" میں علامہ ابن تیمیہ کا بہت سے مسائل میں رد کیا ہے۔

(50) نواب صدیق حسن خان بھوپالی، یہ غیر مقلدین حضرات کے مجدد ہیں یہ لکھتے ہیں کہ

میں حافظ ابن تیمیہ کو معصوم نہیں سمجھتا بلکہ ان کے بہت سے مسائل اصلیہ و فرعیہ کا مخالف

ہوں۔⁽²⁾

(51) مولانا انور شاہ صاحب کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

اگرچہ ابن تیمیہ جہاں علم میں سے ہیں مگر بایں ہمہ وہ اگر مسئلہ استواء علی العرش کو لے کر یہاں

آنے کا ارادہ کریں گے تو اس درمگاہ میں ان کو گھسنے نہ دوں گا۔⁽³⁾

(52) علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوری نے معارف السنن جلد 6 میں ابن تیمیہ کے شذوذ

کا رد کیا ہے یہ علامہ ابن تیمیہ کے مخالفین کی مختصر فہرست ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ

علامہ ابن تیمیہ کے متاجی ان کے مخالفین کے مقابلے میں آنے میں نمک کی مثال ہے۔

اس کے علاوہ متاخرین دہلی علم نے بھی علامہ ابن تیمیہ کے تفردات کے باعث ان کی شدید

(1) فتاویٰ عزیزی صفحہ 342

(2) بحوالہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد 4/413

(3) حیات انور ص 330 از قارئین طیب صاحب دیوبند

الفاظ میں نکیر کی ہے اور حسب استطاعت ان کے نظریات کا ردِ بلخ بھی فرمایا ہے اور ماضی قریب کے بے شمار علماء نے علامہ ابن تیمیہ کا شدید رد کیا ہے مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے "علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء" بڑے شستہ لہجے میں لکھی ہے۔

اتنے مشاہیر محدثین، علماء، ائمہ کی طرف سے ابن تیمیہ کی تکفیر و تزییل و تردید کے باوجود انہیں شیخ الاسلام و المسلمین قرار دینا اور پھر دیگر چند لوگوں کا سہارا لے کر ابن عربی رحمہ اللہ کی تکفیر کرنا اور نظریہ وحدۃ الوجود کو شرک قرار دینا شریعت کے مقابلے میں نفس و ہوا پرستی اور سراسر بے لگامی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اور یہ اخلاق کریمانہ کی کون سی قسم ہے؟

مجھے کسی دلدار کے جواب کا انتظار رہے گا

وہابی مناظر ڈاکٹر طالب الرحمن (تقریر نمبر 2)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

دیکھیں یہ میرے پاس قنوی ثنائیہ موجود ہے اس کا صفحہ 308 ہے۔ سوال ہوتا ہے احد اور احمد میں کتنا فرق ہے جواب دیا ہے یہاں ثناء اللہ امرتسری صاحب نے احد اور احمد میں فرق کا جو سوال ہے یہ سورۃ قل هو اللہ احد کے صراحتاً خلاف ہے اور آیت وما محمد الا رسول وغیرہ آیات کی صریح تکذیب ہے اور آیات قرآنیہ کی تکذیب سراسر کفر ہے پس ایسا عقیدہ صریحاً کفر ہے۔

آپ نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کیا تھا یہ میرے پاس ہے حجة اللہ البالغہ صفحہ 10 عبارت یہ ہے "وانا بوی من کل مقالات" یعنی میں نے جتنے حوالے پیش کئے ہیں جو اللہ کے قرآن اور رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف پیش کئے ہیں میں بری ہوں۔

مناظر اہل سنت: کتاب کا نام؟

وہابی مناظر: حجة اللہ البالغہ صفحہ 10

مناظر اہل سنت: برائے مہربانی آگے عبارت پوری پڑھیں۔ شاہ صاحب نے کہاں کہا ہے کہ میں فلاں فلاں باتوں سے رجوع کرتا ہوں۔

وہابی مناظر: دیکھیں یہ مجھے ڈسٹرب کر رہے ہیں۔

مناظر اہل سنت: بھائی اس میں ڈسٹرب کرنے والی کیا بات ہے۔ آپ حوالہ پورا پیش کریں فراڈ نہ کریں۔

وہابی مناظر: (شاہ ولی اللہ کی بات چھوڑ کر نئی بات کرتے ہوئے) انہوں نے جو کہا تھا وہ حدیث آئی ہے: "ان الله تعالى خلق آدم على صورته" یہ ان کے امام احمد رضا کی کتاب فتاویٰ رضویہ جلد 27 صفحہ 43 پر اسی حدیث کو پیش کر کے کہتے ہیں: بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا حضور سے یہ عرض ہے۔ کہ یہ حدیث ہے یا قول؟

اس کا جواب دیتے ہیں: یہاں پر ضمیر آدم کی طرف ہے یعنی آدم کو ان کی کامل صورت پر بنایا ان کا قد ساٹھ ہاتھ ہے۔

یہ حدیث کی تشریح جو بیان ہوئی ہے اور ہم نے حوالہ پیش کیا تھا اس میں یہ تھا کہ احمد اور احمد میں کوئی فرق نہیں احمد بھی وہی ہے احمد بھی وہی اور یہ کہنا کہ یہ ان کی شان ہے پہاڑ کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے، جانور کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے لیکن کوئی عقیدہ یہ رکھ لے کہ:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں

یہ عقیدہ اور ہے، ابراہیم نے کہا تھا "ہذا ربی" سورج میں اللہ کی نشانی دیکھی۔ آپ پہاڑ دیکھو، جانور دیکھو اس میں اللہ کی نشانیاں دیکھو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: "افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت"۔

آپ اونٹ کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو کیسے پیدا کیا اس کی طرف دیکھو یہ اللہ کی شان کو بیان کیا جا رہا ہے یہ اللہ کی شان ہے کہیں اونٹ ہے اور کہیں گھوڑا ہے مگر یہ کہتا ہے:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں

اور پھر یہ دیکھو بایزید سے فرمایا آپ کہتے ہیں "سبحانی ما اعظم شانی" فرمایا حاشا میں نہیں کہتا کہا کہ آپ ضرور کہتے ہیں ہم سب سنتے ہیں فرمایا جو ایسا کہے وہ واجب التحمل ہے جو کہے "سبحانی ما اعظم شانی" وہ واجب التحمل ہے میں تمہیں بخوشی اجازت دیتا ہوں آپ جب مجھے ایسے کہتا سنو بے دریغ خنجر مار دو وہ جب خنجر لیکر منتظر رہے یہاں تک کہ حضرت پر جھگی وارد ہوئی وہی سنتے میں آیا "سبحانی ما اعظم شانی" مجھے سب بیہوش سے پاکی ہے میری شان کیا ہی بڑی ہے وہ لوگ چاروں طرف سے خنجر لیکر دوڑے اور حضرت پر وار کیا جس نے حضرت کو جس جگہ پر خنجر مارا تھا اس کو اسی جگہ پر لگ گیا۔ اب یہ کہتے ہیں بایزید بسطامی صوفی بزرگ تھے غلطیات کی باتیں ہیں یہ سکر دمستی کی باتیں ہیں اب بایزید نے کہا میں نہیں کہتا دعویٰ کہتا ہے۔ جس کی شان ہے تجربہ کر کے دیکھ لو انہوں نے تجربہ کیا، خنجر مارے۔ کس کو؟ بایزید کو۔ بایزید اگر انسان ہوتا خنجر لگ جاتا خنجر نہیں لگا بلکہ ان کو لگا جنہوں نے خنجر مارا تھا کیونکہ اس وقت بایزید بسطامی خود اللہ بن گئے تھے (استغفر اللہ) اور حضرت پر خراش بھی نہ آیا جب آفاقہ ہوا تو دیکھا سب زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ بلکہ وہی کہتا ہے یہ دوسری کتاب مناظرہ جہنگ صفحہ 284 اس پر مولوی کہتا ہے۔ خیال مصطفیٰ خیال خداوند تعالیٰ ہے ان کا دیدار دیدار خداوند تعالیٰ ہے۔^(۱) (استغفر اللہ) یعنی جس نے نبی کو

(۱) اس عبارت کو بھی وہاں مناظرہ گستاخی ثابت کرنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن میں ہے "من یطع

الرسول فقد اطاع اللہ" جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی۔ اب اطاعت رسول، اطاعت پروردگار ہے یونہی حدیث ہے فرمایا: "ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورة الرحمن" (کنز العمال 1/126، فیض القدیر 1/509) اللہ تعالیٰ نے آدم کو رحمان عزوجل کی صورت پر پیدا کیا اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "من رانی فقد رانی الحق" جس نے مجھے

دیکھا۔

تیسری کتاب اسرار حقیقی سلطان باہو کی کہتے ہیں نبی کریم فرماتے ہیں انا احمد بلائیم میں احمد ہوں
بغیر یم کے یعنی احد ہوں۔

چوتھی کتاب "بہشتی دروازہ باغ الجنۃ فرید الدین گنج شکر" صفحہ 32 کہتے ہیں:
"اللہ اللہ کہو اللہ بن جاؤ گے" (۱) (استغفر اللہ) (وقت ختم)

دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔ اب ان روایات کے پیش نظر یہ کہنا کہ خیال مصطفیٰ ﷺ خیال خداوند تعالیٰ
ہے تو اس میں شرک و کفر والی کون سی بات ہے اگر یہ شرک ہے تو پھر مذکورہ روایات کے بارے میں
اور ان روایات کو بلا تکثیر ذکر کرنے والوں کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

(۱) یہاں پر بھی یہ کلام ایک صوفی کا ہے اس کی بھی حسب قاعدہ تاویل کریں گے اور اس کی
تاویل یہ ہے کہ یہ کلام حذف مصاف کے ساتھ ہے یعنی محبوب اللہ بن جاؤ گے۔

مناظر اہل سنت (جوابی تقریر نمبر 2)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

میں انتظامیہ کے دوستوں سے کہوں گا کہ ان کی بات کو نوٹ کریں، اگر میں چاہتا تو مولوی صاحب کو دو منٹ بھی نہ چلنے دیتا آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری طرف سے کوشش ہو رہی ہے کہ مناظرہ صحیح طریقے سے آگے چلے۔

ہماری شرائط میں یہ بات طے ہے کہ جب فریق مخالف جواب میں انہی طرح کی عبارت پیش کر دے تو پھر اس عبارت پر بحث نہ ہوگی، آپ نے ثناء اللہ امرتسری کے فتاویٰ ثنائیہ سے پڑھا کہ وہ لکھتے ہیں کہ احد اور احمد میں کیا فرق ہے۔ تو عرض ہے کہ میں نے تفسیر ثنائی کا حوالہ پیش کیا تھا اور تفسیر ثنائی کس کی تھی، آپ کے اہل حدیث مناظر اعظم کی۔ آپ تفسیر ثنائی کے جواب میں فتاویٰ ثنائیہ پیش کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ آپ کے علماء ایک کتاب میں شرک کرتے ہیں اور ایک میں ٹھیک لکھتے ہیں۔

مولوی صاحب! میٹھا میٹھا ہپ ہپ کوڑا کوڑا ٹھوٹھو۔۔۔ یہ نرالی منطق ہے۔

مسلمانو، سنو! آپ نے سنا ہے مولوی صاحب نے جتنی عبارت پیش کی ہیں وہ ساری غلبہ حال اور سکر و مستی میں ڈوبے ہوئے صوفیاء کی پیش کی ہیں اور صوفیاء کے بارے میں میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت پیش کر چکا ہوں۔ اور پھر یہ ان کے اہل حدیثوں نے بھی لکھا ہے کہ صوفیاء عشق الہی میں ایسے مست الست ہوتے ہیں کہ وہ گھوڑے کو بھی خدا کہہ دیتے ہیں، صوفیاء کو اجسام مادیہ میں خدا نظر آتا ہے۔ (تفسیر ثنائی)

اور پھر انہوں نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر الزام لگایا اور کہا کہ وہ کہتے ہیں وہ خدا بن جاتا ہے۔ یہاں مولوی صاحب نے یہودیوں والا کام کیا ہے پہلی عبارت پڑھی ہی نہیں اصل میں امام احمد رضا علیہ السلام فرماتے ہیں قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"فلما اتھا فودی — الایۃ"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے آپ کو درخت میں سے آواز آئی۔ "انی انا اللہ رب العالمین"۔ اے میرے موسیٰ علیہ السلام میں اللہ ہوں جو سارے عالموں کا رب ہوں۔

اب دیکھیں آواز کس سے آئی تھی؟ درخت سے۔ اب سنو امام احمد رضا علیہ السلام فرماتے ہیں اگر درخت میں سے اللہ بول سکتا ہے تو نبی علیہ السلام کے منہ سے بھی اللہ بول سکتا ہے، بات تو اتنی سی تھی اور تم نے بنگلہ بنا ڈالا کہ امام احمد رضا علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کو خدا کہہ دیا ہے، عالم انسان جھوٹ بولا ہے اور اتنا بڑا ظلم اور الزام؟

اب دیکھو ان کے مجدد اور امام ثواب صدیق حسن بھوپالی صاحب، صوفیاء کی اس طرح کی باتوں کے بارے میں اپنی کتاب "تاج المکمل" صفحہ 176 پر لکھتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ:

"قبول کلامہ الموافق لظاہر الکتاب والسنة وتاویل کلامہ الذی ینتخلف ظاہر ہما تاویلہ بما یستحسن من المحامیل الحسنۃ وعدم التفوہ فیہ بما لا یلیق باہل العلم والہدیٰ"۔

یعنی ہمارے علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو کلام صوفیاء کا شریعت کے موافق ہو گا اس کو مان لیں گے اور جو شریعت کے مخالف ہو گا اس کی اچھے معانی سے تاویل کریں گے اور ان کو بچائیں گے، کفر کے فتوے نہیں لگائیں گے۔

ظالم انسان تیرا بابا کہہ رہا ہے کہ انہیں بچائیں گے اور تو ہے کہ اولیائے کرام کو کافر کہہ رہا ہے۔ حالانکہ اپنی تفسیر ثنائی پڑھو، تفسیر ثنائی والا کہتا ہے اجسام مادیہ کے اندر خدا نظر آتا ہے۔ کس کو نظر آتا ہے جس کی عشق کی آنکھ ہو۔

پھر آپ نے کہا تھا "خلق آدم علی صورته" والی بات تو یہ میرے پاس آپ کے مقتدر عالم صلاح الدین یوسف صاحب کی تفسیر ہے اور یہ وہ تفسیر ہے جو سعودیہ والے حاجیوں میں مفت بانٹتے ہیں اور اس میں اتنے غلط عقیدے لکھے ہوئے ہیں کہ میں اپنے سننے والوں سے کہوں گا کہ آج کے بعد اگر کوئی پانچ سو روپے اپنے پاس سے دیکر بھی یہ تفسیر تمہیں پڑھنے کو دے تو مت پڑھو۔

اب دیکھیں اس میں وہ سورۃ التین:
 "والتین والزیتون و طور سینین و ہذا البلد الامین و لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"۔

صلاح الدین یوسف اس کی تفسیر میں لکھتا ہے: یہ انسان اللہ ﷻ کی قدرت کا مظہر ہے۔ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے نبی پاک ﷺ کو کہا تھا کہ وہ مظہر احدیت ہیں تو کیا فتویٰ لگایا تھا مولوی صاحب نے؟۔۔۔ کفر کا۔

یہ صلاح الدین یوسف صاحب کہہ رہے ہیں کہ عام انسان اللہ ﷻ کی قدرت کا مظہر ہے اور اس کا پر تو ہے (یعنی سایہ ہے) اور بعض علماء نے اس حدیث کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ جس میں ہے "ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورته" یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا انسان کی پیدائش میں ان تمام چیزوں کا اہتمام ہی احسن تقویم ہے جس کا ذکر اللہ ﷻ نے تین قسموں کے بعد فرمایا۔

مولوی صاحب! اب جواب آیا "ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورته" کا یا نہیں آیا۔
 اب لوگو! اور فیصلہ کرو ان کا مولوی کہتا ہے عام انسان اللہ ﷻ کی قدرت کا مظہر ہے:
 "اے ام تو اڑے جیاں بوتھیاں اللہ ﷻ کا مظہر ہو سکدیاں نیں تے رب دار رسول ﷺ اور حامظیر کیوں نہیں ہو سکدا"۔

یعنی اگر تم جیسے لوگ اللہ ﷻ کی قدرت کا مظہر ہو سکتے ہیں تو رب کا حبیب ﷺ کی قدرت کا مظہر کیوں نہیں ہو سکتا۔

سنو! یہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کا نمائندہ بول رہا ہے ہر سید حسین الدین شاہ صاحب کا شاگرد بول رہا ہے۔ جن کی صورت بھی حسین ہے اور سیرت بھی حسین۔ اور وہ ایک نمبر سید ہیں اور ان دہلیوں کے تو شجرے ہی دو نمبر ہیں۔ نذیر حسین دہلوی کو یہ سید لکھتے ہیں اور لکھا کتاب "تحریک اہل حدیث" صفحہ 323 پر کہ یہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور اسی طرح ان کی اور بھی بے شمار کتب میں لکھا ہے اور ان کے امام ابن تیمیہ صاحب اپنی کتاب "منہاج السنہ" جلد 2 صفحہ 577 پر لکھتے ہیں کہ:

"امام حسن عسکری علیہ السلام لا ولد کزری ہیں اب انہوں نے نذیر حسین دہلوی کو جس کا بیٹا بنایا ابن تیمیہ لکھتے ہیں ان کی اولاد ہی نہ تھی"۔^(۱)

وہابی صدر مناظرہ: بھائی اس حوالے کا ہمارے مناظرے سے کیا تعلق ہے؟

(۱) اپنا نسب بدلنا حرام کام ہے حدیث پاک ہے: "من انتسب الی غیرابیہ او تولى غیر موالیہ فعلیہ لعنة الله والملائكة والناس اجمعین"۔ (ابن ماجہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ غیر کی طرف منسوب کیا (نسب بدلا) یا کسی نے اپنے آپ کو اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کا غلام ظاہر کیا اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ علامہ البانی لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور مسلم شریف کی روایت ہے: جس نے جان بوجھ کر اپنا نسب بدلا اس پر جنت حرام ہے۔ (مسند احمد 1/283 مسلم) اور علامہ ابن تیمیہ فتاویٰ جلد 16 صفحہ 231 پر لکھتے ہیں: نسب بدلنے والا کافر ہے۔ اور ابن جریر سے بھی اسی طرح کے الفاظ مذکور ہیں کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے کو منسوب کیا (نسب بدلا) وہ کافر ہے۔ (کنز العمال)۔ اسی طرح ڈاکٹر طالب الرحمن اپنی کتاب "آئیے حقیقہ دیکھیں" صفحہ 182 پر لکھتے ہیں: جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس نے کفر کیا۔

مناظر اہل سنت: آگے چل کر بتاؤں گا کہ کیا تعلق ہے (مطلب یہ تھا کہ تم نے جو جان بوجھ کر نسب بدلا ہے تمہارے امام کے فتویٰ کے مطابق یہ بھی کفر ہے)۔

وہابی صدر مناظر: ٹائم روک دیں بھائی یہ کیا ہے۔

مناظر اہل سنت: بھائی میں بتانا چاہ رہا تھا کہ یہ لوگ غدیر حسین دہلوی کو جس کا بیٹا بتانا چاہ رہے ہیں وہ تو ان کے امام کے کہنے کے مطابق لاد لہ تھے۔

چوہدری امتیاز صاحب: اس حوالے کو چھوڑیں۔

مناظر اہل سنت: چلیں ٹھیک ہے میں آگے چلتا ہوں آپ نے سنا کہ طالب الرحمن صاحب نے صوفیاء کے اشعار پڑھ کر بات پوری کی حالانکہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ "تاج المکمل" والا ان کا امام بھوپالی کہتا ہے کہ صوفیاء کی باتوں پر فتویٰ نہیں لگایا جاتا کیونکہ وہ عشق الہی کے حال میں ہوتے ہیں جو دنیا کے عشق میں عاشق ہوں یا مجتوں ہوں ان کو سمجھ میں کچھ نہیں آتا تو جو اللہ ﷻ کے عشق میں ڈوبا ہوا ہو اس کو کیا سمجھ آئے گا کہ میں کیا کہتا ہوں۔ لگاؤ فتویٰ اپنے امام پر اور کہو کہ یہ جھوٹا ہے، شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہو کہ وہ جھوٹا ہے اور ساتھ تمہیں فتویٰ لگانا پڑے گا۔

رعی بات تم صوفیاء کے شعر پڑھتے ہو آؤ میں بھی ایک شعر تمہیں سناتا ہوں آپ کے فتاویٰ ثنائیہ میں ہے:

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا

اہل حدیث مناظر: آپ صرف جواب دیں۔

مناظر اہل سنت: یہ جواب ہی تو ہے یہ جواب ہے آپ کے پڑھے ہوئے صوفی کے شعر کا، ادھر شعر لکھا صوفی نے صاحب حال نے اور ادھر یہ شعر لکھا ان کے مناظر ثناء اللہ صاحب کا جو کہ ان کے عالم ہیں اور وہ لکھتے ہیں:

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے منم میں جلوہ پایا تیرا
دھری نے کیا دھر سے تجھے تعبیر انکار کسی سے نہ بن آیا تیرا

مولوی صاحب! آپ کے لوگ لکھتے ہیں کہ بتوں میں خدا ﷻ نظر آتا ہے تو اگر بتوں میں خدا ﷻ نظر آتا ہے تو کیا صورت محمد ﷺ میں خدا ﷻ کے جلوے نظر نہیں آسکتے۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں ان دہائیوں کے پاس سوائے صوفیاء کی باتوں کے کچھ نہیں یہ ساری صوفیاء ہی کی باتیں انہیں گی۔

اگلی بات سنو! یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں صوفیاء کی جو اس طرح کی خلاف شرع باتیں ہوتی ہیں ان کو "شطہ حیات" کہتے ہیں اور شطہ حیات صوفیاء سے اس وقت صادر ہوتی ہیں جب وہ غلبہ عشق میں ہوتے ہیں اور ان پر فتویٰ نہیں لگتا اور ہاں مولوی صاحب آپ نے کفر و شرک کی تعریف ابھی تک نہیں کی آپ پہلے کفر و شرک کی تعریف کریں۔ (ڈاکٹر طالب الرحمن صاحب نے پورے مناظرے میں شرک کی تعریف نہیں کی۔ (وقت ختم)

وہابی مناظر (تقریر نمبر 3)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

یہ ہے احمد رضا خان کی کتاب فتاویٰ رضویہ جلد 15 صفحہ 276 کہتے ہیں: بندے کو تو خدا کہوں، اس کو کیا کہوں، بندے کو بندہ نہ خدا کو خدا کہوں۔ یہ ایک سوال ہے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ صورت مذکورہ میں زید یقیناً کافر اور مرتد ہے۔ بندے کو خدا کہنے والا احمد رضا خان کے نزدیک کافر و مرتد ہے۔ یہی ان کا مولوی سید احمد سعید کاظمی جس کے آگے رحمت اللہ علیہ لکھا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں یہ جتنی بھی عبارات ہیں وحدۃ الوجود سے تعلق رکھتی ہیں لہذا ان کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ احمد رضا خان کہتا ہے کہ یہ کافر اور یہ سید احمد سعید کاظمی کہتا ہے کافر نہیں ہے اس کا معنی یہ ہوا کہ ایک آدمی ضرور کافر ہے دونوں میں سے۔⁽¹⁾

(1) یہاں بھی اہل حدیث مناظر کی دلیل باطل ہے اس لئے کہ جہاں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ سے سوال ہو رہا ہے وہاں "وحدۃ الوجود" کا کوئی ذکر نہیں وہ صرف ظاہری کلام پر سوال ہے۔ لہذا اعلیٰ حضرت بریلوی کا جواب بالکل درست ہے اور علامہ احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجود پر مبنی عبارات کا دفاع کیا ہے لہذا وہابی مناظر کے مقدمات دلیل درست نہ ہیں۔ اس لئے کہ اگر کوئی صاحب حال خلاف شرع بات "وحدت الوجود" کے نظریے کی بناء پر کہتا ہے تو اس کی شخصیت اور حالت کی بناء پر اس پر فتویٰ نہ دیں گے البتہ کوئی عام شخص اس طرح کی بات کرے کہ جس کی ظاہری حالت بالکل درست ہو تو اس کے کلام کے باعث اس پر فتویٰ دیا جائے گا۔ اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے عام شخص کے حوالے سے فتویٰ دیا اور ان کا یہ فتویٰ دینا درست ہے اور اسی طرح سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کا کہنا بھی درست ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی عالم دین نماز کے حوالے سے یہ

ایک ہے اللہ تعالیٰ کی شان کا بلند ہونا وہ ہر چیز میں ہے میرے پاس قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ جو آیت انہوں نے پیش کی تھی جس میں شجر سوئی سے آواز آئی یہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کی کتاب "عقائد حنفیہ" ص 483 ہے ان کی اس کتاب میں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ یہ کتابہات میں سے ہے اور جو کتابہات کے پیچھے چلے اللہ کہتا ہے وہ گمراہ ہے۔

یہ وحدۃ الوجود کے بارے میں "الدین الخالص" نواب صدیق حسن خاں کی کتاب ہے وہ لکھتے ہیں، وحدۃ الوجود کا ذکر کرتے ہوئے ص 31 پھر 32 پر وہ لکھتے ہیں وحدۃ الوجود کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کا یہ عقیدہ ہو وہ پکا مشرک ہے۔

سنی مناظر: کون مشرک ہو گا۔

اہل حدیث مناظر: جو وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھے گا یہ ہے ہمارا عقیدہ۔^(۱) آؤ جناب یہ خواجہ غلام فرید ان کے مذہب کی کتاب اس میں لکھا ہے، اس کے بعد اہل ہندو یعنی ہندوؤں کے مذہب کا ذکر ہونے لگا آپ نے فرمایا کہ ہندو کا مذہب قدیم مذہب ہے اور باقی مذہب اس کے بعد وجود میں آیا کیونکہ یہ مذہب حضرت آدم علیہ السلام کا تھا، استغفر اللہ آدم علیہ السلام کو ہندو بنا دیا۔

فتویٰ دے کہ قیام کے بغیر فرض نماز ناجائز ہے۔ اور ایک دوسرا عالم معذور شخص کہ جو قیام پر قادر نہ ہو اس کو فتویٰ دے کہ آپ کا بغیر قیام کے بھی نماز پڑھنا درست ہے تو اب ان دونوں جوابات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ پہلا فتویٰ عام حالت کا ہے اور دوسرا خاص حالت کا اسی طرح اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فتویٰ عام حالت کا اور قبلہ کا علمی شاہ صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ خاص حالت کا۔

(۱) قارئین آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ اکابرین اہل حدیث نظریہ وحدۃ الوجود کو مانتے تھے اور میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے تو اس مسئلے پر مناظرے بھی کئے ہیں۔ اب اس جگہ وہابی مناظر کہ رہا ہے جو وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں سے انہوں کے قتل کا

سنی مناظرہ: جو حوالہ پیش کیا ہے کتاب کا نام بتائیں اور کتاب دے دیں۔ (کتاب دے دی گئی)۔ مقابیس العجالس - (۱)

اہل حدیث مناظرہ: پھر شروع ہوا یہ میری آرزو ہے۔

سنی مناظرہ: برائے مہربانی عبارت پڑھنے سے پہلے کتاب کا نام اور صفحہ بتادیں

اہل حدیث مناظرہ: "سبع سنابل" جس کی تعریف امام احمد رضا خان صاحب نے لکھی ہے۔ صفحہ 147 کہتے ہیں کہ میری یہ آرزو ہے کہ حضرت خضر سے ملاقات کروں اگر سرکار کے کرم سے ملاقات ہو جائے اور انتہائی ہندہ نوازی و سرفرازی ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کے یہاں مجلس قائم ہوگی تو اس وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی تمہائی کرتے ہیں۔ (۲)

(۱) کتاب "مقابیس العجالس" ایک سنی نامزدائی رائٹر کی کتاب ہے اور یہ ہرگز خواجہ

صاحب کی کتاب نہیں ہے اس کتاب کے حوالے سے تفصیل صفحہ 144 پر گذر چکی ہے۔

(۲) کتاب "سبع سنابل" میر عبد الواحد بکرائی کی ہے بے شک اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اس کتاب کے

کچھ حوالے اپنی تحریروں میں نقل کئے ہیں لیکن کسی کتاب کے کچھ حوالے نقل کرنے سے اس پوری

کتاب کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ نقل کردہ حوالوں کی ذمہ داری ہوتی ہے جس طرح تفسیر کشاف

ایک معترضی کی تفسیر ہے اور اس کے کئی حوالے خود غیر مقلدین دہلی حضرات کی کتابوں میں موجود

ہیں۔ لہذا کسی کتاب کا حوالہ نقل کر دینے سے پوری کتاب کی ذمہ داری عائد نہیں کی جاسکتی۔ اور دوسرا

اس عبارت کا جواب یہ ہے کہ حضرت خضر سے مراد مشہور حضرت خضر علیہ السلام نہیں ہیں جو خضر

موسیٰ علیہما السلام سے مشہور ہیں بلکہ اس خضر سے مراد "مناصب ولایت" میں سے ایک منصب ہے

اس لئے کہ "منصب ولایت" میں سے ایک منصب کا نام "خضر" ہے جس طرح غوث، قطب، ابدال

مناصب ولایت ہیں اسی طرح خضر ایک منصب ولایت ہے حضرت علامہ حافظ الحدیث امام ابن حجر

عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، "الاصابہ فی تعییز الصحابہ" میں فرماتے ہیں: "قول بعضهم ان لكل زمان خضراً وانه نقيب الاولياء وكلما مات نقيب اقيم نقيب بعده مكانه ويسمى الخضر وبذا قول تداولته جماعة من الصوفية من غير تكبير بينهم ولا يقطع مع هذا بان الذي ينقل عنه انه الخضر هو صاحب وموسى بل هو خضر ذاك الزمان"۔ یعنی بعض اولیاء کا قول ہے کہ ہر زمانے کے لئے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقيب اولیاء ہوتا ہے جب ایک نقيب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور نقيب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے (الاصابہ دار الفکر بیروت 2/53)۔ اب جبکہ یہ ثابت ہوا کہ خضر ایک مقام ولایت ہے اور ہر دور میں خضر ہوتا ہے اور یہ خضر ضروری نہیں کہ تمام اولیاء سے افضل ہو، درویش کا یہ کہنا کہ حضرت خضر، سلطان المشیخ کے مریدین کے جوتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ گستاخی نہیں بنتی کیونکہ ممکن ہے سوال و جواب میں خضر سے مراد خضر وقت ہو جو کہ نقيب اولیاء ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ حضرت محبوب الہی سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا خضر، ان کا خادم ہو اس لئے وہ ان کے دربار میں خدمت بجالاتا ہو۔ اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ کتاب میں تو خضر علیہ السلام مذکور ہے۔ تو علیہ السلام کا جملہ بتا رہا ہے کہ خضر سے مراد خضر موسیٰ ہی ہیں کہ جن کو بعض نے نبی بھی قرار دیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خضر کے ساتھ علیہ السلام یہ کتاب کا اضافہ بھی ہو سکتا ہے جس طرح اکثر کتاب محمد ارشد کے ساتھ بھی محمد پر "کائنات ڈال دیے ہیں جو کہ درد کی علامت کے طور پر لکھا جاتا ہے حالانکہ درد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جاتا ہے اور دوسرا یہ بھی کہ خیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کہنا بالکل جائز ہے جیسا کہ صحاح کی کتب میں کئی مقام پر اہل بیت اطہار کے لئے "علیہ السلام" کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ یہ دعائیہ جملہ ہے جس کا معنی ہے ان پر سلامتی نازل ہو، یہ دعا کسی بھی سو من کے لئے کی جاسکتی ہے۔ نیز اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعہ مذکورہ میں جوتوں کی صرف نگہبانی کا ذکر ہے وہاں یہ تفصیل نہیں کہ وہ حفاظت بطور خدمت تھی یا بطور شفقت۔ باپ یا استاد بچوں کو کسی دریا یا نہر میں تیرنا سکھانے کے لئے بھیجے اور خود کنارے پر بیٹھ کر ان کے کپڑوں اور جوتوں کی حفاظت کرے تو اس باپ یا استاد کا

اور پھر مفتی اقدار نعیمی لکھتا ہے۔

سنی مناظرہ: میری بات سن لیں اس عبارت کو پیش کرنے سے پہلے کم از کم مفتی اقدار کے خلاف فتاویٰ پڑھ لیتے۔

اہل حدیث مناظرہ: آپ کی کوئی حیثیت نہیں۔

سنی مناظرہ: اقدار نعیمی کوئی ہمارے اکابر میں سے نہیں ہم اسے نہیں مانتے۔

اہل حدیث مناظرہ: شرط ہے مناظرہ دو اشخاص یا افراد کے درمیان نہیں بلکہ دو مسلکوں کے درمیان ہے لہذا دونوں طرف سے کسی مناظرہ کا انفرادی موقف تسلیم نہیں کیا جائے گا سنی مناظرہ: اس کے ساتھ اگلی شرط پڑھو۔

اہل حدیث مناظرہ: سنو یا میری بات پوری ہونے دو۔ کسی مناظرہ کا انفرادی موقف تسلیم نہ کیا جائے گا بلکہ اس مسلک کے معتمد علیہ علماء کا نظریہ ہی جماعتی موقف قرار پائے گا۔ سنی مناظرہ: معتمد علیہ علماء کا لفظ لکھا ہے کہ قرآن و سنت کے علاوہ معتمد علیہ علماء کے اقوال و عبارات کو بطور حجت پیش کیا جائے گا جبکہ آپ غیر معتمد علیہ علماء کی عبارات پیش کر رہے ہیں۔

اہل حدیث مناظرہ: جب ہم کہہ رہے تھے عبدالمی دیوبندی تو تم نے کہا نہیں یہ تمہارا ہے شاہ اسماعیل کا کہا ہمارا نہیں تو تم نے کہا یہ تمہارا ہے۔

ان بچوں کے متاع کی حفاظت کرنا بطور خدمت کے نہیں بلکہ رحمت و شفقت اور نوازش و پرورش کے حوالے سے ہے۔ اسی طرح اگر واقعہ مذکور میں واقعی حضرت خضر سے مراد خضر موبی علیہ السلام ہوں تو تکہبانی سے مراد تکہبانی بطور خدمت نہیں بلکہ تکہبانی بطور شفقت لی جائے گی۔

سنی مناظر: ہم نے ثبوت دیئے آپ کی کتابوں سے کہ یہ تمہارا ہے اور آپ ہماری کتابوں سے ثبوت دے دو کہ اقتدار نعیمی ہمارے اکابرین میں سے ہے تو ہم بات نہیں کریں گے۔ وہ تو ہمارا ہم عصر ہے اور مسلک میں اس کی کوئی پوزیشن نہیں۔

اہل حدیث مناظر: یہ مفتی احمد یار نعیمی کا بیٹا ہے۔

سنی مناظر: بیٹے کی مسلک میں حیثیت کیا ہے۔

اہل حدیث صدر مناظر: پانچ جلدوں میں فتاویٰ نعیمیہ لکھا ہے۔

سنی مناظر: میں کہتا ہوں پچاس جلدیں لکھے، جلدیں لکھنے سے اکابر میں آجاتا ہے؟

مولوی سنو! اب پھر آپ کے مولوی عنایت اللہ اثری اور دوسرے مولوی جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زانیہ تھیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کا نام یوسف ہے، اور پھر یہ دیکھو کتاب نزل الابراہیم جس میں عبارت ہے —————

اہل حدیث صدر مناظر: بھائی آپ کیوں بول رہے ہیں۔

سنی مناظر: جب آپ غلط کتاب پیش کریں گے تو میں بھی آپ کے مولویوں کی اس طرح کی کتابیں پیش کروں گا۔

اہل حدیث صدر مناظر: چلو ہم یہ کتاب پیش نہیں کرتے۔

مناظرہ آرگنائزر: خاموش ہو جائیں یہ طے شدہ بات ہے۔

سنی مناظر: دیکھیں جی ہم نے ان کی کئی کتابیں پیش کی ہیں کہ شاہ اسماعیل تمہارا ہے اور پھر دلائل کے انبار لگائے۔

مناظرہ آرگنائزر: جی بالکل

سنی مناظر: دیکھیں یہ اس طرح وائیکیشن کر رہے ہیں اس طرح مناظرہ آگے نہیں چلے گا۔ اس طرح میں بھی آپ کے مولویوں کی کتابیں "عمیون زمزم و فزلی الابراہیم" جیسی کتابیں

پڑھوں گا تو دماغ ٹھکانے آجائے گا اس لئے معتمد علیہ علماء کی عبارات پیش کریں، اقتدار عیسائی کی کوئی حیثیت نہیں۔ دیکھیں میں نے نذیر حسین دہلوی کے سید نہ ہونے والا حوالہ دینا چاہا تو انہوں نے کہا چھوڑ دو تو ہم نے چھوڑ دیا۔

مناظرہ آرگنائزر: جی جی چھوڑ دیا۔

وہابی مناظر: ہم بھی چھوڑ دیتے ہیں بات تو سن لو یا رچوہری امتیاز صاحب!

آپ میری بات سنیں۔ جب ہم کہہ رہے تھے عبدالحی کا یہ باب ہے دوسرا باب عبدالحی کا ہے شاہ اسماعیل کا نہیں، عبدالحی حنفی ہے اہل حدیث نہیں کسی نے بھی اس کو اہل حدیث نہیں کہا۔ اس وقت معتمد علیہ علماء یاد نہیں رہے تھے۔ اب جب ہم پیش کر رہے ہیں۔ اس وقت ہم نے اسی لئے کہا تھا کہ رد کو یہ معتمد علیہ نہیں ہے یہ متنازع بھی نہیں ہے یہ ہمارا ہے ہی نہیں۔ شاہ اسماعیل کے بارے میں تو متنازع بات تھی کہ کوئی کہتا ہے دیوبندی ہے کوئی کہتا ہے اہل حدیث ہے تو متنازع ہو گیا اب عبدالحی تو پکا حنفی ہے۔

سنی مناظر: حنفی حنفی نہ کہیں یہ دیوبندیوں کا اور تمہارا بڑا ہے آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ سب عقیدے میں ایک ہی ہیں دیوبندیوں پر بھی ہمارا کفر کا فتویٰ ہے۔ لہذا حنفی حنفی کہہ کر ان کو ہمارے سرمت ڈالو۔ عبدالحی بذحانوی تمہارے اکابرین میں سے ہے۔

اہل حدیث مناظر: میں نے کہا تھا عبدالحی دیوبندی ہے اہل حدیث تو نہیں نا تو پھر اس کو ہمارے سر کیوں ڈالتے ہو۔

سنی مناظر: ہم نے تمہاری معتبر کتب سے ثابت کیا تھا کہ صراط مستقیم شاہ اسماعیل نے لکھی ہے اور وہ پکا اہل حدیث تھا۔ تم لوگ شاہ اسماعیل کے نام پر مدرسہ بنانا اس کے نام پر مساجد بناتے ہو پھر اب انکار کیسا۔

اہل حدیث مناظر: سن تو لیں۔ پہلا باب شاہ اسماعیل کا دوسرا تیسرا عبدالحی کا عبارت دوسرے باب کی پیش کیا ہے نا ہم نے کہا تھا یہ نہ اہل حدیث ہے نہ معتمد علیہ۔

کسی صدر مناظرہ: لیکن تمہاری بیس سے زائد کتابوں نے اس وسوسے والی عبارت کا دفاع کیا ہے اور انکار بھی ہے اور اس کا دفاع بھی ہے۔ (اتنی دیر فضول بھگڑے کے بعد اہل حدیث مناظرہ نے کہا کہ ٹائم شروع کریں)۔

دہالی مناظرہ: یہ دیکھو کتاب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کی ہے۔^(۱)

کسی مناظرہ: یہ بھی صوفی ہے۔

اہل حدیث مناظرہ: اس پر فتویٰ لگاؤ جیسے ہم نے فتویٰ لگایا تھا کہ عبدالحی پکا کافر۔ اب بھی کہتے ہیں پکا کافر۔ (سید احمد رائے بریلی پکا کافر)۔

یہ کتاب ہے اس میں وہ کہتے ہیں:

"حضرت یوسف علیہ السلام جب اس سے ملاقات کرنا چاہتے تو وہ کترا جاتی تب یوسف علیہ السلام نے زلف سے پوچھا وقت وہ تھا کہ تو میرے پیچھے پڑتی تھی میں آگے آگے بھاگا تھا اب میں تیرے پیچھے پیچھے بھاگا ہوں اور تو ملنے سے کہتا کرتی ہے۔"^(۲)

(۱) حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کی اپنی کوئی کتاب نہیں ہے کہ جس میں اس طرح کا کوئی واقعہ ہو بلکہ ان سے منسوب ان کے ملفوظات ہیں اور ملفوظات کے ذریعے صاحب ملفوظات پر طعن نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اکثر صوفیاء سے منسوب ملفوظات میں رطب و یابس کی بھرمار ہے اور ان کی کوئی تاریخی اور حقیقی حیثیت بھی نہیں۔

(۲) امراءۃ عزیز جس کے نام میں اختلاف ہے اور مشہور عوام "زلیخا" ہے بعض تفاسیر اور کتب میں موجود ہے کہ عزیز مصر کے انتقال اور توبہ کے بعد زلیخانے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے شادی کر لی تھی۔ اب جبکہ وہ آپ کی بیوی ہے تو بیوی خانہ کے درمیان اس طرح کا مکالمہ ہونا اور اس کا ذکر کر دینا گستاخی نہیں ہے دراصل اس طرح کے واقعات اسرائیلی روایات اور تفاسیر میں موجود

استغفر اللہ اس کفر سے۔

یہ کتاب ہے تاریخ بغداد ان کا امام جن کی یہ تقلید کرتے ہیں وہ کہتے ہیں امام ابی بکر کا امام ابلیس کا۔

سنی مناظر: تاریخ بغداد کس کی ہے۔

اہل حدیث مناظر: خطیب بغدادی کی اس کتاب میں خطیب بغدادی نے لوگوں کے حالات جمع کئے ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی جمع کئے ہیں سند بھی ذکر کی ہے اور یہ سند کیساتھ لکھتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابو بکر کا امام اور ابلیس کا امام ایک جیسا تھا۔

سنی مناظر: یہ کس نے کہا۔

اہل حدیث مناظر: امام ابو حنیفہ نے۔

سنی مناظر: عبارت پڑھیں۔

دہلی مناظر: "قال ابلیس یارب فقال ابوبکر الصدیق"۔

سنی معاون مناظر: عبارت غلط ہے دوبارہ پڑھو۔

اہل حدیث مناظر نے عبارت کو پڑھنا چھوڑ دیا اور آگے پڑھنے لگا "فقال ابو حنیفہ امام آدم واحد وامام ابلیس واحد" آدم کا امام واحد و ابلیس کا امام بالکل برابر تھا۔^(۱)

ہیں وہاں سے ملفوظات و منسوبات ہیں اور ان منسوبات و ملفوظات جبکہ ان کی تاریخی و حقیقی حیثیت بھی مسلم نہیں، کی بناء پر اولیاء اللہ پر کوئی طعن نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت، تقویٰ اور عظیم المرتبت شخصیت اور آپ کے مجتہد ہونے پر انہوں نے بیگانوں کا اجماع ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی شخصیت انفرادی و تقریباً سے بالکل پاک تھی۔ آپ تابعی ہوتے ہوئے امام اہل سنت تھے۔ ہزاروں اولیاء، غوث، قطب

آپ کے مقلد ہیں۔ سیکڑوں محدثین دائرہ آپ کی تقلید کرنے والے ہیں خطیب بغدادی متوفی 463ھ نے تاریخ بغداد میں امام اعظم ابو حنیفہ کے حالات زندگی کو بڑی بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے اور بعض جگہ معاونانہ رویہ بھی اپنایا ہے۔ آپ نے جہاں آپ کے فضائل و مناقب کو بیان کیا ہے وہیں آپ پر لگنے والے الزام کہ آپ "مرجی" تھے کو بھی ذکر کیا اور اس ضمن میں آپ سے منسوب عجیب و غریب روایات کو ذکر کیا جو سراسر غلط اور آپ پر بہتان عظیم ہے اور اس طرح کے الزامات بڑے بڑے ائمہ حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی لگے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے آخری وصال فرمانے والے صحابی حضرت عامر بن داؤد رضی اللہ عنہ ابو الطیصل رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل جانتے تھے اور باقی خلفاء راشدین کا بھی بے حد احترام تھا اس وجہ سے آپ کو شیعہ قرار دے کر آپ پر طعن کیا گیا۔

(الکفایۃ فی علم الروایۃ از خطیب بغدادی 121)

اسی طرح ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت رکھتے تھے آپ کو رافضی کا الزام دیا گیا جس کے جواب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر لکھا جو بڑا مشہور ہے:

ان کان الرقص حب آل محمد فلیشهد الثقلان انی رافض

یعنی اگر اہل بیت کی محبت رقص ہے تو اے جنو اور انسانو گواہ ہو جاؤ میں رافضی ہوں۔

اس طرح کی جلیل القدر ہستیوں پر الزام لگانے کا مقصد ان کی عظمتوں کو داغدار کرنا تھا۔ لیکن سورج پر تھوکنے سے اپنا چہرہ ہی گندہ ہو جاتا ہے سورج کی رعنائی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ار جاہ کا الزام لگایا گیا الزام لگانے والوں کو آج کوئی بھی نہیں جانتا جبکہ نعمان بن ثابت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آج بھی عالم اسلام کے "امام اعظم" ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ کے امام اور علم الکلام میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے آپ "تصدیق قلبی" کو ایمان کہتے تھے اور اس وقت فرقہ مرجیہ کا نظریہ یہ تھا کہ: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اگر کوئی شخص زبان سے کفر بھی کرے تو وہ کافر نہیں بلکہ جنتی ہے، اور ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کے مرتکب شخص کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور اس کی کوئی سزا نہیں ہے۔ ابتدائی دو صدیوں میں قدر یہ اور جریہ دو گراہ فرتے بڑے نمایاں تھے اور فرقہ معتزلہ ہر اس شخص کو "مرجیہ" کہتا تھا جو ان سے تقدیر کے مسئلے میں اختلاف کرتا تھا اسی طرح خوارج بھی ہر اس شخص کو "مرجیہ" کہتے تھے جو ان سے اختلاف کرتا ہو۔ تو چونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قدر یہ،

جبر یہ اور خوارج فرقوں کا رد کیا کرتے تھے اس لئے ان مخالف لوگوں نے انہیں مرجیہ کہہ دیا۔ (امام اعظم استاذ ابوزہرہ مصری 273) حقیقت یہ ہے کہ مرجیہ کی دو قسمیں ہیں "مرجیہ مرحومہ" اور "مرجیہ ملعونہ"۔

علامہ ابو شکور سالی لکھتے ہیں: "ثم المرجیة علی نوعین مرجیة مرحومة وهم اصحاب النبی ا ومرجیة ملعونة وهم الذین یقولون ان المعاصیة لا تنصر العاصی لا یعاقب (اوشحة الجید)" یعنی مرجیہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجیہ مرحومہ جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم داخل ہیں دوسرے مرجیہ ملعونہ جو یہ کہتے ہیں کہ معاصیات معز نہیں ہیں اور گنہگار کو عقاب نہ ہو گا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ مرجیہ مرحومہ سے تعلق رکھتے تھے جو کہ عیب نہیں ہے اسی طرح علامہ شہرستانی اپنی شعرہ آفاق کتاب "العلل والنحل" میں لکھتے ہیں کہ: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو "مرجیہ السنة" کہا جاتا ہے۔ اور بعض مورخین نے آپ کو مرجیہ (ملعونہ) میں شامل کیا ہے اور ان کو غلطی شاید اس وجہ سے لگی کہ امام صاحب ایمان تصدیق قلبی کو کہتے تھے۔ (1/140) اور اسی طرح مرجیہ بھی کہا کہتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے باطل نظریات بھی تھے اور امام صاحب ان تمام چیزوں سے بری تھے جبکہ امام صاحب کے معاندین نے لفظ "مرجیہ" سے غلط فائدہ اٹھا کر آپ کو بدنام کرنے کے لئے من گھڑت روایات کا سہارا لے کر آپ کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اس کی مثال یوں سمجھی جائے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تنازعات ہوئے تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گردہ کے لوگوں کو شیعان علی کہا جاتا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گردہ کے لوگ شیعان معاویہ کہلاتے تھے۔ شیعان علی میں جلیل القدر صحابہ کرام شامل تھے۔ بعد ازاں شیعان علی کا لفظ باقی رہا اور شیعان معاویہ کا لفظ ختم ہو گیا۔ اب تاریخ میں جگہ جگہ بیشتر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے ساتھ لفظ "شیعہ" لکھا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ تھے۔

اب کوئی بد باطن "لفظ شیعہ" کو دیکھ کر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم پر طعن کرنے لگے تو یقیناً یہ اس کا راجل ہو گا اس لئے کہ اس وقت لفظ شیعہ طعن نہیں تھا جبکہ آج کل شیعہ سے مراد گستاخان صحابہ ہیں اور یہ طعن ہے اسی طرح مرجیہ بھی دو طرح کے تھے ایک وہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہم تنازعات میں خود کو دور رکھتے تھے اور ان کے معاملات کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتے تھے۔ اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق زبان

سنی مناظرہ: آگے عبارت مکمل پڑھیں، اہل حدیث مناظر نے کتاب بند کر کے رکھ دی اور کہا تم پڑھو۔

اہل حدیث مناظر نے مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاہ الحق نکالی اور پڑھنے لگا۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے، لہذا فرمایا گیا اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے یعنی بشر ہوں، شکاری، جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ نبی کو دیکھو شکاری کہہ دیا ہے۔ اور یہ کتاب ہے اس میں ہے یعنی علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ اتریں گے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئیں گے پس افضل کون ہے؟ جواب کہتے ہیں دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب ہو۔ استغفر اللہ عیسیٰ علیہ السلام پہلی دفعہ ناکام لوٹ گئے۔ استغفر اللہ اور یہ ایک اور حوالہ کتاب "مقیاس حنفیت" اجمہودی کی کتاب ہے کہتے ہیں۔ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازد جہنم کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر دناظر ہوتے ہیں۔" استغفر اللہ۔

دلیل جو دی وہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی دی وہ کہتے ہیں کہ بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تھی آپ نے فرمایا کیا تو نے جملع کیا ہے؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو پوچھ رہے ہیں آپ کے اس

طعن دراز نہ کرتے تھے یہ "مرجیہ" کہلاتے تھے لیکن یہ مرجیہ مرحومہ یا مرجیہ سنہ کہلاتے ہیں اور وہ لوگ کہ جنہوں نے گناہ کبیرہ کے مرتکبین کو بھی چھوٹ دے دی وہ گمراہ ہیں اور وہ "مرجیہ طعونہ" کہلاتے ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جہاں لفظ "مرجی" آیا ہے تو اس سے مراد مرجیہ مرحومہ ہے جس میں بقول علامہ سالمی کے صحابہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں لہذا لفظ مرجی امام صاحب پر طعن کے طور پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ خطیب بغدادی نے امام صاحب کی طرف منسوب اسی طرح کی روایات کو ذکر کیا ہے جن کو آپ کے خلاف قطعاً استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ زوجین کے جھٹ ہونے کے وقت بھی موجود ہوتے ہیں۔
اب یہ خود کہتے ہیں کہ مقامات حقیرہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے۔

اور یہ کتاب ہے "جاء الحق" اس میں ہے:
"اللہ ﷻ کے نبی ﷺ دوسرے عالم سے تعلق رکھتے ہیں اور حضور پر اب نماز فرض نہیں
اور ہم پر فرض ہے فرض والا نفل والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔"

یہ حوالہ "جاء الحق" کا ہے وہ کہتے ہیں:
"اللہ ﷻ کے نبی ﷺ فرض پڑھا رہے ہوں نفل پڑھا رہے ہوں ہم اللہ کے نبی ﷺ کے
پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ استغفر اللہ، اتنی بڑی گستاخی و کفر کہ اللہ کے نبی ﷺ کے
پیچھے نماز اس لئے نہیں پڑھیں گے کہ ان کی نفل ہے ہماری فرض ہے۔" یہ صفحہ 178۔
یہ کتاب ہے مقیاس حقیقت ص 373:

"اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "رب ارنی" کہا اے رب مجھے ایسی زیارت عطا کر
فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان "ولکن انظر الی الجبل" سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ
فرماتے بلکہ عرض کرتے اے سولی میں تیرے دیدار کا طالب ہوں، پہاڑ کا طالب تو نہیں ہو
سکتا۔ بجائے اللہ تعالیٰ پہاڑ پر تجلی ڈالتے موسیٰ علیہ السلام کو طاقت بھی۔" (تائم ختم)

سنی مناظر (جوابی تقریر نمبر 3)

آپ مجھے مقیاس خفیت دے دیں اور یہ بتائیں وہ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہو گئے تھے کس کتاب کا حوالہ تھا۔؟

وہابی مناظر: انوار شریعت۔

سنی مناظر: برائے مہربانی کتاب دے دیں۔

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
سامعین! میں کہتا ہوں مولوی صاحب نے حوالے دیئے وقت اتنی بڑی خیانتیں کی ہیں کہ شیطان بھی آج شرما گیا ہو گا میں کہتا ہوں کہ انہوں نے مقیاس خفیت کا حوالہ پیش کیا اور سعودیہ کے ریال سمجھ کر عبارت کا اگلا حصہ کھا گئے اور حوالہ نامکمل دیا ہے۔ کمرے والے بھائی ذرا کمرہ قریب کر کے عبارت پر لگاؤ یہ آدمی عبارت کھا گئے ہیں۔

اصل میں بات ہو رہی ہے مسلم شریف کی حدیث کی، جلد ثانی صفحہ 209 پر ہے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا فوت ہوا آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سے رات کو جماع فرمایا صبح حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو سرکار ﷺ نے فرمایا آج رات تم نے اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری کی ہے؟ انہوں نے عرض کی جی حضور۔ سرکار ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل تجھے بیٹا دے گا۔ اب یہ بات لکھ کر اس سے استدلال کرتے ہوئے صاحب مقیاس خفیت جناب مولانا عمر اچھروی صاحب فرماتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ ایسے موقعوں پر بھی حاضر و ناظر ہیں۔

والی مناظرہ نے یہاں تک عبارت پڑھی ہے آگے عبارت کھا گیا ہے آپ آگے لکھتے ہیں! لیکن آپ مثل کراماً کا تبیین کے ایسے واقعات سے نظر محفوظ فرما لیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آج یہودی بھی شرما جائیں آپ نے مصنف کے اگلے جملوں کی وضاحت کو کیوں کھایا؟ اب دیکھیں مسلم شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا تو نے رات کو جماع کیا؟ تو عرض کی جی کیا۔ تو بتاؤ پھر حضور ﷺ کو کیسے پتہ چلا کہ اس نے جماع کیا یا نہیں۔

آپ نے "انوار شریعت" کا حوالہ دیا کہ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نسل ہو گئے مولوی صاحب ذرا گھر میں بھی جھانک لیا کریں یہ دیکھیں میرے پاس ہے کتاب "سیرت ثنائی" اس کے پڑھنے سے پہلے میں آپ کے اعتراض والی عبارت پڑھتا ہوں مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہیں محمد فوت ہو گئے ہیں پس افضل کون؟ یہ نیچے لکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلی آمد میں ہلکا سیاب رہے۔ یہود کے ڈر کے مارے تبلیغ رسالت انجام نہ دے سکے اس لئے انکا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے۔ آپ اہل حدیثوں نے اس کو گستاخی کہا ہے حالانکہ مولوی صاحب اس کو الزامی جواب کہتے ہیں۔ یہ اسی طرح کا جواب ہے جیسا کہ سیرت ثنائی والے نے لکھا ہے۔ یہ دیکھیں سیرت نگار ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں لکھتا ہے:-

"مناظرہ سیالکوٹ: سیالکوٹ شہر میں عیسائی مشن اور اہل اسلام کے درمیان مناظرہ ہوا عیسائی مشن نے اہل اسلام پر اعتراض کیا کہ اسلامی عقیدہ کے مطابق محمد ﷺ میں چالیس مردوں کی طاقت تھی تو عائشہ میں یہ مجال کہ نو سال کی عمر میں یہ طاقت برداشت کر سکیں۔ اہل اسلام اس جواب سے عاجز آ گئے مولانا ثناء اللہ کو امرتسری:-

ماہنامہ - ۱۰۰۰

عیسائیوں! یہ بتاؤ طاقت محدود زیادہ ہوتی ہے یا لامحدود۔ عیسائی بولے طاقت غیر محدود زیادہ ہوتی ہے۔ مولانا نے فرمایا عیسائی عقیدہ کے مطابق جب مریم غیر محدود خدا کی طاقت کو برداشت کر سکتی ہیں تو کیا عائشہ صدیقہؓ بڑھ چالیس مردوں کی طاقت برداشت نہیں کر سکتی۔ مولوی صاحب بتائیں۔ اب اوہر کیا کہیں گے؟ اگر انوار شریعت میں عیسیٰ علیہ السلام قتل ہو گئے وہی عبارت گستاخی ہے تو پھر اس عبارت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے اسی لئے آغاز میں پوچھا تھا کہ کہاں پڑھتے رہے ہو؟ در سے کے پیچھے بیٹھ کر؟ اگر پڑھے لکھے ہوتے تو تمہیں پتہ ہوتا کہ یہ الزامی جواب ہے۔ اسی طرح کی عبارت ”کھالات عزیز“ ص 11 پر بھی ہے۔ وہاں بھی لکھا ہے کہ:

”ایک آدمی نے دہلی میں مباحثہ میں سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام فریاد نہ کی حالانکہ حبیب کا محبوب، محبوب تر ہوتا ہے خدا تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا۔ جناب مولانا صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر صاحب فریاد کے واسطے تشریف لے گئے پر وہ غیب سے آواز آئی ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے۔ یہ سن کر پیغمبر صاحب خاموش ہو گئے۔ اس جواب پر پادری لا جواب ہو گیا۔“

اب میں کہوں کہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا ہے؟ تو آپ کیا جواب دیں گے۔ یاد رکھیں اس کو الزامی جواب کہتے ہیں اور پھر آپ نے لوگوں کے سامنے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بھی گستاخ ثابت کرنے کی کوشش کی حالانکہ آپ کے ”فتاویٰ نذیریہ“ میں انہوں جگہ جگہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور لکھا ہے جو شخص امام

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور ان کی عظمت کا انکار کرے وہ اہل حدیث ہی نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ پوری امت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ عزوجل کا ولی سمجھتی ہے۔

اور پھر آپ نے کہا تھا کہ عقیدہ وحدۃ الوجود کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اب لے آؤ ذرا "فتاویٰ ثانیہ" جلد نمبر 1 صفحہ 147 مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

"وحدۃ الوجود وجود کے اصل معنی ہیں ما بہ الوجودیت جو بالکل ٹھیک ہے۔"

او کا فرد اہل حدیث!

بھائی ناراض نہ ہوں آپ نے خود کہا تھا کہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ ماننے والا مشرک ہے کافر ہے لیکن کیا کروں "گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"۔

اور پھر آپ نے "جاہ الحقی" کے اندر شکاری والی عبارت پوری نہیں پڑھی پتہ تھا کہ پھنس جاؤں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ "تحفہ اشاء عشریہ" میں شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ و مشبہ بہ کی برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت و جہالت ہے۔ جو آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے یہاں پر "جاہ الحقی" میں مفتی صاحب آپ لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جب تقویۃ الایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی قرار دیا جا رہا ہے اور تم "انما المؤمنون اخوة" سارے مومن بھائی بھائی ہیں کی رٹ لگا رہے تھے تو مفتی صاحب نے فرمایا اے بے وقوفو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسا نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا کہنا تو ہیں ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں تم جیسا بشر ہوں" کہا تو وہ ان کافروں اور مشرکوں کو جہنم سے بچانا چاہتے تھے جس طرح شکاری کا کام ہوتا ہے شکار کو قابو کرنا اسی طرح مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو قابو کر کے جہنم سے بچا

کرا نہیں ایمان کی دولت عطا فرمائی۔ تو یہاں شکاری میں جو مصف قابو کرنا ہے اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس کو یوں بھی سمجھو!

مناظر صاحب میں آپ کو کہتا ہوں تم گیدڑ ہو خیر چلو تم ناراض ہو جاؤ گے تمہیں کہتا ہوں کہ تم شیر ہو اب آپ کے صدر مناظر صاحب تمہارے پیچھے دم ڈھونڈنا شروع کر دیں یا تمہارے آگے کچا گوشت لا کر ڈالیں کیونکہ شیر کی تودم ہوتی ہے اور وہ کچا گوشت کھاتا ہے تو کیا یہ درست ہو گا؟ یقیناً نہیں کیونکہ مشابہت میں مشبہ، مشبہ بہ میں تھوڑی سی مناسب ہی تشبیہ دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ یہ گیدڑ ہے تو کوئی لا کر مری ہوئی مرغیاں نہیں ڈال دے گا۔

تو سنو! "جاء الحق" میں مصنف نے تشبیہ دی ہے اور تشبیہ میں من کل الوجوه مشبہ، مشبہ بہ کا ایک جیسا ہونا لازم نہیں ہے۔

اور مزید سنو! یہ میرے پاس کتاب ہے "انفاس العارفين" شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی۔ تم انکار کیسے کرو گے جدھر جاؤ گے آگے سے وار ہو گا اس کتاب میں ان سے سوال ہوا کہ:

"اللہ تعالیٰ کی مثال کیا ہے کہتے ہیں اللہ کی مثال پانی کی سی ہے جیسے ایک لونے میں ریت ڈالو اس میں پانی ڈالو یہی مثال اللہ کی ہے کہ وہ کائنات میں موجود ہے۔"

اب اگر مثال و تشبیہ دینے سے اگر من کل الوجوه مشابہت لازم آتی ہے تو پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ پر ہمت کر کے فتویٰ لگاؤ کہ وہ اللہ عزوجل کو پانی کہہ رہے ہیں۔^(۱)

(۱) اسی طرح احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 212 پر امام غزالی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل فرمائی

ہے لکھتے ہیں: "فقد جاء في الخبر ان الله تعالى أوحى إلى داود عليه السلام يا داود

تتمہ گفتگو

وہابی مناظر نے "جاء الحق" کی عبارت کا مفہوم اپنے لفظوں میں پیش کیا اور ایک فقہی مسئلہ کو گستاخی کا رنگ دے دیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا ایک شخص جو کہ نفل پڑھ رہا ہو اس کے پیچھے فرض نماز کی اقتداء کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ہم اختلاف کا مذہب یہ ہے کہ نفل کے پیچھے فرض نماز کی اقتداء درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث شریف پیش کی ہے کہ حضرت سلیم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس ہمارے سو جانے کے بعد آتے ہیں۔ ہم لوگ دن سے اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر نماز کی آذان دیتے ہیں ہم نفل کر ان کے پاس آتے ہیں وہ نماز بہت لمبی پڑھاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "یا معاذ لا تکن فتانا اما ان تصلى معي واما ان تحفف على قومك" (مسند احمد بن حنبل 5/74) اے معاذ تم لوگوں کے لئے آزمائش کا باعث نہ بنو۔ یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھایا کرو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نماز عشاء حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھ کر اپنی قوم میں پہنچ کر انہیں نماز پڑھاتے تھے جس پر یہ شکایت کی گئی۔

اس روایت پر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت نہ دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی قوم کو پڑھائیں کیونکہ نفل والے کے پیچھے فرض جائز نہیں بلکہ فرمایا کہ یا تو میرے پیچھے پڑھو تو قوم کو نہ پڑھایا

قوم کو پڑھاؤ تو میرے پیچھے نہ پڑو۔ یہ تھی وہ عبارت کہ جس کو وہابی مناظر نے گستاخی کے طور پر پیش کیا حالانکہ یہ مسئلہ فقہ حنفی کی بے شمار کتب میں موجود ہے مظاہر الرائق 3/448،

تبیین الحقائق 2/184، فتاویٰ شامی 4/300

علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں اسی مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مفترض کی اقتداء و قتل کے پیچھے جائز نہیں ہے۔

(4/244 فتاویٰ)

تو کیا اب علامہ ابن تیمیہ گستاخ نہ ہوئے؟

وہابی مناظر (تقریر نمبر 4)

حضرات: یہ میرے پاس ہے فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 ص 148۔

یہاں پر مولانا ثناء اللہ وحدۃ الوجود کا معنی بیان کر رہے ہیں کہتے ہیں یہاں جو مسئلہ وحدۃ الوجود ہے اس کے دو معانی ہیں ایک موافق شرع اور دوسرا مخالف شرع ایک معنی تو شریعت کے عین مطابق اور دوسرا شریعت کے خلاف۔ شریعت کا موافق معنی کیا ہے وہ یہ ہے ساری دنیا کا وجود یعنی ہستی بخشنے والا ایک ہے جس کا نام القیوم ہے۔ دوسرے معنی میں موجودات لمخاطف اصل کے سب ایک ہیں جس پر تبصرہ یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ مردجہ تصوف جو گیدوں اور سادھوؤں کا فلسفہ ہے ہمہ اوست کا عقیدہ صریح کفر ہے یہ قرآن وحدیث کی تکذیب ہے اس عقیدہ پر نہ اللہ تعالیٰ معبود رہتا ہے نہ خالق نہ رازق، نہ عابد، نہ معبود پھر نہ کچھ حلال نہ حرام ایسے خیالات رکھنے والے اور پھر مسلمانی کا دم بھرنے والے حقیقت میں شیطان کے بندے ہیں بے ایمان ہیں یہ لوگ محض تقیہ اور نفاق کے طور پر شریعت کا دم بھرتے ہیں۔ یعنی انہوں نے بتلادیا کہ وحدۃ الوجود کا یہ معنی جس میں ہے:

اگر محمد نے محمد کو خدا مان لیا

تب تو سمجھو کہ مسلمان ہے وغاباز نہیں

یہ تو وہی عقیدہ کفریہ جس کو ثناء اللہ صاحب نے صفحہ 148 پر بیان کیا کہتے ہیں: وحدۃ الوجود کی دو تشریحیں ہیں ان دونوں میں وجود کے معنی قابل غور ہیں: وجود کے اصل

یعنی ہیں ماہر الموجدیت یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے۔ اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الوجود کے ہوں گے جو بالکل ٹھیک ہے۔

مولانا سیالکوٹی کا مطلب غالباً یہی تھا وحدۃ الوجود کی دوسری تشریح میں وحدۃ الوجودات لئے جاتے ہیں یہ تشریح ایسی ہے کہ اس کو کوئی اہل شرع نہیں مان سکتا۔ یہ وحدۃ الوجود کے مسئلہ کا جواب ہے اب اگلی کتاب ہے تاریخ بغداد اس میں صحیح سند سے لکھا۔ اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص کسی جوتے کی عبادت کرے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں۔^(۱)

یہ کتاب ہے رد المحتار ص 154 اس میں لکھا ہے کہتے ہیں کہ اگر کسی کی تکبیر پھوٹ گئی تو اگر وہ اپنی تکبیر کے خون کے ساتھ پیشانی پر فاتحہ لکھتا ہے تو جائز ہے "وبالقول ایضاً" اسی طرح ہے اگر پیشاب سے وہ فاتحہ لکھے تو تب بھی جائز ہے۔ یہ اگلی کتاب ہے اصول کرخی اس میں لکھا گیا ہے۔

(۱) تاریخ بغداد کے حوالے سے بحث صفحہ پر گزر چکی ہے کہ خطیب بغدادی نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار فضائل و کمالات کو ذکر کیا ہے اور ساتھ معاندین کی طرف سے لگائے جانے والے الزامات بھی ذکر کر دیئے ہیں۔ مذکورہ عبارت آپ پر الزام ہے۔ اور پھر یہاں وہابی مناظر کی دعا بازی ملاحظہ فرمائیں کہ موضوع تعارضیہ یوں کے عقائد شرکیہ کفریہ ہیں اور اس دعویٰ کے طور پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کئے جانے والے ضیث طعن کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور اس کی عجیب نادانی ہے کہ امام صاحب کے ساتھ رحمہ اللہ بھی پڑھ رہا ہے۔ اگر وہ اعتقاد مذکورہ بات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے تو پھر ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ پڑھنا کیسے درست ہو گیا؟

مناظر اہل سنت: مولوی صاحب یہ آپ نے فقہی عبارات پر بحث شروع کر دی ہے جو ہمارا
آج کا موضوع نہیں ہے اسی طرح اگر میں نے آپ اہل حدیثوں کے کروتوت بیان کرنے
شروع کر دیئے تو آپ کو تکلیف ہوگی۔

وہابی مناظر: چلو ٹھیک ہے میں اسے چھوڑ دیتا ہوں اب اگلی کتاب فوائد الفوائد ہے اس میں
ہے۔ حضرت شبلی نے پوچھا کہ تو کلمہ طیبہ کس طرح پڑھتا ہے مرید نے جواب دیا "لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ" شبلی بولے اس طرح پڑھ "لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" اور
ختم نبوت کے ڈاکوؤں شبلی کو رسول بنانے والو۔

مناظر اہل سنت: آپ انتظامیہ والے دوست توجہ دیں ہماری شرائط میں موجود ہے کہ اگر
اس عبارت جیسی کوئی عبارت دوسری طرف سے پیش کر دی جائے تو وہ عبارت کالعدم ہوگی۔
وہابی مناظر: شبلی رسول اللہ نکالو۔

مناظر اہل سنت: آپ نے گھوڑے کو خدا بنایا۔

وہابی مناظر: گھوڑا لکھا: وہی نہیں۔

سنی مناظر: اگر وہاں لکھا ہو کہ گھوڑا میں خدا ہے تو پھر۔

وہابی مناظر: ہم فتویٰ لکھیں گے۔ لیکن آپ کو وہ عبارت اپنے نام پر پیش کرنا ہوگی، درمیان
میں نہ بولیں۔

مناظر اہل سنت: آپ نے حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو کافر کہا ہے اس کو یاد رکھنا۔^(۱)

دہابی مناظر: پھر شروع ہوا۔

یہ کتاب ہے مقالات ابوالبدیان سعید احمد مجددی کی۔

مناظر اہل سنت: یہ کیا ڈرامہ ہے ہم تمہارے اکابر کی کتابیں پیش کریں اور تم کل، کل کے غیر معجز لوگوں کی کتابیں لے کر آگئے ہو خبردار! یہ کتاب نہیں پیش کرنے دوں گا۔

سن او مولوی!

اگر یہ بات ہے تو پھر ہم تمہارے عنایت اللہ اثری کی کتابیں پیش کریں گے

دہابی صدر مناظر: ہم نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے۔

سنی مناظر ٹیم: واہ واہ ایک اور کافر ہو گیا۔

چلو اب کافروں کی تعداد تین ہو گئی:

1- سید احمد رائے بریلی 2- عبدالحی بڑھانوی

3- عنایت اللہ اثری (عنایت اللہ اثری مشہور غیر مقلد اہل حدیث عالم گزرا ہے)

دہابی مناظرہ ٹیم اپنے صدر مناظر کی طرف بولنے لگ گئی کہ کیا ضرورت تھی ایک اور کو کافر کہنے کی۔

سنی صدر مناظر: بیٹا کھر جانا تمہارے لئے اہل حدیثوں نے جوتیوں کے ہار تیار رکھے ہیں۔

(۱) قارئین! آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہ سمیت امت کے جملہ

اکابرین نے حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ جل جلالہ کا ولی تسلیم کیا ہے اور ان کے اقوال کی تاویلیں کی ہیں دہابی

مناظر کس قدر بے لگام ہے کہ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ جیسے اللہ جل جلالہ کے کامل ولی کو کافر کہہ دیا ہے۔

دہائی مناظرہ: یہ میرے پاس کتاب "ملفوظات احمد رضا" اس میں ہے سیدی عبد الوہاب رحمہ اللہ اکابر اولیاء میں سے ہیں اور سید احمد بدوی کبیر رحمہ اللہ کے مزار پر بہت بڑا میلہ تھا اس میلہ پر چلے آتے تھے کہ تاجر کی کنیز پر نظر پڑ گئی۔

سنی مناظرہ: مولوی صاحب یہ غیر متعلقہ عبارت ہے اس طرح پھر ہم بھی آپ کے علماء کی اس طرح کی عبارات پیش کریں گے ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ عبارت کفریہ شرکیہ ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر دیکھو آپ کے مولوی نے: "نزل الابرار" میں لکھا ہے کہ کتے کا پیشاب پاک ہے، دوسری جگہ ⁽¹⁾ لکھا ہے خنزیر کا پیشاب پاک ہے ایک دوسری کتاب ⁽²⁾ میں لکھا ہے منی کھانا جائز ہے ایک اور جگہ ⁽³⁾ لکھا ہے مشیت زنی کرنا جائز ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشیت زنی کیا کرتے تھے۔ ⁽⁴⁾

(1) نزل الابرار جلد اول ص 50

(2) کنز الحقائق ص 16، نزل الابرار ص 48

(3) نزل الابرار

(4) اس کے علاوہ ان کی معتبر کتاب نزل الابرار ج 2 ص 31 پر ہے کہ اگر کسی نے عورات سے زنا

کر دیا تو اسے مہر مثل دینا پڑے گا۔

• ص 21 پر ہے جس عورت سے زنا کیا اس کی ماں بیٹی سے نکاح جائز ہے۔

• صفحہ 28/2 پر ہے ساس سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی۔

• کتاب عرف الجادی ص 113 پر ہے کہ کوئی مرد چار سے زائد شادیاں ایک وقت میں کر سکتا

وہابی صدر مناظر: ہم نے بھی فقہ کی عبارات پیش کرنی ہیں۔

چوہدری امتیاز احمد: چلیں جی اس کتاب کو چھوڑ دیں۔

سنی صدر مناظر: اپنے تین کو تو کافر کہہ دیا ہے لگتا ہے آج سب کو کافر بنوانا ہے۔

تھوڑی دیر شور شرابہ رہا پھر انتظامیہ نے بات ختم کر دئی اور وہابی مناظر پھر شروع ہوئے اور عبارت آگے پڑ گئی شروع کی۔ سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء میں سے ہیں سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ منعقد ہوتا تھا ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کیونکہ حدیث میں ارشاد ہوا کہ پہلی نظر پر کچھ مواخذہ نہیں دوسری پر مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو پھیر لی لیکن وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا۔ عبد الوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی چیز چھپاتا نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے وہ کنیز تمہیں سہہ کر دی اب آپ اس پریشانی میں ہیں کہ کنیز اس تاجر کی ہے اور حضور سہہ فرماتے ہیں معاوہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی نذر کر دی اب فرمایا عبد الوہاب اب دیر کا ہے کیا ہے فلاں حجرے میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

مناظر اہل سنت: دیکھیں انہوں نے دعویٰ کفر یہ شرکیہ کا کیا تھا اور یہ عبارت انہوں نے دعویٰ کے مطابق پیش نہیں کی۔

• عرف الجادی ص 10 پر ہے گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔ اسی کتاب کے ص 107 پر ہے گواہوں کے بغیر نکاح درست ہے (بھرتنا کہتے ہیں) ص 10 پر ہے خنزیر کا خون نجس نہیں

وہابی مناظر: بھائی اس میں کفر یہ ہے کہ کسی کی قبر پر کیز چڑھانا، مال چڑھانا یہ حرام ہے اور یہ نذر لغیر اللہ ہے اور نذر لغیر اللہ کفر یہ شرکیہ ہے۔

سنی مناظر: نذر لغیر اللہ یہ الگ موضوع ہے اور آپ خطلم بحث کر رہے ہیں۔ بہر حال ہماری طرف سے بھی اب اسی طرح عبارات پیش ہوں گی۔

وہابی مناظر: اب یہ اگلی کتاب ہے مفتی محمد امین صاحب کی اور یہ سعید احمد اسعد کے والد کی کتاب ہے۔

سنی مناظر: بھائی یہ ہمارے ہم عمر ہیں معتمد عالم نہیں ہیں ان پر ہمارے مسلک کا دار و مدار نہیں۔

وہابی مناظر: سعید احمد اسعد آپ کا بہت بڑا عالم ہے اور ان کے والد کی کتاب ہے۔

سنی مناظر: آپ یہ کتاب پیش نہیں کر سکتے وہابی مناظر نے ڈھٹائی سے پڑھنا شروع کیا۔ کہتے ہیں کہ جب مرد اپنی عورت سے کھیلتا ہے اس کے بوسے لیتا ہے تو اس کو اتنی نیکیاں ملتی ہیں جتنی اللہ کو منظور ہوں اور جب دونوں غسل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرمادیتا ہے جو قیامت تک اللہ کی تسبیح بیان کرے گا اور اس تسبیح کا ثواب دونوں بیوی خاوند کو عطا کیا جائے گا۔

غسل کے قطروں سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں، شیعوں کا بھی یہی مذہب ہے اور غسل کے قطروں سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔

سنی مناظر (جوابی تقریر نمبر 4)

نحمدہ وتصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد :

حضرات: انہوں نے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے بارے میں ایک بہت بڑی بات کہی تھی۔ میں کہتا ہوں تم اہل حدیثوں کی تو غیرت ہی مرچکی ہے انہوں نے یہ تاریخ بغداد کا حوالہ دیا ہے، ہر حدیث میں تو تم راویوں کے متعلق بات کرتے ہو یہاں پر کیا تم بھول گئے ہو تم نے یہاں جو بات بیان کی ہے اس میں ابو اسحاق فرازی اور ابو الحسن الطہرانکی راوی ہیں یہ بھول اور ضعیف ہیں۔

دہابی صدر مناظر: اصل کتاب سے جرح پیش کریں۔

سنی مناظر: سب سے پہلے تو آپ کا حق تھا کہ آپ صحیح روایت پڑھتے تو تب قابل قبول ہوتی آپ پہلے اس بات کو صحیح ثابت کریں اور راویوں کو ثقہ ثابت کریں کیوں کہ آپ نے کہا تھا کہ سند صحیح ہے آپ اس کی محنت کو ثابت کریں۔

دہابی صدر مناظر اور مناظر نے کہا چلیں جاتے دیں۔

مناظر اہل سنت پھر بولنے لگے کہ حضرات میں نے آغاز میں ہی کہہ دیا تھا کہ ان کے پاس صوفیوں کی حالت سکر و مستی کے علاوہ کوئی عبارتیں نہیں ہیں یہ میرے پاس کتاب ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی (اس پر دہابی صدر مناظر نے آواز لگائی کہ یہ غیر معتبر ہے) اس پر مناظر اہل سنت نے کہا کہ اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر سنو کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کون ہیں؟ اور

ان کا آپ سے کیا رشتہ ہے یہ میرے پاس کتاب ہے "تحریک اہل حدیث" اس میں اگر کے مصنف قاضی محمد اسلم سیف صفحہ 207 پر لکھتے ہیں کہ قاضی شاہ اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ہر گز ہر گز مقلد نہ تھے۔ اب بتاؤ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ یہ کس کے ہیں اور اس بات پر میں بے شمار حوالہ جات پیش کر سکتا ہوں اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اس وہابی مناظر کو ان کے اپنے اہل حدیث اور اگر کسی سے نہ ہو سکا تو ان کے فیصل آباد والے اہل حدیث ضرور جو تیاں ماریں گے ان کا عالم ارشاد الحق اثری تو ان کو ضرور جو تیاں مارے گا کہ انہوں نے اپنے اکابرین کا انکار کیا ہے۔

بدیع الدین راشدی کے شاگرد انہیں جو تیاں ضروری ماریں گے اس لئے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کو اہل حدیث اپنا امام مانتے ہیں اور اس پر مزید حوالہ سنیں یہ "فتاویٰ ثنائیہ" ہے اس میں وہی پہلے دہلی عبارت "آگے چل کر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا سلسلہ دو شاخوں میں منقسم ہوا ایک نذیر حسین دہلوی اور دوسری شاخ احمد علی سہارنپوری ایک بنے دیوبندی اور دوسرے بنے اہل حدیث"۔ اسی طرح اگلی کتاب ہے "تحریک آزادی فکر" اس میں ہے "شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ وقت کے مجدد تھے" اگر یہ نہیں مانتے تو جائیں گے کہاں۔ انہوں نے علامہ سعید احمد اسعد کے والد گرامی کا حوالہ پیش کیا تھا اور اس میں بھی انہوں نے کس قدر خیانت سے کام لیا وہاں انہوں نے کتاب میں اپنی طرف سے یہ بات نہیں کی بلکہ انہوں نے تو حدیث کے حوالے سے لکھا ہے اور مذکورہ جو بات آپ نے بڑی ہے وہ "جامع صغیر" کی حدیث میں موجود ہے اب اعتراض کرنا ہے تو حدیث پر کریں مفتی صاحب پر کیا اعتراض؟

یہ کتاب ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "انفاس العارفین" اس میں موجود ہے "جس کو تم خدا کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد ہے اور جس کو تم محمد کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک خدا ہے۔"

اب تم نے صوفیاء کی عبارتیں پیش کی ہیں تو ادھر دیکھو۔

ادھر صوفی ہیں اور ادھر امام ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور صوفیاء کے بارے میں نواب صدیق حسن بھوپالی نے "تاج العکمل" میں لکھ دیا ہے کہ وہ جاہل ہے جو صوفیاء پر فتوے لگاتا ہے۔ اس کی عقل میں فتور ہے۔ اور تمہیں یاد ہو گا کہ میں نے گھوڑے دلی بات کی تھی یہ کتاب ہے میرے ہاتھ میں "عقیقات" شاہ اسماعیل دہلوی کی، اور تم نے وحدۃ الوجود کو شرک کا عقیدہ کہا تھا جبکہ یہ دیکھو شاہ اسماعیل لکھتے ہیں: وحدۃ الوجود کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہو گیا ہے کہ اس میں خالق و مخلوق دونوں ایک ہیں جب کہ یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ اور اب جو حوالہ میں پیش کرنے لگا ہوں اس کو جگر پر ہاتھ رکھ کر سننا اور صدر مناظر صاحب آپ نے کہا تھا کہ ہم فتویٰ لگائیں گے اب جگر تمام کے بیٹھ کہ میری باری ہے۔ یہ عقیقات کتاب کا صفحہ 161 ہے اس میں ہے: پوچھنے والا اگر پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں آسمان، زمین، شجر، حجر، درخت، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں۔ کیا یہ بجنسہ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا عین ہیں یا غیر، ہم اس کے جواب میں کہیں گے شجر حجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں ان کا مبداء اور ان کے احکام کی جو فضاء ہے؟ اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں اس صورت میں یہ ساری چیزیں گھوڑا، کتا، بندہ، ڈنگر سارے خدا ہیں۔

مولوی صاحب! کھر کو لگ گئی آگ کھر کے چراغ ہے۔

اب لگاؤ وعدے کے مطابق فتویٰ کہ اگر کسی نے گھوڑے کو خدا کہا ہے تو ہم اس پر فتویٰ لگائیں گے لگاؤ فتویٰ شاہ اسماعیل، گھوڑے، آدمی، شجر و حجر کو عین خدا کہہ رہا ہے۔ اگر تم میں دین نام کی کوئی چیز ہے تو فتویٰ لگاؤ۔ اور پھر تم دائیں بائیں کی باتیں کرتے رہے تو سنو! یہ میرے ہاتھ میں فتویٰ ہے سامنے بیٹھے ہوئے شخص طالب الرحمن صاحب کا اس میں اس نے بہن کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔

وہابی صدر مناظر: یہ کیا ہے اور اس کا مناظرے سے تعلق۔

سنی مناظر: بہن سے نکاح کا فتویٰ دینا جائز سمجھ کر کفر ہے۔ تم نے سعید اسعد کے والد کا حوالہ دیا تھا یہ اس کا جواب ہے اور تم جامع صغیر کا حوالہ سودیہ کے ریال سمجھ کر ہڑپ کر گئے تھے حالانکہ انہوں نے اپنی کتاب میں حدیث کا حوالہ دیا ہے

وہابی مناظر: حدیث پڑھو۔

سنی مناظر: لو سنو!

"ان الرجل اذا نظر الى امراته ونظرت اليه نظر الله اليها نظر رحمة"

وہابی مناظر: سند پڑھو۔

سنی مناظر: خاموش رہو میں کوئی کسی مسئلہ کے استدلال میں حدیث نہیں پیش کر رہا کہ میں سند پڑھوں میں تو بتانا چاہتا ہوں مصنف نے اپنی طرف سے بات نہیں کی بلکہ انہوں نے حدیث کو لکھا ہے اپنی کتاب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے یہ حوالہ ہی غیر مستند شخص کا دیا ہے۔

وہابی مناظر: اچھا تو اس کو پھر چھوڑ دو۔

سنی مناظرہ: چلو ہم نے چھوڑ دیا۔

حضرات اصولی طور پر انہیں ہمارے مسلک اہل سنت بریلوی کے ان علماء کہ جن سے مسلک کا تشخص قائم ہے ان کی عبارت پیش کرنا تھی لیکن انہوں نے درمیان میں فقہی عبارات کو چھیڑا ہے اور اس میں بھی پیشاب سے سورۃ فاتحہ لکھنے والا رد المحتار کا حوالہ دیتے ہوئے یہودیوں والا طریقہ اپنایا ہے یہ عبارت میں ادھر لکھا ہوا ہے:

"اختلف في التداوي في المحرم"

یعنی حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں اختلاف ہے۔

اب انہوں نے اس عبارت کو بطور گستاخی کے پیش کیا ہے اور لوگوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ یہ فقہ میں اس طرح کی گستاخانہ عبارات ہیں۔ حالانکہ فقہ میں کچھ مفتی بہ مسائل ہوتے ہیں کہ جن پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور کچھ غیر مفتی بہ مسائل ہوتے ہیں کہ جن پر فتویٰ نہیں دیا جاتا (جس طرح حدیث میں کوئی حدیث صحیح ہوتی ہے، کوئی ضعیف، کوئی موضوع، کوئی منکر، کوئی شاذ اور احادیث میں منکر اور موضوع وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا صرف حدیث صحیح، حسن قابل قبول ہوتی ہے اسی طرح فقہ میں ہر مسئلہ قابل عمل نہیں ہوتا بلکہ مفتی بہ مسائل پر عمل ہوتا ہے)۔

تو یہ جو پیشاب والا مسئلہ ہے اس کے بارے میں کتب فقہ میں صراحت موجود ہے کہ یہ غیر مفتی بہ مسئلہ ہے اور پھر آپ اہل حدیثوں کو تو اس بات پر اعتراض کرنا ہی نہیں چاہیے انسان تو انسان یہ آپ کی فقہ کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ کتے اور خنزیر تک کا پیشاب پاک ہے۔^(۱) تو جب آپ کے نزدیک پیشاب پاک ہے تو پاک چیز سے لکھنے سے آپ کو کیا حرج

ہے؟ اور یاد رکھیں یہ میں نے آپ کے اس بیان کردہ مسئلہ کی وجہ سے یہ بات کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ غیر منطقی یہ قول ہے اور اس کا ہمارے فقہی معمولات سے تعلق نہیں ہے۔ اور اب سن لو اگر تم نے فقہی عبارات پیش کیں تو پھر میں تمہاری اس طرح کی عبارات پیش کر کے بچے اور جڑ کر رکھ دوں گا۔

اور تم نے پڑھا تھا: "لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" اور تم نے اللہ کے ولی شیخ شبلی کو کافر کہا تھا جب کہ تمہارے علماء نے انھیں العارفین، "ساجد الملک" اور دیگر کتب (فتاویٰ ابن حبیبہ وغیرہ) میں ان کو اللہ کا ولی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ شیخ شبلی کے بارے میں زبان نہیں کھولنا اور تم ہو کہ جکتے جا رہے ہو۔ اب بتاؤ تمہارے کہنے کے مطابق ایک کافر کو ولی کہنے والا کون ہے؟ اور تم نے ایک عام مسلمان نہیں بلکہ ایک ولی اللہ کو کافر کہا ہے اور حضور کا فرمان ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے تو اگر وہ کافر حقیقتاً نہ ہو تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

اور دوران تقریر میں نے صدر مناظر کو چیل قرار دیا تھا تو انہیں بہت تکلیف ہوئی تھی جبکہ ان کی حالت تو یہ ہے کہ انہوں نے نبی پاک اکے ماں باپ کو کافر قرار دیا ہے۔ وہابی صدر مناظر: حوالہ دیں۔

سنی مناظر: فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 پر ہے اور پھر انہوں نے وحدۃ الوجود کو کفریہ شرکیہ عقیدہ قرار دیا ہے جبکہ یہ فتاویٰ ثنائیہ میں شام اللہ امر تسری صاحب قادیانی آواز کے تحت لکھے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا انکار مرزائیوں کا کام ہے اور پھر ان اہل حدیثوں کا مرزائیوں سے پرانا تعلق اور رشتہ ہے مرزا قادیانی کا نکاح غزیر حسین دہلوی سے پڑھا تھا۔ وہابی مناظر: اس وقت وہ کافر نہیں ہوا تھا۔

سنی مناظرہ: چلو مان تو گئے ہو کہ بڑھایا تھا اب ہم تمہیں دکھائیں گے کہ یہ کب کی بات ہے۔ اور پھر یہ کتاب مرزا قادیانی کے بیٹے کی میرے پاس موجود ہے "حیات طیبہ" اس میں موجود ہے کہ ان کے بہت بڑے عالم ابوالکلام آزاد کا بھائی مرزا قادیانی کے گھر میں اس کے اعلان نبوت کے بعد گیا اور کئی دن تک رہا اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا۔ (وقت ختم)

تتمہ گفتگو:

دہلی مناظر نے حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک واقعہ کو بیان کیا تھا، اگرچہ وہ واقعہ اپنے دعویٰ کے مطابق نہ تھا تاہم اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ چونکہ مناظر اہل سنت کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ لہذا وہ جواب نہ دے سکے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے کامل ولی اور عظیم المرتبت عالم و محدث تھے غیر مقلدین کے مجتہد العصر نواب صدیقی حسن بھوپال التاج المکمل ص 461 پر لکھتے ہیں:

"کان عالما محدثا صوفیا ذا کرامات کثیرہ"

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، محدث اور صاحب کرامات کثیرہ صوفی تھے۔ آپ اللہ کے ولی کے عرس پر آرہے تھے تو آپ کی نظر غیر اختیاری کنیز پر پڑی اور وہ آپ کو بھلی معلوم ہوئی۔ غیر اختیاری نظر کا پڑنا یہ غیر شرعی عمل نہیں بلکہ حدیث شریف میں واضح موجود ہے کہ بھلی نظر معاف ہے۔ آپ مزار پر تشریف لائے تو چونکہ آپ خود بھی صاحب کمال تھے اور سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ بھی کامل ولی تو صاحب مزار نے ان سے باتیں کیں اور لونڈی بہہ کر دی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صاحب مزار تو وصال فرما چکے ہیں پھر ان سے اس طرح کھلی باتیں کرنا اور ان کا سوال و جواب کے بعد لونڈی کو بہہ کرنا کیسے ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صاحب مزار کی کرامت تھی اور یہ اسی طرح ہے کہ کرامات اہل حدیث

میں عبدالجید خادم سوہدروی صاحب قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب کی ایک کرامت لکھتے ہیں: صوفی حبیب الرحمن کا بیان ہے کہ 1910ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد میر حبیب اللہ خان شاہ کاہل پٹیا لہ تشریف لائے تو انہوں نے سر ہند جانے کے لئے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹے! رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔ (کریمات اہل حدیث ص 19)

اب غور فرمائیں اگر قاضی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جائیں اور وہ ان سے باتیں کریں اور جاگتے ہوئے کریں اور ہاتھ سے پکڑ کر بٹھالیں تو یہ بات بطور کرامت "اہل حدیث" حضرات کے حق میں قابل قبول ہے تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قبول کیوں نہیں؟ پھر جس طرح مجدد صاحب نے قاضی صاحب کے دل کی بات جان لی تو اسی طرح بطور کرامت سیدی احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی بات جان لی اور ان سے بات کرتے ہوئے فرمایا میں لونڈی تجھے بہہ کرتا ہوں۔ گویا یہاں انہوں نے بطور کرامت تاجر کے دل کی بات بھی جان لی کہ وہ لونڈی کو دربار کی نذر کرنا چاہتا ہے۔

اور پھر جب تاجر نے واقعاً لونڈی کو نذر کر دیا تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف یا کرامت کی بناء پر اس لونڈی کو نہیں پکڑ لیا بلکہ صاحب مزار نے وہاں کے دربار کے مجاور و متولی کو بطور

کرامت بتا دیا اور چونکہ مزار پر آنے والی اشیاء کے تصرف کا اسے اختیار ہوتا ہے اس لئے اس مجاور و متولی نے وہ لونڈی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو بہہ کر دی اور جب لونڈی بہہ ہو گئی تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے مالک بن گئے اور شرعاً آقا اپنی لونڈی سے متمتع ہو سکتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا لونڈی مزار پر بطور نذر دی جاسکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لونڈی جب کسی کے ملک میں ہو تو وہ مالک کا مال ہوتی ہے اور مال کہیں بھی خرچ کیا جاسکتا ہے اور لونڈی کسی کو بھی بہہ کی جاسکتی ہے۔ بخاری شریف کتاب الہبہ ص 353 جلد اول پر امام بخاری نے باب باندہ عاہے۔ "بیتہ المرأة بغير زوجها" "عورت کا اپنے خاوند کے علاوہ کسی کو کوئی چیز بہہ کرنا" اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث لے کر آئے ہیں کہ حضرت کریم جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے کہ میمونہ بنت حارث (ام المؤمنین) نے انہیں یہ بات بتائی کہ انہوں نے ایک لڑکی (کوٹھی) کو آزاد کر دیا اور نئی پاک اسے اجازت طلب نہ فرمائی تو جب آپ کی باری کا دن آیا تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پتہ ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ واقعی تو نے ایسا کر دیا؟ عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لواعطيتها اخوالک کان اعظم لاجرک۔"

اگر تم وہ لونڈی اپنے ماسوں کو دے دیتیں تو تمہیں زیادہ اجر ملتا۔

اب بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہوا کہ لونڈی کو کہیں بھی بہہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ مال ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس متولی، مجاور دربار کا لونڈی بہہ کرنا درست ہوا تو جب بہہ درست ہوا تو بہہ پر قبضہ کے بعد سوہوب لے اس مال کا مالک ہوتا ہے تو جب امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لونڈی کو قبول فرمایا تو وہ اس کے مالک بن گئے اور آقا اپنی لونڈی سے وطی کر سکتا ہے

اور یہ شرعی مسئلہ ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ دعی بات کہ کیا نذر کسی دربار پر دی جاسکتی ہے یا نہیں تو یہ بھی دلائل باہرہ سے ثابت ہے کہ بطور نذر کسی بھی دربار پر کوئی مال دینا اس نسبت سے کہ تاکہ وہ وہاں کے زائرین کے کام آئے اور اس کا ثواب صاحب مزار کو پہنچے تو ایسا کرنا بالکل درست ہے۔

وہابی مناظر (تقری رنمبر 5)

یہ میرے پاس احمد رضا خان صاحب کی کتاب ہے ص 22-23 پر احمد رضا کتاب کا نام ہے گمراہی کے جھوٹے خدا۔

سنی مناظر: یہ کس کی کتاب ہے:

وہابی مناظر: یہ کتاب احمد رضا خان کی ہے اور اس پر حواشی اجل خان نے لکھے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کافروں کے صدا فرتے اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں بلکہ مانتے بھی ہیں ہنود وغیرہم بت پرست تک کہتے ہیں کہ سارے جہانوں کا وارث سب خداؤں کا خدا ایک ہی ہے عرب کے مشرک بھی کہا کرتے تھے "یتقربون الی اللہ زلفاً" یعنی وہ بتوں کو اس لئے پوجتے ہیں کہ بت انہیں اللہ کے قریب کر دیں۔ یعنی مشرک بھی اللہ ﷻ کو مانتے تھے اگر ان سے پوچھو کہ زمین و آسمان کس نے بنائے تو کہیں گے اللہ نے۔ یعنی سب لوگ یہودی، عیسائی یہ سب لوگ مانتے ہیں کہ اللہ ہے۔

اور یہ ان کے مولوی محمد حسن علی رضوی ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہم اللہ کو مانتے ہیں کہ سب کا خدا ایک ہے۔ دیکھیں ایک دیوبندی نے ان پر اعتراض کر دیا ص 156۔

ان کے خلاف کتاب لکھی "دو خدا کا تصور" کہتے ہیں خدا جب دین لیتا ہے حماقت آتی جاتی ہے۔ یہی حال نیکی مناظر اسلام مصنف سیف شیطانی کا ہے یعنی یہاں بریلوی، دیوبندیوں پر ہٹ کر رہا ہے۔ دیوبندیوں نے بریلویوں کو دو خدا کا تصور کہا تھا اس کے جواب میں بریلوی کہتے

ہیں اہل دیوبند کے دو خداؤں کے تصور کو بے نقاب کر دیا کیونکہ اہل دیوبند کے جاہل مطلق وکیل کے صفحہ نمبر 102 کی سرفی میں خود لکھا کہ بریلویوں کا خدا شرک ہے گویا اہل دیوبند کے نزدیک بھی خدا دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں بریلویوں کا خدا اور ہے اور دیوبندیوں کا خدا اور ہے۔ مرزائیوں کا خدا اور شیعوں کا خدا، دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف سیف شیطانی خود مشرک ہو ا کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا۔

اب انہی بریلویوں کے امام احمد رضا خان کا فتاویٰ رضویہ ہے اس میں لکھتے ہیں غیر مقلدوں کے جھوٹے خدا، وہابیوں کے جھوٹے خدا صفحہ 545 پر رافضیوں کے جھوٹے خدا، قادیانیوں کے جھوٹے خدا، نیچریوں کے جھوٹے خدا۔ مجوس کے جھوٹے خدا۔ اب خود انہوں نے قانون بنایا کہ جو کہے دیوبندیوں کا خدا اور بریلویوں کا خدا تو وہ مشرک ہے اب احمد رضا خان صاحب نے اپنی کتاب میں مختلف لوگوں کے خدا بیان کئے کہ یہ دیوبندیوں کا خدا، یہ وہابیوں کا خدا، یہ مرزائیوں کا، یہ شیعوں کا، تو اپنے اصول کے تحت اپنے جال میں صیاد آگیا اب اپنے فتوے کے مطابق اس فتوے کی زد میں خود احمد رضا خان آگئے ہیں۔

اب یہ اگلی کتاب عرض کیا کہ حضرت والا یہ واقع کس کتاب میں ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا عبور کر گئے پورا واقع یاد نہیں۔

ارشاد: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریا دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہہ کر زمین کی طرح اس پر چلنے لگے۔ بعد میں کوئی شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی اس وقت کشتی موجود نہیں تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی میں کس طرح پار آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر چلنے لگا شیطان لعین نے دل میں

دوسرے والا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید جنید کہلو! جس چنانچہ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں تو چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید اس نے جب یہ کہا تو دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ کہیں اللہ اور پار ہوں اور میں کیوں تو غوطہ کھاؤں آپ نے فرمایا ابھی تک تو جنید تک نہیں پہنچا اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ کہتا ہے "ادعونی استجب لکم" مجھے پکارو میں مدد کروں گا۔ اللہ کہے مجھے پکارو یہ کہیں نہیں جنید کو پکاروں گا۔

اب رسول اللہ ﷺ کی توہین سنو!

کتاب کا نام ہے کشف المحجوب و اما علی البکری کہتے ہیں:

جب بندے کا فعل حق کی طرف مضاف ہو تو بندہ بحق قائم ہوتا ہے چنانچہ ایسے ہی وارد ہوا کہ داؤد علیہ السلام کی نظر مبارک وہاں پڑی جہاں پڑنی نہ چاہئے تھی یعنی اور یاہ کی عورت پر اسے دیکھا تو بندہ بحق قائم ہو گیا جیسے رسول اللہ ﷺ کی نظر زید کی بیوی پر پڑی تو زید کی بیوی حرام ہو گئی اس لئے کہ وہ نظر جو داؤد علیہ السلام کی تھی اور جو نظر حضور علیہ السلام کی تھی یہ حالت سکر میں تھی۔ اب یہ سکر کیا ہے یہ بد معاشی کا چکر ہے رسول اللہ ﷺ نے کب کہا کہ میں نے سکر کی حالت میں زید کی بیوی کو دیکھا ہے اور اس حالت میں دیکھا کہ وہ اس پر حرام ہو گئی۔ اب ایک پوائنٹ ایسا ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اہل حدیث تھے اب یہ دیوان محمدی پر احمد سعید کاظمی کی تقریظ ہے۔

سنی مناظرہ: کیا دیوان محمدی پر احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کی تقریظ ہے جواب آیا ہاں۔

سنی مناظرہ: آپ لوگ سن لیں کہ دیوان محمدی پر احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تقریظ ہے چلیں آگے چلیں۔ (۱)

وہابی مناظرہ: اب احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ اس تقریظ میں کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، اب شاہ ولی اللہ اہل حدیث ہیں تو احمد سعید کہتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ ثابت ہوا کہ اہل حدیث پر اللہ کی رحمت ہم نے ثابت کر دیا کہ ہم حق پر ہیں اور تم گمراہ ہو۔ تمہارا عقیدہ کفر یہ شرکیہ ہے۔ مسئلہ سمجھنے کا ہے ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں اگر شاہ ولی اللہ حنفی تھا تو اس کا حوالہ ہمارے خلاف کیوں پیش کیا اگر وہ اہل حدیث تھا تو پھر رحمت اللہ علیہ کیوں کہا، اب اسی پر فیصلہ ہو گا۔ (وقت ختم)

(۱) علامہ سید سعید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے دیوان محمدی پر تقریظ سرے سے لکھی ہی نہیں۔ بلکہ آپ سے منسوب ایک مضمون کہ جس میں انہوں نے دیوبندیوں کو "وحدۃ الوجود" پر اعتراض کا جواب دیا تھا۔ خواجہ یار محمد فریدی رحمہ اللہ کے متبعین میں سے کسی نے کتب کے شروع میں چھاپ دیا ہے۔ علامہ کاظمی شاہ صاحب کی طرف اس مضمون کی نسبت بھی مشکوک ہے۔ خود کاظمی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کسی کتاب میں یہ مضمون درج نہیں اور آپ کی اولاد سرے سے اس مضمون کا انکار کر چکی ہے۔

سنی مناظر (جوابی تقریر نمبر 5)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرات میں پھر اپنا جملہ دھرا رہا ہوں بیٹھا ٹھا پپ پپ کوزا کوزا تھو تھو۔

میں نے عبارت پڑھی تھی "عقیقات" کی اور ہماری شرائط میں موجود ہے کہ اگر کسی کا اپنا بندہ نہ ہو گا تو وہ اس پر فتویٰ لگائے گا آپ کہتے ہیں شاہ اسماعیل اختلافی بندہ ہے اگر اختلافی بندہ ہے تو اس پر فتویٰ لگاؤ کہ یہ کافر ہے اگرچہ آپ اس کی عبارت کو کفریہ کہہ چکے ہوتا ہم اسے پھر کافر کہہ دو۔ اب آپ لوگ دیکھیں شاہ اسماعیل دیوبندی نے کہا گھوڑا۔ گدھا، بندہ، درخت، خدا کا عین ہیں۔

وہابی مناظر: شاہ اسماعیل غیر معتمد علیہ ہے معتمد علیہ علماء کے حوالے پیش کرو۔

سنی مناظر: تمہارے علماء نے شاہ اسماعیل کو اپنا کہا ہے فتاویٰ ثنائیہ میں کہا ہے دیگر کتابوں

میں کہا ہے حوالے میں پہلے دے چکا ہوں کہ یہ تمہارا اور دیوبندیوں کا متفقہ آدمی ہے۔

وہابی مناظر: نہیں جی ہمارا نہیں ہے۔

سنی مناظر: بات ختم کرتے ہیں شاہ اسماعیل آپ کا نہیں ہے جواب آیا ہمارا نہیں ہے۔

سنی مناظر: اچھا اگر تمہارا نہیں ہے تو پھر لگاؤ فتویٰ۔

وہابی مناظر: ہم کیوں لگائیں تم لگاؤ فتویٰ۔

سنی مناظر: منافقت کر رہے ہو تم "لا الہ الا ہولاء ولا الیٰ ہولاء"۔

دہالی مناظرہ: چلو بھائی شروع کرو۔

سنی مناظرہ: نہیں ابھی نام رکھا ہے تم نے مجھے درمیان میں کیوں روکا ہے میں اب بات پوری کرونگا یہ کتاب ہے "معیار الحق" تمہارے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کی اس میں وہ لکھ رہا ہے شاہ اسماعیل شہید فی سبیل اللہ تو پھر جو شخص کافروں کو شہید فی سبیل اللہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ اور آج غیر مقلدو! تمہیں بھی اس مناظرے کا یہ صلہ ملا ہے کہ آج شاہ اسماعیل بھی نکل گیا ہے اس پر دہالی ٹیم نے شور شروع کر دیا کہ، بابا فرید بھی نکل گیا۔ فلاں بھی نکل گیا۔

سنی صدر مناظرہ: شرم کرو! ساری زندگی جس عبارت کا دفاع کرتے رہے ہو آج تم نے اس عبارت کو کفریہ کہہ دیا اور اپنے باپ شاہ اسماعیل کا بھی انکار کر رہے ہو۔ ہم نے درجنوں کتابوں میں دکھایا ہے کہ شاہ اسماعیل تمہارا ہے۔ اس پر انتظامیہ درمیان میں آئی لیکن دہالی حضرات کا شور شراب ختم نہ ہوا۔

اس پر مناظرہ اہل سنت نے فرمایا: انتظامیہ کے دوست سن لیں اگر یہ شرائط پر نہیں چلیں گے تو مناظرہ یہیں ختم ہو جائے گا ہماری شرط یہ تھی کہ دونوں طرف سے کسی بھی بندے کا انفرادی موقف نہیں تسلیم ہو گا بلکہ جماعتی موقف ہی اصل موقف ہو گا۔

آپ لوگوں نے خود سنا کہ ان کے صدر مناظرے ابھی ابھی درمیان میں کہا کہ ہمارے طالب الرحمن کا موقف یہ ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث کے امام نہیں ہیں۔ اب یہ موقف تو طالب الرحمن کا انفرادی موقف ہوا۔ میں شرائط پر پابندی کر رہا ہوں۔

یہ دیکھیں ان کے شاہ اللہ امرتسری صاحب فتاویٰ ثنائیہ میں کہتے ہیں کہ شاہ اسماعیل پکا اہل حدیث ہے وہ متنازع نہیں کہہ رہے، کہہ رہے ہیں کہ اہل حدیث ہیں اب آپ انتظامیہ کے دوست فیصلہ کریں کہ ہم طالب الرحمن کی مانیں یا شاہ اللہ امرتسری کی مانیں۔ اس کی مسلک

میں حیثیت کیا ہے ان کا موجودہ دور کا بہت بڑا محقق ہے ارشاد الحق اثری دیکھیں یہ کتاب اس میں اس نے بھی لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ہمارے اکابر میں سے ہے "البریلویہ" میں احسان الہی ظہیر نے لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل ہمارا سرخیل ہے اب جب شاہ اسماعیل کا حوالہ میں نے پیش کیا کہ اس نے گھوڑے کو خدا کہا ہے تو اب تمہیں متنازع نظر آگیا وہ متنازعہ نہیں وہ تو متفقہ ہے اہل حدیث کے بڑے بڑے علماء کہتے ہیں کہ شاہ اسماعیل ہمارا امام ہے سرخیل ہے اب میں اس کی مانوں یا پھر اس کے بڑوں کی مانوں۔

وہابی صدر مناظر: ہم تمہاری مانیں یا احمد رضا کی مانیں۔

سنی صدر مناظر: ہم تو لکار کر کہہ رہے ہیں کہ حضرت احمد رضا کے کسی عقیدے پر انگلی رکھ ثابت نہ کر کے جائیں تو پھر کہنا۔

سنی مناظر: انہوں نے امام احمد رضا صاحب رحمہ اللہ کی جتنی عبارتیں پڑھیں الحمد للہ میں نے ان کا جواب دیا اب اس کو ہمارے مسلک میں کوئی چیز نہیں ملی تو یہ صاحب حال صوفیوں کی عبارتیں پڑھ رہا ہے۔

وہابی مناظر: قریشی صاحب آپ کا قائم شروع کرتے ہیں آپ یہ ثابت کریں کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث ہے ہم یہ ثابت کریں گے کہ وہ حنفی تھا حوالے ہم بھی اہل حدیثوں کے پیش کریں گے۔

سنی مناظر: سبحان اللہ! مناظرہ ہم سے ہو رہا ہے اور کہہ رہے ہو کہ حوالے اہل حدیثوں کے پیش کریں گے یہ مناظرہ کا کونسا اصول ہے۔ امتیاز صاحب! آپ بتائیں ایک پیپلز پارٹی کا بندہ ہو تو اس کی پارٹی کے لیڈروں کی بات کا حوالہ چلے گیا جماعت اسلامی والوں کا؟

وہابی مناظر: ہم اسی پر بحث کر لیتے ہیں کہ ہم یہ ثابت کریں گے کہ وہ حنفی تھا، دیوبندی تھا دیوبندیوں نے اپنا بنایا کیونکہ یہ شخصیت متنازع ہے بعض کہتے ہیں دیوبندی ہے بعض کہتے ہیں اہل حدیث ہے۔

سنی مناظر: بھائی لمبی بحث کیوں کرتے ہو بات ختم کرتے ہیں آپ شاہ اسماعیل کو حنفی کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے میں شاہ اسماعیل کو حنفی ہونے کے اعتبار سے یہ کہتا ہوں کہ وہ کافر ہے اب انصاف طلب کرتا ہوں تم کہتے ہو ہمارا نہیں ہے تو پھر جب وہ شخص پتھروں کو، گھوڑے کو عین خدا کہہ رہا ہے تو انصاف تو یہ ہے کہ پھر ایسے شخص کے بارے میں کہہ دو کہ وہ کافر ہے تو میں پھر اس کے حوالے ہر گز پیش نہیں کروں گا۔

وہابی مناظر: جہاں تک فتویٰ لگانے کا مسئلہ ہے تو احمد رضا پر فتویٰ لگے گا احمد رضا خان نے اسے کہا ہے کہ میں کافر نہیں کہتا یہ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔

سنی مناظر: ساتھ پڑھ لیں انہوں نے کہا ہے جو اسے کافر کہے اسے منع نہیں کرتا۔

وہابی مناظر: انہوں نے کہا ہے کہ کافر نہیں کہتا تو جو کافر کو کافر نہ کہے وہ کافر آپ اس کا جواب دیں۔

سنی مناظر: بھائی فتاویٰ رشیدیہ میں سوال ہوا کہ اس کی توبہ مشہور ہو گئی تھی اب یہ بات جب مشہور ہوئی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں احتیاط کرتے ہوئے اس کو کافر نہیں کہتا اور مسلمان بھی نہیں کہتا میں اسے یزید کی طرح کہتا ہوں جس طرح بہت سارے ائمہ جن میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ کہتے ہیں کہ یزید کافر ہے اور یہ اہل حدیث یزید کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ دیکھیں کتابیں ان میں واضح لکھا ہوا ہے کہ یزید رضی اللہ

عنه۔ تو آپ پولیس کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یزید کو کافر کہہ رہے ہیں اور آپ اسکو رضی اللہ عنه کہتے ہو اور کچھ لوگوں نے اس پر سکوت کیا تو آپ بتائیں کہ آپ کافر کو کافر نہ کہہ کر کافر ہوئے یا نہ؟ اور جہنم نے کہا ہم اس کو نہ مومن کہتے ہیں نہ کافر تو بتائیں کہ وہ یزید کی تکفیر نہ کر کے کافر ہوئے یا نہ؟ اور پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر کیا فتویٰ ہے جو آپ کا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے۔

انتظامیہ : چلیں مناظرہ آگے چلیں۔

وہابی مناظر: ٹھیک ہے وہ شاہ اسماعیل کا حوالہ پیش نہیں کریں گے۔

سنی مناظر: کیوں نہیں کریں گے۔ چلیں ایک اور بات آپ نے خود کہا ہے کہ بعض اہل حدیثوں کے نزدیک یہ اہل حدیث تھا تو جب بعض نے اس کو اپنا امام مانا اور جب یہ بعضوں کے نزدیک اہل حدیث ہے تو پھر وہ کتے، گھوڑے کو خدا کہہ رہا ہے تو بتائیں اس پر کیا فتویٰ ہے۔

وہابی صدر مناظر: جناب تقویۃ الایمان میں اس نے وحدۃ الوجود کا انکار کیا ہے۔

سنی مناظر: اس طرح تو میں آپ کو مرزا قادیانی کی کتابیں دکھا سکتا ہوں کہ جن میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین لکھتا ہے اور ہاں آپ لوگوں نے سنا انہوں نے تھوڑی دیر پہلے اپنی زبان سے کہا تھا کہ نذیر حسین دہلوی نے مرزا قادیانی کا نکاح پڑھایا تھا اور اس وقت وہ مسلمان تھا اس کا مطلب ہے کہ پہلے اس کی باتیں مسلمانوں والی تھیں بعد میں وہ کافر ہوا۔ اب اس کی پہلی زندگی کی کتابیں کوئی اٹھائے اور کہے کہ دیکھیں جی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ للعالمین اور خاتم النبیین مان رہا ہے تو آپ بتائیں کہ کیا وہ کفر کے فتوے سے بچے گا؟ یقیناً نہیں بچے گا۔ اسی طرح شاہ اسماعیل دہلوی ان کے اکابر میں سے ہے اور میں درجنوں کتابیں دکھا چکا کہ ان کا امام ہے وہ بھی فتوے سے نہیں بچ سکتا۔

اور ہاں اس طالب الرحمان کی اپنے مسلک میں کیا حیثیت ہے ان کے جب اکابر لکھ رہے ہیں بدیع الدین راشدی لکھ رہا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری لکھ رہا ہے۔ ارشاد الحق اثری لکھ رہا ہے اور اسی طرح ان کا شیخ النکل نذیر حسین دہلوی لکھ رہا ہے کہ وہ ہمارا ہے تو آپ کی کیا حیثیت ہے۔ اب میراثائم سارٹ کریں۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

حضرات آپ نے دیکھا شاہ اسماعیل کی کتاب "عبقات" میں گھوڑے اور پتھروں کو خدا کہا گیا اس کا جواب نہیں آیا رہ گئی بات فتاویٰ رضویہ شریف میں خداؤں والی تو میں اس کی طرف آنا چاہ رہا ہوں۔ انہوں نے شاہ اسماعیل کو متنازع کہا تو یہ صرف طالب الرحمن کا قول ہے کسی اہل حدیث اکابر نے نہیں کہا کہ وہ اہل حدیث نہیں اور عجیب بات ہے حوالہ پیش کرتا ہے دیوبندیوں کا آپ خود بتائیں ہم اہل سنت کے لئے دیوبندیوں کا حوالہ کیسے پیش کیا جاسکتا ہے؟ ہمارے لئے تب حجت بنتی کہ کسی بریلوی نے کہا ہو کہ یہ شخص متنازع ہے تو تب ہمارے لئے حجت بنتا۔ جن کو ہم کافر کہتے ہیں تم ان کا حوالہ ہمارے خلاف پیش کرتے ہو؟ میں پھر تفسیر ثنائی پڑھنے لگا ہوں کہتے ہیں کہ جب عشق الہی میں کوئی گمن ہوتا ہے وہ جدھر بھی دیکھتا ہے اسے ہر چیز میں خدا نظر آتا ہے۔ وہ جدھر دیکھتے ہیں انہیں خدا اسی خدا نظر آتا ہے۔ مولوی صاحب! میں نے شیشے والی عبارت پڑھی تھی آپ بھول گئے ہو مولوی ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ اگر کسی کے گھر کے باہر دس قسم کے شیشے ہوں اندر لپ ایک جل رہا ہوتا ہے باہر سے لوگ مختلف رنگوں کی روشنی دیکھتے ہیں حالانکہ اندر ایک لپ ہے۔ اسی طرح کائنات میں جتنے وجود ہیں ان کا حقیقی قائم کرنے والا ایک ہے اور وہ اللہ ہے اور یہ ہے "وحدۃ الوجود" اور یہی فتاویٰ رضویہ میں ہے اور اسی کا ہم دفاع کرتے ہیں فتاویٰ رضویہ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ "وحدۃ الوجود" حق ہے اور "اتحاد" زندقہ ہے۔ یعنی ہر

شے کو عین خدا کہنا یہ کفر ہے جبکہ آپ کا مولوی کہہ رہا ہے کہ پتھر دگھوڑا بھی خدا ہے۔ رہ گئی بات آپ نے وحدۃ الوجود کی بات کی تو میں پوچھتا ہوں "وحدۃ" کی قسمیں کتنی ہیں۔ وحدۃ کبھی جنسی ہوتی ہے کبھی وحدۃ نوعی ہوتی ہے، کبھی وحدۃ عددی ہوتی ہے، کبھی وحدۃ اتصالی ہوتی ہے۔ آپ بتائیں کہ کس معنی کے لحاظ سے آپ نے کفر کہا۔

وہابی مناظر و صدر مناظر: کلیم کفر

سنی مناظر: حضرات انہوں نے کہا کلیم کفر آپ نے سن لیا ہے معاذ اللہ مولوی! وحدۃ جنسی میں اگر اللہ کو ایک مانو بندہ خود کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ خدا کی کوئی جنس نہیں وحدۃ نوعی میں اگر خدا کو واحد مانو تو یہ بھی کفر ہے کہ خدا کی کوئی نوع نہیں ہوتی اگر وحدۃ عددی میں اللہ کو ایک مانو تو تب بھی بندہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ واحد کہتے ہیں نصف الاثنین کو اور جبکہ ہم خدا کو واحد حقیقی مانتے ہیں۔ (یہ سن کر وہابی صدر مناظر کا رنگ اڑ گیا اور اثبات میں سر ہلایا)۔

انہوں نے صوفیاء کی عبارتیں پڑھی ہیں میں اس کے جواب میں اتنا ہی کہوں گا کہ وہ لوگ تو عشق الہی کے مرتبہ پر قائل ہوتے ہیں اور ان سے اس طرح کی "شطحیات" صادر ہوتی ہیں، آپ کے شاہ اسماعیل نے صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ اللہ عزوجل ایسے لوگوں کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتے ہیں ان کے ہاتھ بنتا ہے جن سے وہ پکڑتے ہیں ان کے پاؤں بنتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں اور یہ حدیث قدسی بخاری کے اندر ہے۔

انہوں نے فتاویٰ رضویہ پر خداؤں والا اعتراض کیا میں کہتا ہوں کہ اپنے گریبان میں جہانک کر دیکھو یہ میرے پاس ہے کتاب "الجہد العقل" دیوبندیوں نے ایک عبارت لکھی اس میں انہوں نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ ہر قبیح چیز پر قادر ہے یعنی ہر گندہ کام کر سکتا ہے۔ اور یہ کتاب ہے

"یکروزہ" شاہ اسماعیل کی اس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اسی طرح شاہ اسماعیل کی کتاب "ایضاح الحق" اور آپ دیکھیں اور سمجھیں کہ میں آپ کو کوئی گالی دیتا ہوں تو اس گالی کا کوئی محرک تو ہو گا نا کہ کیوں دی اب سرکار احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اگر فلاں کے جھوٹے خدا لکھا تو کیوں لکھا؟

یہ دیکھیں میرے پاس کتاب "ایضاح الحق الصریح" ہے اس کے اندر شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ جہت مکان، زمان اور ترکیب عقلی سے متصف ہے اور تمام قییمات پر قادر ہے۔ اب جب اس طرح کی عبارات لکھی گئیں تو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بھی جو جھوٹ بولے جو بچہ بازی کرے بھی قییمات کہا گیا تھا نا کہ ہر قییمت کا کام اللہ کر سکتا ہے تو اس میں ہر گندہ کام آئے گا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسا خدا تمہیں مبارک ہو ہمارا خدا تو وہ ہے جو عیبوں سے پاک ہے۔

اپنی عبارت ہمارے کھاتے میں ڈال رہے ہو انہوں نے اس لئے کہا کہ ایسا خدا وہابیوں کا ہو سکتا ہے جو ایسے لئے کام کر سکتا ہے جھوٹ بول سکتا ہے۔ تب کہا کہ وہابیوں کے جھوٹے خدا، مجددیوں کے جھوٹے خدا، دیوبندیوں کے جھوٹے خدا، ہمارا خدا تو وہ ہے تو وحدہ لا شریک ہے۔ "اللہ علم لذات الواجب الوجود، الجامع لجميع صفات الکمال المنزہ عن العیب والنقصان لاجہۃ لہ ولا جسم لہ ولا ہیئت لہ ولا ترکیب لہ"۔

اللہ وہ ہے جس کا جسم نہیں، اللہ وہ ہے جس کی جہت نہیں، اللہ وہ ہے جس کی ترکیب عقلی نہیں، اللہ وہ ہے جس کی ہیئت و کیفیت نہیں، اللہ وہ ہے جس کا کوئی زمانہ نہیں، جس کا مکان نہیں ہے۔ کون اللہ ہاں وہ جو کسی کی عقل میں نہیں آ سکتا اور جو عقل میں آئے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

اور ہاں تم نے بزرگوں کی شطیحات پیش کی ہیں۔

اور ہاں تم نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کہ سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھا تو میں پہلے عرض کر چکا کہ بہت سارے بزرگ ایسے ہیں کہ جو متفق علیہ ہیں غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ وہ بزرگ ہیں اسی طرح امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہم بھی مانتے ہیں یہ بھی مانتے ہیں دیوبندی بھی مانتے ہیں تو اب ان کو ماننے سے کیا یہ مطلب ہے کہ جب ہم غیر مقلدوں اہل حدیثوں پر ایک کرتے ہیں تو وہ امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک ہے؟ نہیں ان پر ایک نہیں ہے اسی طرح ہم نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کفر کی بات نہیں سنی اس لئے ان پر فتویٰ نہیں ہم تو ان کا حوالہ اس لئے دیتے ہیں کہ یہ لوگ ان کو اپنا بڑا تسلیم کرتے ہیں چونکہ ان سے کوئی غلط بات صادر نہیں ہوئی اس لئے وہ ہمارے بھی بزرگ ہیں جبکہ یہ بعد والے غیر مقلدوں میں کفری کفر بھرے ہوئے ہیں اس لئے ہم نے کفر کی بات کی۔

اور تم تو یزید کو رضی اللہ عنہ کہنے والے ہو۔ اس کافر کو رضی اللہ عنہ کہنے والے ہو اور پھر اعلیٰ بات سید بن کے نسب بدلنا، نذیر حسین دہلوی کو انہوں نے سید بنایا جبکہ ابن تیمیہ لکھتا ہے کہ امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ تو لاولد گزرے ہیں اور سنو! سیدوں کے شجرے اس طرح ساتھ ہوتے ہیں جس طرح یہ سید امتیاز حسین کاظمی صاحب کا شجرہ ساتھ ہے۔ جھوٹے سید! اور پھر سن لیں!

میں نے وحدۃ الوجود کے حوالے سے منہ توڑ جواب دیا ہے انہوں نے جتنی باتیں کی ہیں ان کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ تم نے مینڈھے کے منہ سے اللہ اللہ کی بات کی تو میں نے شاہ اسماعیل کی گھوڑے والی عبارت پیش کی۔ انہوں نے کہا وہ ہمارا نہیں تو میں نے ثناء اللہ امر تسری کی

عبارت دکھادی اور ثناء اللہ امر تسری بھی کہتا ہے کہ اللہ والوں کو ہر جسم مادی میں خدا نظر آتا ہے۔ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بات یہ ان کی شیط ہے۔^(۱) اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کشف المحجوب میں بھی مذکورہ بات یا الحاقی ہے یا پھر ان کی شیط ہے کیا آپ اتنے بڑے اللہ کے دلی کو کافر اور گستاخ رسول ثابت کرنا چاہتے ہو عالموا دیوں کے گستاخو! اگر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کافر ہیں تو پھر مسلمان کون ہے؟

اور پھر یہ طالب الرحمن صاحب کی اپنی کتاب اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہر جگہ پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا بلکہ تاویل کی جائے گی اگر تاویل ہو سکے تو بندے کو کافر نہیں کہیں گے اسی طرح بزرگان دین نے فرمایا اور ساتھ ساتھ تمہارے نواب صدیق حسن بھوپال نے بھی کہا ہے کہ صوفیاء کی حالت سکر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تاویل کرو کہ ان کی جتنی بھی شطیحات ہیں یہ ساری حالت سکر میں ہوئی ہیں لہذا ان پر فتویٰ کفر نہیں لگے گا اور پھر شاہ اسماعیل دہلوی سے تم جان نہیں چھڑا سکتے ہو وہ تمہارا بڑا ہے اور اس کی عبارتیں تمہارے کھاتے میں ہیں۔
(وقت ختم)

(۱) اور یہ اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے بچے کو قتل کیا۔ کشتی کا پھنسا کھینچ دیا۔ بظاہر ان کا عمل تو خلاف شریعت تھا لیکن اللہ تعالیٰ اس کو علم لدنی قرار دے رہا ہے جبکہ اس کا باطنی معنی بعد میں بیان ہوا جس سے وہ قتل جائز ہوا۔ اسی طرح اللہ کے دلی جب صاحب حال ہوتے ہیں تو ان کے معاملات کبھی کبھی بظاہر شریعت کے خلاف ہوتے ہیں۔ تاہم ان کے مقام اور منصب کے پیش نظر ان پر فتویٰ نہیں لگائیں گے اب جنید بغدادی کا ظاہری کلام تو قابل گرفت ہے اس کے باوجود جب ان کے مرید نے یا جنید یا جنید کہا تو وہ پار لگ گیا اگر واقعی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاف شریعت کیا تو پھر اس کا اثر کیوں ہوا اور وہ شخص دریا پار کیسے کر گیا؟ اس معاملے میں اتنا ہی کہا جائے گا کہ یہ اولیاء اللہ کی ”شطیحات“ ہیں جن پر گرفت نہیں کی جاسکتی۔

وہابی مناظر (تقریر نمبر 6)

یہ کتاب ہے تذکرہ اکابر اہل سنت اس میں مہر محمد اچھروی لاہور کا تذکرہ ہے اس کا شعر ہے:
سنی مناظر: یہ ہمارے اکابرین میں سے نہیں ہے۔

وہابی مناظر: ڈھنٹائی سے پڑھنے لگا۔

دوستی رب دی لوڑ نائیں قبر والے دا پٹڑا چھوڑ نائیں

قبر والے دے گرد طواف کر کے کے جاو نر دی کوئی لوڑ نائیں

یہ کتاب ہے نور محمد نقشبندی

سنی مناظر: شرم کرو کون سی کتابیں پڑھ رہے ہو جن کا نام ہی ہم پہلی دفعہ سن رہے ہیں۔

وہابی مناظر: یہ چاچا، احوال سب تمہارے کھاتے میں ڈالوں گا۔ یہ صوفی سارے تمہارے کھاتے میں ہیں۔

سنی مناظر: ادئے ہمارے اکابرین، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ تمہیں نظر نہیں آتے۔

وہابی مناظر پڑھنے لگا:

چاچا دار مدینہ چاچا دے کوٹ ضمن بیت اللہ

رنگ میرا مہرنگی آیا کہ روپ تجلی

ظاہر دے دوج بور شد عا باطن دے دوج اللہ

ناک کھڑا پیر فرید اساتوں وسدا وجہ اللہ

یہ کتاب ہے "ملفوظات احمد رضا" کہتے ہیں اگر مجذوب سچا ہو گا شریعت مطہرہ کا بھی مقابلہ نہ کرے گا کہتے ہیں کہ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب گزرے ہیں احمد آباد میں ان کا مزار ہے، میں زیارت سے شرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قلعہ شدید پڑا بادشاہ قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کیلئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کروں۔ جب لوگوں کی آہ و زاری حد سے بڑھی تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا میں سمجھیں یا اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ گھنائیں پہاڑ کی طرح چھائیں اور جل قہل بھر دیئے ایک دن جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے ان کو دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔ مردانہ لباس پہنے اور مسجد کو چل دیئے اور اس پر انکار نہ کیا چوڑیاں و زیورات اتارے اور زنانہ لباس اتار کر مسجد میں ہو لیئے، خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند "حی لا یموت" ہے وہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے یہ وہ کئے دیتے ہیں۔ (استغفر اللہ) اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی چوڑیاں اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے پاس مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے تھے یہ گمراہی۔ ہمارا استدلال آگے آ رہا ہے اب یہ کہیں گے کہ یہ سچے مجذوب کی نشانی ہے سچا مجذوب شریعت مطہرہ کا مقابلہ نہیں کرے گا۔

دوسرا کہا: موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ۔

تیسرا کہا: میں زیارت سے مشرف ہوں۔

جو تھی بات کہتے ہیں یہ صوفی تھا لیکن صوفی صاحب تحقیق اس نے تحقیق کر کے اللہ کی بیوی بنی یہ نہیں کہا کہ وہ پاگل تھا بلکہ کہا صوفی صاحب تحقیق اور انکا مقلد زندیق۔

یہ ہے کتاب "مقابیسیس المعجالس" اس میں خواجہ صاحب کے ملفوظات کہتے ہیں: مولوی حسین محدث دہلوی کا ذکر ہونے لگا قطب الواحد حضرت خواجہ محمد بخش رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر کو غیر مقلد دہلی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے آپ نے فرمایا سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔^(۱)

سنی مناظرہ: پڑھو پڑھو۔ مجددیوں، صوفیوں کی باتیں پڑھو جن کی باتوں پر ہمارے مسلک کا دار و مدار ہرگز نہیں۔

دہلی مناظرہ: آپ کہتے ہیں شاہ اسماعیل پر فتویٰ کیوں نہیں لگاتے تو احمد رضا خان کہتے ہیں اہم الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر حکم نہیں کرتا ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لالہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف عمل بھی باقی نہ رہے تب حکم کفر ہے۔

کفر کا حکم تب لگے گا جب یہ شرائط پوری ہوں احمد رضا کے بقول اس لئے تم شرائط پوری کرو ہم فتویٰ لگائیں گے۔ اب آؤ اس بات کی طرف اسماعیل دہلوی متنازع شخصیت ہے یہ میرا موقف ہے یا ہمارے علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ یہ تو دیوبندیوں کا موقف ہے دیوبندیوں نے شاہ اسماعیل کو حنفی لکھا۔

(۱) "مقابیسیس المعجالس" کے بارے میں تفصیلی بحث صفحہ ۱۴۴ پر مقرر ہو چکی ہے ملاحظہ

فرمائیں۔

سنی مناظرہ: یار دیوبندیوں کی کیا بات کرتے ہو ہم دیوبندی نہیں ہم سنیوں بریلویوں کی بات کر دو میں بھاگنے نہیں دوں گا اور منتظرہ حضرات! میں پہلے کہہ چکا کہ ان کے لئے لازم ہے کہ حوالہ بریلویوں کی کتب سے دیں بھائی کیا اپنے حوالے نہیں ہیں اور تم نے مناظرے میں دیوبندیوں کو کافر کہا اور اب ان کے حوالے بھی دیتے ہو۔

وہابی مناظرہ: یہ حوالہ دیوبندیوں کا ہے وہ کہتے ہیں شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل دونوں خفی ہیں خفیوں نے خود مانا دیوبندیوں نے کہا کہ یہ دیوبندی ہے۔

سنی مناظرہ: مولوی جی شرم کر خدا کے آگے جان دینی ہے آپ کے مناظرہ کرنے کی عمر گئی تم بوڑھے ہو گئے ہو جب ہم دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کی وجہ سے انہیں کافر کہتے ہیں تو ان کا حوالہ ہمارے لئے حجت کیسے بن سکتا ہے؟ کسی بریلوی عالم کا حوالہ پیش کرو کہ اس نے لکھا ہو کہ واقعی شاہ اسماعیل اہل حدیث نہیں ہے تو پھر ہم مانیں گے۔ آپ یہ دلائل پیش نہ کریں۔ وہابی مناظرہ: یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے "کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ" اس کو لکھا ہے۔ ابن حسن عباسی اور مولانا ابو بکر غازی نے۔

مناظرہ اہل سنت: بھائی پھر وہی بات یہ بھی تو دیوبندی ہیں۔

وہابی مناظرہ: بھائی آپ سن تو لیں۔ یہ دیوبندی نے ہماری کتابوں کے دو حوالے پیش کئے کہ اہل حدیث نہ شاہ ولی اللہ کو مانتے ہیں نہ شاہ اسماعیل کو مانتے ہیں کتاب اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ۔

سنی مناظرہ: عجیب سینہ زوری ہے آپ کی بھائی اصل کتاب کا حوالہ پیش کریں اور یہ حوالہ نہیں پیش کرنے دوں گا ہم نے تمہارے معتمد علیہ علماء کی عبارات پیش کی ہیں اور ہماری شرط موجود ہے کہ حوالہ اصل کتاب کا پیش کیا جائے گا۔

دہابی مناظرہ: مخالفوں نے ہماری کتاب میں سے ہمارا حوالہ اپنی کتاب میں لکھ کر ہمارا رد کیا ہے انہوں نے کہ اہل حدیثوں نے کتاب کا حوالہ دیا اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ اس کتاب کے صفحہ 18 پر لکھا کہ نہ شاہ ولی اللہ ہمارا ہے اور نہ شاہ اسماعیل ہمارا۔^(۱)

اور پھر آپ کہتے تھے ہاں اہل حدیثوں کے حوالے پیش کرو یہ کتاب ہے یہ ایک مشہور غیر مقلد عالم مولوی عبدالعزیز نور ستانی ہے یہ شاہ اسماعیل کی عبارت کے بارے میں لکھ رہے ہیں کہ ان کتابوں کو جن لوگوں نے طبع فرمایا اور اس اس قسم کے شرکیہ کلام جو مسلک اہل حدیث کے سراسر خلاف ہیں بلا قطعیّت و تردید چھپو اگر شائع کیا قابل مذمت ہیں ان کو اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہئے۔^(۲)

(۱) قارئین! آپ مناظرے میں دہابی مناظر کی تہی دامانی کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ بریلویوں کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے حوالہ دیوبندیوں کا پیش کیا جا رہا ہے کہ شاہ اسماعیل اہل حدیث نہیں ہے کیا کسی بھی طور پر دہابی مناظر کا یہ انداز اصولی ہے؟

(۲) قارئین خود اندازہ کریں! موضوع کیا ہے اور حوالہ کیا ہے ایک طرف درجنوں اہل حدیث اکابر ہیں جو ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور تواتر سے لکھتے آرہے ہیں کہ شاہ اسماعیل ان کا امام ہے اور سرخیل ہے اور دوسری طرف عبدالعزیز نور ستانی جیسے نامعلوم لوگ اور وہ بھی شاہ اسماعیل کا انکار نہیں کر رہا بلکہ ان کی کتابوں میں موجود کفریہ عبارات سے اعلان برأت کر رہا ہے اور باور کر رہا ہے کہ ان کتابوں میں موجود عبارات کسی اور نے لکھ کر شائع کی ہیں اسے آپ خود غور فرمائیں کہ ایک طرف مناظرہ

یہ اہل حدیثوں کا حوالہ کہ نہ شاہ اسماعیل ہمارا اور نہ شاہ ولی اللہ اب دیکھو میں نے جس طرح آپ کو پہلے بتایا تھا کہ جھگڑا کہیں نہ کہیں پوائنٹ ایسا آتا ہے ایسی جگہ آ جاتی ہے کہ جہاں انسان فیصلہ کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں۔

اہل سنت نے درجن سے زائد کتب سے ثابت کیا کہ شاہ اسماعیل اہل حدیثوں کا امام ہے اور دوسری طرف دیوبندیوں کی کتابیں پیش کر کے انکار کیا جا رہا ہے۔

میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پیش کرنے لگا ہوں یہ کتاب ہے غنیۃ الطالبین ^(۱)

(۱) کتاب غنیۃ الطالبین جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے بہت سارے علماء نے اس کتاب کا انکار کیا ہے اور کثیر علماء نے اس کتاب میں الحاقات کا قول کیا ہے۔

• حافظ شیخ امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 975ھ) ارقام فرماتے ہیں: "وایاک ان تغتر ایضاً بما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین وقطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبد القادر الجیلانی فانہ دسہ علیہ فیہا وسینتقم اللہ منہ والا فہو برنی من ذالک" (فتاویٰ حدیثیہ ص 173) (یعنی اس بات سے کبھی دھوکہ مت کھانا جو (غنیۃ الطالبین) میں ہے اور امام العارفین قطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبد القادر الجیلانی قدس سرہ العزیز کی طرف اس میں بہت سی باتیں بدسوس کی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بدسوس کرنے والے سے بدلہ لے گا اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایسی باتوں سے بالکل بری ہیں)۔

• شارح شرح عقائد عارف علامہ عبد العزیز پربار دی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1239ھ) رقم طراز ہیں: "ولایفرنک وقوعہ فی غنیۃ الطالبین المنسوبۃ الی الغوث الاعظم عبد القادر الجیلانی قدس سرہ العزیز فالنسبۃ غیر صحیحۃ والاحادیث الموضوعۃ فیہا وافرة" (نبراس شرح شرح العقائد صفحہ 475) (یعنی ایسی باتوں کا غنیۃ الطالبین میں واقع ہونا تجھے دھوکہ نہ دے اور ان کتاب کی نسبت حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف صحیح نہیں ہے اور اس میں موضوع حدیثیں بھی بہت ہیں)۔

• قولہ النسبة غیر صحیحۃ ویشہد قول الشیخ محمد عبد الحق الدہلوی فی عنوان ترجمتہ بالفارسیۃ: ہرگز ثابت نشدہ کہ اس از تصنیف آنجناب است اگرچہ انتساب بآنحضرت شہرت دارد (حاشیہ نبراس نمبر 3 صفحہ 475 از بر خوردار لسانی) (یعنی ان کا یہ کہنا کہ غنیۃ الطالبین کی نسبت ان کی طرف غلط ہے اس کی شہادت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی دلیلیت جو ان کے ترجمے میں ہے سے بھی ملتی ہے

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس میں کہتے ہیں 73 فرقے ہیں اسلام کے ایک جنتی باقی جہنمی ایک گروہ ہے اس کو جنتی قرار دیا۔ اور سنی مناظر نے کہا کہ اہل حدیث سے مراد محدثین ہیں تو یہ کہتے ہیں جنت میں جانے والے اہل سنت ہیں لیکن کہتے ہیں اہل سنت کس کو کہتے ہیں تو یہ صاحب فرماتے ہیں اہل بدعت کی بعض نشانیاں ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں وہ حدیث کی تحقیر کرتے ہیں زندیق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو جھوٹا کہتے ہیں قدر یہ اہل حدیث کو جھوٹا کہتے ہیں اہل حدیث کو مشرک کہتے ہیں رافضی اہل حدیث کو ناموسی کہتے ہیں یہ سب ایسی باتیں اس لئے کہتے ہیں کہ انہیں اہل سنت کے ساتھ دشمنی و تعصب ہے۔ اور اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اہل حدیث۔

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اہل حدیث اور انہوں نے کہا تھا کہ اہل حدیث سے مراد محدثین ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ محدثین جنت میں جائیں گے باقی سب جہنم میں جائیں گے اور بدعتی جو اپنا نام اہل سنت رکھتے ہیں ان کا اس نام سے کوئی تعلق نہیں اہل سنت کا صرف ایک ہی نام ہے اہل حدیث۔ (نام ختم)

فرماتے ہیں: اس کی نسبت حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہرگز صحیح نہیں اگرچہ اس کی نسبت آں جناب کی طرف شہرت حاصل کر گئی ہے۔

مناظر اہل سنت (جوابی تقریر)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد :

کل گئے کلشن گئے جنگلی دھتورے رہ گئے
عقل والے چل بے کچھ بے شعورے رہ گئے

مولوی صاحب! بات ادھر ادھر لے جانے سے کام نہیں چلے گا ہم جن اہل حدیثوں کو بے ایمان کہتے ہیں، گستاخ کہتے ہیں، وہ اہل حدیث وہ ہیں جنہیں انگریز نے "اہل حدیث" کی سند دی اور انہوں نے درخواستیں دے کر ان سے یہ سند لی ہے یہ دیکھ لیں اپنے مولوی صاحب کی کتاب "اشاعت السنۃ"۔

وہ گئی بات محدثین کی جنہیں عربی میں اہل حدیث کہتے ہیں، تو سنو! ہم بھی کہتے ہیں الحمد للہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کون محدث۔۔۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کون محدث۔۔۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کون محدث۔۔۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کون محدث۔۔۔ اور واقعی یہی اصلی اہل سنت ہیں اور یہ اور ان کے ساتھ والے ان کے "مقلد" یہ سب جنت میں جائیں گے اور ہم جن کو غیر مقلد وہابی کہتے ہیں وہ کچے روز فی ہیں وہ روزخ میں جائیں گے۔ اور وہ کون ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بت کہیں، جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو کافر کہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو گدھے کے خیال سے برا کہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کروائیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ نبی شہداء کو زانیہ کہیں۔ اس طرح کی باتیں کرنے والوں کو ہم کہتے ہیں کہ یہ اہل حدیث

نہیں یہ اہل خبیث ہیں اور یہ اہل جہنم ہیں اس لیے کہ جو حدیث کا اہل ہو وہ ایسا بے ایمان کافر و گستاخ نہیں ہو سکتا۔

(تو جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہے کہ اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں تو درست فرمایا ہے کیونکہ جتنے محدثین اور ائمہ ہیں وہ اہل سنت ہی ہیں اور تم اہل حدیث جو اصل میں وہابی اسماعیلی، احمدی ہو تم نے اپنے اوپر اہل حدیث کا لیبل لگایا ہے اور وہ بھی انگریزوں سے لے کر) اور پھر مولوی صاحب آپ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے موئی سہاگ مجذوب والا واقعہ بڑے چسکے لگا کر پڑھا ہے۔

تو ذرا ادھر بھی دیکھو یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے "القول الجلی" یہ ملفوظات ہیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ادھر بھی ملفوظات، ادھر بھی ملفوظات یہ دیکھو یہاں اس کتاب کا صفحہ 448 ہے اس پر وہی پورا واقعہ موجود ہے جو تم نے پڑھا تھا فرمایا احمد آباد سے گزرتے وقت ان کی قبر پر جانا ہوا وہ ایک مشہور مجذوب تھے۔

اور تم لوگوں کو شرم آنی چاہئے مجذوب پڑھ کر پھر بھی فتوے لگاتے ہو جبکہ تمہارا سماج المکمل "دالا بابا نواب صدیق حسن کہتا ہے کہ مجذوب جو حالت جذب و سکر میں ہوتا ہے اس پر فتوے لگانا جاہلوں کا کام ہے اور یہ بے وقوفی ہے۔

ادھر احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے موئی سہاگ والا واقعہ بیان کیا اور تم استغفر اللہ، استغفر اللہ پڑھ کر غلط تاثر دے رہے تھے حالانکہ وہ ساری باتیں مجذوب کی ہیں اور مجذوب ہوتا ہی وہ ہے جو عشق الہی میں اپنے آپ سے بے خبر ہوتا ہے اور ایسے شخص پر شریعت کا قلم نہیں چلتا اس لئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ مجذوب صاحب تحقیق ہے یعنی وہ اپنی حالت سکر میں جو کہہ رہا ہے وہ اس کی حالت کے مطابق درست ہے۔ یہ کوئی ہمارا عقیدہ

نہیں جو مجذوب نے کہا، بلکہ جو کہا وہ ایک حالت میں کہا وہ اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن جو صاحب عقل و دانش اور صحیح العقل ملک ہیں، جو مجاور ہیں وہ زندیق ہیں۔ اب بتاؤ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور کیا کہتے؟ انہوں نے مجذوب کے کلام کو کوئی اپنا عقیدہ نہیں کہا بلکہ جب مجذوب کہہ دیا تو اس پر فتویٰ تو نہیں لگتا صرف اس کی حالت کو بیان کیا کہ وہ شریعت کے مقابلے میں نہیں آتا لیکن جب اس پر حال کی کیفیت آجائے تو پھر اس کے اپنے بس کی بات نہیں ہوتی۔

تو اگر صرف مجذوب موئی سہاگ کا واقعہ بیان کر کے احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ بریلوی گستاخ ہو گئے، مشرک ہو گئے تو پھر یہی واقعہ انہی لفظوں سے لکھ کر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشرک کیوں نہیں ہوئے؟ اور تمہارے بڑوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جہد اعلیٰ اور گیارہویں صدی کا مجدد لکھا ہے پھر وہ کافر کیوں نہ ہوئے؟

اب اپنے گھر کی گواہی بھی لو۔

یہ کتاب "کرامات اہل حدیث" میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ میں صرف ان کے مستند علماء ہی کی باتیں پیش کروں گا ان کے مستند عالم عبد المجید خادم سوہروردی صاحب اس کتاب کا صفحہ 20 ہے کہتے ہیں قاضی عبدالرحمان صاحب پٹیالوی کا بیان ہے کہ نابعد میں ایک مستان فقیر تھا جو بالکل تنگ دھڑنگ اور مجذوب تھا کسی نے قاضی صاحب سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس سے ملنے کا ارادہ فرمایا، فرمایا اکل چلیں گے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے جب آپ چلے ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے کہنا شروع کر دیا کپڑے لاؤ بزرگ آرہے ہیں۔ اب دیکھیں وہ اسٹیشن سے اترے مجذوب کو گھر میں پتہ چل گیا کہ کون آرہا ہے اب یہی بات اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ دی جائے کہ انہیں پتہ چل جاتا ہے تو ان وہابیوں کے نزدیک مشرک ہو جاتا

ہے۔

مجدوب نے کہا کپڑے لاؤ بزرگ آرہے ہیں مجھے ان سے حیا آتی ہے قاضی جی کے پہنچے سے پہلے ہی اس نے کپڑے اوڑھے جب آپ پہنچے نہایت مکریم سے آپ سے پیش آیا اور دیر تک آپ سے علم و سلوک کی باتیں کرتا رہا۔

اب دیکھیں ہے مجدوب لیکن کبھی کبھی سلوک کی باتیں بھی کر لیتا ہے کبھی کبھی علم کی باتیں بھی کر لیتا ہے۔ پھر اس مجدوب نے کھانا کھایا اور کہنے لگا جو مزہ آج آیا کبھی نہیں آیا جب آپ تشریف لے گئے اسی طرح پھر کپڑے اتار کر پھینک دیئے اور مستانہ ہو گیا۔ اس سے پتہ چلا کہ مجدوب بھی کوئی ولیوں کی، فقیروں کی قسم ہوتی ہے تب ہی تو قاضی صاحب سیشل زیارت اور ملاقات کو گئے۔ یہ میرے پاس ہے ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مرقاة اس میں وہ اولیاء اللہ کی کئی قسمیں ذکر کرتے ہیں ان میں مجدوبوں کو بھی ولیوں کی قسم میں شمار کیا ہے اور آپ کو مجدوبوں پر فتوے لگاتے ہوئے شرم آتی چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوداؤد کی روایت ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے شریعت کا قلم اٹھایا گیا ہے:

- 1- سونے والا جب تک جاگ نہیں جاتا۔
- 2- نابالغ جب تک بالغ نہ ہو جائے
- 3- اور معتوہ ایسا شخص جس کی عقل میں کچھ ہو۔

اور یہ جو مجدوب ہوتے ہیں ان کی عقل ساتھ نہیں ہوتی اور وہ وجہ کیا ہے آپ کے ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ وہ نشہ عشق الہی میں ڈوبے ہوتے ہیں اور جدھر دیکھتے ہیں خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ ایسے لوگوں پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔

حضرات: آپ نے دیکھا وہابی مناظر نے شرائط کی وجہاں ازائیں لیکن ہم نے حق کی خاطر قربانی دی مبر کیا اور الحمد للہ آپ نے دیکھا کہ ان کے جتنے اعتراضات تھے میں نے ان سب کا ایک ایک کر کے منہ توڑ جواب دیا ہے، جبکہ ان کی طرف سے ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا

اس عبارت کا جواب نہیں آیا اور اسی طرح یزید کو رضی اللہ عنہ کہنے کا جواب کوئی نہیں آیا۔ نبی ﷺ کی قبریں گرانے کا فتویٰ دیا، جواب نہیں آیا اسی طرح یہ دیکھیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ لکھا ہے یزید رضی اللہ عنہ (مناظر اہل سنت نے ان کی کتابیں دکھائیں) یہ انکا عقیدہ ہے جبکہ اللہ کا قرآن کہتا ہے ہر بندے کو ہم اس کے امام کے ساتھ اٹھائیں گے۔ سنی حسین علیہ السلام کے ساتھ جائیں گے اور یہ یزید کے ساتھ جائیں گے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا، یزید کا فرہے۔ بڑے بڑے ائمہ نے فرمایا یزید کا فرہے امام تقی زانی رحمہ اللہ نے کہا۔ شرح عقائد کے اندر موجود ہے تفسیر روح المعانی کے اندر موجود ہے جلد نمبر 14۔

اہل حدیث مناظر: حوالہ نکالو۔

سنی مناظر: جلد نمبر 14 میں آپ فرماتے ہیں میرے نزدیک وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس کے علاوہ درجنوں حوالے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: عبارت کو پڑھو ناں۔

سنی مناظر: میں نے حوالہ دے دیا ہے کتاب ان کو دے دو اگر حوالہ نہ ہو تو ہم سے بات کریں۔ اب ان کی تہی راسنی کا اندازہ آپ کو ہو گیا ہو گا، کس طرح ثابت کرنا چاہتے تھے شاہ

اسماعیل دہلوی کو حنفی۔ حوالہ کس کا پیش کیا دیوبندیوں کا۔ حالانکہ 50 مرتبہ اس بندے نے کہا دیوبندی کون ہے۔۔۔۔۔ کافر۔ کیا آپ کے پاس کافروں کے حوالے رہ گئے ہیں۔

چوہدری امتیاز صاحب! میں کہتا ہوں بھائی صاحب آپ پیپلز پارٹی کے کینیڈیٹ ہیں، بندہ مسلم لیگ کا پیپلز پارٹی والوں کے لئے اپنی لیڈر شپ کی بات ماننا حق ہے اب ان کو کبوجی نون والے یہ کہتے ہیں وہ کہیں گے نون والوں سے ہمارا کیا تعلق۔ اوئے ہم سے بات کرو اہل سنت کی ہمارے کس عالم نے لکھا کہ شاہ اسماعیل دہلوی حنفی ہے یا فلاں ہے اگر دیوبندی اس کو اپنا کہتے ہیں ہمارا فتویٰ دیوبندیوں پر بھی اسی وجہ سے کہ وہ اسماعیل دہلوی کا دفاع کرتے ہیں۔ ساری زندگی اہل حدیث ڈیفنس کرتے رہے آج ایک سنی ہترنے، سنی بیٹے نے حق ظاہر کر دیا ہے کہ یہ گستاخ ہیں۔

الحمد للہ! ہم نے مناظرہ لاہور سے منگوائے نہ پشاور سے منگوائے یہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے طلباء کی ٹیم ہے سید حسین الدین شاہ صاحب کا حسن کردار اور ان کی تعلیم آج رنگ دکھا رہی ہے اپنا رنگ۔

الحمد للہ! کہ کس طرح آج ہم نے اہل سنت کے عقائد کا دفاع کیا ہے اور ایک ایک بات کا جواب دیا ہے اور رہ گئی بات مولانا پھر آپ نے جو کہا اہل حدیث جنت جاکیں گے تو میں نے بتا دیا وہ محدثین جاکیں گے، اور ان کے ماننے والے، اور اس سے اہل حدیث کہ ان کو پہلے کہتے تھے وہابی یہ مراد نہیں۔ اور پہلی مرتبہ صدر مناظرہ بڑا اچھا تھا کہ ہم وہابی نہیں ہیں وہابی نہیں ہیں الحمد للہ! ان کے چکلے چھڑا دیئے ہیں ابھی حوالے بہت پڑے ہیں میرے پاس کیوں کہ

جب انہوں نے ریال لینے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ابن عبد الوہاب مجددی کے ماننے والے ہیں اور وہابی ہیں۔ جب سنیوں کے آگے آئے ہو تو ٹھہرتے ہوئے کہتے ہو ہمارا ان سے کیا تعلق ہے؟

منہا منہا ہپ ہپ کوزا کوزا قہو تہو

آج الحمد للہ میں کہتا ہوں پاکستان کے کسی مناظرے کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا ہو گا شاہ اسماعیل کافر، سید احمد کافر خود انہوں نے کہا عبدالحی بڑھانوی کافر اور کہتے ہیں عنایت اللہ اثری کافر ہے اور ہم نے تو پہلے ہی اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے۔

سنی معاون مناظر : ایک آج مان کر اٹھا بھی ہے تھوڑی دیر پہلے۔

سنی مناظر : اور پھر ساری زندگی انہوں نے دفاع کیا شاہ اسماعیل دہلوی کا آج جب اس نے گھوڑے کو خدا کہا مولوی کے چھکے چھوٹ گئے کہ میں اس کا کیسے ذی نفس کروں اور دو گھنٹے اس پر ضائع کر دیئے ہیں کہ متنازع ہے اور حوالہ کس کا پیش کیا ابو بکر رازی کا۔ ابو بکر رازی ہے کون۔۔۔۔ دیوبندی۔

مولوی صاحب! مناظرہ وہابیوں کے ساتھ نہیں دیوبندیوں کے ساتھ نہیں بریلوی سنی پتر کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے دیوانے کے ساتھ ہو رہا ہے۔ میں نے الحمد للہ آپ کے سامنے بتایا دیوبندیوں کے یہ گستاخ۔ نبیوں کے یہ گستاخ۔ خدا کی ذات کے یہ گستاخ۔ کوئی جواب نہیں دیا اپنے بڑے کی عبارت کا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

آپ کے سامنے اللہ کی ترکیب عقلی کے بارے میں جواب نہیں دیا، میں نے یہ چھاوحدت کی قسموں کا اور سب کو کفر کہہ دیا جواب نہیں آیا۔ شرک کی تعریف جواب نہیں دیا۔ اور اس کو اتنا پتہ نہیں تھا کہ وحدت کی کتنی قسمیں ہیں اس نے کہہ دیا کلہم کفر جواب نہیں دیا۔ لہذا الحمد للہ میں نے دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ غیر مقلد وہابی اللہ ﷻ، رسول اللہ ﷺ اور ولیوں کے گستاخ ہیں اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔ (تاتم ختم)

اہل حدیث مناظر (آخری تقریر)

سنی بریلوی علماء کا یہ دعویٰ کہ غیر مقلد اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے جب انہوں نے شرائط لکھیں آدھا مناظرہ وہیں ہار گئے۔ انہوں نے ثابت کیا کرنا تھا کہ اہل حدیث مذہب گستاخ مذہب ہے اگر یہ تو ہوتا تاں کہ علماء اہل حدیث کی عبارات پیش کی جائیں مگر تو یہ عبارات پیش کر سکتے یہ پورے مناظرے میں آؤت، آؤت آف فزم چلتے رہے آؤت آف روڈ چلتے رہے۔

اب یہ دیکھو ہم نے یہ حوالہ پہلے پیش کیا تھا، فتاویٰ علماء اہل حدیث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 12 یہ مکمل حقیقت ہے کہ مسلک اہل حدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی ہے رائے قیاس، اجتہاد، قیاس اور اجماع یہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول کے ماتحت ہیں ارشاد خداوندی ہے:

"اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء۔"

فردی اختلاف سے دامن بچا کر صرف کتاب و سنت پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے صرف ائمہ حدیث ہیں جو افعال الرجال کو دینی امور کے لئے ماخذ قرار نہیں دیتے اصول کی بناء پر اہل حدیث کے نزدیک ہر ذی شعور مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ اور ان کے خیالات کو کتاب و سنت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ترک کر دے۔ اگر کتاب و سنت کے مطابق ہیں تو مان لے ورنہ چیموز وک نہ منے

یہ حوالہ پہلے پیش کیا تھا علماء اہل حدیث کے فتاویٰ ان کے مقالہ جات بلکہ دیگر علماء امت کے فتاویٰ اسی حیثیت میں ہیں۔

سنی مناظر: اس پر فتویٰ دے دیتے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: چلو خاموش

جملہ علماء امت نے بھی بالاتفاق یہی کہا کہ ہمارے افعال و فتاویٰ کو کتاب و سنت پر پیش کرنا اگر خلاف پاؤ تو اس کو چھوڑ کر کتاب و سنت کو مقدم دیکھو۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی بات کتاب و سنت سے ٹکرائی جھوڑ دیا جہاں شاہ اسماعیل کی ٹکرائی جھوڑ دیا۔ تنازع ہونے کے باوجود ہم نے اس کی بات نہیں مانی۔

سنی مناظر: حکم لگاتے ہیں مولانا چھوڑنے سے تو کام نہیں بنے گا۔

نچ صاحب، سنی مناظر سے: آپ خاموش ہو جائیں۔

سنی مناظر: دیکھیں یہ شرائط کے اندر موجود ہے یہ حکم لگائیں۔

سنی صدر مناظر: دیکھیں کیا یہ شرائط کے اندر بات کر رہے ہیں؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے چھوڑ دیا یہ شرطوں کے اندر موجود ہے اسی پر حکم لگائیں گے پھر آگے جائیں گے۔

مناظرہ آرگنائزر صاحب سنی صدر مناظر سے: آپ خاموش ہو جائیں۔

سنی صدر مناظر: نہیں نہیں ہم نے پہلے کہا کہ اگر یہ شرائط کے اندر گفتگو کریں تو ہم نہیں بولیں گے شرط کی خلاف ورزی کی ہے۔

اہل حدیث مناظر: کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ احمد رضا خان نے بھی یہ لکھا کہ ابھی کفر اس کا واضح نہیں ہو لہذا کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے پھرتے ہو یہاں پر کیونکہ تم کہتے ہو شاہ اسماعیل کافر اور احمد رضا کہتا ہے میں کافر نہیں کہتا۔

سنی صدر مناظر: جو کافر کہے اس کو منع بھی نہیں کرتا۔

اہل حدیث مناظر: خاموش اور پھر خود کہتا ہے جو کافر کو کافر نہ کہے خود بھی کافر تو ثابت ہو احمد رضا خود بھی کافر۔ اور دوسری بات دیکھو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے بریلویوں کے حوالے پیش نہیں کئے مگر یہ یہ صفحہ نمبر 29 کی عبارت ان کو دی تھی انہوں نے جواب نہیں دیا۔ سنی مناظر: کوئی کتاب۔

اہل حدیث مناظر: کتاب زلزلہ۔

کہتے ہیں دیوبندی مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان۔

سنی معاون مناظر: دونوں کے بڑے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: خاموش تقویۃ الایمان دیوبندی مذہب کی ہے کون لکھنے والا ہے بریلوی ابھی انہوں نے سیتے پر ہاتھ مارا تھا ناں کہ دیوبندی کی عبارت پیش نہ کرنا۔

سنی مناظر: جو فتاویٰ نذیریہ کے اندر یہ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان عین ایمان اور اس کا انکار عین کفر ہے یہ عبارت آپ کے صدر مناظر نے خود پڑھی۔ وہ (نذیر حسین دہلوی) کہہ رہے ہیں اس کا ماننا ایمان اور انکار کفر اور آپ کہہ رہے ہیں کہ جھوٹا ہے۔

اہل حدیث مناظر: اس عبارت پر نشان لگا کر دیں تو جواب لے لیں

سنی مناظر: کتاب دسے رہا ہوں گفتگو شروع کریں۔

اہل حدیث مناظر: اگر شاہ ولی اللہ اہل حدیث تھا تو سارے اہل حدیث جنتی۔

سنی مناظر: میں نے پہلے کہا یہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سب کے مشترک ہیں۔

اہل حدیث مناظر: خاموش۔

سنی مناظر: جس طرح امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو سارے مانتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سارے مانتے ہیں اب آپ ان کو بھی کہنا شروع کر دیں گے۔

اہل حدیث مناظر: اگر شاہ ولی اللہ اہل حدیث نہیں تھا تو اس کے حوالے ہمارے خلاف کیوں پیش کئے اگر یہ اہل حدیث تھا تو اہل حدیث سارے جنتی، بریلویوں نے لکھا۔ سنی مناظر: کس بریلوی نے لکھا؟ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ والی بات کا جواب میں نے پہلے دے دیا ہے۔ کس بریلوی نے لکھا ہے کہ اہل حدیث جنتی؟

اہل حدیث مناظر: ٹائم روکو۔

آرگنٹائر صاحبان: آپ گفتگو جاری رکھیں۔

سنی مناظر: ٹھیک ہے جی ٹائم آن رکھیں۔

اہل حدیث مناظر: ٹائم آن کرو جی صفحہ نمبر 186 یہ کہتے ہیں کہ محدثین جنت میں جائیں گے 73 فرقے 72 جہنمی جنتی کون ہے محدثین باقی کوئی جنت میں نہیں جائے گا سن لو۔ ان کے بقول محدثین جنت میں جائیں گے ان سے مراد یہ ہے سارے اچھا حالانکہ یہ بات نہیں ہے انہوں نے 73 فرقے بنائے اور کہا اہل السنۃ کا ایک ہی گروہ ہے اہل السنۃ جنت میں جائے گا محدثین کی بات نہیں کی۔

سنی مناظر: اچھا محدثین اہل سنت سے خارج ہیں؟

اہل حدیث مناظر: خاموش۔ اہل ملت کا صرف ایک ہی نام ہے یعنی اہل حدیث عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس کے متعلق سنی مناظر نے کہا کہ ہم بھی انہیں مانتے ہیں اور وہ بھی کہتے ہیں اہل سنت جنت میں جائیں گے اور اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اہل حدیث۔

اچھا تفسیر ثنائی کی انہوں نے بات کی تھی تفسیر ثنائی سے ثناء اللہ امر تسمیٰ نے جو غلط مسائل تھے ان سے توبہ کر لی تھی، اب انہوں نے کہا جو تصوف میں صوفی ہیں جو مرضی کرتے پھریں اللہ کی بیوی بن جائیں انہوں نے اس کو اجازت دی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں جانتے تھے صوفیت کو کوئی صحابی صوفی نہیں تھا۔

سنی مناظر، رہنما نذر صاحبان سے: دیکھیں یہ زیادتی کر رہے ہیں۔

اہل حدیث مناظر: ٹائم آؤٹ کر لو جی۔

سنی مناظر: دیکھیں یہ زیادتی کر رہے ہیں ہم نے جواب دے دیا ہے کہ جیسے انہوں نے لکھا ہے مجذوب شے ہم نے بھی لکھا مجذوب تھے۔

اہل حدیث صدر مناظر: ہم نے نئی بات کونسی کی ہے۔

اہل حدیث مناظر: ہم تو وہی پرانی بات کر رہے ہیں۔

سنی مناظر: جب جواب ہو گیا ہے تو کیوں کر رہے ہو۔

سنی صدر مناظر و مناظر: ٹائم آن کر دیجی

اہل حدیث مناظر: ٹائم آن کر دیہ کہتے ہیں کہ یہ مجذوب تھے امارا استدلال کیا ہے صوفی صاحب تحقیق۔

سنی مناظر: صوفی صوفی

اہل حدیث مناظرہ: اس صوفی نے تحقیق کر کے اللہ کی بیوی بن گیا صوفی تحقیق کر کے بنا
مخدوب پاگل دیوانہ نہیں تھا، صاحب تحقیق تھا ایسے صوفی کو جو اللہ کی بیوی بنے لٹکا دینا چاہئے۔
سنی صدر مناظرہ: بات صوفی نے کی تھی عالم نے نہیں کی تھی۔
اہل حدیث مناظرہ: ٹائم آؤٹ کر دو۔

(ٹائم ختم ہو گیا)

مناظرے کے بعد

تقریباً ساڑھے سات آٹھ گھنٹے پر مشتمل اس تاریخی و انقلابی مناظرہ کے بعد ”اہل سنت نے وہیں جشن فتح کا نظارہ پیش کیا“ جب فریقین نے اپنی اپنی کتابیں سیٹ لیں تو نوجوانان اہل سنت نے فی الفور ہماری ہار پوشی کا بندوبست کیا اور مناظرے کی ٹیم پر گلاب کی پتیوں کی بارش کر ڈال اور جائے مناظرہ پر ہی سنی علماء و عوام نے قریشی صاحب کو فرط جذبات میں اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور وادئی نجد میں زلزلہ پھا کر دینے والے وہابیت شکاف نعروں سے ان بچارے شکست خوروں کو مہیہوت الحواس کر ڈالا۔

فاتحین مناظرہ نے شکرانے کے نقل ادا کیے، درود و سلام اور دعائے تشکر کے بعد ہمارا قافلہ حق و صداقت اپنی عظیم تر، نقید المثال مادر علمی گلستان مہر علی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کی جانب روانہ ہوا جہاں ٹیٹ کے ذریعے براہ راست سارا مناظرہ ملاحظہ کرنے والے اساتذہ، علماء و طلباء کرام اپنے سنی شیروں کے استقبال کے لئے بے قرار تھے جو نئی ہمارا قافلہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سکسٹھ روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے مرکزی گیٹ پر پہنچا تو رات 4 بجے پورا گلستان مہر علی بلکہ پورا علاقہ۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔ سیدی یا رسول اللہ۔۔۔ ہم صدقے یا رسول اللہ۔۔۔ لبیک یا سیدی یا رسول اللہ۔۔۔ نعرہ حیدری یا علی۔۔۔ نعرہ غوثیہ۔۔۔ یا غوث اعظم۔۔۔ مستگیر۔۔۔ تاجدار گولڑہ سید تاثیر سید مہر علی شاہ صاحب۔۔۔ زندہ باد۔۔۔ فیض رضا جاری رہے گا۔۔۔ فیضان اعلیٰ حضرت زندہ باد۔۔۔ دین و ملت کی ضیاء سید حسین الدین شاہ

— سینوں کا شہنشاہ، سید حسین الدین شاہ — سیرت حسین صورت حسین، سید حسین سید حسین — فیضان سادات سلطانپور زندہ باد — مفتی حنیف قریشی، زندہ باد — وغیرہ کے پرجوش اور بلند دبانگ نعروں سے جامعہ کے درودیوار گونج اٹھے، اللہ ہو کی ضربیں اور مولای صل وسلم کی روح نشیں صدائیں بکے لبوں پر جاری تھیں کہ اچانک کاشانہ اقدس سے وہ ہستی طلوع افروز ہوئی جسکی دعاؤں، محنتوں، تعلیم و تربیت اور دعوات صالحہ کا شمر آج ”اہل سنت“ کی فتح کی صورت میں ان کے روحانی بیٹوں کو مل چکا تھا۔

میری مراد مصلح امت، رونق بزم علم و عرفان، سید السادات، استاذ الاساتذہ، ہزار ہا علماء و خطباء و قراء و حفاظ کے استاذ گرامی مرتبت، آفتاب قادریت، مہتاب چشتیت، قاسم فیضان مصطفیٰ ﷺ، وارث علوم مرتضیٰ اکرم اللہ وجہہ الکریم، قول بارگاہِ غوث جلی، پروردہ مہر علی، امین روایات بابو جی، جانشین نقیب العصر حضرت علامہ ابو الخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب کاظمی چشتی قادری سلطانپوری مد اللہ تعالیٰ ظلہ العالی علینا بالعفو والعافیۃ والصحة واللطف والکرم والعزۃ والوقار سرپرست اعلیٰ عظیم المدارس اہل سنت پاکستان، بانی و مہتمم جامعہ رضویہ فیاء العلوم راولپنڈی آپ کے تشریف فرما ہوتے ہی مناظر اسلام علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب در اقم آپ کے قدوم منیت لزوم میں بیٹھ گئے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی، آپ کی معیت میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں مناظرے کی لمحہ بہ لمحہ روئیداد عرض کی اور آپ سے دعائیں لیں۔

صبح ہوتے ہی یہ خبر ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی کہ حق کی ابا بیلوں نے بے ادبی و گستاخی کے بڑے بڑے ہاتھیوں کو روند ڈالا ہے۔ اہل سنت کے حلقوں میں فتح کا جشن قابل دید تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم جان کائنات اے صدقہ گستاخان رسول کے مکروہ چہروں کو

بے نقاب کر دیا تھا۔ دوسرے روز ہی علی الصبح سلطان المناظرین، شیر اہل سنت، میرے استاذی المکرم حضرت علامہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب آف فیصل آباد کا قبلہ استاذی کو فون آیا اور بے انتہاء خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا اور صدا مبارکباد دی فرحت و انبساط کے عالم میں فرمایا کہ آپ پنڈی میں "جشن فتح مبین" رکھیں اور میں خود مناظرہ نیم کے سروں پر دستار فتح سجانے کے لئے آؤں گا۔

چنانچہ مورخہ 13 مارچ 2009 بروز جمعہ المبارک گلستان مہر علی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں عظیم الشان "فتح مبین کانفرنس" کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کے تمام تر انتظامات کی نگرانی جگر گوشہ شیخ الحدیث حضرت علامہ صاحبزادہ سید انعام الحق شاہ صاحب ضیائی و نور چشم مصلح امت نوجوان مذہبی سکالر حضرت علامہ صاحبزادہ سید حبیب الحق شاہ صاحب ضیائی نے فرمائی۔ خیال رہے کہ حضرت صاحبزادہ سید حبیب الحق شاہ صاحب ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مناظرہ نیم کے کوچ کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے اور لمحہ بہ لمحہ مناظرین کی نہ صرف راہنمائی فرمائی بلکہ عزم پیہم اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ پوری نیم کے قلوب و ذہن میں اجاگر کیا۔ اس فتح میں آپ کی محنت کا بہت بڑا حصہ ہے

آدم بر سر مطلب! حسب وعدہ اس کانفرنس میں سلطان المناظرین استاذی علامہ سعید احمد اسعد صاحب بروقت تشریف فرما ہوئے راقم الحروف نے ناظم اسٹیج کے فرائض سنبھالے عوام کا غما نہیں مارتا ہوا سمندر اس کانفرنس میں بڑے جوش و ولولے سے شریک ہوا۔ کانفرنس سے محقق اہل سنت حضرت علامہ مفتی ضمیر احمد ساجد صاحب امیر جماعت اہل سنت اسلام آباد، مجاہد اہل سنت حضرت علامہ حافظ محمد اقبال نعیمی صاحب، فخر السادات حضرت علامہ صاحبزادہ سید رضاء المصطفیٰ شاہ صاحب بخاری، خطیب شبیر حضرت علامہ محمد اسلم ضیائی،

جناب قاری عبید احمد سنی صاحب دودگیر علانے کرام نے خطاب فرمایا اور نوجوان مناظرین اہل سنت کو خوب خوب خراج تحسین پیش کیا۔

فاتحین مناظرہ:

علامہ مفتی محمد حنیف قریشی، راقم خادم اہل سنت سید امتیاز حسین شاہ کا علمی، علامہ مفتی نذیر احمد قریشی، حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالناصر لطیف، مولانا محمد منیر حیدری، مولانا داؤد احمد، مولانا میر ظہیر احمد القادری، صاحبزادہ سید وضاحت حسین شاہ اور نگران مناظر نعیم مسعود العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اسحاق ظفر صاحب، جگر گوشہ فتح الہدیٰ حضرت سید حبیب الحق شاہ ضیائی دودگیر شرکاء کے سروں پر حضور قبلہ مصلح امت اور سلطان المناظرین نے اپنے دست مبارک سے ”دستار فتح“ سجائی اس کے بعد مناظر اسلام شیر اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کو خطاب کے لئے بلایا گیا وہ پرجوش استقبال کا منظر تحریر سے باہر ہے کہ عوام اہل سنت نے کس طرح اپنے اس شیر کا استقبال کیا۔ قریشی صاحب کے خطاب میں وہ منظر کبھی بھی کوئی منصف مزاج شخص فراموش نہیں کر سکتا جب آپ نے اپنی اس تمام ترفیع و کامیابی کو اپنے کریم مرشد گرامی اور استاذ محترم مصلح امت سید السادات حضرت علامہ ابوالخیر سید حسین الدین شاہ صاحب و تمام آل سیدہ و ہر اد سلام اللہ علیہا کے نام کر دیا۔ فرط جذبات میں وہ اشکبار ہو گئے اور اس وقت ہر آنکھ پر نم تھی شاید ایسے ہی مواقع دیکھ کر راقم نے ان کے لئے ایک باریہ شعر کہا تھا:

لے مہاراند کبھیں اسے اہل زمانہ

ہر وقت ہے یہ آل محمد علیہ السلام کی نظر میں

قبلہ قریشی صاحب کے خطاب کے بعد، مصلح امت، سید السادات حضرت استاذ الکریم قبلہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب نے مختصر خطاب فرمایا۔ آخر میں سلطان المناظرین نے کفر سوز اور باطل شکن خطاب فرمایا اور قبلہ قریشی صاحب کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔ بعد ازاں مناظرہ کی سی ڈی ملک کے طول و عرض میں لاکھوں کی تعداد میں خریدی گئی اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ غیر مقلدین نے اپنی شرمندگی چھپانے کیلئے ایک عجیب ڈرامہ کیا کہ مناظرہ میں غیر مقلدین کی طرف سے مقرر کئے گئے ٹائم کیپر افضل قادری نے ملک کے طول و عرض میں جا کر کہا کہ میں مناظرہ دیکھ کر اہل حدیث بن گیا ہوں لیکن لوگوں پر جب حقیقت حال منکشف ہوئی تو انہیں منہ کی کھائی پڑی اور کئی مقامات سے شخص مذکور کو ذلیل و رسوا ہو کر لوٹا پڑا اور ملک کے طول و عرض سے مناظرہ دیکھ کر سیکڑوں لوگوں کے باطل مذہب سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت میں داخل ہونے کی اطلاعات ہیں۔ **قللہ الحمد**

طالب دعا:

راقم سید امتیاز حسین کاظمی

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب کی تصانیف

- نداء الاخیار
- آزر کون؟
- شطحيات اولیاء
- نظریہ وحدۃ الوجود و علامہ ابن عربی وابن تیمیہ
- انوار الثقلین فی تذکرۃ السیدین
- مقالات ضیائیہ (زیر طبع)
- ملفوظات ضیائیہ (زیر طبع)
- غازی ممتاز حسین قادری اور شباب اسلامی پاکستان (زیر طبع)
- محدث دہلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت (زیر طبع)

اسلامک بکھولڈ پرائز

اقبال روڈ، راولپنڈی

فون نمبر 051-5536111-0345-5543797